For Muslim University Muslim students.

یہ کتاب خاص شیعہ مذہب سے

# جعفری باش گر خدا خواہی

نسخہ

# کشف الحقائق فی احوال جعفر الصادق

یعنی

سلسلۂ تاریخ الائمہ علیہم السلام کی دوسری کتاب متضمن تاریخ امام ششم امام بحق ناطق حضرت جعفر بن محمد الصادق علیہما الصلواۃ و السلام یعنی تفصیلی حالات آنحضرت علیہ السلام کے مع مختصر کوائف اصحاب مقبولین ارکانِ مجلس بہشت آئین و کیفیتِ مخالفین و معاندین از خلفاء متغلبین و علماء جاحدین و منکرین +

مصنفہ

جناب فضیلت مآب سیادت انتساب مولینا و مقتدانا مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ سہانپوری دام ظلہ العالی مدرس اول علوم شرقیہ ایم بی سکول لدھیانہ مصنف کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین وغیرہ

## سنہ ۱۳۲۱ ہجری المقدس

در مطبع مفید عام واقع لاہور طبع شد

# اعلان

## انتصار الاسلام طبع دوم

تمام دنیا میں یہ اپنے رنگ کی پہلی کتاب ہے۔ جس میں دلسوز ریفارمر قوم وحید العصر و فرید الدہر مسکوز بادۂ حُبّ مولوی حکیم سید غلام حسنین صاحب کنتوری لا زالت شموس فاضلہ طالعۃ والاقمار افادتہ ساطعۃ فی المشرقین والمغربین مصنف کتاب نے بتائید ایزدی و الہام غیبی اپنے بستر علوم قدیمہ جدیدہ سے مقاصد مفصلہ ذیل اس خوبی سے ثابت کی ہیں کہ ہر ایک اہلِ علم و کم فہم بھی خوب سمجھ لے اور ہر کسی کے دھوکہ و فریب سے محفوظ رہیں ۔

اول تمام خوبیاں اسلام کی۔ دوم اگر تمام دنیا میں کوئی مذہب بہ تمام اصول فلسفہ قدیمہ جدیدہ کے مطابق ہے اسلام ہے۔ شریعت اسلام تمامہ مطابق عقل ہے۔ قرآن شریف کس طرح سے معجزہ ہے۔ مذہب بیاہ و فاسفورس میں کیا فرق ہے مسمریزم و معجزہ میں کیا فرق ہے۔ قیامت کا ثبوت۔ سوا نیزہ پر مغرب سے آفتاب کیسے نکلے گا۔ مخلوق خدا قیامت کے دن ایسی گرمی کی کیونکر متحمل ہو گی۔ عقلی و نقلی ثبوت معجزہ شق القمر۔ انبیاء نے مردے کس طرح سے زندہ کئے۔ مسالات تسخیر ارواح و بیان روح۔ اور جوابات اُن تمام شبہات کا جو غیر مذہب والوں نے اسلام پر کئے ہیں اور او رحالات جن کا لطف کتاب کے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم سے اور خوبی مضامین سے یہ کتاب ایسی دلچسپ اور مقبول ہے کہ طبع اول کی تمام جلدیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ اب بسبب درخواست و اصرار شائقین کے دوبارہ بہ ترتیب ابواب چھپوائی گئی۔ بنظر سہولیت خریداران قیمت صرف مبلغ عہ مقرر کی گئی۔ جو مقابلہ کتاب کچھ بھی نہیں۔ مفت کے برابر ہے ۔

ماتین فی مقتل الحسین علیہ السلام جلد اول آٹھ سو آٹھ صفحہ پر جس میں تمام عقلی اور نقلی دلیلوں اور علوم قدیمہ جدیدہ کے اصول سے اُن تمام شبہات کا جو امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں مخالفین اسلام نے کئے ہیں جواب دیا گیا ہے اس کا لطف بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت اس کی بھی ارزاں صرف مبلغ عہ

نوٹ حضرات شائقین کو واضح ہو کہ طبع اول میں اس کتاب کی قیمت مبلغ سے روپیہ تھی۔ اور وہ سب ست بدست فروخت ہو گئیں۔ اب صرف بنظر سہولیت خریداران و نصرت اسلام ۔ قیمت اس کی مبلغ عہ شائقین سے اور مبلغ عہ طلبا مدارس سے مقرر کی حضرات شائقین پتہ ذیل سے جلد طلب فرمائیں ۔

المشتہر

غلام عباس لاہور لوہاری منڈی - نانک پچھلہ

# حضرات شیعوں اور حضرات سینوں کی علم تاریخ و حدیث وغیرہ کی ان جلیل القدر کتابوں کی فہرست جن سے کتاب مستطاب کشف الحقایق فی احوال جعفر الصادقؑ ماخوذ و مستنبط ہوئی ہے معہ اسماء گرامی انکے مصنفوں کے

| | کتاب | مصنف |
|---|---|---|
| ۱ | اصول کافی | ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رہ |
| ۲ | المجالس المعروف بامالی | شیخ صدوق محمد بن بابویہ القمیؒ رہ |
| ۳ | معرفۃ اخبار الرجال | ابو عمرو محمدؐ بن عمرو بن عبد العزیز الکشی رہ |
| ۴ | الارشاد | ابو عبد اللہ محمدؐ بن محمد بن النعمان المفید رہ |
| ۵ | مناقب آل ابیطالب | محمدؐ بن علی بن شہر آشوب المازندرانی رہ |
| ۶ | الخرائج والجرائح | ابو الحسین سعید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ قطب الدین راوندیؒ |
| ۷ | الاحتجاج علی اہل اللجاج | ابو المنصور احمد بن علی بن ابیطالب الطبرسی رہ |
| ۸ | کشف الغمۃ فی معرفۃ الآئمۃ | ابو الحسن علی بن سعید فخر الدین عیسےٰ بن ابی الفتح الاربلی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۹ | کشکول | شیخ بہاء الدین محمد بن الحسین بن عبد الصمد العاملی رہ |
| ۱۰ | بحار الانوار مجلد ۱۱ | اخوند ملا محمدؐ باقر بن محمد تقی المجلسی الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۰ | در تاریخ آئمہ | |
| ۱۱ | جلاء العیون در مصائب | |
| ۱۲ | حلیۃ المتقین در اخلاق | |
| ۱۳ | تذکرۃ الآئمہ | المنسوب بہ المولی المجلسی المقدم ذکرہ |

الرسائل

| نمبر | کتاب | مصنف |
| --- | --- | --- |
| ۱۴ | مجالس المومنین | قاضی نور اللہ بن شریف الحسینی المرعشی الشوستری |
| ۱۵ | الدمعة الساکبة فی المصیبة الراتبة | محمد باقر بن عبد الکریم البہبہانی النجفی رہ |
| ۱۶ | ریاض الشہادة | محمد حسن بن الحاج المعصوم القزوینی |
| ۱۷ | حدیقہ السلطانیہ جلد امامت | سید العلماء مولانا سید حسین بن سید دلدار علی النصیر آبادی اللکھنوی رہ |
| ۱۸ | روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمان | مولانا المفتی السید محمد عباس الشوستری اللکھنوی رہ |
| ۱۹ | منابر الاسلام در مواعظ | |
| ۲۰ | استقصاء الافحام استیفاء الانتقام | آیة اللہ فی العالمین مولانا السید حامد حسین بن مولانا المفتی السید محمد قلی الکنتوری اللکھنوی |
| ۲۱ | عبقات الانوار فی اثبات امامة الائمة الاطہار | |

## کتب اہل سنت جماعت

| نمبر | کتاب | اسماء مصنفین |
| --- | --- | --- |
| ۱ | تاریخ الکامل | عز الدین علی بن محمد المعروف بابن اثیر الجزری |
| ۲ | مروج الذہب معادن الجوہر | ابو الحسن علی ابن الحسین المسعودی |
| ۳ | وفیات الاعیان و انباء الزمان | قاضی شمس الدین احمد المعروف بہ ابن الخلکان |

| | کتب اہل سنت | اسماء مصنفین |
|---|---|---|
| ۴ | تاریخ الخلفاء | شیخ جلال الدین السیوطی |
| ۵ | عمدۃ الطالب فی انساب آل ابیطالب | سید جمال الدین احمد بن علی بن الحسین الحسنی المتوفی ۸۲۸ھ |
| ۶ | روضۃ الصفا | محمد بن خاوندشاہ بن المحمود |
| ۷ | شواہد النبوت | ملا عبد الرحمن جامی |
| ۸ | روضۃ الشہدا | ملا حسین واعظ کاشفی |
| ۹ | صواعق محرقہ | شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیتمی |
| ۱۰ | جذب القلوب الی دیار المحبوب | شیخ عبد الحق دہلوی |
| ۱۱ | نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار | شیخ شبلنجی المدعو بہ مومن المصری |
| ۱۲ | ینابیع المودۃ | سلیمان بن ابراہیم المعروف بخواجہ کلاں الحسینی البلخی القندوزی |

ان کے سوا دیگر کتب و رسایل و مختصرات جلد اول بوقت تالیف کتاب ہذا پیش نظر تھیں جن کی تفصیل بموجب تطویل ہے۔ نیز اس مقام پر میں مکرمی جناب مولوی سید شریف حسین خاں صاحب ابن ارسطو جاہ مولانا السید رجب علی خاں صاحب مرحوم جگراؤنی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی فیاض توجہات سے چند نسخے کتب مذکورہ بالا سے مجھ کو بلا تقاضا تلمذ و پیش مستعار مل گئے۔ جن سے اس کام میں بڑی قیمتی مدد ملی۔ حق تعالے مولانا ممدوح کو باین عنایت بغایت عرصہ دراز تک فایز المرام و شادکام رکھے۔ آمین

راقم

مظہر الحسن الموسوی عفی عنہٗ

# فہرست مضامین کشف الحقایق فی احوال جعفر الصادقؑ بعدد صفحات

حضرات اہل سُنّت نے محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ محض کے بادّعائی خلافت منصور کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ شیعہ تھے یعنی آپ اپنے تئین امام جانتے اور جناب صادق و دیگر ائمہ طاہرین کی امامت قائل تھے اور بعض نے اِتنے ترقی کرکے یہ رای قائم کی ہے کہ حسنی سید تمام سُنّی ہوتے ہین انہین کبھی کوئی شیعہ ہُوا ہی نہین چنانچہ ہمارے ایک قدیم عنایت فرما بجنوری الاصل انباوی مسکن جنکے نام مین رغبت اور تخلّص سے ہمکو نفرت ہے۔ اور جو مدّة العمر شعر و شاعری مین رہکر اب آخری عمر مین مذہبی تصنیف و تالیف کیطرف متوجہ ہوئے ہین۔ اپنی تازہ تصنیف رسالہٗ زجر العوام عن توہین دین الاسلام مین کہ بزعم خود ردّ مذہب شیعہ مین لکھا ہے۔ ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سادات بنی الحسن مین تو ایک فرد لبشر بھی اِسطرق (شیعہ) نہ ملیگا۔ اگر ہو تو بتاؤ یجیے"۔ آپکا یہ عجیب و غریب دعوے گو چند لفظ اور ایک دو فقرہ سے زیادہ نہین الا معنےً بہت طویل الذیل اور نہایت لمبا چوڑا واقع ہُوا ہے اسکے اثبات مین دفتر کے دفتر سیاہ کیئے جائین اور ضخیم ضخیم کتابین لکھی جائین تب بھی کم ہے حیرت ہے کہ ایسے وسیع وعریض دعوی کرتے وقت ہمارے کرم فرما کو ذرا خیال اِسبات کا نرہا کہ اُسکا اثبات کسقدر دشوار ہے۔ اور کیا کچھ دقتین ہمکو اسبارہ مین پیش آینگی کیونکہ جبتک یک بیک حسنی سید کا کہ اِس تیرہ ۱۳۰۰ سو سال مین اطراف عالم مین پیدا ہوکر فوت ہوئے۔ آخر عمر تک سُنّی رہنا کتب شیعہ سے ثابت نکردین اُسوقت تک اُنکے مقابلے مین یہ کلمہ مونہہ سے نہین نکال سکتے اور اسمین ذرا شک نہین کہ یہ امر جیسا بالعید از عقل و ناممکن ہے ویسا ہی واقعات کے بھی بالکل برخلاف ہے۔ خصوصاً نظر براینکہ معاملہ مذہب بہت کچھ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرونکو ہر ایک کا مذہب دریافت ہونا مشکل خاصکر کسی قوم سے مذہب شیعہ کی نفی کرنا کوئی آسان بات نہین کیونکہ شیعون مین مسئلہ جواز تقیہ مسائل مشہورہ سے ہے پھر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہو کہ فلان شخص شیعہ نہین یا فلان آخر تک سُنّی رہا چہ جائیکہ قوم کی قوم سے تیرہ سو لمبے سال تک اسکی نفی کرنا برخلاف اسکے ہم افراد و اشخاص چھوڑ خاندانون کے خاندانون کا شیعہ اثنا عشری ہونا بلکہ اُنکی مقتداؤن یعنی علماء سے شمار ہونا مثل آفتاب نصف النہار اپنے مہربان پر ثابت کیئے دیتے ہین سُنیئے ایک آل طاؤس (انکو طاؤس زیادتی حُسن و جمال سے کہتے تھے۔) محمد بن اسحاق ابو عبد اللہ ہین جنکا سلسلہ نسب چار پشتون سے داؤد بن الحسن المثنّٰی بن الحسن السبط تک پہونچتا ہے۔ اُن مین کیسے کیسے سادات علماء عُبّاد و زُہّاد و نقیب النقباء تمام شیعہ گذرے ہین۔ ذرا کتب انساب کو ملاحظہ کیجئے۔ اُن کی اولاد سے ایک ابو ابراہیم موسےٰ کے چار بیٹے ہوئے۔ ایک اُنسے ابو الفضائل جمال الدین احمد عالم زاہد ہین جنہون نے بہت سی کتابین ترویج مذہب شیعہ مین تصنیف

کہین۔ ازانجملہ ملاذ الفقہاء و بشرے الفقہ ہین اور شمل المنظوم و کتاب الرجال علم رجال مین معروف ہے حسین
بن داؤد صاحب رجال شیعہ و سدید الدین یوسف علامہ حلی کے والد والا قدر اُنکے شاگردون تھے ہین
جمال الدین احمد کے بیٹے جناب سید عبدالکریم بن احمد بن موسے صاحب ذہن سلیم و حفظ مستقیم سے کتاب
فرحۃ الغری فضائل نجف اشرف مین آپ کی تصانیف سے ہے۔ دوسرے بیٹے ابوابراہیم موسے کے احمد
بن موسیٰ مذکور کے بھائی سید رضی الدین علی بن موسے صاحب کرامات و مقامات عالیہ و نقیب النقباء
عراق ہین۔ آپ کی تصانیف سے کتب الاقبال و مہج الدعوات و امان الاخطار و جمال الاسبوع وغیرہ
کتب مواعظ و ادعیہ معروف و مشہور ہین۔ ہمارے کرم فرما کتب شیعہ مذہب خصوصاً اُن کی اعمال و اوراد
کی کتابون کو ملاحظہ کرین جہان تہان اُنکو اس بزرگ کا نام نظر آئیگا۔ ایک سید النقیب تاج الدین ابن
معیہ ہین۔ کہ نسب شریف انکا ابراہیم الغمر بن الحسن المثنیٰ ابن الحسن بن علیؑ بن ابیطالب تک پہونچتا ہے
مقدمہ بحار مین اُن کو علماء اثنا عشریہ سے شمار کیا ہے۔ ایک سید عالم فاضل محدث ادیب مصنف ضیاء الدین
ابوالرضی فضل اللہ بن علی بن عبید اللہ معروف بہ فضل اللہ راوندی اولاد جعفر بن الحسن المثنیٰ سے
کہ علماء محققین و فقہاء مجتہدین امامیہ سے ہین اور روایات و اجازات علماء مین جابجا انکا ذکر موجود ہے
یہ ذکر زمان گزشتہ کا ہے۔ اب زمانہ حال پر آیئے۔ جو سادات کہ مدینہ منورہ مین بیرون شہر رہتے ہین اُن
سب کا مذہب شیعہ اثنا عشری ہے۔ اور سب اولاد امام حسنؑ سے ہین۔ زائران مدینہ منورہ سے سُنا گیا
ہے کہ ان سیدون کو بسبب مذہب شیعہ ہونیکے سوای حمالی اور مزدوری کے کسی قسم کی تجارت کرنیکا حکم
نہین ہے۔ مگر وہ لوگ اس مقدس مقام کو اور بقیع کے قبرستان کو چھوڑکر کہین جا نہیں سکتے۔ دیکھو پیسہ
اخبار مطبوعہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء اور مؤلف اوراق نے اوائل سنہ ۱۸۹۰ء مین جبکہ زیارت مدینہ مطہرہ سے مشرف
ہوا خود ان لوگون کو دیکھا واقعی وہ بہت پریشان اور حکام جور کی دست تعدی سے نالان ہین یہ بھی اُسوقت
دریافت ہوا تھا کہ جب اونہین اطراف و آفاق سے وہان آتے ہین اور انکی حالت زار دیکھکر رحم کھاتے اور خمس
زکوٰۃ سے اُنکی امداد کرتے ہین تو یہ بیباک اُنکو لوٹ لیتے ہین اور پھر اُنکو نان شبینہ کا محتاج کردیتے ہین نیز پیسہ اخبار
مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء سے دریافت ہوا کہ بہت سے سادات حسنی جنکا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ

بن الحسن المجتبیٰ علیہ السلام تک پہونچتا ہے صوبہ بہار ہندوستان مین جا بجا آباد ہین اور عنایت آلہی سے
فارغ البال و مُرفّہ الحال ہین حقتعالیٰ انکی کثرت و ثروت کو زیادہ کرے پس یہ شہادت صریحہ دیکھکر چاہیے کہ
ہمارے مخاطب فرماتے ہیں اور آئندہ کبھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لائین کہ حسنی سیّد شیعہ نہین ہوتے ؛
اسکے بعد صاحب زجر العوام فرماتے ہین کہ غالباً یہ اثر روح پر فتوح حضرت عبد القادر جیلانی کا ہے۔ یعنی بنی حسنؑ
جو شیعہ نہین ہوتے یہ حضرت عبد القادر کی روح کا تصرّف ہے۔ گویا مدّعا آپکا اس تحریر سے یہ ہے کہ چونکہ حضرت
جیلانی آپ کے خیال مین حسنی سیّدون سے ہین۔ اسلیئے اُنہون نے تصرّف روحانی کر کے تمام سلسلہ سادات
حسنی کو شیعہ نہین ہونے دیا۔ ہمکو اس دلیل مین دعوےٰ سے بھی زیادہ محلّ کلام ہے۔ اوّل تو یہ بات بہت ظاہر ہے
کہ سوای حقتعالے کے کسیکو یہ قدرت نہین کہ دوسرے کے دل پر تصرّف کر کے اسکو ایک مذہب پر استوار دوسرے
سے بیزار کرے انبیا علیہم السلام کہ انتہای قرب حضرت باری رکھتے ہین۔ اور خاص ہدایت خلق کیلیے مبعوث
ہوتے ہین اُنکو تو یہ طاقت ہے ہی نہین کہ ایسا تصرف کر کے کسی سے قبول حق کرالین اُنکا فقط یہی کام ہے۔ کہ
پیغام ربّانی خلائق کو پہونچادیا توفیق آلہی کسیکے شامل حال ہوئے تو قبول کیا ورنہ منکر رہا۔ اگر ایسی قدرت آنحضرتؐ کو
حاصل ہوتی تو کوئی نبی ایسا نتھا کہ اپنی اُمّت سے ایک فرد بشر کا بھی ضلالت پر رہنا پسند کرتا وہ علی العموم اسکے شائق
تھے کہ جسطرح ہو ہماری اُمّت راہ ہدایت اختیار کرے ۔ اور حقتعالیٰ خود اپنی حبیب محمد مصطفےٰ کے خطاب مین فرماتا ہے
اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ تحقیق کہ تو ای محمدؐ کسیکو ہدایت
نہین کرتا جسکو کہ چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے طرف راہ راست کی۔ اور یہ بہت ظاہر ہے کیونکہ اگر
کسیکا راہ راست پر لانا بلا توفیق آلہی انبیا علیہم السلام کے حیّز قدرت مین ہوتا تو حضرت رسولخدا کے چچا ابولہب بقول
اہلسنّت ابوطالب (معاذ اللہ منہا) کیون گمراہ رہتے پس جب انبیاء کو بھی یہ قدرت نہین تو حضرت عبد القادر کیونکر قادر
ہو سکتے ہین کہ صدہا سال اپنے سے پہلے اور صدہا و ہزارہا برس مابعد کے حسنی سیّدونکو شیعہ ہونیسے بچالین دوسرے اگر انکے
مہربانکی خاطر سے جیلانی صاحب مین یہ قدرت بالفرض مان بھی لیجائے تو یہ ضلجان ہیچپا نچھوڑیگا کہ کیون اپنی حسنی سیّدونکو
اِس فیض سے مخصوص اور حسینی سادات کو محروم رکھا اولاد امام حسنؑ کے ساتھ تو یہ سلوک کہ اُنکو راہ ضلالت سے بچالیا اور
اولاد امام حسینؑ سے ایسی عداوت کہ اُنہین گمراہ ہونے دیا۔ غرض وہ ناواجب صلۂ رحم ہے۔ تو یہ بے رحمانہ قطع رحم ہے۔ کسلیئے

کہ ان دونو سلسلون کے درمیان کوئی ایسا بون بعید نہین امام حسنؑ و امام حسینؑ دونو ایک صدف کے گوہر اور ایک آسمان کے شمس و قمر ہین۔ پھر ایک کی اولاد پر یہ الطاف اور دوسرے سے اسقدر انحراف یعنی چہ تبیر سے اسبیل

کا پہلا مقدمہ کہ حضرت عبد القادر حسنی سید ہین خود باطل ہے۔ ثبت الجدار ثم النقش پہلے دیوار بنا لیجیے پھر اسپر نقش و نگار کیجیے۔ اول حضرت کا سلسلۂ علیہ حسنیہ مین داخل ہونا ثابت فرمایئے پھر اسپر ثمرات مرتب کیجیے۔ تمام جہان تو شیخ عبد القادر کے نام سے انکو پکارتا ہے۔ آپنے یہ سیادت کہان سے نکالی۔ اہلسنت نے خود اسکا اقرار کیا ہے کہ وہ سید نتھے نہ اسکا دعوے کرتے تھے۔ بلکہ انکی اولاد سے بھی کسینے اسکا دعوے نہین کیا یہ دعوے انکے پوتے ابو نصر بن ابو بکر سے شروع ہوا ہے۔ دیکھئے سید جمال الدین احمد بن علی بن الحسین الحسنی السنی اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب ال ابیطالب مین داؤد بن موسی الثانی بن عبد اللہ بن موسے الجون بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنے ابن الحسن السبط کے ترجمہ مین فرماتے ہین وَ قَدۡ نَسَبُوا اِلیٰ عَبۡدِ اللّٰہِ بن محمّد بن یحییٰ بن محمّد بن داؤد المذکور الشیخ الجلیل محی الدین عبد القادر الجیلانی بن محمّد جنگی دوست بن عبد اللہ المذکور وَلَمۡ یَدَّعِ الشیخ عبدُ القادر ہذا النَّسَبَ وَلَا اَحَدٌ مِن اَولادِہٖ وَ انّما ابتداءھا من قبلہ وَلَدِہٖ القاضی ابو صالح نصر بن ابی بکر بن عبد القادر وَلَم یقم علیھا بیّنۃٌ وَلا عرفھا لہٗ احدٌ علی اَنَّ عبد اللّٰہ بن محمّد بن یحییٰ جُلٌّ حجازیٌّ لم یخرج عن الحجاز وھذا الاسم اعنی جنگ دوست اعجمی صریحٌ کما تراہ ومع ذالک کلّہٖ فلا طریق الی اثبات ھذا النّسب الّا بالبیّنۃ الصریح العادلۃ وقد اعجزت القاضی اباصالح واقربھا عدم موافقۃ جدّہ عبد القادر واولادہ واللّٰہ سبحانہٗ اعلم +

ترجمہ۔ اور منسوب کیا ہے طرف اس عبد اللہ بن محمد بن یحیے بن محمد بن داؤد مذکور کے شیخ جلیل القدر محی الدین عبد القادر جیلانی کو اور کہا ہے کہ وہ عبد القادر بن محمد جنگی دوست بن عبد اللہ مذکور ہین اور نہین دعوی کیا شیخ عبد القادر نے اس نسب کا اور نہ کسینے انکی اولاد سے اسکا دعوی کیا ہر اسکی ابتدا صرف انکے پوتے قاضی ابو صالح نصر بن ابو بکر بن عبد القادر سے ہوئی اور قائم نہین ہوتی اس دعوی پر کوئی شہادت اور نہ کوئی اس نسب کو پہچانتا ہے علاوہ برین عبد اللہ بن محمد بن یحیی ایک مرد حجاز کے رہنے والے تھے کہ کبھی حجاز سے باہر نہین گئے اور یہ نام جنگ دوست صریح عجمی ہے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور باوجود ان سب باتون کی کوئی طریق اس نسب کے اثبات کا نہین بجز شہادت صریح عادلہ کے جو قاضی ابو صالح نہین لا سکا۔ اور مضبوط کرتا اس عدم ثبوت کو عدم موافقت ان کے دادا عبد القادر اور ان کی اولاد کی سکوت سے اور اللہ زیادہ جانتا ہے ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

سلسلۂ تاریخ الائمہ کی دوسری کتاب متضمن تاریخ امام ششم امام بحق ناطق
حضرت جعفر بن محمد الصادق علیہما الصلوٰۃ والسلام یعنی تفصیلی حالات
آن حضرتؑ کے معہ مختصر کوائف اصحاب مقبولین ارکان مجلس بہشت آئین
و کیفیت مخالفین و معاندین از خلفاء متغلبین و علماء جاحدین و منکرین

مسمّٰی بہ

# کشف الحقائق

فی

# احوال جعفر الصادقؑ

مصنفہ جناب فضیلت مآب سیادت انتساب مولینا و مقتدانا مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ رضوی بہاری دام ظلہ العالی
مدرس اول علوم شرقیہ ایم بی سکول لدھیانہ مصنف کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

در مطبع عام مفید واقع لاہور زیور انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و اٰلہ الطیبین الطاہرین اما بعد ہرچند ترتیب مدارج اس امر کی مقتضی تھی کہ بعد لکھنے حالات حضرت ابو الائمہ و فخر الائمہ مولانا امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب صلوات اللہ علیہ کے کہ بصورت جلد ہائے متعددہ التہذیب المتین کے ملاحظۂ ناظرین باتمکین میں آئی ہم اُنکے فرزند دلبند امام دوم جناب حسن مجتبےٰ کی تاریخ لکھتے۔ بعد ازاں حضرت سید الشہدا روحی لہ الفدا کے حالات قلمبند ہوتے۔ پھر علیؑ ابن الحسینؑ زین العابدینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ باقر علوم الاولین و الآخرین علیہ السلام کے جب کبھی جاکر حضرت صادقؑ کا نمبر آتا۔ مگر ہمنے اس ترتیب کا عمداً لحاظ نکرکے حضرت امیر المومنینؑ کے بعد جناب صادقؑ کے حالات کا لکھنا مقدم رکھا۔ چنانچہ یہ جلد کہ مسمّی بہ **کشف الحقائق فی احوال جعفر الصادق** ہے اور مہتمم تاریخ اس جناب کی کافل۔ اور آپکے ضروری حالات کو شامل ہی ہدیۂ ناظرین اولو الابصار کیجاتی ہے۔ ائمہ معصومین کی اس آسمانی ترتیب کے برخلاف حضرت امیرؑ کی تاریخ لکھکر حضرت صادقؑ کے حالات کیطرف متوجہ ہونیسے ہمارا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ ائمہ دوازدہ گانہ سے ہم کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا

چاہتے ہیں حاشا ثم حاشا۔ یہ امر تو خود ہمارے (امامیہ اثنا عشریہ) عقیدے کے برخلاف ہے کیونکہ آنحضرات کا کاسنان المشط[1] برابر و یکسان ہونا ہمارے کتب کلامیہ میں بدلائل عقل و نقل ثابت و مبرہن ہے یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جناب صادق کا زمانہ دیگر ائمہ کے زمانوں سے نہ صرف طول مدت میں ایک ممتاز زمانہ گزرا ہے۔ بلکہ چونکہ اسوقت بنی امیہ کے مظالم کا خاتمہ ہو کر عباسیوں کی سلطنت کا آغاز ہوا تھا۔ تو ہر چند پورا امن و اطمینان نہ تھا تاہم حضرتؑ کو اپنے آباء طاہرین کے علوم کو اپنے شیعوں میں رواج دینے کی کچھ مہلت ملگئی پس نقل حدیث و روایت کا بازار اس مقدس عہد میں گرم ہوا اور راویان حدیث کی تعداد ہزاروں سے گزر گئی چنانچہ جملہ ابواب فقہ و احکام مذہب امامیہ اس مبارک عہد میں منضبط و مدون ہوئے۔ اور صدہا کتابیں حدیث و فقہ کی آپکے شاگردوں نے تالیف فرمائیں یہی وجہ ہے کہ آج کتب امامیہ میں زیادہ تر انہی حضرتؑ کا نام مبارک دکھائی دیتا ہے۔ اور اُن کی مذہبی تعلیم گاہوں سے بچوں کی یہی آوازیں بلند ہیں

ع جعفری باش[3] گر خدا خواہی + ورنہ در رہ طریق گمراہی +

علاوہ بریں جس زمانے میں بنی اُمیہ کے ظلم و ستم کے دریا ممالک اسلام میں جوشزن تھے اور یزیدی فوجوں نے کربلا میں خاندان رسالت کی تاراجی و تباہی سے فراغت پا کر اگلے سال مدینۃ الرسول پر چڑھائی کی کہ وہ شہر مقدس ویران و پامال سم اسپان ہو گیا تو اسوقت سے مثل دیگر خیرات و برکات کے علوم دینیہ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر وغیرہ بھی ملک سے رخصت ہو گئے۔ اور سوائے صرف ایک استثناء کے کہ وہ جابرانہ مزاحمتوں سے نہایت ہی ضعیف حالت میں تھی کہیں ان چیزوں کا نام نشان باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ آئندہ ناظرین رسالہ پر یہ بات واضح

[1] مثل کنگھی کے دانتوں کے ۱۲

[2] سنیوں نے جب محمدی ہونے مسلمان ہونے سے فرقہ بندی کر کے اپنے نام حنفی مالکی شافعی حنبلی رکھے تو شیعوں کو بھی ان کے مقابلے میں امتیاز کے لئے مجبوراً اپنے تئیں جعفری کہنا پڑا۔ ورنہ وہ جیسے جعفری ہیں ویسے ہی باقری ویسے ہی کاظمی وغیرہ وغیرہ ۱۲ منہ عفی عنہ

طور سے ثابت ہو جائیگی بنی اُمیہ کے بعد عباسیون کا زمانہ آیا تو وہ گھر کے بھیدی۔ علوم اہلبیت سے واقف خود جدِّ اعلے انکے عبد اللہ ابن عباس حضرت امیر المومنین کے دامن تربیت کے نیچے رہکر کسب علوم کر چکے تھے۔ سفاح و منصور خلافت سے پہلے جناب باقر و صادق علیہما السلام کی صحبتین اور علمی جلسے دیکھ چکے تھے۔ بنابرین جہان اُنہون نے اہلبیت پر طرح طرح کے تشدد کیئے۔ وہان امام وقت کے معارضے کی غرض سے اراذل و عوام کو علم کی بھی رغبت دلائی تا انیکہ اُنکا مدِّ مقابل قرار دیکر علی الرغم آنحضرات کی انہیں امام خلائق بنایا۔ سب سے پہلے جسنے اس کام کا بیڑا اٹھایا وہ منصور دوانیقی تھا۔ کہ جناب صادق کو العظم المتعرض فی الحلق (گلے مین اٹکے ہوئی ہڈی) کہا کرتا تھا۔ وہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی بڑا مدح و ثنا کرتا اور خلقت کو اُنکی تقلید کی ترغیب دلاتا۔ کہ اِس سے حنفی پھر مالکی شافعی حنبلی فرقے اسلام مین پیدا ہوئے۔ حالانکہ ابو حنیفہ سفیان ثوری وغیرہ وہ اشخاص ہین جنہون نے بواسطہ یا بلا واسطہ خفیہ یا علانیہ اصحاب سے یا آپ کے پدر بزرگوار امام باقرؑ سے کسب علوم کیا تھا اور آپ ہی کے سامنے بقدم مقابلہ پیش آئے۔

یہان سے ظاہر ہے کہ جناب صادق کی ذات بابرکات سے نہ تنہا مذہب امامیہ مستفید ہوا بلکہ آپکا فیضان علم جملہ فرق اسلامیہ تک پہونچا اور تمام مسلمان موالفانہ یا مخالفانہ طریق سے آپکے زلال فیوض سے سیراب ہوئے یہی خصوصیتین ہین جنہون نے آنحضرت کے حالات کو مہتم بالشان بنا دیا۔ اور ضرور ہوا کہ ہم پہلے اُس اُستاد خلائق کی سوانح عمری اپنی ملکی زبان مین ہدیہ ناظرین کرین پھر دیگر ائمہ کے حالات کیطرف رجوع ہون۔ وَمَا توفیقی اِلَّا

بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ ۔ **مُقَدَّمہ**

قبل اسکے کہ آنحضرت کے مقدس حالات لکھنے شروع ہون مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسیقدر آپکے عہد ولادت و زمان طفلی کے رنگ ڈھنگ ملوک جور اعنی خلفاء بنی اُمیہ کے طور اطوار اہلبیت اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم کے ساتھ اُنکے سلوک واقفیت ناظرین کی نظر سے بیان کیے جائین۔ واضح رہے کہ شروع ۴۱ھ ہجری مین جبکہ اُمت جفاکار کے ظلم و آزار سے تنگ ہوکر سبط اکبر رسول خدا حضرت حسن مجتبٰے نے معاویہ کے ساتھ مجبوراً صلح کی تو اُسوقت سے حکومت و امامت اہلبیت عصمت و طہارت سے نکلکر اہل ستم و عدوان بنی سفیان و آل مروان مین چلی گئی یعنی وہ منحوس[۱] زمانہ جسکی قرآن و حدیث مین مذمت آئی ہے۔ اور جسکی ہزار مہینے کی کمائی ایکرات کی عبادت کے سامنے ہیچ پوچ بتائی گئی ہے۔ شروع ہوگیا +

امیر معاویہ نے صلح کیوقت کچھ شروط پیمان کئے تھے جنکے پورا کرنیکی توفیق نہین پائی چنانچہ پہلا خطبہ جو کوفہ پہونچکر انہون نے کہا یہ تھا۔ لوگون مین نے تم پر اسلیئے چڑھائی نہین کی کہ تم نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام بجالاؤ۔ یہ امور تو تم پہلے سے کرتے تھے بلکہ مین نے یہ

---

[۱] معاویہ کی سلطنت کے شروع سے لیکر مروان حمار آخر خلفاء بنی اُمیہ کے قتل تک کہ ۱۳۲ ہجری مین واقع ہوا کچھ اوپر اوسی سال ہوتے ہین اس سے زمانہ خلافت ناقصہ عبد اللہ زبیر کہ آٹھ سال کچھ مہینے ہین۔ دور کرو تو خالص زمانہ بنی اُمیہ کے تغلب کا ۸۳ برس ۴ مہینے رہتا ہے جو مساوی ہے پورے ایکہزار مہینے کے۔ جیساکہ مسعودی نے مروج الذہب مین اسکو تفصیل وار لکھا ہے مروی ہے کہ زناوقہ بنی امیہ سے ایک نے حضرت صادق سے پوچھا کہ خداے تعالے نے اپنے قول الٓمٓصٓ مین کونسا حکم حلال حرام کا بیان کیا اور کیا فائدہ اسکلام کا ہے۔ آپنے فرمایا الف کا ۱ لام کے ۳۰ م کے ۴۰ ص کے ۹۰ یہ کل ۱۶۱ ہوئے۔ عرض کی [illegible] فرمایا یہی زمانہ تمہارے علو و استکبار کا ہے ۱۶۱ھ مین فنا ہوجاؤگے۔ راوی کہتا ہے کہ ہمنے اسکا لحاظ رکھا تو فی الواقع ۱۳۲ھ ختم ہوکر ۱۳۳واں سال شروع ہوا تھا کہ بروز عاشورا دسوین محرم کو مسودہ (بنی عباس) کوفہ مین داخل ہوگئے۔ ممکن ہے کہ یہ بحساب ابجد اہل مغرب کے ہو کہ اس مین حرف ص کے عدد ۶۰ لیتے ہین اور کاتب نے بوجہ غلطی ہو ۹ لکھدیئے اور نوحا کہ اس صورت مین مجموعہ اسکا ۱۳۱ ہوتا ہے یعنی ۱۳۱۔ یا اوائل بعثت وقت نزول سورہ سے یہ حساب لگایا گیا ہو ۱۲ ہکذا افاد المجلسی فی البحار

ملک اسلئے فتح کیا ہے۔کہ تم پر جابرانہ حکومت و بادشاہی کرون سو یہ بات مجھے حاصل ہوگئی حالانکہ تم اِسے کراہت رکھتے تھے۔ آگاہ رہو کہ مین نے حسن بن علیؑ کے ساتھ کچھ شروط و پیمان کئے ہین جو تمام اسوقت میرے پاؤن کے تلے ہین یعنی سب کو پاؤن مین روند دیا کسی ایک کو اُنسے وفا نکرونگا عہد شکنی سی ناہنجار خصلت اور اُسپر برسر منبر یہ فخر و مشیخت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ✤

غرض عہد نامے کی ایک بڑی شرط یہ تھی کہ شیعیان امیر المومنینؑ پیروان آل طٰہٰ و یٰسین آزاد رہین کہین اُنکی ساتھ تعرض و تشدد نہو۔ اب جو اِسکے حکم سے قنوتات نماز مین آنحضرتؑ کو سب و شتم کرتے ہین بکقلم موقوف کر دیجائے۔ اِس شرط کو معاویہ نے ایسا پورا کیا کہ باید و شاید تمام ممالک اسلام مین احکام بھیجدیئے۔ کہ خطیب جمعہ کے روز خطبون مین آنحضرت صلوات اللہ علیہ کو ناسزا کہتے اور لعن و تبرا کرتے اور شیعیان آنحضرتؑ کو جہان جس مقام مین پاتے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے قتل یا قید کرتے طرح طرح کے آزار پہونچاتے اُنکے اموال و اسباب لوٹ لیتے گھرون مین آگ لگاتے مسمار کر ڈالتے اور نوبت یہ پہونچی تھی۔ کہ جس پر ذراسی تہمت اہلبیت کیجانب میلان کی معلوم کرتے اُسے پکڑتے باندھتے عذاب دردناک مین مبتلا کرتے حتے کہ اگر کسی کی نسبت کہا جاتا کہ زندیق لامذہب ہے تو اُسسے تعرض نتھا۔ مگر تشیع و ولاء اہلبیتؑ ایسا گناہ کبیرہ تھا کہ اُسکا نام آیا اور آفت عظیم کا سامنا ہوا۔ لوگ نام علیؑ مونہہ سے نکالتے ڈرتے نقل حدیث و روایت مین بھی جہان نام کی ضرورت ہوتی کنایۃ و اشارہ پر کفایت کیجاتی۔ کبھی بلفظ ابو زینب کبھی الرجل

سے یاد کرتے صاف نام نہین لے سکتے تھے۔ معاویہ نے زیاد بن ابیہ (جسکے باپکا نام و نشان معلوم نہو) کو اپنے باپ کیطرف منسوب کرکے بھائی بنایا۔ اور کوفہ کی حکومت اسکو دی اُس غیبی غلّی نطفہ نامعلوم نے شیعیان امیر المومنینؑ کو جہان پایا چُن چُن کر قتل کیا۔ چونکہ وہ پہلے اِن مین داخل اور اُنکے کماہی حالات سے واقف تھا۔ اسلیئے اُسکے سامنے تقیہ سے بھی بچاؤ نتھا۔ امام حسنؑ کی وفات کے بعد امر اور بھی دشوار ہوگیا تھا کوئی شیعہ تھا مگر یا تو اپنی جان پر خائف و ترسان تھا یا وطن آوارہ بیخان ومان۔ کوہ و صحرا مین مارا مارا پھرتا تھا۔ شہادت سید الشہداء و شہداء کربلا کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حجاج بن یوسف والی عراق مقرر ہوا تو بڑے بڑے عابد زاہد ریش درازون نے بغض و عداوت امیر المومنینؑ کو اِس لعین کے آگے وسیلہ قرب و نزدیکی بنایا پس روایت مناقب و محامد اعداکا بازار گرم ہوا۔ اور مطاعن و معائب انحضرت کا نے ملک مین رواج پایا۔ حتّے کہ ایک مرد اُس مردود کے سامنے کھڑا ہوا۔ کہتے ہین کہ وہ عبد الملک بن قریب جدّ اصمعی تھا۔ اور کہا اُیّھا الامیر میرے مان باپ نے مجھے عاق کیا ہے کہ میرا نام علیؑ رکھا۔ اور مین پریشان حال فقیر۔ امیر کے انعام و جائزہ کا امیدوار ہون۔ حجاج یہ سُنکر ہنسا اور کہا اچھا ذریعہ سوال کا نکالا ہے پھر حکم دیا کہ فلان ضلع کی حکومت اسکو دی جائے +

نتیجہ لازمہ اِن امور کا یہ ہوا کہ خیر و برکت ملک سے اٹھ گئی اور جہل و حماقت کی تاریکی ملک شام و دیگر بلاد اسلام کے در و بام پر گھٹا ٹوپ ہوئی شئامت نحوست بغض و عداوت دروازۂ شہر علم نبیؐ خطیب منبر سلونی مین جہان نور علم و عقل سے کورا ہوگیا چنانچہ مشہور ہے کہ ایک

شامی نے ایک عراقی کے اونٹ پر معاویہ کے اجلاس مین دعویٰ کیا کہ یہ ناقہ میرا ہے
اسپر پچاس عقل کے اندھے شامیون نے گواہی دی کہ واقعی یہ اونٹنی اسیکی ہے
معاویہ نے شامی کی ڈگری کی۔ عراقی چلایا اے امیر یہ تو اونٹ ہے اونٹنی نہین
تو فرمایا درست ہے علیؑ سے کہنا میرے پاس ایک لاکھ سپاہ ایسی ہی جاہل اکھٹا
ہے۔ کہ اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کرتی ✤ مسعودی نے مروج الذہب مین
لکھا ہے۔ کہ انکی جہالت و حماقت یہانتک پہونچی تھی۔ کہ صفین کے راستے مین
معاویہ نے چارشنبہ کو جمعہ کی نماز پڑھادی اتنی کثیر جمعیت سے کسینے لب کشائی نکی
عین موقعہ جنگ پر عمرو عاص نے کہدیا کہ عمارؓ کو علیؑ نے قتل کیا ہے نہ وہ اُسے
یہان لاتے نہ قتل ہوتا پس تہدید حدیث نبوی کی مورد علیؑ ہوئی ہم نہین ہوسکتے۔ سب نے
اُسے قبول کرلیا مسعودی نے کہا ایسی ہی عقل کی اندھے تھے تب تو انہون نے امیر المومنین
وامام المسلمین کی عیبجوئی اور لعن کرنیکو اپنا شعار بنالیا تھا یَنْشَأُ عَلَیْھَا الصَّغِیْرُ وَیَھْلِکُ
عَلَیْھَا الْکَبِیْرُ بچے اسپر نشو و نما پاکر جوان ہوتے اور بڑے بوڑھے ہوکر مرجاتے تھے اور جہالت
و حماقت انکی اسدرجہ تھی کہ کسینے ایک شخص سے کہ رؤساء شام سے اہل رای و عقل شمار
ہوتا تھا دریافت کیا کہ یہ ابو تراب جسکو خطیب منبر پر لعن کرتا ہے کون تھا۔ تو اس رئیس عقیل
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ڈاکو چور گزرا ہے نیز جاحظ سے نقل ہوا ہے کہ ایک شخص عازم
حج تھا۔ اُسکے سامنے خانہ کعبہ کا ذکر آیا۔ تو کہا وہان جاؤنگا تو خدا میری ساتھ باتین بھی کریگا
ایک آدمی کے آگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجتے تھے۔ اُسنے کہا تمہاری ہی

محمدؐ کے بارے مین کیا رای ہے۔ آیا یہی ہمارا پروردگار تھا۔ نیز مسعودی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے کفر و زندقہ اختیار کیا۔ حاکم نے پوچھا آخر کیا مذہب اُسکا ہے۔ کہا خرجی۔ قدری۔ اباضی۔ رافضی ہے۔ حاویہ بن خطاب کو جسنے علی بن عاص کے ساتھ جنگ کیا تھا دشمن رکھتا ہے۔ حاکم ہنسا اور کہا مین نہین جانتا کہ تیرے کونسے کمال پر رشک کرون۔ آیا علم مذاہب و اقوال خلائق پر یا تحقیق انساب قبائل پر۔ نیز اُسنے کہا کچھ لوگ اہلِ علم سے ابوبکرؓ عمرؓ علیؑ و معاویہ کے باب مین بحث و مناظرہ کیا کرتے تھے بعض آدمی اُس مباحثہ کے سُننے کو جمع ہو جاتے۔ ایکروز سامعین سے ایک شخص نے کہ عقل و شعور مین اوروں سے حقتا ریش دراز تھا اُنسے کہا کہ تم علیؑ و معاویہ و فلان و فلان کے مقدمے مین کبتک لڑتے جھگڑتے رہوگے۔ اُنہون نے کہا تم ہی اس معاملے مین کوئی ٹھکانیکی بات کہو کہا کسکا حال پوچھتے ہو کہا علیؑ ہی کی نسبت کچھ ارشاد فرمایئے کہا وہی علیؑ نہ جو پدر فاطمہؑ تھا اُنہون نے کہا فاطمہؑ کون تو ریش ابیل صاحب نے فرمایا مین فاطمہ کو بھی نہین جانتے فاطمہ زوجہ نبیؐ دختر عائشہ خواہر معاویہ اور کون۔ یہ برجستہ کلام سُنکر حاضرین پھڑک گئے اور کہا اب کچھ خود علیؑ کا حال بھی بیان فرمایئے۔ کہا علیؑ تو غزوہ حنین مین رسول اللہ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے اُنکا کیا حال کہون۔ ثمامہ بن اشرس کہتا ہے۔ کہ مین نے دیکھا کہ لوگ بازار مین ایکمرد کے گرد جمع ہین پوچھا کیا معاملہ ہے معلوم ہوا کہ اُسکے پاس ایک سرمہ ہے کہ کوئی مرض آنکھ کا نہین جسکو وہ نفع نکرے۔ اتفاقاً اُسکی دونو آنکھین مبتلائے مرض تھین مین نے کہا ای شخص تیرے اس سرمے نے تیری اپنی آنکھون کو نفع نہ بخشا۔ تو اُسکے جواب مین کہتا کیا ہے۔ کہ میری آنکھین کوئی یہان

تھوڑا ہی خراب ہوئی ہین۔ یہ تو مصرے ُدکھنی شروع ہوئی تھین۔ اسپر سب نے اُسکی تصدیق
کی کیسنے اتنا نہ کہا کہ مصر و غیر مصر کو اس مین کیا دخل۔ دوا اگر کامل ہے۔ تو اُسکا اثر بہر کیف ظاہر
ہونا چاہیے خاصکر خود صاحب دوا پر۔ اور اُلٹے میرے سر ہو گئے کہ اُنسے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگیا۔
نیز بنی اُمیہ نے خلقت کو ایسا احمق بنایا تھا کہ وہ اتنا نجانتے تھے کہ رسول اللہ کا اُنکے سوا
کوئی اور رشتہ دار بھی روی زمین پہ ہے۔ ساری قرابت کو اپنے سبب مین ختم کرتے تھے چنانچہ مورخین
نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ عباس نے ملک شام فتح کیا۔ اور مروان حمار[1]
آخر خلفاء بنی اُمیہ مارا گیا تو اُسنے اپنے برادر زادے ابوالعباس سفاح کے پاس کچھ تحائف
اس ملک کے بھیجے۔ منجملہ اُنکے پچاس مرد رؤساء و بزرگان شام سے کبیر السن و سفید ریش
ایسے تھے جنہوں نے سفاح کی حضور مین حلفیہ بیان کیا کہ ہمکو معلوم نتھا کہ سوای بنی اُمیہ
کے حضرت رسولخدا کا کوئی اور بھی رشتہ دار روئی زمین پر موجود ہے۔ تا وقتیکہ خلافت تمہین
پہونچی۔ اس حکایت سے ظاہر ہے کہ اشرار بنی اُمیہ نے خلائق کو کسقدر گمراہ کیا اور چاہ ضلالت
و جہالت مین ڈھکیلا تھا کہ وہ خود پیغمبر خدا کے حالات سے اتنے بیخبر تھے یہی حال عباسیون
کا سلطنت پر پہونچکر ہوگیا۔ کہ وہ بھی اپنی ہی آپکو وارثان رسول اللہ بتلاتے تھے اور اصلی

[1] عرب کے نزدیک حمار گدھا تحمل شدائد و مقاسات مین ضرب المثل ہے چنانچہ انکا قول فلان اصبر من الحمار مشہور ہے تو چونکہ مروان کو اپنی عہد خلافت مین ہمیشہ جنگ و مصائب پیش آتے رہتے جنکو وہ صبر و سکون سے برداشت کرتا رہا لہذا حمار کے نام سے موسوم ہوا۔ اور بعض کتب مین ہے کہ آخری جنگ مین عبداللہ بن علی عباسی کے ساتھ جبکہ صفوف جنگ آراستہ ہوئین تو اسکو ضرورت پیشاب داعی ہوئی لہذا رفع ضرورت کو گھوڑے سے اترا اسکا گھوڑا بھڑک کر لشکر کے اندر صفون مین گھس گیا لشکر مین خیال اسکے کہ اسکو کوئی حادثہ پیش آیا کھلبلی پڑ گئی اور وہ بھاگ گئے اور یہی باعث شکست و حرمان ابدی مروان کا ہوا چنانچہ بعض ظرفا نے کہا۔ ذَهَبَتِ الدَّولَةُ بِبَولَةٍ ایک پیشاب کرنے مین بادشاہت جاتی رہی ممکن ہے کہ ایسی حماقتون سے اسکو حمار (احمق) کہتے ہون ۱۲ منہ عفی عنہ

ورثۂ انحضرتؐ کا نام خلقت سے چھپاتے تھے۔ مروانی خلیفون نے اہلبیت رسالت کو قرابت رسول اللہ ہی سے جواب نہین دیا۔ بلکہ انحضراتؑ عالیان کو دنیا کے آگے ایسا تو اردو بیقدار بنایا کہ لوگ اُنکے نام تک سے نفرت کرنے لگے۔ اور اس نفرت کو ذریعہ قرب حکام ظلام بناتے چنانچہ ابھی گزرا کہ ایک خبیث نے اسیطرح حجاج سے ایک ضلع کی حکومت حاصل کی اُس زمانے مین شام شوم کا یہحال تھا کہ ہر کس و ناکس ولید۔ یزید۔ عتبہ۔ حنظلہ مروان۔ سفیان کے نام سے اپنی اولاد کو موسوم کرتا۔ محمدؐ علیؑ حسنؑ حسینؑ کے اسماء گرامی کا نام و نشان بھی نتھا۔ ایک شخص جسنے اس منحوس زمانے مین شام کی سیر کی بیان کرتا ہی کہ مین جب وہان پہونچا تو یہ پلید نام سنتے سنتے دل اکتا گیا۔ چاہا کہ کہین اسماء گرامی پنجتن پاک سنون۔ تو اس غرض سے تمام شہر دمشق مین چکر لگایا ہر گلی کوچہ مین جستجو کی۔ مگر کچھ فائدہ نہوا آخر شام کو نکلکر ایک مسجد مین پہونچا۔ امام مسجد کو سُنا کہ اپنے بیٹون کو حسن حسین کہکر پکارتا ہی یہ سُنکر دل نے راحت پائی۔ بعد نماز خلوت مین اس امام سے سبب اس تسمیہ کا برخلاف اسکے تمام شہریون کے دریافت کیا تو اسنے عجیب وجہ اسکی بیان کی۔ کہ ای شخص یہ لوگ نہایت احمق ہین۔ اولاد کو اپنے پیشواؤن کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ اور اتنا نہین سوچتے کہ وقت بیوقت اُنکو پکارنا اور بُرا بھلا کہنا پڑتا ہے۔ اس مین خواہ مخواہ اُن بزرگون کی بی ادبی ہوتی ہے۔ مین نے عمداً دشمنان دین (حسنینؑ معاذ اللہ) کے نام سے اپنی اولاد کو موسوم کیا تاکہ جو کچھ زجر و توبیخ ہو اور جسقدر سب و شتم اُنکو کیا جائے۔ وہ اُن دشمنون کے حق مین وارد ہو اُس مرد نے یہ وجہ تسمیہ اُس پیش نماز سے سُنی تو لاحول پڑھتا اور اُسکے

ناپاک عقیدے پر لعنت کہتا ہوا چلا آیا۔ یہ مجمل حال اس زمانے کا ہے۔ اب ہم خلفاء و
حکام کا حال کسی قدر تفصیل و ترتیب کے ساتھ لکھتے ہیں +

## مُعاویہ

حضرت کی کچھ کیفیت پیشتر لکھی گئی۔ اِس سے زیادہ التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ع
مین درج ہے۔ یہان اُنکے عہد حکومت کے بڑے بڑے واقعات مختصراً فہرست کے طور سے
لکھدئے جاتے ہین +

۱۔ امیر کبیر نفس رسول بشیر نذیر کی مخالفت کرنا۔ باوجودیکہ وہ حضرت اُسوقت باتفاق فریقین
خلیفہ برحق و امام واجب الاطاعت تھے اگر خلفاء ثلثہ سے کسی کی ساتھ اسطرح کوئی تقدیم
مخالفت پیش آتا تو اہل سُنّت خاسر ہالک۔ ملحد۔ کافر خدا جانے کیا اور کیا اُسکو خطاب
دیتے مگر امیر المومنین رابع خلفاء راشدین کے مخالف کی الٹی تعظیم و تکریم کرتے اور حضرت امیر مُعاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین + ۲۔ دوم آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے ساتھ جنگ و محاربہ
کرنا۔ کہ باوجودیکہ بموجب حدیث مشہور یا علی حربک حربی اُنکے ساتھ جنگ کرنا عین
رسول اللہ کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ ہزارہا مسلمانوں کے قتل و [illegible] کا باعث ہوا
حضرت عثمان کو قتل کرا یا خود کہ وہ ضیق محاصرہ میں تھے اور مدد مانگتے تھے
اور مُعاویہ نے باوجود قدرت و استطاعت و لشکرہائے شام کے استمداد پر بھی توجہ نہ کیا اگر
جب وہ قتل ہو گئے تو انکے خون کے دعویدار بنے اور امیر المومنین سے ارادہ جنگ صفین
کے مقام پر جنگ کیا۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ نے بہت درست کہا ہے۔ نصرتک

بعد الموت تندبنی • وفی حیاتی ما زودتنی زادی یعنی ای معاویہ تمہاری اسمقدمے مین وہ مثال ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ کہ ہر آئنہ پاتا ہون مین تجھکو کہ مرنیکے بعد مجھپر نوحہ و بکا کرتا ہے۔ اور زندگی مین زاد راہ سے میری دستگیری نہ کی •

۳۔ اشنع فضائح واکبر قبائح معاویہ سے یہ ہے۔ کہ انہون نے نفس رسول و زوج بتول کی سب و شتم کو اپنا وطیرہ و شعار بنایا اور حکم دیا تھا۔ کہ جمعہ کے روز منبرون پر انحضرت کو ناسزا کہتے اور لعن و تبرا کرتے تھے۔ ابن ابی الحدید نے ابوعثمان جاحظ سے اور اُسنے فخر رازی سے نقل کیا ہے۔ کہ معاویہ جمعہ کے روز آخر خطبہ مین یہ کہتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اَبَا تُرَابَ اَلْحَدَ فِیْ دِیْنِکَ وَصَدَّ عَنْ سَبِیْلِکَ فَالعنہ لعنًا وبیلًا وَعَذِّبْہُ عذابًا الیمًا یعنی خداوندا ابوتراب نے رنپاہ بخدا) تیرے دین مین الحاد کیا۔ اور تیرے راستہ سے خلقت کو منع کیا اور روکا۔ پس لعنت کر تو اسکو سخت لعن کرنا اور عذاب دردناک مین مبتلا فرما۔ جاحظ نے کہا کہ معاویہ نے جہان مین انکا م پہنچے تھے تا اینکہ ان کلمات کو عمر بن عبد العزیز کے عہد تک منبرون پر کہتے تھے۔ انتہے۔ نقل ہے کہ بعد شہادت امیر المومنین بنی امیہ وغیرہ جیسے بہت سے اشخاص نے معاویہ سے کہا ای امیر اب جو تمہارا مقصود و مدعا تھا حاصل ہوا۔ حکومت و خلافت پر پہنچے اب اس شخص کی مذمت سے کیا فائدہ۔ کہا لا واللّٰہِ حَتّٰی یَرْبُوَ عَلَیْہِ الصَّغِیْرُ وَیَھْرِمُ عَلَیْہِ الْکَبِیْرُ وَلَا یَذْکُرَ لَہٗ ذَاکِرٌ فضلًا نہین قسم خدا کی مین اسی ترک نکرونگا۔ جبتک کہ صغیر السن اسی حال مین بڑے اور بڑے اسپر پیر فرتوت نہو جائین اور کوئی باقی نرہے کہ اسکو خیر و

بخیر و خوبی یاد کرے۔

سبحان اللہ حضرات اہل سنت باوجود اس خباثت کے معاویہ کو امام عادل و صاحب فضائل جلیلہ جانتے ہین جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان بزرگون کا دعوی محبت وولا اہل بیت صرف زبانی جمع خرچ ہے نہین تو کیا امکان تھا کہ انحضرت کے مخالفون دشمنون لعنت کرنیوالون کی مدح وثنا کی جائے۔ اور انکو امام وپیشوا بنایا جائے۔ کیا یہ صحیح نہین کہ زمانہ حیات سرور کائنات مین منافقین کو بغض علی ؑ بن ابیطالب سے پہچانتے تھے اور کیا حدیث غدیر خلافت پر نہین تو وجوب ولاء محبت اس جناب پر بھی دلالت نہین کرتی۔ صحاح اہل سنت مین مروی ہے۔ کہ معاویہ حج کو شام سے حجاز مین آیا تو سعد بن ابی وقاص اس سے ملنے گئے۔ وہ مذمت امیر المومنین کرنے لگا پھر کہا ای سعد تم مذمت ابو تراب نہین کرتے تمکو کون شے اس سے مانع ہے سعد کو غصہ آیا بولے مجھکو تین باتین اس سے روکتی ہین۔ جو رسول اللہ سے انکے حق مین سنی ہین۔ کہ اگر ایک بھی انسے میرے لئے ہوتی تو شتران سرخ مو سے بہتر تھی۔ ایک یہ کہ بروز غدیر فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ دوم علی منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی سوم بروز خیبر ارشاد کیا لاعطین الرایتہ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ۔ معاویہ کا ایک لاکھ درہم نقد اور یزید کے ساتھ عقد کردینے کے وعدے سے جعدہ بنت اشعث قیس زوجہ امام حسن کو اغوا کرنا کہ اس ملعونہ نے ایک جام زہر ہلاہل پلایا جس سے جگر سید شباب اہل الجنۃ کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لگن مین گرا اور شہادت پائی

پھر اسواقعہ کی خبر شام مین پہونچی تو براہ شماتت خوشی کی۔ کہتے ہین کہ صدای اللہ اکبر
قصر خضراء سے بلند ہوئی تو اہل شام نے اسکے ساتھ تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قریضہ نے
کہا اقرا اللہ عینک خدا تمہاری آنکھون کو ٹھنڈی رکھے ای امیر کس امر پر تُونے تکبیر کہی
کہا حسنؑ فوت ہوئے اُسنے کہا اللہ اللہ پسر فاطمہ بنت رسول اللہ کے مرنے پر تکبیر
کہی جاتی ہے مُعاویہ نے کہا براہ شماتت نہین کہی لیکن میرے دلنے راحت پائی راوی
کہتا ہے کہ یہ عذر معاویہ کا بدتر از گناہ تھا۔ کیونکہ شماتت اور استراحت قلبی ایک ہی
بات ہے شماتت کرنیوالے ہی کا دل کسیکے مرنے پر راحت پاتا ہو نہ کسی اور کا کذا فی تاریخ الخمیس
و نزول الابرار۔ ۵۔ بڑی اور بہت بڑی نامروی کا کام جناب مُعاویہ نے یہ کیا۔ کہ
اُمّ المومنین عائشہ بنت ابی بکر زوجہ رسول اللہ کو دغا و فریب سے گھر بلاکر مار ڈالا امیر المومنین
کو اس اُمّ المومنین کے ہاتھون جو جو ایذائین پہونچی تھین کون نہین جانتا خلافت
ظاہری پر فائز ہوئے تو اُس نیکبخت سے ذرا صبر نہو سکا افواج فراہم کرکے بصرہ پر چڑھ گئی
کشت و خون کرکے شہر پر قبضہ کر لیا بیت المال لوٹ لیا جنگ جمل مین خود شتر پر سوار ہو کر
ہزارون مسلمانون کو تہ تیغ کرا دیا۔ باوجود اسکے حضرت فتحیاب ہوئے۔ تو اُسکا بال بیکا
نہونے دیا۔ بکمال احترام حرم رسول اللہ مین اُسکے مکان پر پہونچا دیا۔ معاویہ نے اتنی
سی بات پر کہ یزید کے ولیعہد کرنے پر معترض ہوئی تھی۔ بحیلہ ضیافت اپنے گھر پر بلایا
جہان کہ اُسنے ایک غار کھدوا کر اسکو خس پوش کر رکھا تھا۔ اُس پہ آبنوس کی کرسی
بچھا کر عائشہ کو بٹھایا۔ بیٹھتے ہی غار مین گری سر غار کو چونہ و قلعی سے بند کرا دیا

اور شام کا راستہ لیا۔ چنانچہ صاحب حبیب السیر نے تاریخ حافظ ابرو و ربیع ابرار و کامل السفینہ کے حوالے سے ۵۰ھ ہجری کے واقعات مین یہ قصہ اسی تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اور جلال الدین سیوطی نے کتاب اوائل مین اولیات معاویہ مین ایسا ہی کچھ لکھا ہے۔ اور حکیم سنائی نے حدیقہ مین صفت حرب جمل کی سرخی کے نیچے جو اسطرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے ؎ عاقبت ہم بدست آن باغی پسر شہید و بکشتن آن طاغی * ہر کہ جفت مصطفیٰ زنیسان * بدکند مرد را تو مرد مخوان

۷۔ حجر بن عدی صحابی اور اُنکے اصحاب کا قتل کرنا۔ زیاد بن ابیہ والی عراق نے ان کی شکایت لکھی معاویہ نے حکم دیا کہ قید کر کے یہان بھیجدو۔ زیاد نے حجر کو مع بارہ ۱۲ اُن کے اصحاب کے غل و زنجیر کر کے شام کو بھیجدیا۔ وہان کچھ کس رہا ہوئے اور کچھ باقی مع حجرؓ کے مقام مرج عذرا پر ذبح کیئے گئے۔ اس واقعہ سے اسلامی دنیا مین تھلکہ پڑ گیا۔ کیونکہ حجر کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ خود حجر افاضل اصحاب حضرت رسالت صلعم پناہ سے بڑے عابد زاہد مستجاب الدعوۃ تھے۔ اور اُنکے اصحاب بھی کوفہ مین دینی و دنیوی حیثیت سے ارکان و اعیان شہر سے شمار ہوتے تھے صاحب استیعاب نے لکھا ہے کہ جناب عائشہ کو اُنکے قتل ہونیسے سخت صدمہ پہونچا۔ عبداللہ بن عمر نے یہ حال پر ملال سُنا۔ تو ڈاڑھین مار مار کر روئے۔ ربیع بن زیاد حارثی والی خراسان نے اسواقعہ کو سُنکر دعا کی پروردگار اب دُنیا مین رہنے کا لطف نہین رہا اگر کوئی خیر میرے لیئے تیرے پاس ہے۔ تو اسیوقت میری رُوح کو قبض فرما۔ اپنی جگہ

سے اٹھنے پائے تھے۔ کہ رحمت خدا کی طرف انتقال کیا۔ علاوہ بریں حضرت رسول خدا نے اس سانحہ کی خبر دی تھی۔ کہ عذراء شام پر ثبات نفر ایسے شہید ہو نگے کہ حق جلّ وعلا و ملائکہ سماء اُن کے قتل پر غضبناک ہونگے۔ کہتے ہیں کہ معاویہ کو مرنے کے قریب بحالت سکرات حجر کا واقعہ پیش نظر تھا۔ بدحواسی کی حالت میں برابر چیخ اُٹھتے تھے۔ مالی و الحجر۔ مجھ کو حجر سے کیا برا سابقہ پڑا۔ کبھی کہتے کہ وہ میری گردن مروڑتا ہے +

۷۔ زیاد بن سمیہ زنازادہ کا اپنے باپ ابوسفیان سے ملحق کرکے اپنا بھائی بنانا یہ پیغمبر خدا کی اس حدیث کی تردید ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر کہ لڑکا شوہر صاحب فراش کا ہوتا ہے۔ اور ناکرنیوالے کے واسطے پتھر ہے۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں اس واقعہ کی یوں تصویر کھینچی ہے۔ کہ بزرگان مسلمانان مسجد شام میں جمع ہیں۔ اور حضرت معاویہ منبر کے اوپر کے درجے پر بیٹھے۔ نچلے درجے پر زیاد کو کھڑا کیا ہے۔ ابوسفیان پدر معاویہ کے سمیہ اور زیاد کے ساتھ مونہہ کالا کرنیکی دھڑا دھڑ گواہیاں گزر رہی ہیں۔ جسکو دونو کے اقبالمند بیٹے بہ بشاشت تمام سنتے اور تصدیق کرتے جاتے ہیں از انجملہ ابو مریم سلولی طائف نے شراب فروش کی گواہی بہت ہی عجیب ہے گواہ نے بیان کیا میں طائف میں شراب بیچتا تھا۔ ابوسفیان میری دکان پر مئنوشی کو آئے شراب پیکر رنڈی کی ضرورت ہوئی میں نے سمیہ کو اطلاع کی وہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے شوہر کو کھلا پلا اور سلا کر غائب از نظر آئی میں نے دکان کا ایک حصہ خالی کر دیا۔ دونوں نے اندر جا کر خوب گلچھرے اوڑائے۔ فارغ ہوئے

اَور سمیّہ اپنی اُجرت لیکر واپس گئی۔ تو ابو سفیان سے کہا۔ کہو کچھ عورت کیسی تھی۔ کہا خوب تھی۔ ایک ذرا اُس کی بغلون سے بُو آتی تھی۔ یہ بات زیاد کو گونہ ناگوار گزری اَور کہا اے ابو مریم۔ لوگون کی ماؤن کو دُشنام ندو۔ تاکہ تمہاری ماں کو کوئی دُشنام ندے یہ چند باتین معاویہ کی اَورون کے ساتھ سلوک کے متعلق ہین۔ لیکن اُن کی فی نفسہٖ بینہ و بین اللہ پس اِس مین ذرا شک نہین کہ وہ حضرت رسُولِ خدا کی نبوت و جزا و سزائی روزِ قیامت پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ اِسی سبب سے انواع فسق و فجور فی غنا۔ زنا۔ شرب خمور وغیرہ وغیرہ کے ارتکاب سے احتراز نہ تھا۔ محاضرات اصفہانی سے نقل ہُوا ہے۔ کہ بوقت مرگ اُن کے گلے مین تعویذ پایا گیا۔ جس پر صورت صلیب نقش تھی۔ اِس سے عیسائیت کی طرف میلان خاطر کا پتہ چلتا ہے۔ حق یہ ہے۔ کہ اس شخص کے معائب کے لیئے ایک دفتر بھی تھوڑا ہے۔ یزید باوجود اِس خباثت طینت کے اِس کے سَیِّئات سے ایک سَیِّئہ کہا جاتا ہے۔

## یزید بن مُعاویہ

مغیرہ بن شعبہ[۱] جیسے چالاک جان نثارون کی سعی سے بیعت ہو ہی چکی تھی سنہ ۵۶ھ مین باپ کے مرنے پر بیٹے نے عنان حکومت ہاتھ مین لی۔ رجب سنہ ۶۰ھ مین خلافت

[۱] معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کرکے بجائے اُس کے عبید اللہ زیاد کو وہان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مغیرہ بڑا متفنی چالاک تھا۔ دمشق میں واپس آیا۔ تو یہ سند لیسہ لیکر آیا۔ کہ اے امیر المومنین مین اہل کوفہ کو بیعت یزید تمہارے بیٹے کے لیئے آمادہ کر رہا تھا۔ کہ اسی اثنا مین تمہارا یہ فرمان پہنچا۔ ناچار اس کام کو نا تمام چھوڑ کر ادھر چلا آیا۔ معاویہ کو اُسوقت تک یزید کے خلیفہ بنانے کا خیال بھی نہ ہوا تھا یہ مژدہ اُس کی زبان سے سنکر بہت خوش ہوا۔ اَور اُسکو امارت کوفہ پر واپس بھیجا اَور پھر جب تک زندہ رہا اسکو وہان سے معزول نہیں کیا ۱۲ کذا فی المسعودی

پائی۔ محرم سنہ ۶۱ھ مین کربلا کے مقام پر جو ستم اس کے ظالم ہاتھون سے اہل بیت رسول اللہ پر ہوئے۔ اس سے دوست دشمن آگاہ اور شجر و حجر تک اس کے گواہ ہین۔ ستارہ ہائے آسمان اس حادثہ عظیم مین باہم ٹکرائے۔ آفتاب کو گہن لگا سات روز تک در و دیوار عالم پر خون برسا۔ چھ مہینے تک آفاق السماء خونین دکھائی دیا۔ پھر رفتہ رفتہ وہ سرخی کم ہوکر شفق بن گئی۔ آگے آسمان پر شفق نہ تھی عین روز قتل سید الشہدا عاشورہ محرم نمونہ محشر تھا۔ بیت المقدس مین اس روز جہان سے پتھر اٹھاتے۔ خون تازہ جوش زن دکھائی دیتا۔ جس قدر ورس (قسم غلہ) لشکر یزید مین تھا۔ تمام خاکستر ہوگیا۔ جو شتر نحر کیا گیا۔ اس کے گوشت سے آگ نکلی اس کو پکایا۔ تو حنظل کی طرح کڑوا۔ ایک شخص نے کوئی ناہموار کلمہ آنحضرت کی شان مین کہا۔ دو تیر آسمان سے آکر اس کی دونو آنکھون مین لگے اندھا ہوگیا۔ ہٰذا کلہ فی تاریخ الخلفاء۔

تیسرے سال خلافت کے واقعہ حرہ[۱] وقوع مین آیا۔ یزید نے سپاہ شام دیکر مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر بھیجا۔ اس نے تاخت و تاراج کرکے اس بلدۂ طیبہ کو بے چراغ کر دیا۔ تین روز تک شہر مین قتل عام ہوتا رہا۔ اصحاب رسول اللہ اس ظلم کے خوف سے غارون اور پہاڑون مین دبکتے پھرے۔ کسی کی جان و مال عزت و آبرو کی

---

[۱] واقعہ حرہ۔ حرہ واقع مدینہ کے باہر روضۂ رسول اللہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ چونکہ مسلم وہان ٹھیرا۔ اور اہل مدینہ سے جنگ کیا۔ لہذا اسکو واقعہ حرہ سے تعبیر کرتے ہیں ۱۲۔

خبر نہ تھی۔ زنان مدینہ کو اس مردود نے لشکر پر حلال کر دیا تھا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر
ان کے ساتھ زنا کیا۔ حتے کہ ایک ہزار عورت نے حرام کے بچے جنے۔ عورات واطفال
کے ماورا دس ہزار آدمی ہر قسم کے قتل ہوئے۔ سترہ سو بقایاء مہاجرین انصار و علماء
اخیار سات سو حافظ قرآن ستانوے قریشی تہ تیغ ہوئے۔ مسجد رسول اللہ میں گھوڑے
دوڑائے۔ اور مابین قبر و منبر کہ بموجب حدیث صحیح روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔ گھوڑوں
نے پیشاب اور لید کی جمعہ و جماعت تمام موقوف چوتھے روز مسرف خود شہر میں داخل ہوا
اور اس شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ کہ یزید کی اس اقرار سے بیعت کریں۔ کہ ہماری جان مال
ننگ ناموس کا مالک ہے۔ سب اُسکے زرخرید غلاموں کے برابر ہیں۔ جو چاہے وہ ہمارے
حق میں کرے۔ یہ اور اس سے بہت زیادہ جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبدالحق دہلوی
میں موجود ہے۔ اور مروج الذہب میں ہے۔ کہ علیؑ بن الحسینؑ زین العابدینؑ کو مسرف[1] مردود
کی حضور میں لائے۔ تو وہ پہلے سے آنحضرت پر غضبناک تھا۔ اور ان سے
اور ان کی آباء طاہرین سے براءت و بیزاری ڈھونڈتا تھا۔ لیکن جسوقت
آپ آکر اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ تو خوف اس پر چھا گیا۔ اور بدن
تھر تھر کانپنے لگا۔ جلدی سے اٹھکر تعظیم دی۔ اور برابر بٹھا لیا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ
جو کام اس فدوی کے لایق ہو۔ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے چند اشخاص کی شفاعت
کی جسکو کمال امتنان قبول کیا۔ واپس تشریف لے گئے۔ تو حضار نے کہا۔ تو

---

[1] مسلم بن عقبہ مردود کثرت خونریزی سے مسرف کہنے لگے تھے۔ ۱۲

تو اس جوان کی مذمت کرتا تھا۔ سامنے آئے۔ تو اس قدر تعظیم کی۔ اس کا کیا سبب تھا۔ کہا ان کو دیکھ کر رعب مجھ پر طاری ہوگیا۔ اُدھر حضرت سے پوچھا مسلم کے سامنے لبہائے مبارک جنبش کرتے تھے۔ حضور کیا پڑھتے تھے۔ فرمایا یہ دعا تھی۔ اللّٰھم ربّ[2] السموات السبع وما اظللن الخ الحاصل۔ مدینہ سے ہٹ کر طرف مکہ کو چلا۔ مگر راہ میں بیمار ہو کر سیدھا جہنم کو ہولیا۔ لیکن اس کی فوج نے قریب پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور کوئی دقیقہ بے حرمتی حرم محترم کا اٹھا نہ رکھا منجنیقیں لگا کر بیت اللہ پر پتھر برسائے۔ اور اس قدر آتش باری کی۔ کہ تمام چوب سقف وغیرہ کی معہ پردہ ہائے کعبہ جلکر خاکستر ہوگئی۔ کہتے ہیں۔ کہ ان ایام میں سیاہ بادل اُٹھے ہوائیں چلیں۔ بجلیاں گریں۔ کہ گیارہ یا اس سے زیادہ شامی بھسم ہوگئے۔ مگر ان شقیا باطنوں پر ذرا اثر نہوا۔ اور جب تک یزید کے فی النار ہونے کی خبر موصول نہیں ہوئی۔ تب تک انہوں نے محاصرہ نہیں اٹھایا۔ ان سب باتوں کے علاوہ یزید پرلے سرے کا بےدین۔ بدکار۔ زندیق۔ شراب خوار تھا۔ ہمیشہ لہو و لعب میں مصروف رہتا باز۔ باشے۔ بہری۔ شکاری۔ جانور۔ کتے۔ بندر[1]۔ چیتے پال رکھے تھے۔ ان سے کھیلتا

---

[1] یزید کے یہاں ایک بندر پلا ہوا تھا۔ جس کا نام اس نے ابوقیس رکھ چھوڑا تھا۔ وہ اس کی مجلس عیش میں حاضر ہوتا۔ ایک گاؤ تکیہ اس کے لئے رکھدیتے۔ اس سے لگ کر بیٹھتا۔ بڑا خبیث بوزنہ تھا۔ ایک مادہ خر کو سدھا رکھا تھا۔ اس کو زین ولگام سے آراستہ کرتے۔ اور بندر کو اس پر بٹھاتے۔ گھوڑوں کی گھوڑدوڑ ہوتی تو بندر بھی اپنی گدھی کو ان کی ساتھ دوڑاتا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس کی گدھی گھوڑیوں سے آگے نکل گئی اس وقت ایک قبا ریشمیں سرخ و زرد رنگ کی بندر پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کے سر پر رنگ برنگ کی ریشم کی ٹوپی تھی۔ علی ہذا اس کی گدھی کی لگام بھی ریشم کی با نقش و نگار و طمع کار تھی ۱۲ مروج الذہب مسعودی

[2] بقیہ دعا یہ ہے۔ والارضین السبع وما اقللن ورب العرش العظیم بحق محمد و آلہ الطاہرین اعوذ بک

تھا۔ اسکی دیکھا دیکھی اُس کے مصاحبون اہلکارون نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ اَور فسق و فجور کے دریا مین ڈوب گیے۔ خود مکہ مدینہ تک مین راگ رنگ شروع ہو گیے۔ اَور شراب کباب کی محفلین گرم ہونے لگین شراب کو وہ پیتا ہی نہ تھا۔ حلال بھی جانتا تھا۔ چنانچہ جو قصیدہ حلت شراب مین اس نے لکھا اس کا ایک شعر یہ ہے۔ ؎ فان حرمت یوماً علے دین احمد ۔ فخذھا علے دین المسیح بن مریم۔ یعنی اگر شراب دین اسلام کے موافق ایک روز حرام ہو گئی تو ہونے دو۔ تو اس کو عیسائی مذہب کی موافق کرشتان ہوکر پی جا۔ کفر و زندقہ اس کا اِس کلام سے ظاہر ہے۔ ؎ لعبت ھاشم بالملک فلا + خبر جاء ولا وحی نزل – یعنی یزید نے کہا کہ بنی ہاشم یعنی حضرت محمد مصطفےٰ نے ملک و بادشاہی سے بازی کی ہے۔ نکوئی خبر آسمانی ان کے پاس آئی تھی۔ نکوئی وحی نازل ہوئی۔ نعوذ باللہ منہ +

یہ سب کچھ ہے۔ مگر ناظرین تعجب کرینگے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے سُنّی بھائی ایسی فاسق بدکار و کافر ستم شعار کو جس کے دست تعدی سے نہ خدا کا گھر بچا نہ رسول کا نہ مومن مسلمان بلکہ امام المسلمین و امیر المومنین جانتے ہیں اور اُسکے وجود کو اسلام کے فخر و عزت کا موجب بتلاتے ہیں۔ کیونکہ اِس کو اس امر کے ان بارہ خلفا مین داخل گنتے ہین۔ جنکے بارے مین بخاری نے بطرق متعددہ کیا ہے کہ لایزال الاسلام عزیزاً منیعاً الی اثنی عشر خلیفۃ یعنی رسول اللہ نے فرمایا اسلام ہمیشہ شرف و عزت حاصل کریگا

من شرہ ودا جعلک فی نحرہ + اسألک ان توتینی خیرہ وتکفینی شرہ +

جب تک کہ اس میں بارہ خلیفہ ہونگے یعنی بارہ خلفاء سے کوئی ایک ان کے درمیان ہوگا

قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء إن الناس اجتمعوا علی ابی بکر وعمر ثم عثمان

ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویہ یومئذ بالخلافۃ

اجتمع الناس علی معاویہ عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید

ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلک ثم لما مات یزید وقع الاختلاف الی ان

اجتمعوا علی عبد الملک بن مروان بعد قتل ابن الزبیر ثم اجتمعوا علی اولادہ الاربعۃ

الولید ثم سلیمان ثم یزید ثم هشام وتخلل بن سلیمان ویزید عمر بن عبد العزیز فھؤلاء

سبعۃ بعد الخلفاء الراشدین - والثانی عشر ھو الولید بن یزید بن عبد

الملک اجتمع الناس علیہ لما مات عمہ ھشام فولی نحو اربع سنین ثم

قاموا علیہ فقتلوہ وانتشرت الفتن وتغیرت الاحوال من یومئذ -

خلاصہ یہ کہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں کہا کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی

نے شرح بخاری میں خلفاء دوازدہ گانہ کی ...... تعیین و تشخیص میں کہا کہ وہ خلفاء

اربعہ - ابوبکر، عمر، عثمان - علی ہیں لیکن علی واقعہ تحکیم تک خلیفہ رہے - اس روز سے

معاویہ اس نام سے موسوم ہوا - اور حسن کی صلح کے بعد تو اس پر اجتماع و اتفاق ہو گیا اس

کے بعد یزید کی خلافت پر اس امت کا اجتماع ہوا - اور حسین کے لئے امر خلافت منتظم

نہیں ہوا - بلکہ وہ اس سے پہلے قتل ہو گئے - پھر یزید کے مرنے پر اختلاف ہوا - تا اینکہ عبد الملک

بن مروان پر مسلمان جمع ہوئے بعد ازاں اس کے چار بیٹوں ولید، سلیمان، یزید، ہشام پر اجتماع

ہوا۔ اور عمر بن عبد العزیز۔ سلیمان اور یزید کے درمیان متخلل ہوا۔ پس یہ سات خلیفہ ہوئے۔ سوائے خلفاء اربعہ کے اور بارھوان خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک ہے کہ اس کے چچا ہشام کے بعد لوگون نے اس پر اجتماع کیا۔ اس نے چار سال خلافت کی پھر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اسے مار ڈالا۔ اسی روز سے مسلمانون کے حالات بدل گئے۔ اور فتنہ و فساد ان مین پھیل گئے۔ یہ ہین۔ بارہ۱۲ امام سنیون کے جن کی ایسی ضبط و احتیاط سے تشخیص ہوئی ہے۔ کہ امیر المومنین برادر و داماد رسول رب العالمین بھی تھوڑے ہی عرصے کو ان مین شمار ہوئے۔ امام حسنؑ کو ان مین داخل نہین ہونے دیا۔ امام حسینؑ خود اصلاً یہ شرف حاصل نہیں کر سکے۔ انہی سے اسلام نے عزت و شرف حاصل کیا۔ اور انہی کی فضیلت مین یہ ایک اور حدیث تاریخ الخلفا مین موجود ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقًا لِلْخِلَافَۃِ مَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ بِیَمِیْنِہٖ یعنی جب حق تعالےٰ کسی آدمی کو خلافت کے لیے خلق کرنا چاہتا ہے۔ تو اپنی دہنے ہاتھ سے اس کی پیشانی کو مسح کرتا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ یزید ان اشخاص سے ہے جنھین خلق کرتے ہوئے حق تعالےٰ نے خاص اپنے دست شفقت سے اُن کی پیشانی کو مس فرمایا۔ اور اُن کا وجود اسلام کے لیے فخر شرف کا باعث ہے۔ جب وہ نہ ہونگے تو اس کی عزت جاتی رہیگی۔

## مروان بن الحکم

یزید کے بعد جناب مروان مطرود و مردود رسول ربّ ودود تخت خلافت پر جلوہ

افروز ہوئے۔ ہرچند اُن کی مدت خلافت بہت کوتاہ اعنی صرف چند ماہ ہے۔
چنانچہ اسی وجہ سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اُس کو لعقۃ الکلب (کتے
کے برتن کو سونگنے) سے تشبیہ دی ہے۔ اور سیوطی نے بھی انہین ائمۂ دوازدہ گانہ
مین شمار نہین کیا۔ علاوہ اس تھوڑی ہی سی مدت مین اپنا اُلو سیدھا کیے بغیر نہین رہے
اپنے بیٹے پوتون کے لیے پشت اپشت تک حکومت کا راستہ صاف کر گئے
قرار یہ پایا تھا۔ کہ سر دست مروان خلیفہ ہو جائین۔ الا اُن کے بعد یہ حق خالد بن
یزید کا ہے۔ اس کے لیے لوگون سے بیعت لین۔ اور اسی غرض کی تکمیل کے
لیے فاختہ بنت ابو ہاشم بن عتبہ اور خالد زن یزید کے ساتھ اُس کا نکاح بھی پڑھوا دیا گیا
تھا۔ لیکن مروان نے بادشاہت سنبھالتے ہی اپنے بیٹے عبدالملک کے بیعت
کا ڈول ڈال دیا۔ اور خالد کے ہاتھ مین وہی ڈھاک کے تین پات رہ گئے۔ چنانچہ
اسی واقعہ مین شاعر عرب نے بہت برجستہ یہ شعر کہا ہے ؎ ماذا ابتغاء خالد وھمہ
اذ سُلبت مُلکہ ونیکت اُمہ۔ کیا خالد کا ارادہ اور کیا اُس کی ہمت ہے جبکہ بادشاہت
بھی اس کے ہاتھ سے چھن گئی۔ اور اُس کی مان بھی گئی۔ غرض مادر یزید اس مقدمے
مین مروان سے بگڑ گئی۔ اور اُس نے جبکہ محل مین اس کے پاس سونے کو آئے
چند بستر ے اُن کے اوپر ڈلوا کر کنیزون کو حکم دیا کہ اُن پر بیٹھ کر دبا دین۔ تا اینکہ بڑے
میان وہین چین ہو گئے۔

لطیفہ۔ زن یزید بڑی چالاک عورت تھی۔ جب جانا کہ مروان کا کام تمام کر چکی۔ تو

اُس کو وہاں سے نکال کر فرش خواب پر لٹا دیا۔ اور رفع تہمت کے لیئے عبدالملک کو بُلا بھیجا۔ کہ ذرا آکر دیکھو۔ کہ تمہارے باپ کا کیا حال ہو گیا۔ عبدالملک آئے۔ تو رمق جان مروان مین باقی تھی۔ مگر بول نہ سکتے تھے۔ آنکھ سے اُمِّ خالد کیطرف اشارہ کیا۔ کہ اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ مکار عورت نے کہا۔ تم کو میرے حق مین وصیت کرتے ہین۔ کہ اس کے ساتھ میرے بعد اچھا سلوک کرنا۔ پھر بولی واری جاؤن اس اُلفت کے۔ اور قربان جاؤن اس شفقت پر۔ کہ اس جان کنی کی حالت مین بھی میری یاد نہین بھولتے۔

## عبدالملک بن مروان

عبدالملک ۶۵ھ سے لیکر ۸۶ھ تک کوئی ۲۱ اکیس سال بادشاہی کرتا رہا مگر جلال سیوطی اس کو ۷۳ھ روز قتل عبداللہ بن زبیر سے خلیفہ بحق گنتے ہین اور یزید کے مرنے سے اس وقت تک مسئلہ خلافت کو مختلف فیہ بتلاتے ہین تاہم ابن زبیر کو ترجیح دیتے۔ اور اُس کی خاطر مروان جیسے چلتے پرزے کو بھی اس شرف سے محروم کرتے ہین۔ بہرکیف عبدالملک نے حکومت پاکر رہی سہی شوکت و شعائر اسلام بھی خاک مین ملا دئے۔ حجاج بن یوسف کو حجاز پر مامور کیا۔ اس سفاک بیباک نے مکہ پر چڑھائی کر کے کوہ ابو قبیس پر منجنیقین لگا دین۔ اور خانۂ خدا پر اس قدر آگ اور پتھر برسائے۔ کہ پہلا ہنگامہ یزید کے زمانے کا بھی اس کے آگے گرد ہو گیا۔ اس دفعہ بھی پہلا پتھر کعبہ پر گرا تو کالی گھٹا اٹھی۔ اندھیاؤ آیا۔ کہ عالم

لہ پر دوبارہ چڑھائی

تیرہ و تار ہوگیا۔ بجلی کوندنے اور رعد گرجنے لگا۔ مگر سیاہ دل شامی اُس کی کیا پروا کرنیوالے تھے۔ اسی طرح اپنے کام مین مصروف رہے۔ یہان تک کہ بیت اللہ کی دوبارہ اینٹ سے اینٹ بجادی۔ آخر کار عبداللہ ناکام جو تمام اِس شور وشر کا باعث تھا۔ عین مسجد الحرام مین مارا گیا۔ اور حجاج نے شہر مین گھس کر کعبہ کی اس بہانے سے کہ عبداللہ نے اس کی ترمیم کی جڑین تک اوکھیڑ ڈالین۔ یحییٰ غسانی کہتا ہے۔ کہ یزید کا لشکر مکہ کو جانے لگا۔ تو عبدالملک نے کہا۔ خدا کی پناہ یہ لشکر حرم خدا پر جاتا ہے۔ کہ پسر زبیر سے جو ایسا اور ایسا ہے جنگ کرے۔ مگر اس کے عہد مین خود اسکے حکم سے حجاج کے ساتھ مکہ پر گئے۔ اور ابن زبیر کو قتل کرکے اس کی لاش کو دار پر کھینچا۔ عبدالملک کے کان پر جون تک نہ چلی۔ کذا فی تاریخ الخلفاء•

حجاج یوسف

ابن زبیر کے خرخشے سے فارغ ہوکر حجاج سفاک مدینہ پر آیا۔ اور وہان بقیہ صحابہ واکابر تابعین کی وہ مٹی پلید کی۔ کہ تو بہت سے جان سے مارے گئے۔ بہت شکنجہ عقوبت مین معذب ہوکر رہا ہوئے۔ بقیہ دائمی قید ہوگئے۔ انس بن مالک وغیرہ وہ اشخاص تھے جن کی گردنون مین داغ غلامی دیکر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ اگر عبدالملک کے گناہون سے ایک ہی گناہ ہوتا کہ اُس نے حجاج جیسے خونخوار مردم آزار کو مسلمانون کی گردنون پر سوار کیا۔ کہ جس طرح چاہے اِن کو رگیدے تو وہی اس کے لئے کافی تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے۔ کہ اگر ہر ایک اُمت اپنے درمیان سے ایک ظالم خبیث کو لائے۔ اور ہم حجاج کو لے جائین۔ تو ہر آئینہ

[illegible]

ہمارا خبیث تمام اُمتون کے خبیثون سے بڑھ جائیگا۔ ایک لاکھ چوبیس[۲] ہزار آدمی
تو وہ ہین۔ کہ معرکہ ہائے جنگ کے سوا اس مردود کے ہاتھ سے یون مارے گئے
اسّی ہزار جن مین چالیس ہزار مرد اور تیس[۳] ہزار عورتین تھین۔ اس کے مرنے کے بعد
اس کے قید خانے سے نکلے۔ کہ ان کے رنگ دھوپ اور بھوک کے مارے سیاہ
ہوگئے تھے۔ اس کے زندان مین چھت نہ تھی۔ کہ قیدیون کو سرما و گرما و بادوباران
سے بچاتی۔ زن و مرد باہم ایک چاردیواری مین بند رہتے۔ دیوارون پر سرہنگ
تعینات تھے۔ کہ قیدی دھوپ سے بھاگ کر سایہ مین پناہ لین تو وہ پتھر ڈھیلے
مار مار کر ہٹاتے۔ کھانا جو ملتا آدھا جو کا آٹا۔ آدھی راکھ ملی ہوتی۔

مروج الذہب وغیرہ مین ہے۔ کہ حجاج پیدا ہوا۔ تو اس کے دُبر نہ تھی سیخ
آہن سے چھید کر سوراخ کیا۔ نیز وہ پستان مادر مونہہ مین نہ لیتا تھا۔ شیطان نے
بصورت انسان ظاہر ہوکر یہ تدبیر تبلائی۔ کہ ایک بکرا ذبح کرکے سر پستان پر اس
کا لہو لگا دو۔ کئی روز یہ عمل کیا۔ جب دودھ مونہہ مین لی۔ اس لیے اس کو
خونریزی مین جو لذت ملتی تھی کسی شے مین نہ ملتی تھی۔ آخری مقتول اس کے
سعید بن جبیر ہین۔ کہ اصحاب امام ہمام علی بن الحسین علیہما السلام سے تھے۔
ان کو اس مردود کے سامنے لائے۔ تو کہا تو سعید بن جبیر نہین۔ شقی بن کسیر ہے
سعید نے کہا میری مان نے تو میرا نام سعید ہی رکھا ہے۔ تو جو چاہے سمجھ۔ کہا

[۱] سعید کی ضد شقی جبیر (جوڑنیوالا) کی کسیر یعنی شکستندہ ہے ۱۲

ابوبکر عمر کے حق مین کیا کہتا ہے۔ جنت مین ہین یا جہنم مین۔ سعید نے کہا مین جنت و جہنم مین نہین گیا۔ جو جانون کہ کہان ہین۔ کہا خلفاء کی نسبت تیرا کیا اعتقاد ہے فرمایا لَسْتُ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ۔ حجاج نے کہا جس طرح تو کہے تجھے قتل کرون۔ سعید نے کہا جس طرح چاہے کر۔ جس طور پر مجھے قتل کریگا۔ بروز قیامت مین اُسی طور سے تجھے قتل کرونگا۔ پس تو اپنے لئے جو طریق چاہے۔ اختیار کر۔ پس بموجب حکم اس لعین کے ذبح کر کے اُن کا سر جُدا کیا گیا۔ مرتے وقت سعید نے دعا کی تھی۔ خداوندا آئندہ اپنے بندون پر حجاج کو مسلط نکرنا۔ وہ دعا اُن کی درجہ اجابت کو پہونچی اور حجاج اُن کی شہادت کے پندرھوین دن داخل جہنم ہوا یہ پندرہ روز بھی نہایت پریشانی اور پشیمانی مین گزرے۔ اکثر سوتا سوتا چونک پڑتا کہ سعید میری گردن توڑتا ہے۔ اور معاویہ کی طرح کہتا۔ مالی وَلِسَعِیْدٍ مجھ کو سعید سے کیا ہی بُرا سابقہ پڑا۔ بالجملہ۔ تاریخ الخلفاء مین ہے۔ کہ عبدالملک اوّل خلیفہ ہے جس نے بُخل و کنجوسی اختیار کی۔ اُس کو شدت بخل سے۔ رَشْحُ الْحِجَارَہ (چکیدہ سنگ) کہتے تھے۔ اور گندہ دہنی کی وجہ سے اَبُوالذِّبَان کا لقب پایا تھا۔ اور وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے اسلام مین غدر و عہد شکنی کی۔ اور پہلا ہے جس نے خلفاء کی حضور مین بولنے اور کلام کرنے کو منع کیا۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے روکا۔ ۷۵ھ مین جبکہ قتل ابن زبیر کے بعد حجاز آیا۔ تو مدینہ مین خطبہ کہا۔ ایھا الناس مین خلیفہ مستضعف (عثمان) نہین۔ اور نہ خلیفہ مداہن (معاویہ) ہون۔ نہ خلیفہ سخیف الرّائے

(یزید)

خطبۂ عبدالملک مروان

ہمارے پاس ہر بات کا علاج تلوار سے ہوتا ہے۔ تم لوگ ہم کو مہاجرین وانصار کے سے کام کرنے کی تکلیف کرتے ہو۔ اور خود ویسے کام نہین کرتے۔ قسم خدا کی جو آج کے بعد مجھ کو تقوے و پرہیزگاری کو کہیگا۔ اُس کی گردن اوڑا دونگا۔

مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ عبدالملک بیٹھا قرآن پڑھ رہا تھا۔ کہ اُس کو اُس کے خلیفہ ہونے کی خوشخبری پہونچی۔ قرآن کو بند کردیا۔ اور کہا یہ میرا آخری عہد تھا۔ تیرے ساتھ۔ یعنی اب مجھ کو تجھ سے کوئی سروکار نہین رہا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے۔ کہ جناب صادق آل محمد اسی عبدالملک کے عہد حکومت مین متولد ہوئے جبکہ مروانیون کا ستارہ اقبال اوج موج پر تھا۔ اور مسلمانون کے سر پر جہالت و حماقت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ فقہ۔ بصیرت۔ دین۔ دیانت۔ سب کچھ جا کر۔ ایک مذمت امیرالمؤمنین نفس رسول رب العالمین اُن کے ہاتھ مین رہ گئی تھی۔ جس کی ہر گلی کوچہ مین منادی کرتے۔ اور ہر مکتب و مدرسہ مین اِس کا تکرار ہوتا۔ واعظ وعظون مین اور خطیب منبرون پر اس کی تعلیم و تلقین کرتے تھے۔ کیا اچھا کہا ہے۔ شاعر عرب نے ؎ اعلی المنابر تعلنون بسبہ × وبسیفہ نصبت لکم اعوادھا۔ کیا منبرون پر چڑھ کر تم آنحضرت کی مذمت کا اعلان کرتے ہو۔ اور یہ نہین جانتے۔ کہ ان منبرون کے تختے انہی حضرت کی تلوار سے تمہارے لئے راست درست ہوئے ہین یعنی سلطنت اسلام بزور بازوئے علوی وضرب ذوالفقار حیدری قایم ہوئی۔ پھر شاعر مذکور اصل وبنیاد فساد و بنائے ظلم و بیداد کی طرف اشارہ کرتا۔ اور کہتا ہے۔

وَاللہِ لَوْلَا یُتَمِّمَا وَ عَدِیًّا ✦ عُرِفَ الرَّشَادُ یَزِیْدُ هَا وَ زِیَادُ هَا۔ قسم خدا کی اگر تیمی (ابوبکر) وعدوی (عمر) ابتدا مین خلافت کو آنحضرت سے غصب نہ کرتے۔ تو یزید و زیاد تک بھی راہ راست سے نہ بہکنے پاتے۔ وہ بھی چارناچار طریقۂ مستقیم ہدایت اختیار کرتے ✦

# ولید بن عبد الملک

ایک ائمہ دوازدہ گانہ حضرات اہل سُنّت و جماعت سے ولید بن عبد الملک ہے۔ جس کی نسبت مسعودی کہتا ہے۔ کَانَ جَبَّارًا۔ عَنِیْدًا۔ ظَلُوْمًا۔ غَشُوْمًا۔ اور روضۃ الصفا مین ہے۔ کہ کسی بچّہ کا نام ولید رکھتے۔ تو حضرت رسالت پناہ اُس سے کراہت کرتے۔ اور فرماتے ولید فرعون کا نام تھا۔ میری اُمّت مین بھی ایک شخص اس نام سے موسوم ہوگا جو ثانی فرعون ہوگا وہ ولید بن عبد الملک ہوا۔ اور تاریخ الخلفاء مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا۔ ولید شام مین۔ حجاج عراق مین عثمان بن حارہ حجاز مین۔ قرہ بن شریک مصر مین۔ فرمانروا ہین۔ خداوندا جہان ظلم سے بھر گیا۔ نیز تاریخ الخلفاء مین ہے۔ کہ ولید نحو سے کورا تھا۔ بنابرین کلام مین غلطیان کرتا تھا۔ باپ کے کہنے سے نحویون کو جمع کرکے ایک مکان مین نحو پڑھنے بیٹھا چھ مہینے وہان رہا۔ نکلا تو پہلے سے زیادہ جاہل تھا۔ ع تربیت نااہل را چون گردگان برگنبد ست ع بکوشش نروید گُل از شاخ بید ✦

# سلیمان بن عبد الملک

ازانجملہ سلیمان بن عبد الملک ہے - یہ شخص بیحد کھاؤ - بڑا پیٹو تھا - تاریخ الخلفاء
مین ہے - کہ اُس نے ایک جلسہ مین ستر انار - چند برے - چھ مرغیان - ایک مکوک
(ڈیڑھ صاع) کشمش طائفی چٹ کیئے تھے - اور ابن ابی الحدید نے بھی شرح
نہج البلاغہ مین اِس کی نسبت ایسا ہی کچھ لکھا ہے جسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے
کہ وہ آدمی تھا - یا کوئی جن تھا - لکھا ہے - کہ ایک مرتبہ بنیل بڑے اسّی روٹیون
کے ساتھ کھا گیا - اور پھر حسب دستور اور لوگون کے ساتھ کہانے مین شریک ہوا
طائف کے ایک باغ مین ڈیرہ تھا - ایک بکرا پانچ مرغیان - ایک کاسہ بزرگ
ستو کالائے - سب چڑھا گیا - بعد ازان باورچی سے پوچھا آج تو نے کیا پکایا - کہا
کچھ اوپر اسّی دیگچیان کھانون کی تیار ہین - پس ایک ایک کو منگاتا - اور ایک ایک
دو دو لقمے ہر ایک سے کھاتا تھا - اِس طرح ہر سب کا نمک چکھا - پھر دستر خوان بچھا
اور سب کے ساتھ بیٹھ کر اِس طرح کھانا کھایا - گویا پہلے کچھ نہ کھایا تھا - پھر ابن ابی الحدید
کہتا ہے - کہ سلیمان کی موت بھی اِسی زیادہ خوری مین آئی - ایک دیرانی خلافت سے
پہلے کا اُس کا دوست تھا - (خدا جانے کس قسم کا دوست ہوگا) ایک روز سلیمان
نے اُس سے کہا - تو ولید کے زمانے مین ہم کو طرح طرح کے چیزین کھلایا کرتا تھا - اب
بھی اُسی طرح کھلا - اور اپنی الطاف و عنایات کو ہم سے قطع نہ کر - دیرانی کہتا
ہے - کہ مین ایک روز دو زنبیلین ایک مین اُبلے ہوئے انڈے - دوسری مین انجیر

اس کے لیئے لے گیا۔ سلیمان کھانے لگا۔ مین ایک ایک بیضہ چھیل کر اور انجیر کے
ہمراہ شامل کرکے اُس کو دیتا۔ وہ کھالیتا حتٰے کہ دونو زنبیلین خالی کردین اس سے
ایک تخمہ عظیم اُس کو ہوا۔ اور اُس مین فوت ہوا+

## عمر بن عبدالعزیز

پہلے ذکر ہوا کہ عمر سلیمان و یزید پسران عبدالملک کے درمیان متخلل ہوا تھا۔ ظاہرا
اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ مروان نے عبدالملک کے بعد اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز
کو خلافت پر نامزد کیا تھا۔ مگر عبدالعزیز عبدالملک کی حیات ہی مین فوت ہو گیا
لہذا پسران عبدالملک نے عمر کو اس کے بدلے مین اپنی درمیان لے لیا۔ بہرکیف
عمر کو الاعور بین العمیان (اندھون مین کانا) کہا گیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک نظر باوصاف
حمیدہ جو عمر مین تھے وہ اُس سے زیادہ مدح کا مستحق ہے۔ بلکہ اگر اس مین صرف یہی
ایک وصف ہوتا۔ کہ سب و شتم مولانا امیر المومنین کو جو بنی اُمیہ نے چار دانگ عالم
مین پھیلا رکھی تھی۔ موقوف کرادیا۔ تو یہی اس کے لیئے کافی تھا۔ اس نے اس سے
صرف شیعون ہی کو روز قیامت تک اپنا زیر بار احسان نہین بنایا۔ خود اپنے لیئے
ایک معقول توشہ راہ عاقبت کا بہم پہنچایا+ علامہ سید رضی رضی اللہ عنہ اپنے ایک
قصیدے مین فرماتے ہین ۔ یا ابن عبدالعزیز لو بکت العین + فتیً من بنی امیہ
لبکیتک ۔ اے پسر عبدالعزیز اگر ہماری آنکھین بنی اُمیہ سے کسی پر گریان ہوتین تو البتہ
تم پر روتین غیر انی اقول انک طبت + وان لم یطب و لم یزک بیتک اب مین

تزک سب امیر المومنین

عمر بن ابی ...

...

صرف اتنا کہتا ہون کہ بے شک تم پاک و پاکیزہ ہو ہرچند تمہارا خاندان اصلاً پاکیزگی
نہ رکھتا تھا۔ اَنْتَ تَزْهَدُنَا عَنِ السَّبِّ وَالْقَذْفِ + لَوْ اَمْكَنَ الْجَزَاءُ لَجَزَيْتُكَ ثُلُثٌ۔ تو نے
ہم کو سب و شتم خلائق سے پاک کیا۔ اگر مین تیرے بدلا دینے پر قدرت رکھتا ہوتا
تو البتہ تجھے بدلا دیتا +

اس کار خیر کی تحریک کے اسباب عمر نے آپ اس طرح بیان کئے ہین۔ کہ میرا بچپن کا
زمانہ تھا۔ عتبہ بن مسعود کی اولاد سے ایک بزرگ مجھ کو قرآن شریف کا درس دیا کرتے
تھے۔ ایک روز لڑکون مین کھیل رہا تھا۔ اور (چونکہ اس زمانے مین چھوٹے بڑون کا
کوئی کام مذمت علیؑ بن ابیطالب سے خالی نہ ہوتا تھا) ہم تمام لڑکے آنحضرت کی سب
و شتم کر رہے تھے۔ استاد مسجد مین جاتے ہوئے ہمارے پاس سے گزرے۔ اور
بنظر استکراہ میری طرف دیکھا۔ مین کھیل چھوڑ کر اُن کے پیچھے پیچھے مسجد مین گیا کہ
سبق پڑھون وہ مجھے دیکھتے ہی اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ گویا کہ مجھ سے اعراض کرتے
ہین۔ فارغ ہوئے تو پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے۔ مین نے کہا۔ خیر ہے۔ آج شیخ
خفا کس لئے ہین۔ کہا اے فرزند تو علیؑ کی مذمت کرتا ہے۔ مین نے کہا ہان کرتا ہون
(اور مین کیا سارا جہان کرتا ہے) کہا تجھ کو کب اور کیونکر دریافت ہوا کہ حق تعالے
اہل بدر سے ایک مرتبہ خوش ہو کر پھر ناراض ہو گیا۔ مین نے (تعجب سے) کہا کیا علیؑ
اہل بدر سے ہین۔ کہا (بیوقوف) بدر مین علیؑ کے سوا اور تھا ہی کون۔ مین نے کہا
تو پھر کبھی اُن کی مذمت نہ کرونگا۔ پھر عمر نے کہا میرا باپ مدینہ کا حاکم تھا۔ مین نماز

جمعہ کو مسجد مین جاتا۔ اور خطبہ سُننے کو عین منبر کے نیچے بیٹھتا۔ وہ خطبہ پڑھتا مین
غور کرتا۔ کہ تمام خطبہ فصاحت و بلاغت سے ادا کرتا ہے۔ مگر مذمت علیؑ ابن
ابیطالب پر پہونچتا ہے۔ تو اُس کی زبان لڑکھڑا جاتی اور بیان مین لکنت ہونے
لگتی ہے۔ ایک روز خلوت مین اُس سے پوچھا کہ اے پدر کیا بات ہے۔ کہ تم تمام
خطبہ صفائی سے پڑھتے ہو۔ مگر جب اِس مرد (امیر المومنینؑ) کی مذمت پر پہونچتے
ہو۔ تو زبان مین لکنت پڑ جاتی ہے۔ کہا اے فرزند اگر یہ لوگ جو اہل شام وغیرہ سے
منبر کے نیچے جمع ہوتے ہین۔ اُن کو اُس شخص کے وہ مناقب و مفاخر معلوم ہون
جو تیرے باپ کو معلوم ہین۔ تو اِن مین سے ایک بھی ہماری متابعت نہ کرے
عمر کہتے ہین۔ کہ جو کچھ معلم نے لڑکپن مین مجھے سمجھایا تھا۔ یہ اُس پر مزید ہوا۔ پس
میرے دل مین یہ بات گڑ گئی۔ اور خدا کی درگاہ مین مین نے عہد واثق کیا۔ کہ
اگر امر خلافت مین کبھی مجھے دخل ہوا۔ تو ضرور اِس ناامُر اور رسم کو اٹھا دونگا۔ اِس
کے بعد جس حکمت و دانائی سے عمر نے اُسے موقوف کرایا۔ اور جس طرح اجتنین
بنی اُمیہ کو اِس پر ساکت و خاموش فرمایا۔ اُس کا قصہ مشہور ہے۔ اور روضۃ الصفا
تک مین مذکور۔ اس کے علاوہ عمر نے ایک اور بڑا کام قابل انعام یہ کیا۔ کہ علاقہ
فدک کہ صدر خلافت خلیفۂ اوّل مین جناب فاطمہؑ سے بزور چھین لیا گیا تھا
اُس نے اولاد فاطمہؑ کو رد کیا۔ اور حضرت محمد باقرؑ کو اُس کا متولی بنایا۔ اُس پر
ظلمۂ بنی اُمیہ نے شور مچایا۔ کہ تو نے اِس فعل سے شیخین پر طعن کیا۔ عمر نے کہا

مین نے نہین کیا انہون نے خود اپنے اوپر راہ طعن کھولا ایسی ہی باتون سے ان لوگون نے ناخوش ہوکر زہر دیدیا

## یزید بن عبد الملک

اس نے عمر کے بعد اُس کے تمام قانون اور قاعدے بدل ڈالے تاریخ الخلفا مین ہے۔ کہ چالیس بوڑھے ریش دراز ون نے اس کے سامنے گواہی دی۔ کہ خلفاء کے رلئے نہ کوئی حساب کتاب ہے نہ عذاب وعقاب۔ پس پھر کیا تھا کفر و عُدوان وذنب وعصیان کے دریا مین کود پڑا۔ پہلے ایک کنیزک مسماۃ سلامۃ القس منظور نظر ٹھیری اور تمام کاروبار اُس کے حوالے کیا گیا۔ پھر حبابہ اس پر حاوی ہوگئی۔ ڈوم ڈھاڑی دور دراز ملکون سے بلوائے گئے۔ اور ناچ رنگ کی مجلسین گرم ہوین۔ ابوحمزہ خارجی کہاکرتا اور ٹھیک کہتا تھا۔ کہ یزید نے دہنے ہاتھ پر حبابہ اور بائین ہاتھ پہ سلامہ کو بٹھایا۔ اور کہا مین پرواز کرتا ہون اور وہ واقعی اُڑ بھی گیا۔ مگر کہان اور کس طرف۔ لعنت خدا اور اس کے عذاب دردناک کی طرف۔ مروج الذہب۔ آخر یہی حبابہ یزید کی جان جانے کی باعث ہوئی۔ اردن کے مقام پر ایک باغ مین گیا۔ حبابہ ساتھ تھی۔ لطف صحبت مین ایک نئی قسم کی دل لگی سوجھی۔ انگور کے دانے اُس کی طرف پھینکتا اور وہ مونہہ مین لیتی۔ اتفاقاً ایک دانہ حلق مین پھنسا۔ اور کھانسنے کے ساتھ نیچے اُتر کر اٹک رہا۔ حبابہ کا سانس بند ہوگیا۔ اور جان نکل گئی۔ یزید پر اس

ناگہانی صدمے سے کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ سات روز تک پیاری محبوبہ کی لاش آگے
رکھے دیکھتا رہا۔ اِس عرصہ مین چند مرتبہ اِس مردہ لوتھ سے جماع بھی کیا جب امرا
وخواصون نے بہت لعنت ملامت کی تب اُس کا پیچھا چھوڑا۔ مگر یہ صدمہ ایسا
نہ ہوا تھا۔ کہ اُس کو پنپنے دیتا۔ چند روز مبتلائے غم والم رہ کر خود بھی دار دنیا سے
کوچ کر گیا۔ ہرچند یہ ناپاک باتین عوام کالانعام سے بھی بھدی و بدنما معلوم ہوتی
ہین۔ چہ جائیکہ سلاطین کبار وخواقین نامدار سے۔ مگر جب دیکھا جاتا ہے۔ کہ اِن فواحش
کے مرتکب وہ لوگ تھے جو مذہبی پیشوا۔ نیابت و جانشینی پیغمبر آخرالزمان کے دعویدار
تھے۔ اور اب تک بھی ایک بہت بڑا گروہ اُن کو خلیفہ بحق جانتا ہے۔ تو اُن کی خرابی
ایک سے ہزار اور اندک سے بسیار ہو جاتی ہے۔

## ہشام بن عبدالملک

یزید کے بعد ہشام خلیفہ ہوا۔ یہ چوتھا خلیفہ ہے۔ پسران عبدالملک سے۔ تاریخ الخلفا
مین ہے۔ کہ عبدالملک نے ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ چار مرتبہ محراب مسجد مین
پیشاب کیا۔ سعید بن مسیب سے اس کی تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا۔ تیری اولاد سے
چار شخص خلیفہ ہونگے۔ واقعی چارون نجس العین محراب خلافت و امامت کے
نجس اور گندہ کرنیوالے تھے۔ حضرت امیرالمومنین ایک خطبہ مین ارشاد فرماتے ہین

---

هو ابو الاكبش الاربعة وستلقى الامة منه ومن ولده يوما احمر۔ یعنی مروان پدر ہے چار
کبشون (مینڈھون) کا اور عنقریب اس اُمت کو اُس سے اور اُس کے بیٹون سے

سرخ یعنی روز بلاء و مصیبت دیکھنا ہوگا۔ مُراد اُن سے پسران عبدالملک ولید سلیمان۔ یزید۔ ہشام ہین۔ مگر بعضون نے پسران صلبی مروان کے عبدالملک محمد بشر۔ وعبدالعزیز کو سمجھا ہے۔ اُن مین عبدالملک خلیفہ ہُوا۔ محمد نے جزیرہ پر۔ اور بشر نے عراق پر۔ اور عبدالعزیز نے مصر پر حکومت کی ؛

مروج الذہب مین ہے۔ کہ ہشام احول چشم درشت خو تند مزاج جمع اموال کا حریص اور اس قدر کنجوس تھا کہ پھوٹی کوڑی کسی کو نہ دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے عہد مین باب خیر خیرات بالکل مسدود ہوگیا تھا۔ اسی لیئے اُس کا زمانہ سخت ترین گنا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ معہ اپنے مصاحبون کے باغ مین گیا۔ انہون نے کچھ پھل توڑ کر کھائے۔ پھر کہا خدا اس باغ کے پھلون مین برکت دے۔ ہشام نے کہا۔ برکت کاہے مین دیگا تمام پھل تو تم کھا گئے۔ پھر داروغہ باغ کو بلا کر کہا۔ کہ تمام میوہ دار درخت کاٹ ڈالو۔ اور بجاء اس کے زیتون کے درخت لگواؤ۔ کہ کوئی اُس کا پھل نہ کھا سکے۔ عقال بن شبہ کہتا ہے۔ کہ ہشام نے مجھے خراسان بھیجا۔ تو وہ قباء پوستین پہنے ہوئے تھا۔ وہ تو مجھ کو کہتا تھا۔ کہ وہان جاکر یہ کرنا وہ کرنا۔ اور مین ٹکٹکی لگائے اُس کی قبا کو دیکھ رہا تھا۔ پوچھا اس کپڑے کو کیون دیکھتا ہے۔ مین نے کہا۔ یہ وہی لباس ہے۔ کہ آپ خلافت سے پہلے اس کو پہنتے تھے۔ یا کوئی اور۔ کہا وہی ہے صلبی بیٹے کا گھوڑا ضعیف اور لاغر ہوگیا تھا۔ اُس نے دوسرا گھوڑا مانگا۔ باوجودیکہ چار ہزار اسپ پلید خاصہ مین تھا۔ مگر بیٹے کو گھوڑا نہ دیا ؛

ہشام نے حضرت محمد باقرؑ کو بہت ایذائین دین۔ مدینہ سے شام مین آنحضرت کو بلوایا۔ آخر براہ حسد و عداوت آپکو شہید کیا۔ زید بن علی بن الحسینؑ نے ۱۲۱ھ مین اسی کے لشکر کے ہاتھ سے کوفہ مین شہادت پائی۔ ان کا سر کاٹ کر شام کو بھیجا گیا۔ اور بدن برہنہ ایک مقام پر لٹکتا رہا تھے کہ عرصہ دراز کے بعد وہان سے اُتار کر جلایا اور خاکستر کو ہوا مین اوڑایا۔ اور دریا مین بہایا۔ عباسیون کو بادشاہت ہوئی۔ تو انہون نے بنی اُمیہ سے اُن کے مظالم کے خوب بدلے لیئے۔ قبرین تک اکھاڑ پھینکین۔ ہشام کی لاش کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو اُس نے زیدؑ کی لاش سے کیا تھا۔ چونکہ اُس کو روغن ملکر قبر مین دفن کیا تھا۔ لاش سالم نکلی۔ پہلے اس کے تازیانے لگوائے پھر جلاکر راکھ اوڑادی۔ معاویہ کی قبر سے مٹی کے سوا کچھ نہ نکلا۔ یزید کی لحد مین ایک ڈورا طول مین خاکستر کا نظر آیا۔ عبدالملک کی صرف کھوپری باقی تھی۔ یہ سب کچھ تھا۔ مگر ہمارے نزدیک اِن کے یہ تمام کارنامے بخت النصر کے کامون سے جو ظالم بنی اسرائیل اور قاتلان پیغمبرؑ کی بیخ کنی مین اسنے دکھائے۔ زیادہ وقعت نہین رکھتے۔

## ولید بن یزید بن عبدالملک

یہ بارھوان خلیفہ ہے۔ خلفاء دوازدہ گانہ منصوصہ سنیہ سے۔ کہ بموجب احادیث صحیح صحیح بخاری۔ اسلام کے عزت دینے والے تھے اور جن کے بعد اسلام عزت رونق اجتماع سب کچھ کھو بیٹھا۔ خاص ولید کی نسبت جلال الدین سیوطی شیخ الاسلام

ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کے حوالے سے رقم طراز ہین۔ کہ اِس کے قتل ہونے کے دن سے اسلام مین فتنہ و فساد پھیل گیئے۔ اُور حالات تبدیل ہو گیے۔ پھر مسلمانون کو ایک امام پر جمع ہونا نصیب نہ ہُوا۔ کما مَر۔ لیکن یہ کلام اُن کا صدر کتاب مین ہے۔ وسط مین جہان سلسلہ وار ولید کا ذکر آیا ہے۔ اِس طرح افادہ فرماتے ہین۔ الولید بن یزید الخلیفۃ الفاسق تسلم الامر بعد فوت ھشام فی ربیع الاخر ۱۲۵ھ وکان فاسقا شریبا للخمر منتھکا لحرمات اللہ اراد الحج لیشرب فوق ظھر الکعبۃ فمقتہ الناس لفسقہ فخرجوا علیہ فقتل جمادی الاخر ۱۲۶ھ۔ کہ وہ خلیفہ بدکار ہے۔ ہشام کے مرنے پر ماہ ربیع الثانی ۱۲۵ھ مین خلیفہ ہوا۔ فاسق فاجر شراب خوار حرمات خدا کا ہتک کرنیوالا تھا۔ حج کا قصد کیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر مے نوشی کرے۔ اِس کے فسق و فجور کے سبب سے لوگ اِس کے دشمن ہو گیۓ۔ اُور خروج کیا اِس پر۔ اُور ماہ جمادی الثانی ۱۲۶ھ مین قتل ہوا۔ ہم نہین جانتے کہ ایسا فاسق فاجر بدکردار کیونکر خلیفہ واجب سید ابرار احمد مختار کا ہو سکتا ہے۔ اُور اِس کے وجود سے کونسا شرف اُور عزت دین اسلام نے حاصل کیا۔ جو اِس کے مرنے پر اِس سے چھن گیا۔ اُور وہ کیسی اُمت تھی جنہون نے ایسے شریر شارب الخمر پر اجتماع کیا۔ اُور اندریںصورت اہل اَلبصار و بصائر کے نزدیک اِن جماعون کی کیا وقعت باقی رہ سکتی ہے۔

ولید نے شرب خمر وارتکاب غنا وغیرہ منہیات شرعیہ کے علاوہ اپنے باپ کی ازواج تک سے زنا کیا ہے۔ اُور حقیقی بھائیون کو اغلام سے چھٹا نہین چھوڑا۔ سلیمان بن یزید

اِس کے بھائی نے جب سر بُریدہ اُس کا نیزہ پر دیکھا تو کہا گواہی دیتا ہون کہ وہ فاسق بدکار نہایت بیباک تھا۔ میری ساتھ اغلام کرنا چاہتا تھا۔

حیوۃ الحیوان دمیری سے نقل ہوا ہے۔ کہ اِس نے ایک کنیز سے بحالت مستی جماع کیا تھا۔ استنے مین موذن نے آکر کہا نماز تیار ہے۔ ولید نے قسم شرعی کھاکر کہا۔ اِس وقت یہی کنیز مسلمانون کی امامت کرائیگی۔ پس کنیز مردانہ بھیس بدل ولید کا لباس پہنکر مسجد مین گئی۔ اور اُسی حالت نشہ و جنابت مین جماعت کرائی۔ نیز اُس نے ایک حوض پُر از شراب تیار کرایا تھا بحالت سرور اس مین گر پڑتا۔ اور اس قدر شراب پیتا کہ حوض کے کنارون سے کمی دکھائی دیتی۔

مشہور ہے۔ کہ اِس بدبخت نے ایک مرتبہ قرآن کھولا تو اوّل صفحہ پر یہ آیہ نکلی۔ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ اور کھولا اُنہون نے۔ اور خائب و خاسر ہوا ہر ایک ظالم عناد پیشہ۔ یہ پڑھ کر قرآن کو پھینک دیا۔ اور اسی پر بس نکر کے اُس کو آماجگاہ بنایا

اشعار ولید

اور تیر مارے اور یہ اشعار پڑھتا تھا۔ اَتُوعِدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۔ فَهَا اَنَا جَبَّارٌ عَنِيدٌ تو ہر ایک جبّار عنید کو دھمکی دیتا ہے۔ یہ لے دیکھ کہ مین جبّار عنید ہون۔ اِذَا مَا جِئْتَ رَبَّكَ يَوْمَ حَشْرٍ ۔ فَقُلْ يَا رَبِّ مَزَّقَنِي الْوَلِيدُ جس وقت بروز قیامت اپنے خدا کے پاس حاضر ہووے تو کہنا اے پروردگار میرے۔ ولید نے مجھے پارہ پارہ کردیا۔ اور یہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی نسبت اُس مردود نے یہ دو شعر کہے تھے

تَلَعَّبَ بِالْخِلَافَةِ هَاشِمِيٌّ ۔ بِلَا وَحْيٍ اَتَاهُ وَلَا كِتَابٍ ہاشمی یعنی محمد مصطفےٰ نے حکومت

و بادشاہی سے کھیل کیا۔ نہ کوئی وحی ان کے پاس آئی۔ نہ کوئی کتاب نازل ہوئی فَقُلْ لِلّٰہِ یمنعنی طعامی۔ وقل للہ یمنعنی شرابی پس خدا کو کہدو کہ اگر اُسے قدرت ہے۔ تو مجھ کو کھانا پینا نہ دے اور بند کرے +

اس سے بڑھ کر اور کیا کفر اور زندقہ ہوگا۔ مگر علامہ ذہبی کہ اُستاد حدیث و تعصب کا پُتلا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ کفر و زندقہ ولید سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا۔ جو کچھ اس کی نسبت مشہور ہے وہ شرب خمر و لواطہ ہے۔ سبحان اللہ۔ گویا شرب خمر و لواطہ اس فاضل کے عندیہ مین خلفا کے واسطے حلال و مباح ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام خرابیان سفینۂ اہل بیت سے کہ کشتی نجات ہے۔ تخلف کرنے۔ اور حضرات ائمہ علیہم السلام سے کہ بنزد دوست و دشمن مقبول و نص قرآن ہر قسم کی رجس و آلائش سے پاکیزہ و مطہر ہین اور سچے مصداق احادیث صحیحہ خلفاء اثنا عشر کے مین تمسک نکرنے کی ہین۔ کہ یہ بزرگوار ایسے انجاس اوناس کے امام و پیشوا امت بنانے پر مجبور ہوتے ہین۔ اور خلافت رسول اللہ کو یون بدنام کرتے ہین۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

## فائدہ

بنی اُمیہ کے منتہائے فروغ کے زمانے مین جو اس قدر تاریکی جہل و حماقت کی دنیا مین پھیل گئی تھی۔ اُس کا زیادہ تر باعث یہ بھی تھا۔ کہ عترت طاہرۂ حضرت رسالت کہ معدن دین و شریعت و منبع علم و معرفت ہین سخت خوف و خطرہ مین

مبتلا تھے۔ چنانچہ حضرت امام زین العابدینؑ کا تمام عہد امامت نہایت درد و مصیبت اور شدت تقیہ مین بسر ہوا۔ اسی رُوئے چالیس سال کے اتنے بڑے طولانی زمانے مین جن لوگون نے آنحضرت سے نقل حدیث و روایت کی ہے۔ وہ اُنگلیون پر شمار ہو سکتی ہین۔ ہان۔ آپ کے بعد جون جون اِن ظلمہ کا زور گھٹتا گیا۔ یا بعبارت دیگر جیسا وہ آنحضرات عالیات کی طرف سے غافل ہوتے گئے۔ اتنا ہی بلاء تقیہ اُن کے سرون سے ہلکی ہوتی گئی۔ اور وہ اپنی منصبی کام اعنی اشاعت دین و شرع ختم المرسلین مین مصروف ہوتے گئے۔ چنانچہ آخر عہد ہشام بن عبد الملک مین حضرت امام محمد باقرؑ کی مجالس افادہ گرم ہونے لگی تھین۔ اور حضرت صادقؑ کے مبارک زمانے مین تو جبکہ بنی اُمیہ کا چراغ گل ہونے کو تھا۔ وہ رونق ہوتی۔ کہ علوم اہل بیت کے دریا عالم مین بہ گئے۔ آپ کھلے خزانے شرعیات حقہ کا درس دیتے۔ اور علی الاعلان اپنے آباء طاہرین کی احادیث نقل فرماتے چنانچہ اہل سُنّت نے اقرار کیا ہے۔ کہ شاگردان جعفر صادق ہر قسم و ہر گروہ سے چار ہزار اشخاص کو پہونچے تھے۔ اور بڑے فخر سے اپنی بزرگون کو سلسلۂ تلمذ اس جناب مین داخل بناتے ہین۔ اور نوبت یہ پہونچی تھی۔ کہ موسم حج مین منا مین جاکر مذہب حقہ امامیہ کی منادی فرماتے تھے۔ پس اس مین شک نہین۔ کہ علوم شرعیہ بواسطہ یا بلا واسطہ آپ کی ذات سے دُنیا مین شائع ہوئے۔ یا عباسیون نے آتش حسد مین جلکر غیرون کو تربیت کرنا شروع کیا۔ کہ حضرات سے مقابلہ کرین اور یہ

باعث ترویج علوم اسلامیہ کا ہوا۔ چنانچہ حضرت ابو حنیفہ و ابو یوسف وغیرہ
اسی قبیل کے ساختہ پرداختہ و سربرآوردہ اشخاص ہین منصور دوانیقی حضرت
صادق کے دریائے علم کو روان دیکھ کر کہا کرتا تھا۔ هذا الشجی المعترض فی حلقی
من علم الناس ۔ یہ میری حلق مین اٹکی ہوئی شے۔ علامۂ زمان ہے ۔ تذکرۃ الائمہ
منسوب بہ مجلسیؒ وغیرہ مین مذکور ہے ۔ کہ ابو جعفر منصور نے مقرر کیا تھا۔ کہ جو حضرت
صادق علیہ السلام سے اخذ مسائل کرتا۔ اُس پر ایک اشرفی جرمانہ کرتا۔ اور
جو ابو حنیفہ وغیرہ سے پوچھتا۔ اُس کو ایک اشرفی انعام مین دیتا۔ اِس چاٹ
سے لوگ اُنھی طرف رجوع کرنے لگے[له] ۔ اور وہ یون کرائے کے امام بن گیے
اس سے ظاہر ہے ۔ کہ سوتون کو آپنے جگایا۔ اور ٹمٹماتے چراغ علوم کو آنحضرت
نے اُکسایا۔ چنانچہ یہ بات آنحضرت کی فرخندہ حالات اور دشمنون کے ساتھ
آپ کے مناظرات سے جنمیں بعض اس رسالے مین مذکور ہین ۔ بخوبی روشن
وہویدا ہے ۔ فنوحیاد و روحا ابائی لہا الفدا ۱۲

---

[له] ایک روز ایک مومن کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت پڑی۔ گھر سے باہر نکلا۔ تو خیال آیا کہ اگر اپنے امام کی طرف جاتا ہون۔ تو ایک اشرفی دینی پڑیگی۔ جو پاس موجود نہین۔ اور اگر امام ابو حنیفہ کی طرف جاؤن۔ تو ایک اشرفی ملیگی۔ مگر مسئلہ حل نہین ہوگا۔ تو اس امر کو سوچکر اُس نے یہ ارادہ کیا۔ کہ پہلے ابو حنیفہ کے پاس چلون۔ وہان سے اشرفی لیکر پھر اپنے امام کی خدمت مین جاکر مسئلہ دریافت کرون اور وہی اشرفی جرمانہ مین دیدون۔ یہی خیال تھوڑا سا راستہ چلا تھا۔ کہ اُس کا ارادہ بدل گیا۔ دل مین خیال ہوا۔ کہ اگر اس وقت ابو حنیفہ کے پاس ننانوین آدمی ہونگے۔ تو میرے جانے سے پورے سو ہو جاوینگے اس کی جماعت کو بڑھانا نہین چاہیے مسئلہ پھر کسی وقت دریافت کر لینگے۔ یہی خیال اپنے گھر واپس آیا اور دروازہ بند کرکے اندر بیٹھ رہا۔ تھوڑی دیر گذری تھی۔ کہ دق الباب ہوا۔ اُس نے اٹھکر دروازہ کھولا

## ولادت باسعادت

ولادت باسعادت اس جناب کی موافق مشہور درمیان علماء امامیہ روز جمعہ ۱۷ شہر ربیع الاول ۸۳ھ ہجری بمقام مدینہ سکینہ واقعہ ہوئی۔ مگر بعض نے سال ۸۰ھ لکھا ہے۔ یہ قول مشہور سنیون کا ہے۔ بموجب اس کے چونکہ وفات ۱۴۸ھ مین بلا اختلاف ہے سن شریف اڑسٹھ سال کا ٹھیرتا ہے۔ ورنہ پینسٹھ سال کا۔ علی ہذا روز و تاریخ و ماہ ولادت مین بھی اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ بعضون نے روز دوشنبہ غُرّہ ماہ رجب لکھا ہے۔ مگر مشہور قول پہلا جمعہ ۱۷۔ ربیع الاول کا ہے پس مومنین کو لازم ہے۔ کہ کمال حرمت و تعظیم اس روز عظیم کی کرین۔ اور روز عید بزرگ جان کر مراسم شادی و سرور بجالائین۔ اور اعمال مخصوصہ کہ کتب اعمال مین لکھے ہین۔ اُس روز عمل مین لائین +

## والدین شریفین

پدر بزرگوار اُس جناب کے امام ہمام ابوجعفر محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ مُلقّب بباقرؑ شاکر

---

تو جناب صادق علیہ السلام تھے۔ حضرت نے مسئلہ اُس کو بتلایا۔ اور فرمایا۔ جتنے قدم تو چلکر گیا ہے + اتنے ہی فاصلہ پہ تیری والدہ بہ ارادہ زنا نکلی تھی۔ مگر چونکہ تونے پیدا ہونا تھا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے اُس کو حرام سے محفوظ رکھا کہ واپس آئی۔ یہ فرماکر حضرت تشریف لے گئے۔ اس جوان کی والدہ ناصبہ تھی اور منکر امامت تھی۔ جس وقت گھر مین آئی۔ بیٹے نے تمام ذکر کیا۔ وہ مومنہ ہو گئی الغرض بیان کیا۔ کہ واقعی جس روز مین تیرے والد کے گھر آئی۔ ایک حبشی سے میرا وعدہ تھا۔ رات کو حسب وعدہ گھر سے نکلی۔ اور جہان تک تو بتلاتا ہے۔ مین گئی۔ لیکن مجھ کو خیال پیدا ہوا۔ کہ جب گھر مین مرد موجود ہے۔ تو کیون مرتکب زنا ہوتی ہے۔ یہ خیال کرتے واپس آئی۔ اور اسی رات تیرا نطفہ قرار پایا

۱۲ محمد محسن

صاحب مناقب و فضایل کثیرہ مشہیرہ ہین۔ جن کے بیان کرنے کو ایک دفتر بھی تھوڑا
ہے۔ وہ حضرت پانچوین امام ہین ائمۂ دوازدہ گانۂ حقۂ امامیہ سے صلوات اللہ
علیہم اجمعین۔ مادر عالیقدر۔ جناب اُمّ فروہ (ام فروہ) دختر قاسم بن محمّد بن
ابی بکر پیر کوتی خلیفہ اوّل سنّیان کی نہایت نیک سیرت و باخدا بی بی تھین اور
مثل اپنے جدّ بزرگوار محمّد بن ابی بکر کے نور ایمان و صدق ایقان سے آراستہ۔ خود
جناب صادقؑ فرماتے تھے۔ کہ ہماری والدہ مومنہ پرہیزگار و نیکوکار تھین۔ اور
اللہ دوست رکھتا ہے۔ نیکوکارون کو۔ نیز اُس جناب نے فرمایا۔ کہ میرے پدر
بزرگوار اُن کو دوست رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اے اُمّ فروہ ہمارے شیعون
کو جو مصائب پیش آتی ہین۔ وہ اُن کے ثواب سے واقف نہین۔ لہذا اُن کو سخت
و ناگوار معلوم ہوتی ہین۔ ہم اُن کی جزاء سے واقف ہین۔ اور اے اُمّ فروہ مین
اپنے شیعون کے واسطے شب و روز مین ہزار مرتبہ دعائے خیر کرتا ہون۔ نقل ہے
کہ ایک مرتبہ طواف کعبہ مین مصروف تھین۔ اور رداء جس مین شناخت نہو سکین
اوڑھ رکھی تھی۔ حجر اسود پر پہونچین۔ تو بائین ہاتھ سے استلام کیا۔ ایک شخص نے کہا
اے امتہ خدا تم نے سُنّت کے بر خلاف دست چپ سے استلام کیا فرمایا۔ انّا
الاغنیاء من علمک ہم کو تیرے علم کی احتیاج نہین + **قاسم** بن محمد نانا
آنحضرتؑ کے مشاہیر علماء مدینہ سے یکے از فقہاء سبعہ ہین۔ کہ معتمدان و مخصوصان
امام زین العابدینؑ سے تھے۔ کیونکہ سعید بن المسیب و قاسم بن محمد و ابو خالد

کابلی یہ تین بزرگوار ثقہ اور معتمد جناب سجادؑ کے شمار ہوتے ہین۔ اور بعض کتب
مین لکھا ہے۔ کہ والدہ اُمّ فروہ کی اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر تھین۔ اور
اِس پر حضرات اہل سُنّت نے یہ متفرع کیا ہے۔ کہ جناب صادقؑ فخریہ فرماتے
تھے۔ لقد اولدنی ابوبکر مرتین۔ کہ مین ابوبکر سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہون۔ یعنی اُن
کی اولاد سے دو عورتین میری اُمّہات مین داخل ہین۔ حاشا جو آپنے کبھی اِس
پر فخر کیا ہو۔ اور والدہ قاسم کی بنا بر مشہور دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم ہین۔
شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنینؑ نے جابر بن حریث
حنفی کو شرقی اطراف مین حاکم کرکے بھیجا تھا۔ اُس نے دو لڑکیان۔ یزدجرد آخر
ملوک فارس کی حضرت کی خدمت مین روانہ کین آپنے ایک اُن سے جس کا
نام شاہ زنان تھا۔ پھر شہر بانو مشہور ہوا۔ اپنے فرزند دلبند امام حسینؑ کو عنایت
کی کہ امام زین العابدینؑ اُن سے پیدا ہوئے۔ دوسری گیہان بانو۔ محمد بن ابی بکر
اپنی ربیب (پرورش کردہ) کو دی۔ اور قاسم بن محمد اس سے وجود مین آئے اور
وفیات الاعیان ابن خلکان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قاسم مذکور جناب
امام زین العابدینؑ کے خالہ زاد بھائی تھے +

## اِسم و کُنیت و لقب

نام نامی اُس جناب کا جعفر ہے۔ جس کے معنی لغت مین نہر خورد و کلان کے ہین
وھو من لغۃ الاضداد تفسیر جعفر ایک نہر کا نام ہے بہشت مین۔ مروی ہے۔ کہ آپنے

ضریس کنانی سے کہا۔ کہ تیرے باپ نے تیرا نام ضریس کس لیے رکھا۔ اُس بے سعادت نے کہا تمہارا نام تمہارے باپ نے جعفر کیوں رکھا۔ فرمایا تیرا نام جہالت سے رکھا گیا ہے کیونکہ ضریس پسران ابلیس سے ایک پسر کا نام ہے بخلاف جعفر کے۔ کہ وہ ایک بہشتی نہر کے نام پر رکھا گیا ہے۔ **نظم** پرجود سے جناب کا یہ حرف جیم ہے۔ مملو عطا سے عین امام کریم ہے فے فیض سے بھری ہوئی نزد فہیم ہے۔ رے سے کہتی ہے کہ ذات سراپا رحیم ہے جعفر کا فیض کب ہو کمی اور کاست پر سر جود ل ہے عفو پہ یا راہ راست پر۔ یہ جیم جو فیض صغیر و کبیر ہے اور عین عین عدل جناب امیر ہے فے فرحت قلوب غنی و فقیر ہے رے راحت روان زبول قدیر ہے۔ پر نام میں ہیں وصف شہ خوشخصال کے۔ گویا یہ حرف ظرف ہیں فضل و کمال کے ❊

**کنیت** مشہور ابو عبد اللہ و بقولے ابو اسمعیل۔ اور کبھی مسجد کوفہ میں جو حضرت سے احادیث نقل کرتے۔ تو ابو اسحاق بھی کہتے تھے۔ کذا فی الرجال للکشی رہ ❊

**القاب** گرامی بکثرت ہیں۔ مثل صابر۔ فاضل طاہر۔ صادق۔ قائم۔ کافل منجی وغیرہ کے مگر مشہور عند الخاص[1] والعام صادقؑ ہے۔ منقول ہے۔ کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جب میرا فرزند جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ پیدا ہو تو اُس کا نام صادق رکھنا۔ کیونکہ اس کی اولاد میں ایک جعفر ہوگا۔ کہ جھوٹھا دعوے امامت کا کریگا۔ وہ جعفر کذّاب ہوگا۔ ابو خالد کابلی امام ہمام زین العابدینؑ

[1] وجہ تسمیہ صادق عند الخاصہ یعنی شیعہ وہی ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ مگر سنیوں میں چونکہ کوئی لغزش کلام میں اور غلط بات آپ سے نہیں دیکھی گئی۔ اس لیے صادق لقب ہوا چنانچہ منصور دوانیقی خلافت خلفاء عباسیہ کے بھی خبر دینے کی وجہ سے آپ کو صادق کہا کرتا تھا ❊

علیہ السلام سے سوال کرتے تھے۔ کہ حضرت کے بعد امام کون ہوگا۔ آپنے فرمایا
فرزند میرا کنا باقر علوم ہے۔ اَور اُس کے بعد بیٹا اُس کا جعفر صادق۔ عرض کی۔ فدا
ہون آپ پر آپ سب کے سب صادق و راست گو ہین۔ وہ بالخصوص
کس لئے بلقب صادق ملقب ہوئے۔ حضرت نے حدیث مذکور حضرت رسولخدا
سے نقل فرمائی۔ اَور گریان ہوئے۔ پھر فرمایا۔ گویا دیکھتا ہون مین کہ جعفر کذاب نے
خلیفہ وقت کو برانگیختہ کیا ہے۔ کہ ولی خدا کی جو حفظ و حمایت الٰہی مین پوشیدہ ہے
تجسس کرے۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ صَدَقَ رسولُ اللہ۔ راست فرمایا رسولخدا
نے۔ اَور درست خبر دی ائمہ ہدیٰ نے جناب صادق کی پانچوین پشت مین جیسا
کہ خبر دی گئی جعفر بن علی النقی پیدا ہوئے۔ اَور اپنے برادر مکرم امام حسن عسکری
کی وفات پر جناب صاحب العصر علیہ السلام کے مقابلے مین اُنہون نے بدروغ
دعواے امامت کیا۔ لیکن افاضل شیعہ نے بہت جلد امتحان کر کے اُن کو سرعام
رُسوا فرمایا۔ تا اینکہ بلقب کذاب مشہور ہوئے۔ مگر ایک قول ضعیف یہ ہے
کہ وہ آخر کار اپنی حرکت پر پشیمان اَور اُس سے تائب ہوئے۔ لیکن نظر احقر
مین بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص کی جس کا انجام توبہ پر ہوا اس قدر
مذمت احادیث مین وارد ہو۔ اَور یون سینکڑون برس پہلے کذاب کے لقب
سے مشہور کیا جائے۔ تاہم جو توقیع رفیع محمد بن اسحاق کے مسائل کے جواب
مین بخط و خاتم حضرت صاحب العصر برآمد ہوئے۔ اُس مین جعفر کے جُرم کو بہت

جعفر بن علی النقی

[illegible]

ہلکا کر دیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت توقیع یہ ہے۔ اما سبیل عمی جعفر وولدہ فسبیل
اخوۃ یوسف علیہ السلام یعنی تو نے جو ہمارے چچا جعفر اور اُن کی اولاد کی
نسبت سوال کیا ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ اس کا حال اس مقدمے مین بعینہ
برادران یوسفؑ کے حال کی مانند ہے۔ کذا فی الاحتجاج +
ہر چند خاص کوائف وقت ولادت باسعادت جناب صادقؑ نقل نہین ہوئے
الا عموماً حالات ولادت ائمہ معصومین اور خصوصیات آنحضرت کی کتب شیعہ
مین مصرح ہین۔ جن سے کسیقدر واقفیت ناظرین کی غرض سے درج ذیل کیے
جاتے ہین منقول ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ کسی امام کو عالم شہود
و وجود مین جلوہ گر کرے۔ تو ایک قطرۂ آب عرش سے زمین پر بھیجتا ہے۔ وہ
قطرہ کسی میوہ یا برگ گیاہ پر ٹھیرتا ہے۔ اور وہان سے بذریعہ پشت پدر شکم
مادر امام مین منتقل ہوتا ہے۔ پس چالیس روز بعد وہ لوگون کی آوازین سنتا اور
ان کی باتین سمجھنے لگتا ہے۔ جب چار مہینے اس حمل مبارک کو گزر جاتے ہین
تو اس کے بازوئے راست پر آیۂ شریفہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ لکھی جاتی ہے جب زمین پر آتا ہے۔ تو حق تعالیٰ
خزانہائے حکمت کو ان کے اوپر کھولدیتا ہے۔ اور حلم و وقار کے زیور سے
اُن کو زینت کرتا ہے۔ اور خلعت مہابت پہناتا ہے۔ اور ایک چراغ دل میں
روشن کرتا ہے۔ کہ اُس کے سبب سے جو کچھ اوروں کے دل مین ہوتا ہے۔ ان

حالات ولادت ائمہ علیہم السلام

کو دریافت ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی نور قلبی کی وجہ سے افعال و اعمال عباد
سے مطلع ہوتے رہتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے۔ کہ امام ختنہ کردہ پیدا
ہوتے ہیں۔ شکم مادر سے جدا ہوتے ہیں تو آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور کلمہ
طیبہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ زبان سے جاری کرتے ہیں
ان کے دہنے بازو پر یہ آیہ لکھی ہوتی ہے۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا الخ۔ ان
کو انگڑائی اور جمائی نہیں آتی۔ احتلام نہیں ہوتا کہ وسوسہ شیطانی ہے۔ بول
و غائط جو ان کے مطہر اجسام سے جدا ہوتا ہے زمین موکل ہے۔ کہ اس کو
نگل جائے۔ اس کی بو بوئے مشک سے کم نہیں ہوتی۔ شیطان ان تک
پہونچ نہیں سکتا۔ بہکانے اور اغوا کرنیکا تو کیا مذکور۔ دھوپ میں کھڑے
ہوتے ہیں تو ان کا سایہ نہیں پڑتا۔ کیونکہ سرتاپا نورانی ہیں۔ نور میں سایہ کہاں
جو دعا مانگتے ہیں مقبول و مستجاب ہوتی ہے۔ وہ پتھر پر اسی طرح مُہر لگا سکتے ہیں
جیسے کہ موم پر۔ اور بعض احادیث میں وارد ہے۔ کہ امام شکم مادر میں لوگوں
کے کلام سنتا ہے اور ختنہ کردہ و ناف بریدہ پیدا ہوتا ہے۔ اور شکم مادر سے
جدا ہوتا ہے۔ تو ہاتھ زمین پر ٹیک کر صداء کلمۂ شہادتین بلند کرتا ہے۔ ایک
فرشتہ درمیان دو آنکھوں اس کی کے آیۂ مذکورہ کو لکھتا ہے۔ اور جب مرتبۂ
امامت پر فائز ہوتا ہے۔ تو حق تعالیٰ اس کی لیے ہر شہر میں ایک فرشتہ معین
کرتا ہے۔ تاکہ احوال اس شہر کا اس سے بیان کرے۔ یہ حالات جملہ ائمہ صلوات اللہ

علیہم کے ہین۔ اَور شک نہین۔ کہ جناب صادق جملہ حالات اَور کُل خصوصیات
مین اُن کے شریک ہین۔ علیٰ ھذا۔ زمانہ طفلی کے حالات بھی اچھی طرح
دریافت نہین ہوئے جس قدر معلوم ہوئے۔ ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین۔ بحار
الانوار مین محمد بن مسلم طائفی سے نقل ہے۔ کہ انہون نے کہا۔ کہ مین ایک مرتبہ
امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر تھا۔ کہ اُن کے فرزند دلبند جعفرؑ بن
محمد کھیلتے کھیلتے وہان آ نکلے۔ اُن کے سر پر بچون کی طرح دو گیسو تھے۔ اَور
ہاتھ مین ایک لکڑی بَلّے کے طور کی کھیلنے کے لیئے لی رکھی تھی۔ امام محمد باقرؑ
نے اِن کو پکڑ کر سینہ سے لگالیا۔ اَور فرمایا جان پدر تم کھیلنے کو پیدا نہین ہوئے
زیادہ نہ کھیلا کرو۔ بعد ازان مجھ سے فرمایا۔ اے محمد میرے بعد یہ تمہارا امام ہے
اس کی اقتدا کرو۔ اَور اُن کے انوار علم سے نور حاصل کرو۔ قسم بخدا کہ یہ وہی
صادق ہے۔ جس کی رسول اللہ نے خبر دی ہے۔ بتحقیق کہ اس کے شیعے دنیا
و آخرت مین منصور ہونگے اَور دشمن اِس کے جملہ انبیا کی زبان پر ملعون ہین۔
پس حضرت جعفرؑ خندان ہوئے۔ بحدیکہ رنگ چہرہ مبارک کا سرخ ہوگیا۔ پھر
ابو جعفرؑ نے مجھ سے کہا سوال کرو اس سے جو کچھ کہ چاہے۔ مین نے عرض کی
یا ابن رسول اللہ ہنسی کہان سے پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا عقل دل سے ہے۔ اَور
حزن و ملال جگر سے۔ اَور تنفس ریتے (پھیپھڑے) سے۔ اَور ہنسی طحال سے۔ پس
مین اٹھا اَور سر مبارک کو آنحضرت کے بوسہ دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عبادت خدا

زمانۂ طفلی

[illegible]

کے ابتدائی صغیر سنی سے بہت شایق تھے۔ عہد شباب مین اس قدر جہد اس
مین فرماتے تھے۔ کہ حضرت محمد باقرؑ کو ضرورت اپنے فرزند دلبند کے سمجھانے کی
ہوئی۔ کہ اس مین کمی کرین۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر خود فرماتے ہین۔ کہ مین طواف کعبہ
مین مشغول تھا۔ اور شدت جہد سے عرق میرے جبین سے بہ رہا تھا۔ میرے پدر
بزرگوار نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا اے فرزند حق تعالیٰ اگر چاہے۔ کہ بندے کو داخل
جنت کرے۔ تو تھوڑا سا عمل بھی اس کا قبول کر لیتا ہے۔ کچھ ضرورت اس قدر
اپنے تئین ایذا دینے کی نہین۔ آخر عہد امامت محمد باقرؑ مین جبکہ ہشام بن عبد الملک
نے آپ کو مدینہ سے شام مین طلب کیا۔ تو حضرت صادقؑ ہمراہ رکاب اپنے
پدر عالی جناب کے شام کو تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر کی منزل و مقام کی
مفصل کیفیت حضرت نے بیان فرمائی ہے۔ بحار مین ہے۔ کہ ہشام حج کے لیے
مکہ آیا تھا۔ حضرت باقرؑ و صادقؑ بھی اسی تقریب سے وہان تشریف رکھتے تھے
ایک موقعہ پر جبکہ مسلمہ بن عبد الملک بھی حاضر تھا۔ آپنے ایک خطبہ کمال فصاحت
و بلاغت ادا کیا۔ اس مین فضایل اہل بیت اور مناقب و مراتب آنحضرت کے
مشرح بیان کیے۔ آخر مین ارشاد کیا۔ کہ ہم برگزیدگان خدا ہین اس کی خلایق سے اس
سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے بندون سے انتخاب و اختیار کر کے اپنا خلیفہ بنایا۔ پس
خوشا نصیب اُس کے جو ہماری متابعت و پیروی کرے۔ اور بدبخت و شقی ہے۔
کہ جو ہمارا مخالف اور دشمن ہو۔ مسلمہ نے یہ حال ہشام کو جا سنایا۔ وہ وہان تو کچھ نہ بولا

مگر دمشق پہونچکر عامل مدینہ کو لکھا۔ کہ محمد باقرؑ کو مع اُن کے پسر جعفر صادقؑ کے یہان
بھیجدو۔ چنانچہ اُس نے بجبر و اکراہ دونو کو اُس طرف روانہ کیا۔ راہ مین بوقت آمد و
رفت اور شام مین بہت سے علوم و کمالات و شرائف معجزات ان بزرگ سے ظاہر
ہوئے ہین۔ جن کو بوجہ طول مناسب ہم رسالہ ہذا سنجان کر ترک کرتے ہین +

## پارہ از فضائل آنحضرت از زبان دوست و دشمن

کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کہ مشاہیر علماء اہل سنت سے ہے کتاب مطالب السئول
مین آپ کی مدح مین کہتا ہے۔ کہ جناب صادق بزرگان اہل بیت اور اُن کے سادات
سے ہین۔ اُن کا دائرہ علم وسیع اور عبادت وافر سلسلۂ اوراد و اذکار پیوستہ متواصل
تھا۔ صاحب تھے زہد بین و تلاوت کثیرہ کے معانی قرآن کا تتبع فرماتے اور اس
بحر ذخار سے لآلی آبدار نکالتے اور نتائج عجیب استخراج فرماتے۔ اوقات شریف
کو انواع عبادات و اقسام طاعات پر قسمت کیا تھا۔ اور اس پر اپنے نفس سے
محاسبہ فرماتے۔ آنحضرت کی طاعت ہمایون آخرت کی یاد دلانے والی۔ اور آپ کا
کلام لطیف دنیا سے بیزار کرنیوالا تھا۔ اُن کی اقتدا موجب اہتدا اور موصل بجنت
ماوے۔ نور سیما شاہد تھا کہ آپ بے شک سلالۂ نبوت سے ہین۔ اور طہارت
افعال سے آشکار تھا۔ کہ بلاشبہ ذریت رسالت آپ ہین۔ صاحب فصول مہمہ
کہ وہ بھی علماء مخالفین سے ہے۔ مناقب و مفاخر حضرت جعفرؑ کی نسبت لکھتا

ہے۔ کان [illegible] ایقظ الکاتب۔ یعنی ان کا

حساب بڑے بڑے حساب دانوں کے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ اور اُن کے
انواع و اقسام کے معلوم کرنے میں دبیران بیدل بعجز حیران رہ جاتے ہیں۔ واقعی کیا
کوئی مدح کر سکے اُس امام عالی مقام کی جو خود امام ہو اور اولاد سے محمد مصطفےٰ
و علیؑ مرتضیٰ کی۔ اور آیندہ امامت اُس کی اولاد میں چلے۔ حضرت سجاد کے پوتے
سید الشہدا سید جوانان بہشت کے پڑپوتے محمد باقرؑ سا پدر موسیٰؑ کاظم سا پسر نشان
نبیؐ و نشان وصیؑ فاطمہؑ کے پارہ جگر حسنؑ مجتبیٰ کے نور نظر۔ خامس آل عبا کے ضیائے
بصر۔ مفتی طریقت حاکم شریعت فارق خیر و شر۔ ہادی جن و بشر۔ شہیر۔ صادق
عالی گہر۔ جد کی طرح نامور۔ مالک شمس و قمر۔ بادشہ بحر و بر۔ علم میں آدم صفی۔ فہم میں
نوح نجی۔ آن میں آن نبیؐ۔ شان شان علیؑ۔ شاہ زمین و زمن۔ ماہ حسینؑ و حسنؑ۔
خلق میں خُلق حسن۔ زور میں خیبر شکن۔ نور کا رخ سے طلوع۔ فیض کا دل سے
وقوع۔ صرف خشوع و خضوع۔ محو سجود و رکوع۔ حسن بن محمد متجعفر نے آپ کی
شان میں عربی زبان میں یہ اشعار آبدار نظم کئے ہیں۔ ع فانت السلالۃ من ہاشم
وانت المہذب والاطہر۔ ومن جدہ لائی العلی شامخ۔ ومن فخرہ الاعظم الافخر۔ ومن
ہل خیرہن الوری۔ ومن لہم البیت والمنبر۔ ومن لہم الزمزم والصفا۔ ومن لہم
الرکن والمشعر۔ ومن لہم الحوض یوم المقام۔ ومن لہم النشر والمحشر۔ اس کے بعد جمیع
اہل بیت کو مخاطب کرکے شاعر ذکر کرتا ہے۔ ع فانتم کنوز لاشیاعکم۔ وانکم الصفوۃ و

خلاصہ ترجمہ ابیات مذکورہ کا یہ ہے کہ تو اے جعفر صادق بنی ہاشم [illegible]

وَ اَنْتُمُ الْغُرُ الطَّاهِرُوْنَ - وَاَنْتُم الذَّهَبُ الْاَحْمَر - وَسَيِّدُنَا اِمَامُنَا جعفر - وَحَسْبُكَ مِن سَيِّدٍ جَعفر

مالک بن انس کہ یکے از ائمہ اربعہ اہل سنت وبقول صاحب تحفہ آپ کے شاگردون سے ہین

کہتے ہین ۔ مارأت عینی افضل من جعفر بن محمد زھدًا وفضلًا وعبادۃً وورعًا ۔ کہ کوئی

شخص علم - زہد - فضیلت - عبادت - تقوےٰ - وپرہیزگاری مین جعفر صادقؑ سے بڑھکر میری

نظر سے نہین گزرا - نیز مالک نے کہا کہ مین خدمت مین حاضر ہوتا - تو اظہار محبت کرتے - اور فرماتے

کہ اے مالک مین تجھے دوست رکھتا ہون - مین اِس سے خوش ہوتا اور حمد خدا بجالاتا - آپ

کبھی تین حال سے خالی نہوتے تھے - یا روزہ دار ہوتے تھے یعنی دنکو یا مشغول عبادت پروردگار

یعنی رات کو یا ذکر خدا ورد زبان ہوتا تھا - اور تھے وہ حضرت بزرگان عباد واکابر زہاد سے - کہ

ہمیشہ خوف وخشیۂ خدا ملحوظ رکھتے - اور کثیر الحدیث تھے کہ اہل مجلس سے کثرت سے احادیث

بیان کرتے ہین - تبسم کشادہ پیشانی ہونا اور فائدہ رسانی کرنا آپکا شیوہ تھا - جس وقت کہتے

قال رسول اللہ تو رنگ مبارک متغیر ہوکر سبز کبھی زرد ہوجاتا تھا - بحدیکہ جو آپ کو اچھی طرح

جانتا تھا پہچان نہ سکتا تھا - نیز مالک نے کہا کہ مین ایکبار حج کے موقعہ پر ہمراہ رکاب فیض

انتساب تھا - بوقت احرام جبکہ شتر پر سوار تھے - تو دیکھا مین نے کہ جس وقت لبیک کہنا

چاہتے ہین تو آواز گلوئے مبارک مین بند ہوجاتی ہے - اور شدت کرب واضطراب سے

---

مین اعلیٰ درجہ پر فائز ہین - اور تمہارا فخر اعظم وافخر ہے - تمہارے اہل بیت تمام دنیا سے بہتر اور تمہارے
لیے ہی خانہ کعبہ اور منبر اور چاہ زمزم و صفا مروہ اور رکن ومشعر الحرام - اور بروز قیامت حوض کوثر
تمہارے حوالے ہوگا اور حشر ونشر خلائق تمہاری طرف ہوگا - پھر اہل بیت کے خطاب مین کہا تم خزاین ہو اپنے شیعوں کے لیے اور محض
صفا وجوہر ہو روشن پاک اور طلائی خالص ہمارے زمانے کے سردار جعفر ہین اور کافی مین ہمارے لیے سرداری مین جعفر کافی ہے

قریب ہوتا ہے۔ کہ شتر سے گر پڑین۔ مین نے کہا یا ابن رسول اللہ یہ کیا کیفیت ہے۔ لَبَّیْكَ۔ تو ضرور کہنا ہوگا۔ اسکے بغیر تو چارہ نہین۔ فرمایا کیونکر جرأت کرون لَبَّیْكَ کہنے کی ڈرتا ہون کہ وہان سے جواب ملے۔ لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ کہ تیرا لبیک وسعدیک کہنا قبول نہین۔ نوح بن درّاج نے ابن ابی لیلی قاضی سے کہا آیا ہو سکتا ہے۔ کہ تو اپنے قول کو کسی کے کہنے سے ترک کرے۔ یا فیصلے کو جو کر دیا ہو رد کرے اسنے کہا نہین۔ مگر حضرت صادق کے لیے کہ انکو میرے قول و قضا پر ترجیح ہے۔ اصمعی وغیرہ نے جواہر آبدار مدح و ثنای اس امام ابرار کو اسطرح رشتۂ کلام مین کھینچا ہے۔ اَلْاِمَامُ الصَّادِقُ وَالْعَلَمُ النَّاطِقُ بِالْمَکْرُمَاتِ سَابِق۔ امام راست گو و نشان گو نیدہ بزرگیون کیطرف سبقت کرنے والے۔ وَبَابُ السَّیِّئَاتِ رَاتِقٌ وَبَابُ الْحَسَنَاتِ فَاتِق۔ برائیون کے دروازے کے بند کرنیوالے۔ اور نیکیون کے کشادہ کرنیوالے تھے۔ لَمْ یَکُنْ عَیَّابًا وَلَا سَبَّابًا وَلَا صَخَّابًا۔ عیب جو و دشنام گو۔ زشت و پلید کلام نہ تھے۔ وَلَا لَعَّانًا وَلَا هَمَّازًا وَلَا لَمَّازًا وَلَا کَنَّازًا۔ علے ہذا بد گو۔ سخن چین چغلخور و گرد آورندہ مال نہ تھے۔ وَلَا طَمَّاعًا وَلَا خَدَّاعًا وَلَا نَمَّامًا وَلَا ذَمَّامًا۔ نہ حرص و دغا و نمیمہ و مذمت کرنا انکی عادت شریف سے تھا۔ وَلَا اَکُوْلًا وَلَا عَجُوْلًا وَلَا مَلُوْلًا۔ نہ بسیار خوار شتاب کار و دلتنگ تھے وَلَا مِکْثَارًا وَلَا ثَرْثَارًا وَلَا هِذَارًا نہ بہت بکواس کرنیوالے عبث و دروغ گو تھے واقدی آپکو طبقۂ ہفتم تابعین بالاحسان سے قرار دیتا ہے مگر حاشا کہ تابعین و غیر تابعین کو اصحاب سے کوئی نسبت ہو نور پاک سے تیرہ خاک کو کیا مناسبت

آپ جس طبقہ مین ہین وہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ سے شروع ہوکر خاتم الاوصیاء صاحب العصر والزمان تک ختم ہوتا ہے پس ان سیزدہ تن ذکورمین آپ ساتوین اور سلسلۂ علیہ کی عین وسطی اور اس سلک جواہر کے واسطۃ العقد و درمیانی ہوتی ہین صلوٰۃ اللہ علیہ وآبائہ الطیبین و ابنائہ الطاہرین۔ ابی المقدام کہتا ہے کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین یعنی مین جناب صادق کو دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ وہ حضرت درحقیقت سلالہ انبیا و خلاصہ اصفیا ہین۔ ابو حاتم کا قول تھا جعفر صادق ثقہ و سند ہین انکا کیا پوچھنا۔ احمد بن حنبل کہتے تھے کہ آنحضرت سے افضل نہ کسی کان نے سنا نہ آنکھ نے دیکھا۔ عبد اللہ بن مبارک مفتی خراسان نے آپ کی مدح مین کہا ہے۔ انت یا جعفر فوق المدائح والمدح عناء انما الاشراف ارض ولہم انت سماء جاز حد المدح من قد ولدتہ الانبیاء یعنی اے جعفر صادق تم ہر کسی کی مدح وثنا سے برتر ہو پس تمہاری مدح کا ارادہ کرنا ناحق کی دردسری ہے کیونکہ جو کچھ حق مدح ہے ادا نہوگا۔ تمام بزرگان و شرفا بمنزلہ زمین کے ہین اور تم انکے لیے بمنزلہ آسمان کے۔ وہ شخص مدح کی حد سے بڑھا ہوا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی پشت سے پیدا ہوا ہو۔ سفیان ثوری نے ایک مرتبہ کلام بلاغت نظام آنجناب کا سنا تو کہا یا ابن رسول اللہ یہ کلام نہین جواہر آبدار ہین فرمایا۔ جواہر کیا چیز ہے۔ یہ جواہر سے بہتر جواہر تو ایک پتھر ہوتا ہے۔ ابو عبد اللہ محدث نے کہا۔ ابو حنیفہ امام اعظم آپ کے شاگردون سے تھے۔ اور ان کی مان حضرت کے حبالۂ نکاح مین تھی اور محمد بن الحسن بھی آپکے تلمذ سے مشرف تھے۔ ابو یزید بسطامی نے تیرہ سال[۱]

[۱] تاریخ ابن زہرہ اندلسی مین لکھا ہے کہ ابو یزید بسطامی نے تیرہ سال حضرت ابو عبد اللہ جعفر بن محمد کی خدمت کی دہ

حضرت کیخدمت سے سعادت حاصل کی ۔اور کاشانۂ میمنت آشیانہ مین کارسقائی دیتے رہے
ابراہیم ادہم ۔مالک دینار آپکے غلامون سے تھے ۔کما فی مناقب ابن شہر آشوب حقیر مولف کہتا
ہے ۔کہ ادنی کنیز آنحضرت حسنیہ نے جسطرح ہارون الرشید کے دربار مین یحیٰی بن اکثم قاضی القضات
کو بند ولاجواب فرمایا مشہور و معروف ہے ۔تاریخ مشائخ الصوفیہ مین ۔ابو عبدالرحمٰن سلیمی نیشاپوری
نے کہا ۔اِنَّ جعفر الصادق فاق جمیع اقرانہ فی جمیع اہل بیتہ ۔کہ وہ حضرت اپنے تمام ہمچشمون
مین جملہ اہل بیت سے فائق و فاضل ہین ؎
مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان مین مقام تعداد اساتذہ امام ابوحنیفہ مین حضرت محمد باقر
کے ذکر کے بعد فرماتے ہین ۔امام صاحب نے اُنکے فرزند رشید حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ
کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا جسکا ذکر عموماً تاریخون مین پایا جاتا ہے ۔اسکے بعد
مولوی صاحب فرماتے ہین ۔ابن تیمیہ نے اس سے یعنی شاگردی سے انکار کیا ہے ۔اور اسکی وجہ
یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہ حضرت جعفر صادق کے معاصر اور ہمسر تھے اسلیئے انکی شاگردی کیونکر
اختیار کرتے ۔لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے ۔امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون

حضرت اُن کو طیفور سقا کہا کرتے تھے کیونکہ سقائی کی خدمت انسے متعلق تھی ۔ جامع اوراق کہتا ہے ۔کہ ابویزید
بسطامی کا حضرت صادق کی خدمت مین پہونچنا ۔اور در دولت پر کار سقائی انجام دینا بہت سے مورخون کے قول
سے ثابت ہے ۔اور فخر الدین رازی نے اپنی بہت سی کتب کلامیہ مین اسکو وارد کیا ہے ۔اور سید جلیل و رضی
علی ابن طاؤس کی کتاب طرائف مین ہے ۔یہی اور علامہ حلی کا شرح تجرید مین بھی قول ہے پس باوجود شہادت ان
بزرگوارون کے ان لوگون کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہوسکتا جو کہتے ہین ۔کہ وہ بایزید نے امام سے ملاقات کی ۔خوان
اُنکے زمانے کا ادراک کیا وہ ان سے بہت متاخر ہین جیسا کہ شارح مواقف کہتے ہین ۔اور ممکن ہے کہ کوئی بایزید نامی اور
شخص متاخرین میں ہو جس سے شارح مواقف کو دھوکہ ہوا ہو کیونکہ ایک ایک نام کے کئی کئی شخص ہوتے ہین چنانچہ ایک افلاطون ہے کہ بقول
صاحب ملل و نحل کئی حکیم اس نام سے موسوم ہیں ۔ ۱۲ ملخص از کشکول شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ۔

لیکن فضل و کمال مین انکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت حدیث[1] و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے۔ وصاحب البیت ادرے بمافی البیت۔ انتہے سلیمان بن خالد نے کہا مین نے حضرت ابو عبد اللہ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ کہ کوئی شے۔ آدمی جن و انس و ملائکہ سماوات سے ایسا نہین جسپر ہم حجت نہون حق تعالی نے کسی مخلوق کو پیدا نہین کیا۔ الّا یہ کہ ہماری ولایت کو اسپر عرض کیا پس کوئی چیز جیسے کہ زمین آسمان کوہ و دریا سے مومن نہین مگر وہ جو ہمپر ایمان لایا۔ اور کوئی کافر نہین مگر جو ہمسے پھرا نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت دولت سرا سے عصائے مبارک حضرت رسولخدا ہاتھ مین لئے باہر تشریف لائے۔ ابو حنیفہ حاضر درگاہ تھے انکو معلوم ہوا کہ عصائے رسول اللہ ہے۔ تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عصا کو چومنے اور شرائط تعظیم اسکی بجالانے لگے حضرت نے آستین دست مبارک سے ہٹائی اور فرمایا اے ابو حنیفہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ گوشت پوست رسول اللہ کے گوشت سے ہے تم اسکی کبھی اسقدر تعظیم نہین کرتے۔ جتنی اس عصا کی کرتے ہو۔ ابو حنیفہ کو کچھ جواب نہ آیا خاموش ہوگئے ایک مرتبہ منصور دوانیقی نے کہا اے جعفر مین نے سنا ہے۔ کہ کچھ لوگ حجاز کے کمینون اور

بعض فضائل خود از زبان حضرت

---

[1] تائید الٰہی شامل حال فرقہ حقہ امامیہ مذہب کے ہے کہ یہ بزرگوار حضرات ائمہ کے اُن فضائل کا لاعن شعور اعتراف کر جاتے ہین۔ جو اگر کوئی انسے خواہش ان کی کہنے کی کرے۔ تو لاکھ برس تو اقرار کرین ہے۔ نہ ایسی ہی باتین ہین۔ جن سے حجت خدا ان پر تمام ہوتی ہے۔ واللہ الحجۃ البالغہ۔ لہٰذا ہم مولوی شبلی صاحب سے پوچھتے ہین۔ کہ اگر آپ کا واقعی دل سے یہی عقیدہ ہے۔ کہ ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون۔ مگر فضل و کمال مین ان کو حضرت صادق سے کیا نسبت۔ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہل بیت کے گھر سے نکلے۔ اہل البیت ادری بما فی البیت۔ تو حضرت آپ ایسے صاحب فضل و کمال کو جسکے یہ علوم سب اپنے گھر کے ہین چھوڑ کر غیرون کیطرف کیون دوڑے پھرتے ہین۔ اور ان کی تقلید کا دم بھرتے ہین کس لئے بجائے حنفی ہونیکے جعفری نہین بن جاتے اور کیون بعوض سیرۃ النعمان لکھنے کے سیرۃ الصادق آپ تحریر نہین فرماتے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

احمقون سے تمہارے مقدمے مین غلو کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تم بہترین خلق اللہ خلیفہ
پروردگار حجۃ خدا ترجمان باری تعالیٰ صندوق علم ترازوئے عدل چراغ ہدایت وغیرہ وغیرہ
ہو۔ غرض تمہاری طرف وہ باتین منسوب کرتے ہین جو تم مین نہین تمکو چاہیئے کہ انکو ان عقاید
سے روکو۔ کیونکہ تمہارے جد بزرگوار نے اول کلمہ حق دنیا مین پھیلایا اور تمہارے پدر عالیقدر
نے سب سے پہلے اسکی تصدیق کی۔ حضرت نے یہ کلام اسکا سنا تو فرمایا۔ اَنَا فَرْعٌ مِنْ فُرُوْعِ
الزَّیْتُوْنَۃِ وَقِنْدِیْلٌ مِنْ قَنَادِیْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَاَدِیْبُ السَّفَرَۃِ وَرَبِیْبُ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَمِصْبَاحٌ
مِنْ مَصَابِیْحِ الْمِشْکٰوۃِ الَّتِیْ فِیْہَا نُوْرُ النُّوْرِ وَصَفْوُ الْکَلِمِ الْبَاقِیَۃِ فِیْ عَقِبِ الْمُصْطَفِیْنَ اِلٰی
یَوْمِ الْحَشْرِ یعنی مین ایک شاخ ہون شاخہائے زیتونہ سے (یہ اشارہ ہے طرف ذات مجمع
الصفات حضرت رسالت پناہ کے) اور قندیل ہون قنادیل بیت النبوۃ سے پیروی کرنیوالا
انبیاء کرام کا۔ اور تربیت کردہ ابرار ذوی الاحترام کا ایک چراغ ہون چراغہا مشکوٰۃ سے جس مین
نور کی تجلی ہے۔ اور کلمہ باقیماندہ ہون نسل برگزیدگان خدا سے روز قیامت تک یہ سنکر منصور
اپنی مصاحبون کیطرف متوجہ ہوا اور کہا انہون نے مجھکو ایسے بحر مواج کے حوالے کیا
جسکا کنارہ ظاہر نہیں۔ نہ اس کلام کا انکار ہوسکتا ہے۔ اور نہ انکا قتل جائز ہے کیونکہ یہ
اور مین ایک ہی اصل سے ہین اور جو قرابت مجھکو ان سے ہے اس سے مانع ہے ورنہ انکو
وہ ایذا دیتا کہ اورون کی عبرت کا باعث ہوتا۔ بتحقیق کہ مین نے مکرر سنا ہے۔ کہ وہ ہم پر
طعن کرتے ہین۔ اور ہمارے عیوب لوگون مین شایع کرتے ہین حضرت نے فرمایا سخن
چینون کی بات کا اعتبار نکر۔ بتحقیق کہ عیب کرنیوالا شاہد زور ہے۔ اور جو باہم نزاع و فسا

کرائے شریک شیطان ہے نیز اسجناب نے دُرِّ غرر اپنی مدح کے رشتہ کلام مین اسطرح کھینچے ہین ؎ فی الاصل کنا نجوماً نستضاء بنا ۞ وللبرتہ نحن الیوم برھان ۔ دراصل ہم ستارہ ہائے درخشان تھے جن سے نور و ضیاء طلب کیا جاتا تھا مگر آج خلقت کے لئے حجت و برہان ہین نحن البحور اللتی فیھا لغائصکم دُرٌ ثمین و یاقوت و مرجانٌ ہم وہ بحر ناپیداکنار ہین کہ جس مین تمہارے غوطے زنون کیلئے قیمتی مروارید و یاقوت و مرجان ہین مساکن القدس والفردوس نملکھا ۞ ونحن للقدس والفردوس خزانٌ ۔ مکانات قدسی اور جنت کے ہم مالک ہین نیز ہم پاکیزگی اور بہشت کے خزانہ دار ہین من شذ عنا فبرھوت مساکنہ ۞ ومن اتانا فجنات و ولدانٌ ۔ جو ہم سے جدا ہوا وادی برہوت اسکا مسکن ہے اور جو ہمارے پاس آیا اسکا مکان جنتون مین حور و غلمان کے ساتھ ہے۔

## ذکر بعضے از مکارم اخلاق و محاسن سیر آنحضرت صلعم

ذیل کے مقدس حالات کو کسی ایک یا دو مقام سے نہین لیے ۔ بلکہ متعدد مواقع و مختلف مظان سے بہ تتبع و تلاش انتخاب و التقاط کیا ۔ اور بغرض استفادہ ناظرین انکو چنا ۔ اور اسطرح پر اس خوان نعمت کو بالوان نعمت ترتیب دیا تاکہ ہر شخص بقدر اپنے حوصلے و استعداد کے اس سے بہرہ ور ہو۔ اطعام طعام کھانا کھلانے اور مہمانی کرنیکا آپ کو اسقدر شوق تھا کہ کبھی نعمت خانہ وارد و صادر سے خالی نہ رہتا اپنے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ کیطرح کبھی یون خالی نجانے دیتے تھے ۔ دستر خوان کو نعمات گوناگون سے مملو و مشحون رکھتے ۔ اور اس فراخدلی و سیرچشمی سے مہمان نوازی فرماتے ۔ کہ مہمان

عشعش کرجاتے۔ اکثر فرماتے تھے۔ کہ ایک لقمہ جو برادر مومن میرے پاس کھائے میرے نزدیک افضل ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنے سے ✤

سلیمان بن خالد نے کہا۔ کہ ایک شخص عمال سے آپ کے مہمانخانے مین وارد تھا بہت سا گوشت شوربہ دار اور روٹیان آئین بسم اللہ کر کے کھانے لگے۔ خوب سیر ہو گئے تو وہ اٹھ گیا۔ اور بجائے اسکے طعام برنج حاضر ہوا۔ ہمنے عرض کی کہ ہم تو سیر ہو گئے۔ فرمایا یہ کچھ بات نہین جو ہمکو دوست رکھتا ہے۔ ہمارے طعام سے بیشتر و بہتر کھاتا ہے ناچار کھانا شروع کیا۔ آپنے نقل فرمایا کہ حضرت رسولخدا کیلئے طعام برنج بعض انصار کے ہان سے لائے تھے۔ سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ حاضر تھے۔ فرمایا کھاؤ انہون نے عذر کیا تو فرمایا مَا اَنْصَفْتُم شَيْئًا اَشَدُّكُمْ حُبًّا لَنَا اَحْسَنُكُمْ اَكْلًا عِنْدَنَا یعنی خوب کھاؤ ہمارا زیادہ دوست وہی ہے جو ہمارے پاس اچھی طرح کہاوے۔ پس حضرت صادق نے فرمایا کہ انہون نے خوب کھایا۔ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہین کہ مین ایک مرتبہ حاضر خدمت تھا۔ اصحاب آنجناب جمع تھے۔ ایک کھانا آیا کہ نہایت لطیف و لذیذ کھانا ہمنے کبھی پہلے نہ کھایا تھا۔ بعد ازان عمدہ اور اعلیٰ قسم کے خرمے کہ شدت صفائی سے آئینہ کیطرح چمکتے تھے حاضر کئے گئے ہم کھانے لگے اسوقت حاضرین سے ایک نے کہا۔ وَلَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ یعنی یہ نعمات گوناگون جو تم کھاتے ہو۔ ان پر بروز قیامت حساب کتاب ضرور ہوگا آپنے فرمایا۔ حق تعالی اس سے بزرگتر ہے۔ کہ طعام خوشگوار پر کہ تمہارے حلق سے اترے تم سے حساب لے نعیم سے اس آیہ شریفہ مین محبت و ولاء اہل بیت مراد ہے

یعنی بروز قیامت سوال ہوگا۔ کہ تمنے اس نعمت کی کہانتک قدر کی اور کیا انکے
ساتھ سلوک کیا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ یہان بھی اتمام دین واکمال نعمت سے مراد نصب امام ہے
محمد بن زید شحام کہتا ہے کہ مین مسجد رسول اللہؐ مین نماز پڑھتا تھا۔ جناب صادقؑ کی
نظر پڑ گئی۔ اپنے پاس بلایا اور جب معلوم ہوا کہ اہل کوفہ سے شیعیان و موالیان اس
جناب سے ہون تو اپنے ہمراہ دولتخانہ پر لیگئے۔ اور شب کو مہمان رکھا پھر فرمایا کہ زاد
راہ سے تیرے پاس کیا ہے۔ مین نے جو کچھ رکھتا تھا پیش کیا۔ آپنے بنیل درہم اور
دو اشرفی اپنے پاس سے اس مین شامل کئے۔ دوسری رات کو مین حاضر خدمت ہوا
تو آدمی بھیجکر بلوایا اور فرمایا۔ بار بار کہنے کی اور دعوت کرنیکی ضرورت نہین۔ جب تک مدینہ
مین ہے۔ ہمارا مہمان ہے۔ پھر ارشاد کیا جس شے کیطرف رغبت ہو بیان کر کہ مہیا کیجائے
مین نے دودھ کی خواہش کی ایک شیشہ دار بکری مجھکو منگوا دی اور ایک دعا[۱] تعلیم کی کہ ماہ
رجب مین ہر نماز کے بعد پڑھنی سنت ہے۔
محمد بن راشد ناقل ہے۔ کہ موسم گرما مین مجھکو حضرت صادقؑ کے ساتھ رات کے
کھانیکا فخر حاصل ہوا۔ ایک خوان پر از نان اور ایک کاسہ نیم رنگ گوشت سے بھرا ہوا

[۱] دعا مذکور یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا من ارجوہ لکل خیر و امن سخطہ عند کل شر یا من یعطی الکثیر بالقلیل۔ یا من اعطی من سألہ تحننا منہ ورحمۃ و یا من یعطی من لم یسألہ ولم یعرفہ فصل علی محمد و آل اھل بیتہ واعطنی بمسألتی خیر الدنیا وجمیع خیر الآخرۃ فانہ غیر منقوص ما اعطیت و زدنی من سعۃ فضلک یا کریم۔ پھر دست مبارک بلند کئے اور کہا یا ذا المن والطول یا ذا الجلال والاکرام یا ذا النعماء والجود ارحم شیبتی من النار۔ پھر ہاتھوں کو ریش مقدس پر رکھا اور نہ اٹھایا جبتک کہ کف مبارک انگلیون تک نہ بھر گئی ۱۲

گرما گرم جس سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ لائے آپنے دست مبارک اپنا اُس پر رکھا اور فرمایا
نستجیر باللہ من النار و نعوذ باللہ من النار ۔ ہمکو اِس گرمی کی تاب نہین تو آتش جہنم کی کیونکر تاب
لائینگے ۔ مکرر اُن کلمات کو فرماتے تھے حتےٰ کہ طعام سرد قابل کھانیکے ہوا پس سب نے ملکر
کھایا۔ پھر وہ اٹھ گیا تو کچھ خرما اعلےٰ قسم کا مُنہ میٹھا کرنیکو آیا۔ وہ بھی کھایا۔ مین نے عرض کی
یہ انگور و دیگر میوون کی موسم ہے۔ فرمایا ھذا طیبٌ یہی خوب ہے ؛

کتاب مستطاب ریاض الشہادہ مین ہے۔ کہ اسمعیل خلف اکبر اِس جناب کی وفات کی خبر
آئی۔ تو اصحاب اطیاب کے ساتھ بیٹھے چاہتے تھے۔ کہ سب کے ساتھ طعام چاشت تناول
فرمائین۔ اِس خبر کے سننے سے اصلاً متغیر نہوئے۔ اور اُسی کشادہ پیشانی کے ساتھ ارشاد
کیا۔ کہ کھانا حاضر کرین۔ اور حسب دستور سب کے ساتھ کھانے مین مشغول ہوئے۔ اثناء طعام
مین اسی شگفتہ روئی کے ساتھ دست مبارک سے کھانا اورون کیطرف سرکاتے اور تکلیف اکل
فرماتے۔ اور اس پر اصرار کرتے۔ اور مطلقاً چہرۂ انور پر بل نہ آیا۔ کسی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ
ایسی سخت خبر فوت فرزند اکبر کی پہونچی۔ اور اِس پر حضرت کا یہ حال ہے۔ فرمایا مجھکو اصدق الصادقین
نے خبر دی ہے۔ کہ ہمین اور تم اور تمام عالم مرجائینگے۔ تحقیق کہ کچھ لوگ بندگان خدا سے ہین
جو ہر وقت مرگ کو پیش نظر رکھتے ہین جب اُنسے کوئی مرجاتا ہے۔ تو کوئی حالت غریب اُن
پر طاری نہین ہوتی نہ کوئی تغیر اُنکے حال مین واقع ہوتا ہے۔ اور وہ بہر حال تابع حکم خدا اور راضی
برضائے سبحانہ ہین ؛

اعشی کہتا ہے۔ کہ مین حاضر خدمت ہوا۔ آقا زادون سے ایک مریض تھے۔ انہی کی عیادت

رضا بالقضا

منظور تھی۔ دیکھا مین نے کہ حضرت حزین و ملول در دولت پر کھڑے ہین پس اندر تشریف لے
گئے۔ تھوڑی دیر وہان توقف ہوا ہوگا۔ پھر جو باہر تشریف لائے۔ تو حالت بدل گئی تھی۔ اعنی
آثار حزن و ملال اب چہرۂ مبارک پر نہ تھے۔ ہمکو گمان ہوا کہ اب لڑکے کو آرام ہے۔ عرض کی
صاحبزادے کی کیا کیفیت ہے۔ فرمایا اسنے قضا کی۔ عرض کی زندگی مین پریشانی تھی۔ انتقال
پر رنج و ملال نہین فرمایا۔ ہم اہلبیت کا یہی قاعدہ ہے۔ کہ نزول بلا سے پہلے مضطرب پریشان ہوتے
ہین۔ جب نازل ہوگئی۔ تو قضائے خدا پر راضی ہوجاتے ہین۔ اور اسکو تسلیم کرلیتے ہین۔ نیز منقول
ہے۔ کہ آنحضرت کا ایک بچہ کمسنی مین فوت ہوا۔ تو مستورات نالہ و فریاد کرنے لگین۔ حضرت نے انہیں
قسم دیکر منع کیا۔ جب اُسے دفن کو لیچلے۔ تو فرمایا خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم ان مصائب مین صبر کرتے ہین اور
ہماری محبت حقتعالی سے زیادہ ہوتی ہے۔ دفن کیا تو فرمایا اے فرزند خدائے تعالی تمہاری لحد کو فراخ
کرے اور ہمارے جدامجد رسولخدا کیخدمت مین باریاب فرمادے اور حاضرین سے ارشاد کیا کہ ہم اہلبیت
جسکے حقمین جو چاہتے ہین دعا کرتے ہین وہ جل شانہ ہمکو عطا کرتا ہے۔ مگر جب وہ ہماری خواہش کے برخلاف
کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ہم اس پر رضامند ہوجاتے ہین۔

بحار مین ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام انگور تناول فرما رہے تھے۔ کہ ایک سایل آیا حضرت نے ایک خوشہ
انگور اسکو عنایت کیا۔ اس بدبخت نے کہا۔ مجھکو اسکی ضرورت نہین نقدی درکار ہے آپنے خوشہ
لے لیا اور کچھ نہ دیا۔ بعد ازان ایک اور سایل آیا تین دانے اسکو عطا کیئے۔ اُسنے کہا خدا کا شکر ہے
کہ جسنے رزق عطا کیا۔ آپنے دونو ہاتھ بھر کر انگور اُسے دیئے۔ اُسنے پھر حمد خدا کی بیس درہم عنایت
کیئے۔ سایل نے پھر شکر خدا بجا لایا۔ اسوقت پیراہن بدن مبارک سے اتار کر دیدیا اُسنے کہا جزاک اللہ خیراً

اور چلا گیا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہمکو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی حمد خدا بجالاتا اور خصوصیت کے ساتھ
حضرت کو دعا نہ دیتا۔ تو آپ کچھ اور اُسے عنایت کرتے ۔

علامہ اربلی نے مشارق الانوار مین نقل کیا ہے۔ کہ ایک فقیر نے آنحضرت سے سوال کیا غلام
کو حکم ہوا کہ چار سے درہم جو پاس ہین اسے دیدے سائل درہم لیکر شکر گویان چلا غلام سے کہا اسے
واپس بلاؤ۔ وہ ڈرا کہ شاید الٹا لینا چاہتے ہین۔ عرض کی آپنے عطا کئے اور مجھے ملگئے اب
واپس طلب کرنیکی کیا وجہ ہے۔ ارشاد کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ اچھی خیرات وہ ہے جو آدمی
کو غنی کردے۔ چار سے درہم سے تو غنی نہین ہو سکتا۔ یہ میرے ہاتھ کی انگوٹھی ہے اسکی قیمت
دس ہزار درہم ہے۔ بوقت ضرورت اسکو فروخت کر دینا۔ مُعلّیٰ بن خُنیس کہتے ہین کہ مین ایک شب
اندھیری رات مین جبکہ مینہ برس رہا تھا۔ گھر سے نکلا۔ دیکھا کہ آپ ظلّہ بنی ساعدہ کیطرف
جا رہے ہین۔ ساتھ ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور چلکر کوئی شے حضرت کے پاس سے گری فرمایا
بسم اللہ اللّٰھم رُدّہ الینا۔ خداوندا اسکو ہماری طرف پھرا دے۔ اسوقت مین نے آگے بڑھکر سلام
کیا۔ فرمایا مُعلّیٰ ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا جو شے یہاں گری ہے اٹھا کر مجھے دو۔ مین نے دیکھا
تو بہت سی روٹیاں زمین پر بکھری پڑی ہین۔ اٹھا اٹھا کر حضرت کو دیتا ایک تھیلا آپکے پاس تھا
اس مین ڈالتے جب تھیلا بھر گیا اور زمین پر کوئی روٹی نہ رہی تو مین نے عرض کی فدا ہون پدر و
مادر میرے یہ بوجھ مجھے دیجئے۔ قبول نہ فرمایا مگر ساتھ چلنے کی اجازت دی ظلّہ بنی ساعدہ مین پہونچے
تو دیکھا کچھ لوگ وہان پڑے سو رہے ہین۔ حضرت ایک ایک دو دو روٹیاں انکے سرہانے رکھتے
تھے حتےٰ کہ تمام روٹیاں قسمت ہوگئین مین نے عرض کی۔ یہ لوگ آپکے شیعون سے ہین۔ فرمایا

صدقہ

اگر شیشہ ہوتے تو خالی روٹی نہوتی۔ نان خورش بھی ہمراہ ہوتا۔ پھر فرمایا ہر شے جسکو حقتعالی
نے پیدا کیا ہے اُسکا کوئی خزانچی ہے الا صدقہ۔ کہ اسکا خزانہ دار خود حق سبحانہ تعالی ہے
میرے باپ جب کوئی شے خیرات کرتے تو اُسکو سایل کو دیتے۔ پھر اسکے ہاتھ سے لیکر چومتے
اور سونگھتے بعد ازان اُسکو دیتے۔ تحقیق کہ رات کا صدقہ آتش غضب پروردگار کو بجھاتا
ہے۔ اور گناہ بزرگ کو مٹاتا اور حساب کو ہلکا کرتا ہے۔ اور دن کی خیرات مال و عمر کو زیادہ کرتی
ہے حضرت عیسے نے دوران سفر مین دریا کے کنارے پہونچے تو ایک روٹی اپنی خوراک سے
دریا مین پھینک دی۔ اصحاب نے پوچھا یا حضرت آپنے اپنے رزق کو گرادیا۔ فرمایا اسکو
جانوران دریائی کھاینگے۔ اور اسکا ثواب عظیم ہے۔ نیز مروی ہے کہ معمول تھا کہ کچھ رات
گزرے جب اچھی طرح اندھیرا ہو جاتا تو روٹیان اور گوشت خشک بوری مین بھرتے اور
نقدی ہمراہ لیتے اور تمام کو شانون پر لیجاتے اور فقراء و مساکین مدینہ پر قسمت فرماتے اور
انکو ہرگز معلوم نہوتا کہ کون دیجاتا ہے۔ جب حضرت نے دنیا سے انتقال کیا اور وہ [illegible]
سے محروم ہوگیا۔ اسوقت جانا کہ ابو عبد اللہ تھے۔ کہ نان و گوشت و نقد ہمکو پہونچایا کرتے تھے
بہت سی احادیث مین وارد ہوا ہے کہ گوشت و دیگر نعمات مہمانون کو کھلاتے اور خود فقط
سرکہ و نان پر قناعت فرماتے اور کہتے کہ یہ طعام پیغمبرون کا ہے۔ اور ہم بھی کھاتے ہین ۔
عبدہ واسطی تجالان سے نقل کرتا ہے کہ اُسنے کہا مجھکو ایک مرتبہ حضرت ابو عبد اللہ کے
ساتھ [illegible] انکا تنہا اتفاق ہوا تھا۔ رات کو وہان دیر سے نوش فرماتے تھے۔ دستر خوان بچھا
[illegible] نان زیت اور گوشت حاضر ہوا۔ گوشت تو ٹکڑا میرے آگے رکھتے اور خود سرکہ

زیت کے ساتھ نان تناول فرماتے۔ اور اسکو طعام انبیا بتاتے تھے۔ عبد اللہ بن بکیر نے
نقل کیا کہ آپ ہمیشہ اپنے اصحاب کو صبح کا کھانا کھلاتے انمین نان حلوا۔ کعک۔ فیرینی
وغیرہ انواع و اقسام کے طعام ہوتے کسینے کہا۔ خرچ کرنے مین تدبیر معاش و دوراندیشی لازم
ہے۔ فرمایا ہماری تدبیر حوالہ خدا ہے جب وہ جل شانہ وسعت دیتا ہے۔ توہم بھی وسعت دیتے
ہین اودھر سے تنگی ہوتی ہے۔ تو یہان بھی تنگی کرتے ہین۔ ابو الہیاج بسطام کہتا ہے کہ
جعفر بن محمد لوگون پر انفاق کرتے تھے کہ سیال کیلئے کچھ باقی نرہتا۔ راقم الحروف کہتا ہے
کہ اس سخاوت مین وہ حضرت اپنے جدا مجد علی مرتضی صلوات اللہ علیہ کے قدم بقدم
تھے۔ کہ دن بھر روزہ رکھا شام کو ایک قرص نان جو لیکر افطار کرنے بیٹھے۔ سایل آیا اسکو اٹھا
دیا۔ اور اسکی متابعت مین گھر بھر نے اصغر بن حسین تک نے بھی اپنا اپنا حصہ تصدق فرمایا
تین روز تک یہی معمول رہا۔ افطار کیوقت [illegible] پیتے اور سب لوگ ایک گھونٹ
پانی پی کر رہ [illegible] چنانچہ [illegible] سورۃ ہل اتی [illegible] جو نہایت تک
پڑھی جاتیگی ؛؛

طعام [illegible] تناول فرماتے [illegible] سلام کیا [illegible] کھانے کی
طرف [illegible] کسینے کہا [illegible] تب آپ نے کہا [illegible] اسکو
[illegible] سلام [illegible] کی قسم ہے۔ اس سے
بچنا [illegible] ہے ؛؛
[illegible] روکا

اور خود اٹھکر وہ کام انجام دیا۔ پھر فرمایا رسول اللہؐ نے نہی کی ہے کہ صاحب خانہ مہمان سے کوئی خدمت لے۔

عادات کریمہ اس جناب سے تھا۔ کہ جسوقت کوئی حاجت عارض ہوتی تو مسجد مین جاکر حضرت قاضی الحاجات سے مناجات کرتے۔ آپکا قول تھا کہ جب مین تنگدست ہوتا ہون تو خیرات دیکر حقتعالی سے تجارت کرتا ہون یعنی تھوڑا دیکر زیادہ لیتا ہون۔ ایک مرتبہ اپنے فرزند ارجمند محمد بن جعفرؑ سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو مال تھا اُس سے اب کسقدر باقی ہے۔ عرض کی چالیس دینار۔ فرمایا انہین راہ خدا مین خیرات کردو۔ عرض کی ان کے سوا روزمرہ کے خرچ کیلئے کچھ باقی نہین۔ فرمایا اُسے راہ خدا مین دے ڈالو وہ سبحانہ تعالی اسکی عوض بہت زیادہ دیگا۔ پھر فرمایا ای فرزند تجھے معلوم نہین کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے اور رزق کی کنجی تصدق و خیرات ہے۔ محمد نے حسب الحکم وہ دینار راہ خدا مین خیرات کردیے۔ دس روز گزرے تھے کہ حضرت کے پاس ایک جگہ سے چار ہزار دینار آ گئے۔ فرمایا اے فرزند دیکھا تمنے کہ بجائے چالیس دینار اسکی راہ مین دیے

اُنکے بدل شاہ نے چار ہزار بھیجکر دیے

ایک شخص علوی حضرت کے پاس داخل ہوا اور آپکو مشغول پاکر عبادت اور پرہیزگاری کی باتین کہنے اور دعا دینے لگا کہ خدا آپکو شفا بخشے اور امراض کو تم سے دور کرے۔ حضرت نے فرمایا ان اذکار کو چھوڑ اور اپنا مدعا بیان کر [illegible] جب [illegible] چاہا [illegible] تمام ہے [illegible] کیا کہ میرے پاس کیا باقی ہے [illegible] عرض کی [illegible] [illegible]

---

سلہ یہ اشعار کلام [illegible] اس جناب مین [illegible] ۱۲

پڑھے۔ جنکا یہ مطلب تھا۔ کہ آدمی کو سوال کرنیکی ضرورت لاحق ہو تو لئیم کنجوس نو دولتیے کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ ہمیشہ اُس شخص سے سوال کرے جسکے دولت اباً عن جدٍ خاندانی ہو یعنی وہ پشتینی امیر ہو۔ یہ بحار کی روایت ہے لیکن امالی شیخ طوسی مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے کہ آپنے ایک انگوٹھی دس ہزار روپیہ کی اُسکو عنایت کی اَور وہی حدیث پڑھی جو پہلے مذکور ہوئی کہ رسول اللہ نے فرمایا خیر العطایا ما ابقی نعمۃ باقیۃ اَور فرمایا اُسکی قیمت دس ہزار ہے۔ اگر پورے ملے تو دیدینا۔ ورنہ اتنے عرصے کے بعد یہ قیمت مجھسے لیجانا۔ اشجع نے جو یہ جود وسخا اس بحر عطا کی دیکھی تو عرض کی یا حضرت آپنے تو مجھے محتاج سے غنی کردیا۔ اب میرا ایک اَور سوال ہے مین اکثر سفر مین رہتا ہون۔ اَور بعض اوقات خوفناک مقامات مین گزر ہوتا ہے۔ کوئی دعا مجھے تلقین کرین کہ ضرر آسیب سے محفوظ رہون۔ فرمایا ایسا اتفاق پیش آئے۔ تو دہنے ہاتھ کو سر پر رکھکر باواز بلند کہ۔ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اشجع کہتا ہے۔ کہ مین ایک مرتبہ ایسی جگہ رہ گیا جہان جنون کا دخل بتلاتے تھے۔ ایک آواز میرے کان مین آئی۔ کہ اسکو پکڑلو۔ مین نے اُس آیہ شریفہ کو پڑھا تو دوسری آواز آئی کیونکر اسکے تئین پکڑ سکتے ہو۔ حالانکہ اُس نے آیہ شریفہ قرآنی سے اپنی حفاظت کرلی آپکی املاک سے ایک باغ دیوار بستہ ہرمون نام تھا جسکا نام عین الزیاد تھا۔ اسکی آمدنی پانچہزار دینار درسال تھی مگر حضرت اسکا پھل اسقدر کھلاتے اَور دیتے مین خرچ فرماتے تھے۔ کہ کبھی چار سے دینار سے زیادہ وصول نہین ہوا۔ اسکی دعوت کے جلسون کی دلچسپ کیفیت اصحاب اطیاب سے ایک بزرگ نے اسطرح نقل فرمائی ہے۔ کہ مین نے بکمال الحاح عرض کی کہ عین الزیاد

کے محاصل کو جسطور پر حضور صرف فرماتے ہین اسکا بیان زبان مبارک سے سننا چاہتا ہون۔
فرمایا۔ ہان جب خرمون کے پکنے کے دن آتے ہین تو مین امر کرتا ہون۔ کہ اسکی دیوارون
مین چارطرف سے سوراخ کردین۔ تاکہ ہر طرف سے لوگ آکر خرمے تناول کرین پس کھانیوالے
آنے شروع ہوتے ہین۔ تو دس بڑے بڑے ٹوکرے جنمین ہر ایک پر دس دس آدمی بیٹھ
جائین۔ کھجورون سے بھروا کر آگے رکھے جاتے ہین اول فی کس ایک مُد یعنی تین پاو انمین
ڈالے جاتے ہین پھر جسقدر وہ کھا سکین۔ وہ کھا چکتے ہین۔ تو اور سو آدمی آکر بیٹھتے ہین
وہ کھا چکتے ہین تو اور آتے ہین یہی تانتا لگا رہتا ہے جتے کہ تمام چھوٹے بڑے۔ بوڑھے
بچے مرد۔ عورت۔ اس گردونواح کے کھا جاتے ہین۔ جو حاضر نہین ہوسکتا۔ اسکا حصہ بحساب
ایک مد فی کس بھیجدیا جاتا ہے۔ جب خوشے کاٹے جاتے ہین۔ تو باغ کے ملازمون نگہبانون
مرد عورت کی اجرت دیکر باقی کو مدینہ مین لاتے ہین۔ اور وہان سلسلہ تقسیم کا جاری ہوتا ہے
تا اینکہ تمام ہمسایون اور جملہ مستحقون کو اس سے کھلائے اور دئے جاتے ہین۔ یہان بھی
کئی شتر بار خرچ ہوجاتا ہے۔ اسوقت جو کچھ بچ رہتے ہین۔ وہ زیادہ سے زیادہ چار سے کی
مالیت کے ہوتے ہین۔

عبادت آنحضرت

عبادت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ لوگ دیکھکر حیران رہ جاتے تھے۔ مالک بن انس کا قول
پہلے گزرا کہ آپ قَائِمُ اللَّيْلِ وَصَائِمُ النَّهَارِ تھے۔ حضرت ابو حنیفہ نے جو آپ کی نماز دیکھی تو تعجب
سے کہا۔ مَا أَصْبَرَكَ عَلَى الصَّلٰوةِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اے ابو عبد اللہ کسقدر سخت تمہاری نماز ہوتی
ہے۔ فرمایا أَمَا سَمِعْتَ إِنَّ الصَّلٰوةَ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ۔ مگر نہین جانتا تو کہ نماز بندہ مومن کیلئے ذریعہ

نزدیکی پروردگار ہے۔ ذکر سجود و رکوع کو طول دیتے تھے۔ جتنے کہ ساٹھ ساٹھ مرتبہ اور اس سے بھی زیادہ پڑھتے تھے۔ منصور صیقل کہتا ہے۔ کہ میں حج کو گیا تھا اثناء راہ میں مدینہ میں میرا گزر ہوا۔ روضۂ رسول اللہؐ پر گیا تو دیکھا۔ کہ حضرت ابو عبد اللہؑ سجدے میں پڑے ہیں۔ بیٹھ گیا۔ کہ فارغ ہوں تو مشرف ہوں۔ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا۔ مگر حضرت سجدے سے نہ اُٹھے۔ تب میں نے کہا آگے جاکر سجدہ کروں۔ اور ذکر تسبیح کو جو چیخ کر پڑھوں شاید آواز سنکر اپنا سجدہ تمام کریں پس سجدہ میں جھک گیا۔ اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنا شروع کیا۔ تا اینکہ تین سو ساٹھ مرتبہ سے کچھ اوپر کہا ہوگا۔ اسوقت سر مبارک سجدے سے اُٹھایا اور وہاں سے روانہ ہوئے میں بھی پیچھے پیچھے چلا۔ اور عرض کی فدا ہوں آپ پر جب تمہاری عبادت کی یہ کیفیت ہے تو ہمکو اس بارے میں کیا کچھ سعی نہ کرنی چاہئے۔ فرمایا ہمارے شیعوں سے قلیل و کثیر سب قبول ہے۔

حفص بن غیاث ناقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ رکاب تھا۔ آپؑ باغہائے کوفہ میں چلے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک خرمے کے درخت کے نیچے پہونچکر وضو کیا۔ اور مشغول نماز ہوئے۔ اس میں ذکر سجود کو طول دیا تا اینکہ میں نے پانچسو مرتبہ تسبیح سنی۔ پھر درخت کے سہارے سے کھڑے ہوکر کچھ دعائیں پڑھتے رہے۔ بعد ازاں فرمایا اے حفص قسم خدا کی یہ وہی درخت ہے۔ جس سے حضرت مریم کے لئے رطب تازہ گرے تھے۔

معجزہ مریم

غلاموں پر شفقت

غلاموں پر نہایت مہربان تھے۔ کمال ملاطفت فرماتے۔ اور انکی لغزشوں و خطاؤں در گزر کرتے۔ ایک مرتبہ ایک غلام کو کسی کام کو بھیجا تھا۔ دیر ہوئی اور واپس نہ آیا۔ تو خود اسکی

تلاش کو چلے ایک مقام پر دیکھا کہ پڑا سو رہا ہے۔ بجائے اسکے کہ اس سے خفا ہوتے یا زجر و توبیخ فرماتے۔ سرہانے بیٹھکر پنکھا جھلنے اور ہوا کرنے لگے۔ جتنے کہ خود خواب سے بیدار ہوا اسوقت بکمال ملاطفت فرمایا۔ اے شخص تیری یہ کیا عادت ہے، کہ دن رات سوتے جاتا ہے۔ رات سونے کو ہے۔ اور دن کام کرنیکو۔ ایک غلام عجمی کو کچھ پیغام دیکر کسی کے پاس بھیجا تھا۔ جواب لیکر آیا۔ تو حضرت اس سے پوچھتے تھے وہ کہتا تھا۔ مگر مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ آخر آپنے بنگاہ تند اسکی طرف نگاہ کی مجھکو گمان ہوا کہ اب ضرور اسے جھڑکینگے۔ مگر بہت جلد وہ کیفیت بدل گئی۔ اور فرمایا تیری زبان کند ہے۔ لیکن دل کا کھوٹا نہیں۔ کندی زبان اگر حیا و عفت کے ساتھ ہو تو علامات ایمان سے ہے۔ جیسا کہ فحش۔ بدگوئی زبان درازی۔ نفاق کی نشانیاں ہیں۔ بروایتے جب غلام عربی زبان میں ادائے مطلب نہ کرسکا۔ تو فرمایا جس زبان میں چاہے بیان کر۔ اسنے اپنی مادری زبان میں عرض مدعا کیا۔ آپنے سمجھ لیا۔

فرماتے تھے۔ کہ جب غلام مومن سے سات سال خدمت لے چکیں۔ تو پھر خدمت لینا حلال نہیں۔ چاہئے کہ اسے آزاد کر دیں۔ علماء نے اس امر کو سنت موکدہ پر حمل کیا ہے۔ وجوب مراد نہیں لیا۔

ایک حاجی وارد مدینہ تھا۔ ایک بار مسجد رسول اللہ میں سوگیا۔ بیدار ہوا تو اسکو وہم ہوا کہ تھیلی ہزار دینار کی کہ میرے ساتھ تھی یہاں کسی نے اٹھالی۔ ادھر دیکھا ادھر دیکھا کسیکو نہ پایا جناب صادق گوشہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ شخص آپکو نہ پہچانتا تھا سمجھ گیا

کہ تم نے ہی میری تھیلی اُٹھائی ہے۔ فرمایا اس میں کیا تھا۔ کہا ایک ہزار اشرفی۔
اسکو اپنے ہمراہ دولتخانہ پر لیگئے۔ اور وہان ہزار دینار گن دئے۔ وہ شخص مال لیکر اپنے مقام
پر گیا۔ تو تھیلی وہاں موجود پائی۔ دوڑا ہوا خدمت مین آیا۔ اور معذرت اس مال کو واپس کرنا
چاہا آپنے نہ لیا۔ اور فرمایا جو کچھ دیچکے۔ پھر نہ لینگے۔ ؎ زانکہ ما اہل بیت احسانیم۔
ہرچہ دادیم باز نستانیم۔ ابر جودیم بر نشیب و فراز۔ قطرہ از ما بما نگردد باز۔ آفتابیم بر سپہر علا۔
نقد عکس ما دگر سے نما۔ وہ مرد یہ حلم و جود اس فخر عالم وجود کا دیکھکر حیران ہو گیا۔ اور راہ پر
نکلکر پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہین۔ جب معلوم ہوا۔ کہ جعفر صادق ؑ ہین تو کہا درست ہے انکو
ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ایک مرتبہ معتب اپنے وکیل سے فرمایا اے معتب غلّہ مدینہ مین روز بروز
گران ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے یہان کسقدر غلّہ ہوگا۔ عرض کی ہمکو اندیشۂ قحط نہین ہمارے پاس
غلّہ کا بڑا ذخیرہ ہے۔ اور عرصۂ دراز تک ہمکو کافی ہے۔ فرمایا اسکو فروخت کر ڈالو۔ اسنے کہا
بیچنا مصلحت نہیں۔ پھر ملنا دشوار ہوگا۔ فرمایا جو حال اَورونکا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔
اب ذخیرہ نہ رہے۔ اسنے فروخت کر دیا۔ فرمایا اب ہر روز اَورون کی طرح خرید کیا کرو
اَور ضرور نہین کہ تمام گندم ہون۔ نصف جو نصف گندم ملا کر روٹی پکا کرے۔ ہرچند ہم کو
یہ مقدور ہے۔ کہ برابر گیہوں کھاتے ہین۔ مگر مواسات چاہیئے۔ نیز حقتعالے اندازہ و تقدیر
معیشت کو دوست رکھتا ہے۔ ابی حنیفہ سائق الحاج[1] کہتا ہے۔ کہ میرا اور میرے داماد کے مابین بابۂ میراث

مواسات

[1] سائق الحاج جو شخص مقرر ہو۔ کہ قافلہ حجاج کے پیچھے رہے۔ اور انکی ہر طرح کی حفاظت رکھے۔ اور مدت معینہ سے زیادہ ان کو قیام نہ کرنے دے ۱۲۔

تکرار تھی۔ ہم باہم بحث کر رہے تھے۔ کہ مفضل وکیل جناب صادقؑ ہمارے پاس سے گزرا ہمکو باہم جھگڑتا دیکھکر کھڑا ہو گیا۔ اور سنتا رہا۔ بعدازاں ہمکو اپنی ہمراہ لے گیا اور چار سو درہم پر ہمارا قضیہ چکا دیا۔ اور وہ چار سو درہم اپنے پاس سے بھر دئے۔ اور ہم سے لا دعوے لکھا لیا۔ پھر کہا آگاہ رہو۔ کہ یہ روپیہ میں نے اپنے مال سے نہیں دیا حضرت ابو عبد اللہؑ کا مال ہے آپکا حکم ہے۔ کہ جب ہمارے شیعوں سے کسیکو مال پر نزاع کرتے دیکھو۔ تو ہمارے مال سے دیکر رضامند کر دو۔ پس یہ چار سو درہم میں نے حسب الحکم آنحضرت کے مال سے دئے ہیں پس اس قضیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؑ کا مال مصالح مومنین کے لئے وقف عام تھا۔ وکلاء معین تھے۔ کہ جہاں ضرورت دیکھیں بے تامل اسکو خرچ کر دیں۔ کوئی ضرورت آنحضرتؑ سے اجازت لینے کی بھی نہ تھی۔

ایک ہزار اشرفی اپنے غلام مصادف نام کو دی۔ کہ آنحضرتؑ کیطرف سے تجارت کرے اس نے مال تجارت بھر کر قافلہ تجار کے ساتھ مصر کو روانہ ہوا۔ شہر کے نزدیک پہنچے تو معلوم ہوا کہ جو جنس وہ لائے ہیں مصر میں بہت کمیاب ہے جملہ تجار نے باہم عہد کیا۔ کہ کوئی ارزان فروخت نکرے۔ اس سے سب کو نفع کثیر ہوا۔ مصادف کے پاس بھی دونے ہو گئے۔ مگر جب اس نے اصل و نفع کے دو توڑے دو ہزار اشرفی کے لاکر سامنے رکھے تو پوچھا اتنا مال کہاں سے آیا۔ مصادف نے کیفیت بیان کی۔ آپ بجائے اسکے کہ زیادہ فائدہ سے خوش ہوتے ناراض ہوئے۔ اور ایک توڑہ زر منافع سے نہ لیا اور فرمایا سبحان اللہ مسلمانوں کے ...... مصادف تلوار کی دھار پر راہ چلنا اکل حلال حاصل کرنیسے

زیادہ آسان ہے۔ سفیان ثوری حضرت کی خدمت میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ رنگ چہرۂ
مبارک کا متغیر ہو رہا ہے۔ عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ کیا حالت ہے۔ خیریت ہے! فرمایا
میں نے منع کیا تھا کہ کوئی بام خانہ پر نہ چڑھے اس وقت جو گھر میں گیا تو دیکھا ایک لونڈی کہ
ایک بچے کی پرورش پر مقرر تھی اسے گود میں لئے زینہ سے اوپر جا رہی ہے۔ مجھکو دیکھا تو
خوف و ہراس سے طاری ہوا۔ اور اسی بدحواسی میں بچہ اسکی گود میں سے گرا۔ اور جان بحق ہو گیا
مجھکو بچے کے تلف ہونیکا اتنا قلق نہیں جتنا کہ اس بات کا ہے کہ کیوں ایسا رعب میرا اس
کنیز پر ہوا۔ پس بآواز بلند دو مرتبہ فرمایا لا بأس علیک اے لونڈی ذرا اندیشہ نکر میں نے
تجھے رضائے الٰہی کے لئے آزاد کیا۔

جرأت

محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ بن الحسن قتل ہوئے۔ تو منصور نے ایک مرد درشت خو شقی بنام
عفان نامی کو امیر مدینہ مقرر کیا۔ جمعہ کا روز آیا۔ تو وہ مردید ذہن منبر پر گیا۔ اور خطبہ میں
حضرت امیر المومنین ع کی مذمت بیان کی پھر کہا اب انکی اولاد چاہتی فتنہ و فساد کرتی اور بلا
استحقاق و قابلیت خلافت چاہتی ہے۔ لاجرم ہر طرف قتل و قمع ہوتی ہے۔ حاضرین کو یہ کلام
اسکا از بس ناگوار ہوا۔ اور کسی کو جرأت جواب دینے کی نہ تھی۔ راوی عبد اللہ بن ابان تیمی کہتا ہے
کہ اسوقت ایک مرد بلباس خشن و درشت اٹھے اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اے شخص جو کچھ
ذم و تنقیص اس خاندان کی تو نے بیان کی۔ تو اور تیرا صاحب اسکا سزاوار ہے تحقیق کہ تو
اس جگہ پر جسکا شایان نہیں سوار ہوا ہے۔ پیکار تجھ سے بہ اصل و دوسرے اختیار کیا ہے
پھر فرمایا لوگو! ابر روز قیامت جسکی میزان سب سے ہلکی اور خسران ظاہر ہوگا وہ ہے جو آخرت دنیا کے

لئے اپنے دین کو فروخت کرے۔ جیساکہ اس فاسق نے کیا۔ کوئی کچھ نہ بولا اور وہ عامل منبر سے اُتر کر سیدھا اپنے قیام گاہ کو چلا گیا۔ راوی نے کہا کہ مجھکو بعد کو معلوم ہؤا کہ یہ جواب دینے والے جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ تھے۔ ایکبار دو فقیر مرد یمین و یسار بیٹھے۔ کہ ایک مالدار شخص حاضر خدمت ہؤا۔ آپنے اسکو اپنے سامنے جگہ دی۔ وہ مست بادۂ غرور اس سے چین بجبیں ہؤا اور زبان شکایت دراز کی تو فرمایا اے شخص یہ لوگ (فقراء) بادشاہ علی الاطلاق (حقتعالیٰ) کی درگاہ کے امراء و سپہداران لشکرکش ہین۔ اگر رعایا بزانوئے ادب انکے سامنے بیٹھے۔ تو جائے تعجب نہین۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ اکثر دولتمندون کو یہی پھٹکا ہے کہ اپنی مالداری کے زعم مین کسی کو اپنی برابر نہیں گنتے۔ اور تمام کو کمتر اور حقیر جانتے ہیں۔ حتےٰ کہ بیچارے فقراء کے اہانت و آزار کے درپے ہوجاتے ہیں۔ امام عالیمقام نے اس مرد متکبر کی خوب خبر لی۔ اوّل تو اسکو کمینہ جگہ پر بٹھایا۔ پھر جو اسنے چون و چرا کی تو رعایا و امرا کی مثال دیکر اسکے دل کو زیادہ جلایا۔ نظیر۔ اس حکایت کے ایک واقعہ عہد کرامت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و الہ کا ہے۔ کہ ایک مرد غنی صاف و ستھرے کپڑے پہنے آپکی برابر بیٹھا تھا۔ ایک مرد مفلس تنگدست بھی اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔ غنی نے اپنے کپڑے اس غریب کی رانوں کے نیچے سے کھینچ لئے۔ حضرت رسولخداؐ نے یہ دیکھا تو شدت غضب سے افروختہ ہوگئے۔ اور بکمال قہر و طیش ارشاد کیا۔ اے مرد کیا تجھکو خوف ہؤا۔ کہ اس کی فقیری تجھے لگ جائیگی۔ عرض کی نہین فرمایا تو ڈرا کہ تیری تونگری اسکے پاس چلی جائیگی۔ کہا یہ بھی نہیں۔ فرمایا تو اندیشہ ہؤا کہ اس سے تیرے کپڑے میلے ہوجائینگے۔ عرض کی یہ بھی نہیں فرمایا تو کیا باعث ہوا

کہ تونے اسکے نیچے سے اپنا دامن کھینچ لیا۔ عرض کی شیطان مجھپر مُسلط ہوتا ہے۔ اور
ہر امر معیوب کو میری نظر میں خوب اور ہر خوب کو معیوب جلوہ گر کرتا ہے۔ یا رسول اللہ
آپ گواہ رہین کہ مینے اپنا نصف مال اس شخص کو بپاداش اسکی بے حرمتی کے بخشا مالدار
نے اپنی علو ہمت کا یون ثبوت دیا مگر فقیر بھی دل چلا ہمت والا نکلا۔ اسنے قبول مال سے
اس بنا پر انکار کیا۔ کہ یہ مال مادۂ شرور و فساد ہے۔ جسنے اسکو مست و مغرور بنا دیا تھا مین
یہ لینا نہیں چاہتا۔ مبادا کہ یہ ناہنجار عادت مجھ مین پیدا ہو جائے۔ بارے حضرت رسالت پناہ
کی ناخوشی اس دولتمند کو سودمند ہوئی۔ کہ اپنے نصف مال سے درگذرا۔ اگر عہد جعفری کے مالدار
کا انجام حال معلوم نہ ہوا۔ کہ اسکو بھی حضرت کی سرزنش نے کچھ نفع بخشا یا نہ۔

اخفاء صدقہ

ابو جعفر خثعمی نے کہا مجھکو آنحضرت نے ایک کیسۂ زر عطا کیا کہ فلان مرد ہاشمی کو دے آ
اور ایک نام بتایا کہ اس کی جانب سے اسکا بھیجنا بیان کرنا۔ مینے وہ کیسہ اسکو پہنچایا تو وہ
مرد ہاشمی اس فرضی مسمّی کا بہت منت کش ہوا۔ کہ حقتعالے اسے جزائے خیر دے۔ وہ
ہمیشہ ہمکو مال بھیجتا ہے۔ جسے ہم سال آئندہ تک کھاتے ہین۔ مگر جعفرؑ باوجود کثرت
مال کے ہمسے کوڑی کا سلوک نہیں کرتے۔ راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ اخفاء صدقے کی یہ عجیب
و غریب مثال ہے۔ جسکی نظیر مل نہین سکتی۔ یہ جعفری حوصلہ ہی تھا۔ کہ جس پر انفاق
کرین اسی کی زبان سے مذمت سنین اور صلاً اپنا احسان اس پر ظاہر نہ ہونے دین۔ نیز فضل
بن ابی مرّہ کہتا ہے۔ کہ مینے دیکھا۔ کہ آنحضرت نے چادر مبارک بچھا رکھی ہے۔ اور اسپر صرّے
(کیسائے زر) بکھرے پڑے ہین۔ آپ ایک ایک اٹھاتے ہین۔ اور آدمی کو دیتے ہین۔ کہ یہ فلان کو پہنچا۔ اور

[illegible]

یہ فلاں کو اور سمجھاتے ہیں کہ کتنا یہ مال تمہارے لئے عراق سے آیا ہے وہ دیکر آتے ہیں اور آکر انکی طرف سے حضرت کی شکایت نقل کرتے ہیں۔ آپ سنکر سر بسجود ہوتے اور فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَذِلَّ رَقَبَتِی لِوَلَدِ اَبِی۔ پروردگارا میری گردن کو میرے باپ کی اولاد کے لئے جھکا دے۔ کان کی زبان سے اپنی مذمت سنوں اور دم نہ ماروں +

صلہ رحم میں اہتمام تام تھا۔ خود اسکے عامل تھے۔ اور دوسروں کو حکم کرتے تھے عبد اللہ بن الحسن المثنیٰ بن حسن مجتبیٰ نے ایک موقعہ پر صبح کے وقت آپکے ساتھ سخت کلامی کی جو حلم کے ساتھ برداشت کی گئی شام کو پھر اُن سے ملاقات ہوئی۔ تو بکمال تازہ روئی فرمایا۔ کَیْفَ اَمْسَیْتَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ۔ اے ابو محمد خوش تو ہو انہوں نے اسی کشیدگی و کبیدگی سے کہا اچھا ہوں فرمایا اے ابو محمد جانتے ہو کہ صلہ رحم باعث تخفیف عذاب یوم الحساب ہے کہ تم ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہو جنکو ہم قبول نہیں کر سکتے۔ فرمایا اس پر سند قرآنی موجود ہے۔ یہ کہکر آیہ شریفہ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ ... وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَاب تلاوت فرمایا عبد اللہ قائل ہو گئے۔ اور کہا اب تم مجھے قاطع رحم نپاؤگے منصور نامشکو ایک مرتبہ آپکو ستانا اور قتل کی دھمکی دیتا تھا۔ فرمایا اے امیر المومنین میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے اور وہ اپنے آباء طاہرین اور وہ امیر المومنین ع سے اور وہ حضرت ختم المرسلین ص سے روایت کرتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی عمر سے فقط تین سال باقی ہیں۔ اور اس نے صلہ رحم کیا۔ تو حق تعالیٰ اس مدت کو دراز کر کے تیس سال کر دیتا ہے اور نیز ایسا ہوتا ہے کہ کسی کی ... تیس سال باقی ہیں اس نے قطع رحم کیا اس سے تین

حسن افطس

سال رہ جاتے ہین منصور یہ حدیث سنکر اُچھل پڑا اور کہا تمکو خدا کی قسم ہے کیا واقعی تمنے
یہ حدیث اپنے پدر عالیقدر سے سنی ہے حضرت نے فرمایا نعم (ہان) پس تین مرتبہ اسکو حضرت
کی زبان سے کہلوایا۔ بعد ازان باعزاز تمام امامؑ کو رخصت کیا۔ ہنگام رحلت جملہ اعزّہ و
اقارب حاضر تھے ہر ایک کو کچھ کچھ مال دینکی وصیت فرما رہے تھے۔ از انجملہ ستّر دینار طلا
اپنے ایک پسر عم حسن افطس[1] کو دینے کا حکم دیا۔ سالم غلام آزاد کردہ حضرت بولا افطس کے
واسطے آپ یہ وصیت کرتے ہین حال آنکہ یہ وہی شخص ہے۔ کہ خنجر لیکر بارادۂ قتل آپ پر
چڑھ گیا تھا۔ ذرا چین بجبین ہوکر ارشاد کیا۔ تو چاہتا ہے کہ مین صلۂ رحم نکرون۔ اور ان لوگون
مین شامل نہون جنکی حقتعالے اس آیۂ شریفہ مین مدح فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔ یعنی اور وہ
لوگ کہ بموجب حکم خدا صلۂ رحم کرتے ہین اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور حساب کی بُرائی
سے اندیشناک ہین۔ پھر فرمایا ہان اے سالم مین اسکے لیئے اعطاء مال کی وصیّت کرتا ہون
اسلیئے کہ حقتعالے نے بہشت کو پیدا کیا۔ اور انواع عطریات سے اسکو خوشبو فرمایا ہے کہ بوے
خوش اسکی دو ہزار سال کی راہ پہونچتی ہے۔ مگر عاق والدین و قاطع رحم اُتنے اسقدر دور ہوگا
کہ بو بھی نسونگھ سکیگا۔ صلۂ رحم کرنا اور اقارب کے ساتھ سلوک پیش آنا۔ تو بیشتر آدمیون کا

---

[1] افطس جسکی ناک کا بانسا بیٹھا ہوا ہو۔ اور حقیقت میں ایسے ہوئے ہین حسن افطس علی اصغر بن امام ہمام زین العابدینؑ کا بیٹا تھا۔ افسوس کہ ہمکو زیادہ تفصیل اس قصہ پر عطسہ کی نہیں ملی کہ کس بات پر وہ اس گستاخی کا مرتکب ہوا تھا بعض ذاتی وجہ سے اسکی صحت نسب میں کلام کیا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ نسب اوسکا ثابت ہے۔ اور یہ شخص حرکت میں صاحب عمدۃ الطالب فی انساب ابیطالب لکھتے ہین بابت مذکور کو طول قامت کی وجہ سے رمح آل ابیطالب کہتے تھے اسنے نفس ذکیہ کے ساتھ خروج کیا اسروز سفید نیزہ اسکے ہاتھ مین تھا۔ اور تمام لشکر مین اسکے زیادہ صاحب شجاع تھا۔ اسنے اس روز بڑے کارنمایان کیئے۔ ۱۲ مصنف عفی عنہ

معمول ہے۔ الّا ایسے احسان فراموش ظالم خون کے پیاسے کے ساتھ صلہ رحم کرنا ہر کسی کا
کام نہیں۔ ابونصر بخاری کی روایت کے موافق پہلے ستر دینار کی وصیت فرمائی تھی۔ جب ایک
پیرزن نے اہل خانہ سے مذکورہ بالا اعتراض کیا۔ تو حضرت نے بتقریر مذکورہ سو دینار کا حکم دیا
ابونصر مذکور کہتا ہے یہی قطعی شہادت ہیں۔ آنحضرت کے فرزند رسول اللہ ہونیکی۔ ہمکو اسی
طرح کی ایک حکایت جناب موسیٰ کاظم فرزند ارجمند آنجناب کی یاد آگئی جسکو مناسب مقام
جانکر نشاط ناظرین کے لیے بیان درج کرتے ہیں۔ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔ اور یحییٰ بن خالد
برمکی کا اقتدار دور دورہ پر تھا جبکہ خلفاء کو اپنی ہمعصر ائمہ سے جو حسد و بغض رہا ہے وہ
ہر کسی جانتا ہے۔ بنابریں یحییٰ امام موسیٰ کے درپے تھا۔ آپکا بھتیجا علی بن اسمعیل بن جعفر
حضرت سے ناخوش تھا۔ تاہم آپ بدل احسان فرماتے اور صلہ رحم بجالاتے۔ یحییٰ نے اس
کی ناخوشی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور علی کو اپنے پاس بغداد میں طلب کیا۔ وہ چلنے کو تیار
ہوئے۔ تو حضرت نے اسے کہا برادرزادے کہاں کا عزم رکھتے ہو۔ کہا بغداد کا چونکہ مقروض
و تنگدست ہو گیا ہوں جاتا ہوں کہ کشائش کار ہو۔ فرمایا تیرا قرض میں ادا کرونگا۔ اور ہمیشہ
تیرے اخراجات کا کفیل ہونگا۔ تو اپنے گھر پر ٹھہر۔ مگر وہ کب سنتا تھا۔ آپنے پھر فرمایا اے
فرزند خدا سے ڈر۔ اور ناحق میرے خون ریزی کے درپے ہو۔ میرے بچوں کو یتیم اور ازواج
کو بیوہ مت کر۔ یہ فرما کر تین سو دینار اور چار ہزار درہم اسکو بخشے جب وہاں سے چلا تو
حاضرین سے فرمایا قسم بخدا یہ میرے خون میں سعی کریگا۔ اور میری اولاد کو یتیم کریگا۔ عرض کی
تو کس لیے حضرت مال خطیر اسکو بخشتے ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے آباء طاہرین سے پہونچا ہے

کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ جو کوئی اپنی ذی رحم پر احسان کرے - اور گو وہ اسکے بدی
پیش آئے - مگر یہ اپنے احسان کو قطع نکرے - تو حقتعالے قاطع رحم سے اپنی رحمت قطع
کریگا - اور عذاب دردناک میں اسے مبتلا فرمائیگا - پس علی مذکور بغداد میں پہونچا اور یحییٰ
اسکو سکھا پڑھا کر خلیفہ کے دربار میں لے گیا - یہانتک کہ اسنے سلام کے بعد کہا - اے
امیر المومنین میں نے ایک زمانے میں دو خلیفے نہیں دیکھے - یہان تو خلیفہ ہے - مدینہ میں
موسیٰ کاظم - اطراف آفاق سے اموال کثیر اسکے پاس لاتے ہیں اور وہ سلاح و سامان جنگ
س سے خرید کرتے ہیں - ہارون نے حکم دیا کہ دو لاکھ درہم اسکو دئے جائیں - مگر علی منزل
پر پہونچنے نہ پہونچے درد شکم و پیچش میں گرفتار ہو گیا - جیسے کہ احشا و امعا اسکے اس درد سے
باہر نکل پڑے - مال سامنے حاضر ہوا تو جان کنی کا وقت تھا - پس سخت حسرت و افسوس
ین جان دی - مال سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا - اور [illegible] کا ورثہ بھی زمانے نے تھوڑے
ی دنون میں الٹ دیا - کہ انکا نشان صفحۂ دہر سے مٹ گیا -

جفاکشی

عادات کریمہ اس جناب سے تھا کہ سخت سے سخت کام اپنے ہاتھوں کرتے اور اسے عیب نہ
جانتے تھے - ابو عمرو شیبانی نے کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا کہ موٹے کپڑے کا تہبند بندھا
ہے - اور بیلچہ ہاتھ میں لیے باغ میں کام کر رہے ہیں - اور بدن مبارک عرق عرق ہے - عرض کیا
فدا ہوں آپ پر یہ بیلچہ مجھے عنایت کیجئے تاکہ یہ خدمت میں بجا لاؤں - فرمایا طلب معاش
[illegible] دھوپ اور گرمی کی تکلیف سہنا عیب کی بات نہیں - علی ہذا اسمٰعیل بن جابر نے دیکھا
ایک کرتا موٹے کپڑے کا تنگی سے بدن مبارک پر چسپاں تھا - بیلچہ ہاتھ میں لیے درختوں

مین پانی پہونچا رہے ہین۔ ہیثم داؤد بن سرحان نے دیکھا۔ کہ خود اپنے دست مبارک سے وزن کرتے ہین۔ عرض کی فدا ہون آپ پر۔ لڑکون یا غلامون سے کسی کو حکم دیجیئے۔ کہ یہ کام سرانجام دیوے۔ قبول نہ کیا۔

ادائے حقوق محنت

کچھ مزدور باغ مین اجرت پر کام کر رہے تھے۔ شب کیوقت تک انتہا تھی۔ فارغ ہوئے تو معتب سے فرمایا۔ انکی اجرت قبل اسکے کہ پسینہ انکے بدن کا خشک ہوا کردو۔ بہ اتباع سنت رسول اللہ تعالیٰ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ۔ اور ادا حقوق مین تعجیل کرنا بہرحال ممدوح و مقبول ہے۔

شکر سفید کو دوست رکھتے تھے۔ اسکو خیرات بھی زیادہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ تمام خوردنی اشیا مین مجھکو شیرینی سے بہت رغبت ہے۔ اسکو راہ خدا مین خیرات بھی کرتا ہون کیونکہ حقتعالے فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ ہرگز نیکی حاصل نہ کروگے تم جبتک اس شے سے راہ خدا مین نہ دوگے جسکو دوست رکھتے ہو۔

ترویج فطرہ

فطرہ عید صیام مین بڑا اہتمام تھا۔ اسکے نکالنے کی انہین تاکید فرماتے۔ معتب اپنے کار مختار کو کہدیا تھا۔ کہ میرے اہل و عیال خورد۔ بزرگ۔ بندہ۔ آزاد سے کوئی باقی نہ رہے جسکا فطرہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ جسکا فطرہ ادا نہ ہوگا۔ مجھکو خوف ہے کہ وہ سال آئندہ تک زندہ نہ رہے اور حضرت رسول خدا سے نقل فرماتے تھے۔ کہ صاع بھر خرما اگر فطرہ مین دیا جائے۔ تو یہ حقتعالے کے نزدیک اس سے بہتر ہے۔ کہ ایک صاع سونا تصدق کرین۔ خوشبو و عطریات کا استعمال فرماتے تھے۔ اور روزہ مین اسکی زیادتی کرتے۔ اور فرماتے تھے۔ الطیب تحفۃ الصائم

شبو روزہ دار کا تحفہ ہے۔ پھول ملتا تو سونگھتے۔ دونوں آنکھوں سے لگاتے۔ اور فرماتے
پھول کو سونگھ کر آنکھوں سے لگائے اور درود پڑھے محمدؐ و آل محمدؐ پر اسکے گناہ بخشے جاتے
ہیں۔ شانہ مبارک ہاتھی دانت کا ہوتا تھا حضرت موسٰے کاظم سے کسی نے پوچھا دندان

شانہ عاج

فیل کی بیع و شرا جائز ہے۔ فرمایا لا باس بہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں میرے پدر بزرگوار
شانہ یا بہت سے شانے دندان فیل کے تھے +

نشست

نشست بیشتر اوقات رو بقبلہ ہوتی۔ مگر بہ زیادہ تر دروازے کیقریب قبلے کیطرف مونہہ
کر کے بیٹھتے تھے۔ ایک بار دہنے پاؤں کو بائیں ران پر رکھے بیٹھے تھے کسی نے کہا یا ابن
رسول اللہ اس نشست کو مکروہ تبلاتے ہیں۔ فرمایا مکروہ نہیں یہ مقولہ یہودیوں کا ہے کہ
مکروہ ہے۔ ہاں چار زانو بیٹھنے سے خصوصًا تنگ جگہ میں کراہت فرماتے تھے۔ حجرۂ مقدسہ
کے دروازہ پر اور اندر جانب قبلہ آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ سات ہاتھ سے زیادہ مکان
اونچا کرنے سے منع فرماتے تھے +

غسل حمام

حمام میں غسل کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ تو حمامی نے عرض کی ارشاد ہو تو حمام کو حضرت
کے لیے خالی کر دیا جائے۔ فرمایا کچھ ضرورت نہیں مومن کیواسطے اتنا تکلف نہیں چاہیے
وہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے +
عبداللہ بن سنان وغیرہ غسل کر کے حمام سے باہر تھے۔ راہ میں حضرت سے ملاقات ہوئی۔ یہ معلوم
کر کے کہ حمام سے آتے ہیں فرمایا۔ انقی اللہ غسلکم خدا تمہارے غسل کو پاک و پاکیزہ گردانے
پھر خود داخل حمام ہوئے۔ تو انہوں نے انہیں حضرت سے دعا دی۔ آپنے فرمایا طہرکم اللہ

خدا تمہیں پاک گردانے۔

معاویہ بن وہب کہتا ہے۔ کہ میں ہمرکاب تھا۔ حضرت دراز گوش پر سوار بازار مدینہ سے جا رہے تھے۔ کہ یکایک ایک مقام پر اتر پڑے۔ اور سجدۂ خالق میں سر جھکا دیا۔ میں نے اس کا باعث دریافت کیا تو فرمایا ایک نعمت نعمات خدا سے یاد آگئی دل نے چاہا کہ شکر میں توقف نہ ہو۔ عرض کی بازار میں جہاں آمد و رفت کے مقام پر اسکا کیا موقع تھا۔ فرمایا مجھ کو تیرے سوا کسی نے اس حال میں نہیں دیکھا۔

سجدۂ نعمت

رزانہ کہتے ہیں۔ کہ میں اور عبدالواحد بن مختار و سعید بن لقمان حاضر خدمت تھے۔ مقرن شجرہ کندی بھی ہمارے درمیان تھا۔ تھوڑی دیر میں اٹھ کر وہاں سے چلدیا ہم لوگ اسکی مدح کرنے لگے۔ کہ زاہد پرہیزگار و متقی ہے۔ فرمایا تم آدمیوں کے جانچنے میں خطا کرتے ہو۔ ہم ایک نظر میں آدمی کو معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ کس قماش کا ہے۔ یہ شخص بہت بڑا خبیث ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر جو تحقیق کیا تو واقعی حضرت کا ارشاد درست تھا۔ وہ بڑا خبیث نکلا۔ ارتکاب محرمات میں ذرا باک نہ تھا۔ بلکہ اسطرف رغبت و میلان خاطر رکھتا تھا۔

فراست و شناخت انسانی

لباس سادہ البا اوقات موٹے کپڑے یا اون کا ہوتا تھا۔ جیسا کہ آپکے آبا و طاہرین کا معمول تھا گاہ گاہ اس میں پیوند بھی لگاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پیراہن اقدس میں چند جا پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ اصحاب سے ایک شخص انکو دیکھنے لگا فرمایا کیا دیکھتا ہے عرض کی حضرت کی قمیص میں پیوند لگے ہیں۔ ایک کتاب سامنے پڑی تھی۔ فرمایا اسکو پڑھو اسے دیکھا تو لکھا تھا۔ کہ لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا حَیَاءَ لَہٗ وَلَا مَالَ لِمَنْ لَا تَقْدِیْرَ لَہٗ وَلَا جَدِیْدَ لِمَنْ لَا خَلَقَ لَہٗ

لباس

یعنی جسے حیا نہین اسکو ایمان نہین اور جو تقدیر و اندازہ معاش مین ملحوظ نہین رکھتا مال دار
نہین ہوتا۔ جو پرانا نہین پہنتا اسکو نیا میسر نہین ہوتا۔ تاہم بعض اوقات اظہار شکر و
امتنان خالق الانس والجانؐ کی نظر سے بنظر ظاہر حسب حیثیت خود لباس فاخرہ بھی زیب
تن فرماتے تھے جس پر بعض کوتاہ بینون نے اعتراض کرکے جواب شافی پائے ہین۔ جیسا
کہ آگے آتا ہے۔ ایک رشتہ دار کا لڑکا فوت ہوگیا۔ اسکی ماتم پرسی کو تشریف لے جا رہے تھے
اثنا راہ مین بند نعلین مبارک ٹوٹ گیا۔ انکو پاؤن سے نکالکر ہاتھ مین لے لیا۔ اور روانہ ہوئے
اصحاب سے ایک نے بند نعل پیش کیا منظور نہوا اور فرمایا صاحب مصیبت اولے ہے اس پر
صبر کرنے کے لئے۔ پس برہنہ پا تشریف لے گئے اور پرسا دیا +

تواضع و انکسار

ابن ابی العوجاء ابو شاکر دیصانی عبد الملک البصری۔ ابن المقفع۔ یہ چار زندیق موسم حج مین
مسجد الحرام مین باہم جمع ہوئے۔ اور دین اسلام پر طعن و استہزا کرنے لگے۔ آخر یہ صلاح ٹھہری
کہ اصل اسلام قرآن ہے یہ باطل ہوا تو اسلام باطل ہوا۔ آؤ ہم سے ہر ایک ایک ربع اسکا
نقض کرے۔ سال آئندہ یہی مقام میعاد گاہ ہے۔ اپنی اپنی کارگذاری بیان اکر دکھائین
دوسرا سال آگیا۔ اور انسے کچھ نہ ہوسکا۔ ایک ایک آیہ مین الجھے رہے۔ پس حرم مین بیٹھے
اپنی سرگزشت بیان کر رہے تھے۔ کہ جناب صادقؑ انکے پاس سے گذرے اور فرمایا قُلْ لَئِنِ
اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ - یعنی حق
تعالی فرماتا ہے۔ کہ کہدے تو ان کفار کو اے محمدؐ کہ اگر جن و انس جمع ہوکر سعی کرین کہ مثل
اس قرآن کی بنائین تو نہین لاسکینگے مثل اسکی۔ یہ سنکر ہکا بکا رہ گئے۔ ایک دوسرے کا منہ

زعیا و بلا الہیات

۱۸۰
۱۸۱

تکتے تھے۔ پھر بولے کہ اگر دین اسلام برحق نہ ہوتا تو اسکی امامت اس شخص تک نہ پہونچتی
بتحقیق کہ جب ہم انکو دیکھتے ہیں تو رعب جلال انکا ہمپر چھا جاتا ہے۔ اور بدن کے بال مارے
ہیبت کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس اپنی عجز اور حقانیت اسلام کا اقرار کرتے ہوئے متفق
ہو گئے +

منصور دوانیقی کے حسب الطلب حیرہ میں تشریف فرما تھے۔ اسکے امیروں میں ایک کے
لڑکے کی ختنہ تھی ولیمہ کی دعوت ہوئی جلسہ دعوت میں اکثر عمائد شامل تھے۔ آپ بھی تشریف
رکھتے تھے۔ کھانا چنا گیا۔ اور حاضرین نے کھانا شروع کیا۔ ایک شخص نے پانی طلب
کیا۔ بجائے پانی کے پیالہ شراب اسکے لیئے لائے۔ جبکہ اس مرد نے پیالہ ہاتھ میں لیکر
چاہا کہ مونہہ کو لگائے حضرت اٹھ کھڑے ہوئے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ملعون
ہے وہ شخص جو اس کھانے میں شریک ہو جس میں شراب کا استعمال کیا جائے۔ برادران
مومن خصوصاً وہ حضرات کہ سرکار دربار سے زیادہ علاقہ رکھنے والے اعنی حکام رس
ہیں۔ اس سے نصیحت پکڑیں۔ انگریزوں کی کھانیکی میزیں جہاں بعض اوقات انکو شریک
ہونیکا اتفاق ہوتا ہے۔ شراب سے بہت کم خالی ہوتی ہیں۔ ایسے جلسوں کی شرکت سے
پرہیز کریں۔ نہیں تو گو وہ اس پلیدی کا استعمال نکریں تاہم گنہگار ہونگے۔ اور ملعونیت کی
زد میں آجاوینگے۔ ایک بار پانی پینے کو طلب کیا۔ ایک پیالہ میں لائے جس میں چاندی کے
تیرے پڑے ہوئے تھے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ دیکھا میں نے کہ دندان مبارک سے ان
تیروں کو اکھاڑتے ہیں +

منادی مذہب حقہ

حج کے موسم مین منا مین عقائد حقۂ اثنا عشریہ کی منادی فرماتے۔ اور خلائق کو اسطریقہ انیقہ کیطرف دعوت کرتے تھے روایت ہے۔ کہ بروز عرفہ عرفات مین باواز بلند فرماتے تھے ایہا الناس رسول اللہؐ کے بعد تمہارے امام علیؑ بن ابیطالب ہین پھر حسنؑ بن علی پھر حسینؑ پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ آنحضرت کے بعد مین تمہارا امام ہون۔ پوچھو اور دریافت کرو مجھسے جو کچھ کہ چاہو۔ اسکو آگے پیچھے دہنے بائین موہنہ کرکے تین تین مرتبہ فرماتے حتے کہ کل بارہ دفعہ ہو جاتا ✦

قبول ہدیہ

عمران بن عبد اللہ قمی نے منا مین عین اس مقام پرجہان خیام میمنت التزام نصب ہوتے تھے۔ ایک خیمہ کلان پہلے سے لاکر نصب کر دیا جس مین زنانے مردانے مکانات علحدہ علحدہ اور پاخانے جداجدا تھے۔ حضرت معہ حرم محترم جب وہان پہونچے۔ تو پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے معلوم ہوا۔ کہ عمران نے حضرتؑ کے لیئے لگوایا ہے۔ آپ اس مین اترے اور غلام کو بھیجکر عمران کو بلوایا۔ اسنے عرض کی یہ وہی خیمہ ہے۔ جسکی تیاری کا سال گزشتہ مجھکو حکم ہوا تھا۔ فرمایا کیا لاگت اس پر آئی۔ عرض کی فدا ہون آپ پر کپڑا میرے گھر کا بنا ہوا ہے۔ اور مین نے اسکو حضرت کے لیئے تیار کیا ہے۔ امیدوار ہون۔ کہ یہ ہدیۂ مختصر میرا قبول ہو جو روپیہ مجھے اسکی بابت عطا ہوا تھا۔ مین نے وہ حضرت کے وکیل کو واپس کر دیا ہے۔ اسکی التماس قبول ہوئی۔ اور دعا دی کہ خدا تعالیٰ اسکے صلے مین تجھکو بروز قیامت سایۂ آل محمدؐ مین جگہ دے۔ جب کہ اسکے سوا دوسرا سایہ نہ ہوگا ✦

استدراک

نقل فرماتے تھے۔ کہ ایک مرد سے کہ علم نجوم مین کچھ دستگاہ رکھتا تھا۔ ہمکو کچھ زمین تقسیم کرنی

تھی۔ وہ ایسا وقت تلاش کرتا تھا کہ میرے لئے نحس اور اسکے واسطے سودمند ہو آخر اسکی مرضی کی مطابق ایک وقت معین پر ہم وہان جمع ہوئے۔ قرعہ ڈالا گیا۔ تو کال زمین میرے طرف آئی۔ نجومی نے سر پیٹ لیا کہ یہ کیا ہوا نجوم کے قاعدے کی بموجب تو یہ وقت میرے حق مین اچھا اور تمہارے لئے زبون تھا۔ نتیجہ برعکس نکلا۔ فرمایا مجھ کو رسول اللہ سے حدیث پہونچی ہے۔ کہ جو شخص کسی دن کی نحوست کو اپنے سے دفع کرنا چاہے۔ چاہیئے کہ اسکی صبح کو خیرات دے۔ اور جو رات کی نحوست دفع کرنی ہو تو سر شام تصدق کرے۔ مین نے اس حدیث پر عمل کیا۔ اور صبح کو صدقہ دیکر یہان آیا تھا۔ اور یہ تیرے نجوم سے بہتر ہے +

غلام کو آزاد کرتے۔ تو آزادی کا سرخط اسطرح تحریر فرماتے۔ هٰذَا مَا اَعْتَقَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَعْتَقَ غُلَامَهُ فُلَانًا عَلٰى اَنْ يَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَاَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَعَلٰى اَنْ يُوَالِيَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ وَيَتَبَرَّاَ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰهِ وَيُحِلَّ حَلَالَ اللّٰهِ وَيُحَرِّمَ حَرَامَ اللّٰهِ وَيُؤْمِنَ بِرُسُلِ اللّٰهِ وَيُقِرَّ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَعْتَقَهُ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا يُرِيْدُ مِنْهُ جَزَاءً وَلَا شُكُوْرًا وَلَيْسَ لِاَحَدٍ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ اِلَّا بِخَيْرٍ شَهِدَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ

یعنی آزاد کیا اس غلام کے تئین جعفر بن محمد علیہما السلام نے اوپر اسکے کہ تمام عقائد حقہ شیعہ پر قایم رہے۔ اور حلال خدا کو حلال اور اسکے حرام کو حرام جانے اور انبیاء خدا پر اور جو کچھ کہ وہ خدا کیطرف سے لائے ہین۔ اس پر ایمان لائے۔ اور اقرار کرے۔ اسکو محض رضائے خدا کے لیئے آزاد کیا کسی بدلے اور جزا کے اس سے امید نہین اور کسی کو اس پر بجز بھلائی کے دست رس نہین۔ گواہ ہوئے اسکے فلان و فلان۔ اور کبھی اسقدر تحریر فرماتے۔ اعتق جعفر

بن محمد غلام فلان لوجہ اللہ لا نرید منہ جزاء و لا شکورا علی ان یقیم الصلوۃ و یؤدی الزکوۃ و یحج البیت و یصوم شہر رمضان و یتولی اولیاء اللہ و یتبرأ من اعداء اللہ شہد فلان و فلان - اس مین فروع دین نماز روزہ حج و زکوۃ کی تاکید ہے - جیسے کہ پہلی عبارت مین اصول عقائد کی یہ غالباً ان غلامون کے لئے ہوگا جنکے عقیدے کی طرف سے اطمینان ہوگا +

زکریا ابن ابراہیم نام ایک نصرانی مسلمان ہوا اور مکہ مین شرفیاب ملازمت ہوکر عرض کی مین دین عیسائی چھوڑکر مسلمان ہوا ہون - فرمایا اسلام مین تو نے کیا دیکھا - عرض کی قول حق سبحانہ تعالی - وما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان لکن جعلناہ نوراً نہدی بہ من نشاء جب جانا کہ بصارت و بینائی مسلمان ہوا ہے - تو خوش ہوئے - اور فرمایا خدا تجھے ہدایت کرے اور تین مرتبہ فرمایا اللہم اہدہ بعد ازان ارشاد کیا اے فرزند سوال کر جو کچھ کہ چاہے - عرض کی میرے مان باپ اور کنبے والے تمام عیسائی ہین اور مان نابینا ہے - مین انکے ساتھ رہتا ہون - اور انکے ظروف مین کھانا کھاتا ہون - فرمایا وہ شراب پیتے اور گوشت خوک کھاتے ہین کہا نہین ان چیزون کے پاس بھی نہین جاتے - فرمایا تو کچھ مضائقہ نہین - اور اپنی مادر نابینا کے ساتھ نکوئی کر مر جائے تو انکے حوالے نکر - خود اسکی تجہیز و تکفین بجالا - راوی کہتا ہے - کہ مین کوفہ آیا تو اسکی طرف رجوع ہوا - اپنے ہاتھ سے اسکو کھانا کھلاتا - اسکے بدن اور کپڑون سے جوئین چنتا - اور دیگر خدمتین کرتا - اسنے کہا اے فرزند پہلے تیری یہ حالت نہ تھی - جب سے اس ملت سے نکلکر دین حنیف اختیار کیا ہے - میری پرداخت زیادہ

امر بالطاعت و

کرنے لگا۔ یہ کیا بات ہے۔ کہا ہمارے نبیؐ کے بیٹے نے مجھکو اسکا امر کیا ہے۔ کہا وہ بیٹا
خود بھی نبی ہے۔ کہا نہین انکے بعد کوئی نبی نہوگا الا وہ وصی نبی یعنی امام ہے۔ کہا یہ دین
بہت اچھا دین ہے مجھے بھی تلقین کر زکریا نے اسے عقائد حقہ تلقین کیئے۔ حتے کہ ظہر
عصر مغرب عشا چار نمازین اسنے پڑھین۔ رات کو بیمار ہوکر جان بحق ہوئی۔ صبح کو مسلمانون
نے اسکی تجہیز وتکفین کی۔ اور زکریا نے قبر مین اوتر کر دفن کیا۔

## بیان وجوہ علم و معرفت آنحضرت صلوات اللہ علیہ

واضح رہے کہ ائمۂ علیہم السلام کے علوم عام خلائق کیطرح کسبی نہین ہوتی۔ کہ استاد
کے سامنے کتاب کھول کر پڑھین تو عالم ہون۔ ورنہ جاہل رہین۔ انکے اصلی استاد خدا اور
رسول ہوتے ہین۔ اور امام سابق برائے امام لاحق اور وہ بھی ہمیشہ مسئلہ مسئلہ کر کے
جزئیات کی تعلیم نہین کرتے۔ بلکہ اکثر کچھ اصول ونکات ان پر القا فرماتے ہین۔ چونکہ حقتعالی
طبع روشن وضمیر صافی آنحضرات کو مرحمت فرماتا ہے۔ تو ان اصول سے بہت سے حقائق
ومعارف بطور جزئیات کے ان پر منکشف ہو جاتے ہین۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ حضرت
امیر المومنین صلوات اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھکو
ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے۔ کہ ہر ایک باب سے ہزار باب اور مجھپر کھل گئے۔ اور حدیث
مین وارد ہے۔ کہ امام شکم مادر مین آواز ملائکہ کو استماع کرتے ہین۔ جوان ہوتے ہین۔ تو
حق تعالی ایک عمود نور کا انکے لیئے بلند فرماتا ہے۔ کہ اس مین وہ دنیا و مافیہا کا حال مشاہدہ
کر لیتے ہین۔ حتے کہ کوئی شے ان پر مخفی نہین رہتی۔ اور سنی وشیعہ نے بروایات متعددہ

منکثرہ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا۔ علمنا غابر ومزبور ونکت فی القلوب ونقر فی الاسماع ۔ بعدازان تفسیر ان کلمات کی خود اسطرح ارشاد فرمائی کہ مراد علم غابر سے علم امور آئندہ کا ہے۔ اور مزبور سے علم امور گزشتہ کا اور نکت فی القلوب دلون مین پڑنا یعنی الہام ہونا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے اور نقر فی الاسماع گوش زد ہونا۔ یعنی ملائکہ کا کان مین ڈالنا۔ بحالیکہ انکے اشخاص وکھائی ندین اور یہ بھی ایک فرق ہے۔ درمیان امام ونبی کے۔ کہ نبی کے روبرو اور سامنے آکر فرشتہ پیغام ربانی پہونچاتا ہے۔ اور امام کے کان مین بوقت ضرورت ایک آواز آجاتی ہے۔ بغیر اسکے کہ کسی کہنے والے کو دیکھین۔ اسلئے آنحضرات کو محدث کہتے ہین نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ عندنا جفرٌ اَبیَضُ وَجفرٌ اَحمَرُ ۔ جفر بفتح جیم وسکون فا لغت مین بچۂ گوسفند چار ماہہ کو کہتے ہین۔ کہ اپنی ماں سے جدا ہوا ہو۔ اور مراد یہان اس سے جلد اسکی ہے اس زمانے مین رواج تھا۔ کہ اکثر نوشتے پوست واستخوانہائے حیوانات وغیرہ پر لکھا کرتے تھے۔ علماء اہل سنت نے کہا ہے۔ کہ جفر ایک کتاب ہے۔ کہ جعفر صادق نے جمع کی ہے اس مین جملہ علوم درج کئے ہین جنکی تا بروز قیامت حاجت ہوتی رہیگی۔ وہ کتاب مغرب مین اولاد عبدالمومن[1] بن علی کو وراثت مین پہونچی تھی۔ اور اس مین ہے۔ فجر بزرگ ومنقبت

جفر ابیض و احمر

علامہ ابن خلدون

[1] ابو محمد عبدالمومن بن علی القیسی الکومی نے محمد بن تومرت معروف بمہدی کے مرنے پر اسکی افواج وسامان کے بدولت بلاد مغرب کی حکومت وفرمانروائی پائی۔ ابن تومرت مذکور کو کہین سے کتاب جفر ملی تھی۔ اس مین اس نے پڑھا تھا۔ کہ عبدالمومن سلطنت بزرگ پر فائز ہوگا۔ بنا بر این اسکو تفحص کرکے نکالا اور ابھی وہ کم سن لڑکا ہی تھا۔ کہ اسکو اپنی ہمراہ لیا۔ اور بہت تعظیم وادب اسکا کرتا تھا تاکہ اسکے ذریعہ سے بادشاہی حاصل کرے۔ مگر یہ امید اسکی بر نہ آئی اور وہ

[illegible]

عالی آنحضرتؐ کے لئے۔ جیسا کہ ابوالعلاء معری نے ان اشعار مین اسکی طرف اشارہ کیا ہے

لقد عجبوا لال البیت لما × اتاہم علمہم فی جلد جفر و مرآۃ المنجم وہی صغری × ترید کل عامرۃ و قفر × ہرآئینہ تعجب کرتے ہین۔ وہ دربارہ اہل بیت جبکہ ظاہر ہوا۔ انکا علم جلد جفر مین۔ حال آنکہ نجومیون کا آئینہ اس سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ اس مین وہ تمام آباد اور غیر آباد مقامون کو دیکھ لیتا ہے۔ ذکرہ ابن قتیبہ فی ادب الکاتب کذا فی نور الابصار اور شواہد النبوۃ مین ہے۔ کہ کتاب جفر مشہور ہے۔ اور اس مین آنحضرتؐ کے تمام علوم و اسرار درج ہین۔ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کے کلام مین صریح اسکا ذکر ہوا ہے۔ جبکہ مامون رشید نے انکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو انہون نے فرمایا۔ الجفر و الجامعۃ یدلان علی خلاف ذالک۔ کہ جفر و جامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد پورا نہوگا۔ سید شریف جرجانی شرح مواقف مین لکھتے ہین۔ کہ امام جعفرؑ نے فرمایا کہ یہ دو کتابین امیر المومنینؑ سے ہین کہ دنیا کے واقعات روز قیامت تک کے انسے استخراج کر سکتے ہین۔ اور مین نے مصر مین اسکا ایک ورق دیکھا۔ کہ اس ملک کے بادشاہون کا حال اس سے نکلا تھا۔ یہ روایتین عامہ کی ہین۔ اور کتاب مستطاب کافی مین ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پاس جفر ابیض ہے۔ وہ ایک ظرف ہے جس مین توریت موسےٰؑ و انجیل عیسےٰؑ و زبور داؤدؑ

---

اسوقت سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔ اسکے مرنیکے بعد عبدالمومن نے بہت سے ممالک مغربیہ فتح کیے حتے کہ ۵۵۴ھ مین اسکی حدود و سلطنت بلاد افریقہ و امریکہ سے گزر کر اندلس تک پہونچ گئی تھی۔ اسوقت اسنے اپنا نام امیر المومنین مقرر کیا۔ اسکی اولاد عرصہ دراز تک ان ممالک پر فرمان روا رہی۔ یہ خلاصہ عبارت تاریخ ابن خلکان کا ہے۔ مگر فی الواقع جفر و جامعہ وغیرہ کتب و تبرکات کسی کو نہین مل سکتے۔ وہ ایک امام سے دوسری کو وارثاً پہونچتی تھی۔ اور سب کے بعد حضرت صاحب الامر علیہ السلام کیطرف منتقل ہو گئے۔ اور آنحضرت کے پاس مخزون ہین۔ پس روایت عبدالمومن کے سلطنت پانیکی جفر سے مستخرج ہے۔ یہ مسلم مگر یہ ممکن نہین کہ بلا وساطت امام ابن تومرت کو پہونچ گئی۔ اور تمام کتاب کا تو اسکے پاس اور کسی کے پاس ہونا امکان سے باہر ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

وغیرہ کتب سابقہ رہتی ہین۔ بروایتے اس مین علوم تمام انبیاء اور اوصیاء کے اور علوم علماء بنی اسرائیل کے مضبوط ہین۔ بروایت اُخرے وہ ایک پوست گاؤ مملو از علم ہے نیز فرمایا آنحضرتؑ نے کہ ہمارے پاس جفر احمر یعنی سرخ ہے وہ ایک ظرف چرمی ہے جس مین حضرت رسول خداؐ کے سلاح رہتے ہین۔ اسکو مہدی آل محمدؐ کھولینگے تاکہ کفار کو اُنکے ساتھ قتل کرین۔ بعد ازان فرمایا ہمارے پاس جامعہ ہے کہ ایک مکتوب ہے بقدر پوست گاؤ کے عرض مین اور طول اسکا ستر ہاتھ کا ہے۔ رسول اللہؐ کے ہاتھ سے اسکو لپیٹتے ہین تو بقدر ران شتر موٹا ہوجاتا ہے۔ حضرت رسول خداؐ ابتلاتے گئے ہین۔ اور حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے دست مبارک سے اسکو لکھا ہے۔ جملہ احکام و تمام حلال و حرام اس مین درج ہین جسکی خلقت کو احتیاج ہوتی ہے۔ تا اینکہ ایک خراش کی پاداش اور سزا اس مین مذکور ہے۔ اور ایک تازیانہ اور نصف تازیانہ تک اس مین لکھا ہے۔ روایت ہے کہ ابو بصیر نے کہ راویان حدیث جعفریؑ سے ہین۔ ایک مرتبہ کوئی علامت و دلیل آنحضرت سے چاہی۔ تاکہ ایمان و یقین انکا زیادہ تر محکم و استوار ہوجائے۔ فرمایا اسے ابو محمد کوفہ واپس جائیگا۔ تو تیرے ایک بیٹا مسمی عیسٰی پیدا ہوگا۔ عیسٰی کے بعد دوسرا بیٹا موسٰے ہوگا۔ ان دونو کے بعد دو لڑکیاں ہونگے بتحقیق کہ تیرے ان دونو بیٹیون کا نام ہمارے پاس صحیفہ جامعہ مین ثبت ہے۔ جہان کہ ہمارے اور شیعون کے اسماء معہ انکے والدین کے نامون کے مذکور ہین۔ پھر آپنے وہ صحیفہ نکالا۔ زرد رنگ کا پیچیدہ مکتوب تھا۔ نیز آپنے فرمایا۔ کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے اور اسکی شرح یون ارشاد کی۔ کہ حضرت فاطمہؑ رسول اللہؐ کے بعد پچھتر روز دنیا مین زندہ

صحیفۂ جامعہ

مصحف فاطمہ

رہین-اس عرصہ مین سخت غم واندوہ بسبب مفارقت پدر بزرگوار آنحضرتؑ پرطاری ہہتا تھا۔جبرائیل امین جانب رب العالمین سے آتے اور انکی تعزیت وتسلی فرماتے اور احوال رسولؐ اللہ اور مقام قیام آنحضرت کا بیان کرتے۔اور حالات آئندہ انکی ذریت کے ودیگر حادثات وواقعات قیامت تک کے اس جنابؑ کی مشغولی خاطر کیواسطے نقل فرماتے امیر المومنینؑ ان جملہ کوائف ووقائع کو قلم بند کرتے تا اینکہ رفتہ رفتہ وہ ایک کتاب کبیر قرآن شریف سے بڑی بن گئی-پس فرمایا۔ آگاہ رہو کہ اس مین حلال وحرام مطلق نہین صرف واقعات آئندہ لکھے ہین۔اور روز قیامت تک جسقدر بادشاہ روئے زمین پر ہونے والے ہین ان سب کے نام اس مین درج ہین۔اسیلئے جب محمد بن عبداللہ نے خروج کرنا چاہا تو حضرتؑ انکو مانع آئے۔اور فرمایا تمہارا نام ہمارے کتاب (مصحف فاطمہ) مین نہین لکھا۔نیز-ایک ذریعہ علم آنحضراتؑ کا شبہائے قدر ہین۔کہ اس مین ملائکہ وروح کہ ایک خلقت ملائکہ سے بھی بزرگتر ہے ان پر نازل ہوتی ہے۔چنانچہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے۔تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ۔ یعنی نازل ہوتے ہین ملائکہ وروح اس رات کو باذن واجازت اپنے رب کے تمام امر ونہی کے ساتھ جس کی امامؑ کو سال آئندہ کیلئے ضرورت ہوتی ہے۔نیز ایک ذریعہ علم ائمہ علیہم السلام کا یہ ہے۔کہ ہر ہفتہ انکی ارواح کو عرش الہی پر لیجاتے ہین۔کہ وہان وہ کسب فیوض کرتے ہین۔چنانچہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ہمارے لئے ہر شب جمعہ ایک شان ہے۔کہ ارواح پیغمبران واوصیاء پیغمبران گزشتہ کو معہ روح وصی موجود کے آسمانون پر لیجاتے ہین اور

نزول ملائکہ وروح

عرش میلے تک صعود دیتے ہین۔ وہان وہ سات بار عرش معظم کے گرد طواف کرتے
ہین۔ اور ہر قائمہ پر قوائم عرش سے دو رکعت نماز بجالاتے ہین۔ بعد ازان اُن ابدان
کیطرف جن مین رہتے ہین واپس آتے ہین پس سینہائے انبیاء و اوصیاء خوشی و سرور
سے مشحون و معمور ہو جاتے ہین۔ اور سینۂ وصی کہ اسوقت تمہارے سامنے موجود ہے
علوم تازہ کثیرہ سے معمور ہوتا ہے۔ اسیلئے فرمایا ہے۔ کہ ائمہ ہمیشہ علوم تازہ استفادہ
کرتے رہتے ہین ایسا نہو تو انکے علوم تمام ہو جائین۔ اور فرمایا۔ اِذَا اَرَادَ الْاِمَامُ اَنْ یَعْلَمَ
شَیْئًا اَعْلَمَهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ ۔ جب امام کسی امر کے جاننے کا ارادہ کرتے ہین تو حق تعالی انکو
اعلام کرتا ہے۔ اور بتلا دیتا ہے۔ اور ابوبصیر سے فرمایا کہ داؤد پیغمبر وارث علوم انبیا تھے
اور سلیمان کو انسے میراث ملی اور محمد مصطفے وارث سلیمان ہوئے اور ہم وارثان
محمد صلے اللہ علیہ والہ ہین پس ہمارے پاس ہین صحف ابراہیم و الواح موسےٰ۔ ابوبصیر
نے کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعِلْمُ۔ بیشک علم یہی علم ہے۔ اور اسی کو علم کہتے ہین۔ فرمایا صرف
یہی علم نہین۔ ہمکو اسکے سوا شب و روز ہر آن و ہر ساعت علوم تازہ حاصل ہوتے رہتے
ہین۔ اور ابو حمزہ ثمالی سے فرمایا کہ الواح موسےٰ اور انکے عصا ہمارے پاس ہے۔ اور
ہم ہین وارث انبیا کے۔ کسی نے عرض کی کچھ لوگ کہتے ہین کہ شمشیر رسول خدا عبداللہ
بن الحسن کے پاس ہے۔ فرمایا غلط کہتے ہین عبداللہ نے اس شمشیر کو دیکھا بھی نہوگا
مگر ہان شاید امام زین العابدین کے پاس دور سے دکھائی دی ہو۔ اگر وہ راست گو ہین
تو بتائین کہ اسکا قبضہ کیسا ہے۔ اور وہ اسکے پاس کیا نشان ہے۔ پھر فرمایا وہ تلوار ہمارے

پاس ہے۔ اور ایک نشان آپکا ہے۔ جیسے مغلبہ کہتے ہین اور الواح موسئے وعصاے موسئے وخاتم سلیمانؑ اور طشت حضرت موسئے کا جس مین وہ قربانی کیا کرتے تھے سب ہمارے پاس ہے۔ نیز وہ اسم بھی ہمارے پاس ہے۔ جبکو حضرت رسول خداؐ کفار و مسلمانون کے درمیان رکھدیتے۔ تو مشرکون کا ایک تیر بھی مسلمانون پر کارگر نہوتا۔ تحقیق کہ ہمارے پاس اُس تابوت کی مثال ہے جبکو ملائکہ طالوت کے لیے لائے تھے۔ کیونکہ سلاح رسولؐ اللہ کا ہمارے یہان وہی حکم ہے۔ جو تابوت کا بنی اسرائیل مین تھا۔ یعنی جس گھر مین تابوت ہوتا تھا۔ اُسی گھر مین نبوت ہوتی تھی۔ ایسا ہی ہمارے یہان جہان سلاح ہین۔ وہین امامت ہے +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ علوم الٰہی دو طرح کے ہین۔ ایک علم مبذول دوسرا مکفوف۔ مبذول وہ علم ہے۔ جو ملائکہ و انبیاء علیہم السلام کو بتایا جاتا ہے۔ اسکو ہم بھی جانتے ہین۔ اور مکفوف مخصوص ذات باری تعالےٰ کے ہے۔ اس سے اسکے سوا کوئی واقف نہین۔ اور جناب صادقؑ نے فرمایا عیسٰی بن مریم کو صرف دو حرف دئے گئے تھے۔ جن سے وہ تمام کاروبار کرتے تھے۔ اور موسٰی کو چار حرف عطا ہوئے۔ ابراہیم کو آٹھ حروف نوحؑ کو پندرہ حرف آدمؑ کو پچیس۔ لیکن محمد مصطفٰے کے لیے حق تعالیٰ نے وہ تمام حروف جمع کردئے۔ اور تمام کے ہم وارث ہوئے۔ اور امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اسم اعظم تہتّر حروف ہین۔ آصف بن برخیا کو ان سے صرف ایک حرف آتا تھا۔ اسکو پڑھا تو تخت بلقیس اور انکے درمیان کی زمین نیچے اُتر گئی اور انہون نے ہاتھ بڑھا کر اس

ہتیار علم مکفوف

تہتّر حروف اسم اعظم

تخت کو اٹھا لیا۔ اور حضرت سلیمان کے آگے لا رکھا۔ پھر ایک طرفۃ العین مین زمین جیسی
تھی ہموار ہو گئی۔ ہمارے پاس اسکے بہتّر حرف ہین۔ صرف ایک حرف مخصوص ہے حق
تعالے کے لئے کہ وہ علم غیب خدا ہے۔ اور حضرت صادق نے فرمایا کہ سلیمان کو اسمار
اعظم خدا سے ایک اسم یاد تھا۔ اسکے ساتھ جو سوال کرتے تھے عطا ہوتا تھا جو دعا مانگتے
تھے مستجاب ہوتی تھی اگر آج وہ زندہ ہوتے تو ہمارے محتاج ہوتے*

## بیان اینکہ جملہ علماء و فقہا خوشہ چین خرمن فیض آل آنحضرتؐ ہین

جاننا چاہیئے۔ کہ ائمہ معصومین علیہم السّلام جمیع علوم و معارف بلکہ جملہ کمالات
و فضایل مین باہم متساوی و متشارک ہین۔ فرق اسقدر ہے۔ کہ بعض حضرات بوجہ
تسلّط حکّام جور زیادہ تر بلائے تقیہ مین مبتلا رہے۔ اسلیئے انکو زیادہ موقعہ نشر علوم اپنے
آباء طاہرین کا نہین ملا بخلاف جناب صادق آل محمدؐ کے کہ انکے عہد امامت مین چونکہ
اشرار بنی امیہ کا انحطاط اور ظلم بنی عباس کی ابتدا تھی۔ وہ بیشتر اپنے بکھیڑون مین مبتلا
رہکر زیادہ آنحضرتؑ سے متعرض نہ ہوتے تھے یا خاص مصلحت آلہی مقتضی تھی۔ کہ بڑے سبب
حقہ انکے دست مبارک سے رواج پائے۔ غرض جسقدر ترویج علوم آنحضرتؑ کے عہد
میمنت عہد مین ہوئی کسی وقت نہین ہوئی۔ شیخ مفید رہ ارشاد مین فرماتے ہین۔
نقل الناس عنه من العلوم ما سارت به الركبان و انتشر ذكره في البلدان۔
اسقدر علوم آنحضرتؑ سے نقل ہوئے کہ قافلون نے انکے لیے سفر کیئے۔ اور اسکا ذکر
بلاد و امصار مین منتشر ہوا۔ پھر کہتے ہین کہ علماء اہل بیت سے کسی سے اسقدر علوم نقل

نہین ہوئے۔ جتنے کہ آنحضرتؑ سے۔ اور راویان حدیث وناقلان اخبار نے ان
مین سے کسی کے ساتھ اسقدر ملاقات نہین کی اور کسی سے اتنی حدیثین نقل نہین
فرمائی جتنی کہ آنحضرتؑ سے۔ اور علامہ محمد بن علی ابن شہر آشوب اپنی مشہور کتاب
مناقب مین لکھتے ہین کہ جسقدر علوم حضرت صادق آل محمدؐ سے نقل ہوئے اولین
وآخرین سے کسی سے نقل نہین ہوئے۔ چنانچہ محدثون نے آپ کی رواۃ ثقہ درایت
کو جمع کیا ہے۔ تو چار ہزار اشخاص برآمد ہوئے۔ جنہون نے باوصف اختلاف مذہب
وعقیدے کے آنحضرتؑ سے احادیث نقل کی ہین اور کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ کوفہ
وبغداد مین راویان آنحضرت ستر ہزار کو پہونچے تھے۔ ابن عقدہ نے ایک کتاب صرف
آنحضرتؑ کے راویون کے حال مین لکھی ہے۔ اس سے انکا شمار معلوم ہوتا ہے۔ مولانا
مفتی محمد عباس شوستری رہ فرماتے ہین۔ ؎ علم سے اسکے ہوا اشراق شرع
ہے وہ صبح صادق آفاق شرع ٭ وہ بہار بوستان شرع ہے ٭ آفتاب آسمان شرع
ہے ٭ اس سے ظلمت کفر کی زایل ہوئی۔ خلقت ایمان کیطرف مایل ہوئی ٭ ہے جہان
زیر نگین جعفری ٭ حشر تک باقی ہے دین جعفری ٭ رہنمائی انس وجن تھے وہ جناب
تھے بہت راوی حدیثین بے حساب ٭ تھے محبان علی بے عدو حصر ٭ صحبتین کیا خوب
تھین کیا خوب عصر ٭ تھے وہ سب جویا خدا کی راہ کے ٭ جبہ سا تھے آستان شاہ کے
انکی دینداری کا کیا مذکور ہے۔ فقہ مین لکھین کتابین چار سو ہے ٭ قاضی ابن خلکان نے
اپنی تاریخ مین لکھا ہے۔ کہ ایکا ایک شاگرد داؤد ہے جابر بن حیان صوفی طرسوسی تھا

جسنے ہزار ورق کی ایک کتاب لکھی۔ اس مین رسائل جعفر صادق ؑ کہ تعداد مین پانچسو
تھے جمع کیے ہین نیز آنحضرت کے لیئے ہے کلام صنعت کیمیا اور زجر اور فال مین
نیز مناقب مین ہے کہ حفص بن غیاث جسوقت آنحضرت سے حدیث نقل کرتا تو
کہا کرتا۔ حدثنی خیر الجعافر جعفر بن محمد۔ کہ حدیث کیا ہے مجھسے اسکو بہترین جعفران
جعفر بن محمد علیہما السلام نے اور علی بن غراب کہتا تھا بیان کیا مجھسے اس حدیث
کو اس شخص نے کہ صادق و راست گو ہے۔ یعنی جعفر بن محمد باقر نے سفیان بن سعید
نے کہا مین نے ابو عبداللہ جعفر صادق سے حدیث سماعت کی قسم بخدا کہ وہ اسم بامسمی
صادق و راست گو تھے۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھا ہے۔ کہ جعفر صادق
سے علمار کرام و ائمہ اعلام نے روایت کی ہے مثل مالک بن انس و شعبہ بن حجاج۔ و
سفیان ثوری۔ و ابن جریج و عبداللہ بن عمر و روح بن قاسم۔ و سفیان بن عیینہ و سلیمان
بن بلال۔ و اسمعیل بن جعفر و حاتم بن اسمعیل۔ و عبدالعزیز بن مختار و وہب بن
خالد۔ و ابراہیم بن طہمان۔ وغیرہ کے اور اخراج کیا ہے۔ آنحضرت سے مسلم[1] بن الحجاج

[1] مسلم نے حضرت کی حدیث کو تو تبرکاً اور اس سے احتجاج کیا۔ مگر بخاری کو تو تعصب نے گھیر کر وہ اس سے استنکاف
و انکار کرتا ہے۔ اور العیاذ باللہ آنحضرت کو قبول روایت کی قابل نہین جانتا اور شک شبہ کو آپ کے حق مین [illegible]
اور یحیی بن قطان کے خبیث کلام فی نفسی منہ شیء [illegible] ہے کہ میرے دل مین آنحضرت کیطرف سے شبہ ہے [illegible]
وسوسہ شیطانی ہے۔ [illegible] استعجاب ہے۔ حالانکہ یہی بخاری خوارج نواصب اہل بدعت و ضلالت [illegible]
[illegible] کی روایتین کہ اہل سنت کے نزدیک قطعی کافر تھے [illegible] روایت کرتا ہے [illegible] حضرت
اہل سنت کے [illegible] محبت اہل بیت کی [illegible]
انکے شیخ الشیوخ بخاری صاحب جناب صادق تھے [illegible]
گستاخی سے پیش آئے کہ انکو ادنی راویان حدیث و ناقلان اخبار کے برابر بھی نہین سمجھتے۔ مولوی شبلی صاحب کہتے ہین

نے اپنی صحیح میں درآنحالیکہ وہ آنحضرت کی حدیث سے احتجاج کرتا ہے۔ اور دیگر علماء اہل سنت نے کہا ہے کہ روایت کی ہے آنحضرت سے مالک بن انس و شافعی و حسن بن صالح وابو ایوب سجستانی و عمر بن دینار و احمد بن حنبل نے۔ اور تھے امام مالک کہ اکثر دعوے کرتے تھے سماع حدیث کا آنحضرت سے اور کہا کرتے تھے۔ کہ حدیث بیان کی ہے مجھ سے ثقہ و سند امام جعفرؑ نے اور مکرر کہتے تھے۔ ما رأت عین ولا سمعت اذن ولا خطر عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ فَضْلًا وَعِلْمًا وَعِبَادَۃً وَوَرَعًا۔ یعنی نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل پر خطور ہوا کہ افضل ہو جعفر صادقؑ سے فضیلت و علم و عبادت و پرہیزگاری میں۔ ابو عبد اللہ محدث نے رامش میں کہا کہ ابو حنیفہ آنحضرتؑ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور انکی ماں حضرتؑ کے نکاح میں تھی اور محمد بن الحسن بھی آپ کے تلامذہ سے تھے۔ اسلیے خلفاء بنی عباس انکی حرمت نہیں کرتے تھے۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ بنی عباس ابو حنیفہ کی حرمت نہیں کرتے تھے۔ ہم اسکو قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ حضرات دراصل انہی خلفاء کے ساختہ پرداختہ ہیں انہوں نے ہی انکو بڑھایا چڑھایا اور تربیت کر کے امام بنایا۔ وہ سب کے سامنے انکی مدح و ثنا میں مبالغہ و اطراء کرتے تاکہ خلائق انکی جانب رجوع ہو اور اہلبیت کرام سے باز رہے خطیب نے تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ منصور کے پاس داخل ہوئے۔ تو عیسیٰ

---

کہ حدیث و فقہ وغیرہ مذہبی علوم اہل بیت کے گھر سے نکلے ہیں و سب اہلبیت اور کیا بھانی البیت۔ مگر ابو حنیفہ اس امام کی حدیث کی خبر لیں کہ وہ انکی روایت کو بھی نہیں مانتا۔ نعوذ باللہ من التعصب والعناد والجہل والالحاد ۱۲ منہ عفی عنہ

بن موسے اسکے پاس حاضر تھا منصور نے اس سے کہا۔ ھٰذا عالم الدنیا۔ یہ یعنی ابوحنیفہ تمام دنیا کا عالم ہے۔ کیا معنے کہ دنیا مین کوئی اسکا مثل و نظیر نہین۔ پھر ابوحنیفہ سے پوچھا۔ اے نعمان تمنے کس سے علم حاصل کیا۔ کہا اصحاب عمر کے ذریعہ سے عمرؓ اور اصحاب علیؓ کے واسطے سے علی سے اور اصحاب عبداللہ بن عباس کے واسطے ابن عباس سے اور (ایک چلتا ہوا فقرہ) یہ بھی کہا کہ ابن عباس کے عہد مین کوئی انسے زیادہ عالم و فاضل نتھا منصور نے کہا۔ لقد استوثقت العلم۔ تو نے اپنے علم کو مضبوط کر لیا۔ اس سے زیادہ اور کیا حرمت و تعظیم ہوگی۔ کہ انکو تمام دنیا سے بڑھا دیا۔ یہ حال ابوحنیفہ کا ہے انکے شاگرد رشید امام ابو یوسف کی جو عزت ہارون رشید کے دربار مین تھی تاریخ الخلفا سے بخوبی ظاہر ہے۔ پس یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ عباسی خلیفے انکی عزت نہین کرتے تھے ہان بعض تواریخ سنیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر آخر منصور ابوحنیفہ سے خفا ہو گیا تھا سو بفرض تسلیم یہ پولٹیکل مصالح اور شاہی و ملکی مقتضیات ہوتے ہین جس مین سلاطین کو کبھی کچھ اور کبھی کچھ کرنا پڑتا ہے۔ بالجملہ مناقب مین لکھا ہے کہ کتب احادیث و زہد و حکمت و پند مواعظ۔ آپ کے کلام بلاغت نظام سے مملو ہین۔ ان مین جا بجا تحریر ہے۔ قال جعفر بن محمد کذا قال جعفر الصادق کذا جعفر بن محمد نے یہ کہا اور جعفر صادق نے وہ کہا ذکر کیا ہے آپکا نقاش و ثعلبی و قشیری و قزوینی نے اپنی اپنی تفسیرون مین اور حلیہ و آبانہ و اسباب النزول و ترغیب و ترہیب و شرف المصطفےٰ و فضائل الصحابہ مین اور تاریخ طبری و بلاذری مین اور کتاب خطیب خوارزمی و مسند ابوحنیفہ و لالکائی و قوت القلوب مین آپکا بہت

ذکر آیا ہے۔ اور دعا وام داؤد کو تمام اُمت نے آپ سے سیکھا جب چاہتے ہین کہ کسی امر کو مستند بنا قاطع کرین تو آنحضرتؐ کیطرف اسکو منسوب کرتے ہین۔ انتہی۔ اور شواہد النبوۃ مین ہے۔ من کثرۃ العلوم المفاضۃ علی قلبہ صارت العلوم اللتی تقصر عنہا الافہام عن الاحاطۃ بہا اضافت الیہ رضی اللہ عنہ۔ یعنی بباعث کثرت علوم کے کہ قلب شریف آنحضرت صلوات اللہ علیہ پر افاضہ کئے گئے۔ یہ دستور ہو گیا ہے۔ کہ جن علوم کے فہم وادراک مین ذہن قاصر رہتے ہین۔ انکو آنحضرت سے منسوب کر دیتے ہین۔ ابو حاتم کا قول تھا کہ جعفر صادقؑ وہ شخص ہین کہ انکے بارے مین سوال وپرسش کی حاجت نہین یعنی جب سلسلہ روایت اس جناب تک پہونچ جائے۔ تو اسکو قبول کرنی چاہئے۔ تحقیق کی کچھ ضرورت نہین۔ وہ رسول اللہؐ تک پہونچ گئی۔ اور خود حضرت کا ارشاد ہے۔ کہ میری حدیث بعینہ میرے باپ امام محمد باقرؑ کی حدیث ہے اور انکی حدیث امام زین العابدینؑ کی اور امام زین العابدین کی حسینؑ الشہید کی حدیث اور انکی امیر المومنینؑ اور سید المرسلینؐ کی۔ واقعی اس سلسلہ سے بڑھکر کوئی سلسلہ راویون کا لائق اعتماد واعتبار نہین ہوا ہے اور نہوگا چنانچہ اکثر علما نے اسی سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہا ہے۔ بعض عرفا وشعرا کا قول ہے۔ ؎ اذا

شئت ان ترضی لنفسک مذہبا × ینجیک یوم البعث من لہب النار × فدع عنک قول الشافعی ومالک واحمد والمروی عن کعب احبار × ووال اناسا قولہم وحدیثہم × روی جدنا عن جبرئیل عن الباری × یعنی تو جب چاہے کہ اپنے لئے کوئی مذہب اختیار کرے کہ وہ روز قیامت تجھکو شعلہ آتش جہنم سے بچائے

تو شافعی اور مالک و احمد بن حنبل کے قول کو چھوڑ اور ان باتوں کو جو کعب ابن احبار سے
روایت کی گئی ہین۔ اور ان لوگون سے محبت کر جنکا قول و حدیث یہ ہے۔ کہ ہمارے جد
امجد محمد مصطفٰے نے جبرائیل امین سے اور انہون نے رب العالمین سے یہ روایت کی
ہے۔ **شواہد النبوہ** مین ایک ثقہ و معتبر شخص سے (بحار مین اسکا نام صالح بن اسود لکھا
ہے) روایت کی ہے۔ کہ اسنے کہا مین نے جعفر صادق کو سنا کہ فرماتے تھے۔ کہ سوال کرو
مجھسے قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ۔ بتحقیق کہ میرے بعد کوئی تمسے میری مانند حدیث بیان
نکریگا۔ **نیز** بحار مین ہے۔ کہ آپنے فرمایا قسم بخدا کہ مین جانتا ہون جو کچھ کہ آسمان و زمین
و جنت و دوزخ کے درمیان ہے۔ اور جو کچھ اسوقت تک ہو چکا ہے۔ اور جو قیامت تک
ہوگا سب مجھے معلوم ہے۔ پھر قدرے تامل کے بعد فرمایا مین انکو کلام خدا سے جانتا ہون
کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِیہِ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ۔ کہ اس مین ہے بیان و وضاحت ہر
شے کی۔ ابو حنیفہ نے کہا فدا ہون آپ پر کوئی حدیث بیان فرمائیے۔ کہ حضرت کیطرف سے
مین اسکو روایت کرون۔ حضرت نے اپنی اسی سند کسلسلۃ الذہب سے فرمایا کہ رسول خدا
نے ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ نے ہم اہل بیت کی طینت کو اعلیٰ علیین سے لیا اور ہمارے
شیعون کی طینت اس مین سے نکالی اگر اہل سموات و ارضین ملکر کوشش کرین۔ کہ اسکو
تغیر دین تو وہ نہین کر سکتے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ گریان ہوئے۔ اور انکے اصحاب
بھی روئے۔ اور بحالت گریہ وہان سے اٹھے۔ اور چلے گئے۔ اور مالک بن انس نے
کہا۔ مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ جو کوئی ماہ رجب مین ایک روز روزہ رکھے۔ اسکا

کیا ثواب ہے۔ تو فرمایا حضرت نے اور جو کچھ فرماتے تھے۔ سب راست و درست ہوتا
کہ روایت کی ہے میرے آباء طاہرین نے حضرت ختم المرسلینؐ سے۔ کہ من صام یوماً من
رجب ایماناً واحتساباً غفر لہ۔ جو ایک روزہ رکھے ماہ رجب سے از روئے ایمان و احتساب
کے بخشا جاتا ہے۔ پھر عرض کی روزہ شعبان کا کیا ثواب ہے۔ حضرت نے اسی سند
سے فرمایا۔ من صام یوماً من شعبان ایماناً واحتساباً غفر لہ۔ اور اکثر کتب خاصہ و عامہ مین
لکھا ہے۔ کہ سفیان ثوری آنحضرت کی خدمت مین داخل ہوئے۔ فرمایا اے سفیان شاہان
عہد تمکو طلب کرتے رہتے ہین۔ اور ہمکو انکی نزدیکی سے گریز ہے۔ پس بہتر ہے کہ ہمارے
پاس سے چلے جاؤ۔ سفیان نے کہا آپ کوئی حدیث مجھسے فرماوین اسے سنکر اٹھ
جاؤنگا۔ فرمایا میرے آباء طاہرین نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ
نے فرمایا جسکو خدا کوئی نعمت بخشے۔ اسکو چاہیے کہ الحمد للہ کہے۔ اور جسکو روزی
پہونچنے مین دیر ہو استغفر اللہ کہے۔ اور جسے کوئی رنج و مصیبت پیش آئے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ سفیان اٹھنے لگے تو فرمایا اے سفیان ان تینون باتون کو یاد
رکھ کیا ہی اچھی یہ باتین ہین اور عنوان بصری سے آپنے فرمایا کہ حقیقت عبودیت کی
یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین کسی چیز کا مالک نجانے ہر شئے کو خدا کا مال سمجھے۔ کیونکہ عبید
و غلام کسی شئے کے مالک نہین ہوتے۔ ایسا ہوگا تو مال کو جہان حق تعالی نے حکم دیا
ہے خرچ کریگا۔ اور یہ اسپر دشوار نہوگا۔ اور جو اپنے جملہ امور خدا کے سپرد کردیگا اس پر
مصائب دنیا گران نہ گزرینگے۔ اور جو امر و نہی خدا کے بجالانے مین مشغول رہیگا۔ اسکو

حکایت عنوان بصری

لوگون کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے اور فخر ومباہات کی فرصت نہ ملیگی۔ پس ایسے شخص کے آگے دنیا اور اہل دنیا خوار دکھائی دینگے۔ اور ابلیس لعین اسکو صراط مستقیم سے نہ پھر اسکیگا۔

پس یہ پہلا درجہ تقوے کا ہے۔ حق تعالی نے فرمایا ہے۔ تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین۔ پھر حضرت نے فرمایا مین تجھکو نو امور کی وصیت کرتا ہون تین ان سے ریاضت نفس کے متعلق ہین تین حلم کے تین علم کے۔ انکو یاد رکھو۔ اور عمل مین لاؤ۔ ریاضت کے متعلق تین باتین یہ ہین۔ کہ بغیر اشتہا و خواہش کھانا نہ کھا کیونکہ بے بھوک کے کھانا آدمی کو ابلہ اور احمق بناتا ہے۔ دوسرے کھانا حلال سے ہو۔ تیسرے ہر کھانے کے پہلے بسم اللہ کہو۔ اور حدیث رسول اللہ کو یاد رکھو۔ کہ ما ملا ادمی وعاء شر امن بطنہ۔ کہ آدمی کسی ظرف کو پر نہین کرتا۔ کہ اسکے شکم سے بدتر ہو۔ اور تجھکو معلوم رہے کہ ثلث بطن طعام (کھانے) ثلث شراب (پینے) اور ثلث نفس یعنی سانس لینے کے لیئے ہے اور حلم کی تین باتین یہ ہین۔ کہ اگر کوئی تجھسے کہے کہ ایک کہیگا تو دس سنیگا۔ تو تو اُسے کہ کہ اگر تو دس کہیگا تو ایک بھی نہ سنیگا۔ جو کوئی دشنام دے۔ تو کہ اگر تو راست کہتا ہے تو مین دعائے مغفرت کرونگا اپنے لیئے دروغ ہے تو تیرے لیئے دعا مانگونگا اور جو تیرے ساتھ سختی و درشتی کرے۔ تو دعا و نصیحت سے اسکے ساتھ پیش آ۔ اور علم کے متعلق تین امر یہ ہین۔ کہ جو بات معلوم نہو۔ علماء سے دریافت کر مگر امتحان و تعنت

کی راہ سے ہرگز نہ پوچھ اور خبردار کہ اپنی راے سے کوئی کام کرے بلکہ عمل بالاحتیاط کر جہان تجھکو کوئی راستہ نہ ملے۔ اور فتوے دینے سے اسطرح بھاگ جیسا کہ کوئی شیر سے بھاگتا ہے۔ ہرگز اپنی گردن کو آدمیون کے گزرنے کے لیئے پل نہ بنا۔ انتہی۔ یہ عنوان بصری کہ ۹۴ سال کی عمر تک زندہ تھا۔ مالک بن انس کے شاگردون سے تھا حضرت سے کسب علم کا خواستگار ہوا۔ تو آپنے انکار کیا اور فرمایا۔ مین ایک مرد مطلوب سلطان ہون ماورا اسکے اپنے ورد و ظائف سے بھی مجھے فرصت نہین تم بدستور مالک کے پاس استفادہ کرتے رہو۔ عنوان کہتا ہے۔ کہ مجھکو حضرت کے اس جواب سے کمال رنج و ملال ہوا۔ اور دل مین کہا کہ اگر مجھ مین کوئی خوبی ہوتی تو وہ ایسا خشک جواب نہ دیتے۔ پس اگلے روز مین مسجد رسول اللہ مین گیا۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر دعا کی۔ یا الله اسئلك ان تعطف علي قلب جعفر وترزقني من علمه ما اهتدي به الى صراطك المستقيم۔ خداوندا تو جعفر صادق کے دل کو مجھپر مہربان کر۔ اور انکے علم سے جس سے مین تیری راہ راست کیطرف ہدایت پاؤن روزی فرما۔ پس ایکروز جو مین در دولت پہ حاضر ہوا۔ تو آپنے اندر بلا لیا۔ مین نے سلام کیا آنحضرت پہ۔ آپنے جواب سلام دیا اور فرمایا بیٹھو۔ غفر الله لك۔ مین بیٹھ گیا۔ پھر مجھسے کیفیت دریافت کی۔ مین نے کہا ابو عبد اللہ ہے۔ فرمایا۔ ثبت الله كنيتك ووفقك ۔ مین نے دل مین کہا کہ اگر اسوقت کے آنے سے بجز اسکے کہ زیارت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعائین لین۔ اور کچھ فائدہ نہوتا تو بھی کچھ نہ تھا۔ پس اسوقت حضرت نے وہ حدیث جو اوپر مذکور ہوئی ارشاد کی اور تو

وصیتین فرمائین آخر مین کہا۔ قم یا ابا عبداللہ۔ اب اٹھو یہان سے مین تمکو نصیحت کر چکا اب میرے
ورد و وظائف مین خلل انداز نہو۔ بتحقیق کہ مین ایک مرد ہون کہ اپنی جان کو عزیز رکھتا
ہون۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ +

## فائدہ

جسطرح حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر دروغ گو راویون نے تہمت لگائی۔
اور جھوٹھی حدیثین آنحضرت کیطرف سے بنائین تا اینکہ آپنے ناخوش ہو کر منبر پر خطبہ فرمایا
الا من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ آگاہ رہو کہ جو کوئی دیدہ و دانستہ
مجھپر جھوٹ لگائیگا۔ وہ اپنی جگہ آتش جہنم مین آمادہ کرتا ہے۔ اسیطرح حضرات ائمہ
علیہم السلام پر ظالمون نے تہمت باندھنے مین کمی نہین کی۔ اور حضرت صادق علیہ
السلام سے چونکہ نقل حدیث زیادہ ہوئی۔ لہذا تہمت بھی آنحضرت پر بکثرت باندھی
گئی۔ حدیث مین آیا ہے کہ ہر امام کے لئے ایک کذاب بہت جھوٹھی باتین بنانیوالا ہے
حضرت صادق پر دروغ لگانیوالا۔ ابوالخطاب ہے۔ کسی نے آنحضرت سے عرض کی
کہ ابوالخطاب آپکی زبانی کہتا ہے۔ کہ جسنے حق پہچان لیا یعنی معرفت امام اسکو حاصل
ہوگئی وہ ناجی ہے۔ جو چاہے کرے اسے سب روا ہے۔ فرمایا لعنت خدا کی ہو اس پر
مین نے کبھی ایسا نہین کہا۔ نیز ابوالخطاب نے حضرت پر یہ تہمت لگائی تھی کہ جب تک
ستارے نہ دیکھلو نماز مغرب نہ پڑھو اسی واسطے آپنے فرمایا کہ اسکو ایمان مستعار دیا گیا
تھا۔ جو جلدی ہی چھین لیا۔ فرمایا مغیرہ بن سعید میرے پدر بزرگوار پر افترا کرتا تھا۔ اور

ابوالخطاب مجھپر کرتا ہے۔ یہ دونو روئے جنت نہ دیکھینگے۔ جب تک کہ اچھی طرح
آتش دوزخ مین معذب نہولین۔ شیخ کشی علیہ الرحمہ نے میمون بن عبداللہ سے روایت
کی۔ کہ اسنے کہا کہ مین خدمت فیضدرجت ابوعبداللہؑ مین حاضر تھا کہ چند اشخاص بیرون
جات کے بغرض استماع حدیث آپکے پاس داخل ہوئے۔ حضرت نے ان مین سے ایک
شخص کو پوچھا۔ تونے کبھی پہلے بھی کسی سے حدیث سنی ہے۔ کہا ہان سنی ہے۔ فرمایا کوئی
انسے بیان کر۔ کہا مین یہان حدیث سننے کو آیا ہون۔ بیان کرنیکو نہین آیا۔ فرمایا کیا معنائقہ
ہے۔ انوار علم سے جو تونے اقتباس کیئے ہین آشکار کر کہ ہم بھی انسے مستفید ہون۔ بارے
رضامند ہوگیا اس پر اور نقل حدیث کرنی شروع کی کہ حدثنی سفیان الثوری عن جعفر
بن محمد۔ کہ سفیان ثوری نے جعفر صادقؑ سے روایت کی کہ ہر قسم کی نبیذ حلال
ہے۔ الا شراب انگوری۔ اتنا کہکر خاموش ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا اور بیان کر۔ کہا سفیان
نے بواسطہ ایک شخص کے محمد بن علی الباقرؑ سے نقل کیا کہ جو موزون پر مسح کرے وہ صاحب
بدعت ہے۔ اور جو نبیذ نہ پیوے وہ مبتدع ہے۔ اور جو جری ماہی وطعام اہل کتاب کو اور انکی
ذبح کی ہوئی کو نہ کھاوے وہ گمراہ ہے۔ کیونکہ عمر نبیذ انگور پانی مین شامل کرکے نوش کرتے
تھے اور مسح علی الخفین انہون نے سفر حضر مین کیا اور ایک رات دن حضرت کیا
ہے اور ذبیحہ اہل کتاب علی خود کھاتے تھے۔ اور دن کو اسکا ذکر کرتے تھے اور حق
تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب۔ الخ۔ آج حلال
کی گئین تمہارے لیئے تمہارے لیئے اشیاء پاکیزہ اور طعام ان لوگون کا کہ اہل کتاب

ہین۔ یہان پہونچکر پھر خاموش ہوگیا۔ حضرت ابوعبداللہ نے پھر فرمایا اور کہو۔ کہا عمرو بن
عبید نے حسن سے روایت کی کہ چند چیزین ہین کہ لوگ انکو مانتے اور تصدیق کرتے ہین
حال آنکہ قرآن مجید مین انکی اصل نہین۔ ازانجملہ عذاب قبر ہے اور حوض کوثر و شفاعت
و میزان و نیت نیکی و بدی کی۔ کہ انسان کرے۔ اور اس نیکی و بدی کو عمل مین نلائے۔ تو
وہ کہتے ہین۔ کہ نیکی کی نیت پر ثواب پائیگا حال آنکہ ثواب نہین ملتا مگر عمل پر خواہ نیک
ہو یا بد۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مجھکو ان مزخرفات کے سننے سے تاب نہ رہی اور بے اختیار
میری ہنسی نکل گئی۔ حضرت ابوعبداللہ نے مجھے اشارے سے کہا کہ خاموش رہ تاکہ اس
کی تمام باتین سنین چونکہ اسنے بھی مجھے ہنستے ہوئے دیکھلیا تھا۔ تو بولا تجھکو کس بات
پہ ہنسی آتی۔ جو تیرے دل پہ ہے مین نے کہا۔ اصلحک اللہ۔ خدا تجھکو نیکی دے۔ مین ہنسون
نہ تو کیا رووں مجھکو تمہاری قوت حافظہ پر کہ حفظ احادیث مین رکھتے ہو تعجب ہوا۔ اور
ہنس پڑا یہ سنکر ساکت ہوا ادھر حضرت نے پھر تقاضا کیا کہ ہان کچھ اور کہو۔ اور ہر روایت
کے انجام پر وہ ٹھہر جاتا اور آپ فرماتے زدنا۔ پس اسنے کہا سفیان نے محمد بن منکدر
سے روایت کی کہ علی منبر کوفہ پر کہتے تھے جو مجھے ابوبکر و عمر پر ترجیح و تفضیل دیگا اسے
مفتری کی حد لگاؤنگا۔ پھر کہا سفیان نے جعفر بن محمد سے نقل کیا۔ کہ ابوبکر و عمر کی دوستی ایمان
ہے اور انکا بغض کفر۔ پھر کہا یونس بن عبید نے حسن سے روایت کی کہ علی نے بیعت ابوبکر
مین توقف کیا تو ابوبکر نے اسکو عتاب کیا کہ کسلیئے تو بیعت نہین کرتا۔ قسم خدا کی تیری گردن
اڑادونگا۔ علی نے معذرت کی اور الحاح و لجاجت سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ تو ثبت

کا نوبت۔ پھر کہا سفیان ثوری نے حسنؑ سے روایت کی۔ کہ ابوبکر نے خالد ولید کو مقرر
کیا کہ نماز صبح سے سلام پھیرون تو علیؑ کو قتل کر دیجیو مگر پھر دل مین سلام کہکر خالد کو منع کر دیا
پھر کہا نعیم بن عبداللہ نے جعفر بن محمدؑ سے روایت کی کہ علیؑ نے کہا مین دوست رکھتا
تھا کہ نخلستان ینبوع مین محنت مشقت کر کے بسر اوقات کرتا اور جنگ جمل و نہروان
مین شریک نہوتا۔ پھر کہا عباد نے جعفر بن محمدؑ سے روایت کی کہ جب علیؑ بن ابیطالب نے
بروز جمل خونریزی کی کثرت دیکھی۔ تو حسنؑ سے کہا اے فرزند مین ہلاک ہوا۔ انہون نے
کہا اے پدر مین نے تو تمکو پہلے ہی اس سے منع کیا تھا مگر تمنے نہ مانا کہا اے فرزند
مین نہین جانتا تھا کہ یہان تک نوبت پہونچیگی۔ پھر کہا سفیان نے جعفر بن محمدؑ سے نقل
کیا کہ علیؑ نے اہل صفین کو قتل کیا تو ان پر گریان ہوئے۔ اور کہا اب ہم کو حق تعالیٰ ان
کے ساتھ جنت الخلد مین جمع کریگا۔ میمون بن عبداللہ راوی حدیث کہتا ہے۔ کہ مکان
مجھپر تنگ ہوگیا اور اپنے تیئن ضبط کرتے کرتے مین عرق عرق ہوگیا۔ اور بیخود ہو کر چاہتا
تھا کہ اٹھون اور اس مردک دروغ زن کذاب کو دھول دھپالات ٹمکا کرون مگر حضرت
کا ارشاد یاد تھا۔ خاموش رہا۔ بارے حضرت نے فرمایا۔ اے مرد تو کہان کا رہنے والا
ہے کہا بصرہ کا۔ فرمایا یہ جعفر بن محمدؑ جسکا تو ذکر کرتا ہے۔ اور یہ احادیث اس سے نقل
کرتا ہے اسکو پہچانتا بھی ہے۔ اور کبھی بالمشافہ گفتگو کرنیکا اس کے ساتھ اتفاق ہوا
ہے کہا نہین فرمایا اگر تو اسکو دیکھے اور وہ اپنی زبان سے کہے کہ یہ سب جھوٹھ اور افترا
ہے میرے اوپر مین نے ان مین سے ایک بات بھی نہین کہی۔ تو تو باور کریگا کہا نہین

فرمایا کیون۔ کہا اسلئے کہ ان امور کی ان لوگون نے تصدیق کی ہے۔ کہ اگر ایک ان
سے کسی کے قتل پر فتویٰ دے تو وہ ضرور قتل کیا جائے اور ہمارے دیار مین یہ اخبار
مشہور و معروف ہین۔ کوئی ان مین شک و شبہ نہین کرتا۔ حضرتؑ نے فرمایا تو لکھ بسم اللہ
الرحمن الرحیم حدثنی ابی عن جدی۔ اسنے کہا تمہارا نام کیا ہے۔ فرمایا نام سے کیا
کام لکھ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے
پیدا کیا۔ اور انکو ہوا مین ساکن فرمایا پس جو وہان ایک دوسرے کو پہچانتے تھے یہان
بھی ان مین الفت ہوئی جن مین وہان نکارت اور ناآشنائی تھی۔ یہان بھی مختلف
رہے۔ بتحقیق کہ جو ہم اہل بیت پر جھوٹھ لگائے اور افترا باندھے گا حق تعالیٰ اسکو اندھا
یہودیون کے ساتھ محشور کریگا۔ اگر دجال نے اسکے زمانے مین خروج کیا تو اس پر
ایمان لائیگا۔ ورنہ قبر مین اسکا معتقد ہوگا۔ پھر فرمایا اے غلام بیت الخلا مین پانی رکھ
وہ لوگ اٹھ گئے۔ اور فقط اسی ایک حدیث پر انہون نے قناعت کی مین موجود تھا
حضرت وہان سے برآمد ہوئے تو نہایت منقبض و کبیدہ خاطر مجھسے فرمایا تو نے ان
لوگون کی حدیثین سنی ہین مینے رفع ملال کی غرض سے عرض کی اصلحک اللہ سیا
ہے اور کیا انکی حدیثین فرمایا عجب تماشا ہے۔ کہ میرے ہی سامنے مجھپر تہمت اندر
وہ باتین مجھسے منسوب کرنی جو کبھی میرے منھ سے نہین نکلین اور کسی نے انکو مجھسے
نہین سنا۔ اور اس سے بھی طرفہ تر یہ کہ گو مین ان سے انکار کرون وہ ماننے والے نہین
عجیب حالت ہے۔ حق تعالیٰ اپنا قہر ان پر نازل کرے اور مہلت نہ دے انکو پھر

فرمایا ہمکو پہونچا ہے کہ علیؑ علیہ السّلام بصرہ سے چلنے لگے۔ تو اسکے گرد دورہ کیا اور فرمایا لعنت خدا ہو تجھپر اے زمین بصرہ تیری مٹی گندہ و بدبو ہے۔ اور تو جلد خراب ہونیوالی اور عذاب خدا تجھپر زودی نازل ہونیوالا ہے۔ اور تجھ مین ہے دردبے دوا عرض کی یا امیر المومنینؑ وہ کیا ہے فرمایا کلام قدریہ کہ اس مین افترا بر خدا و بغض و عداوت ہم اہلبیت ہے اور اس مین ہے غضب خدا و رسوؐل اور دروغ و تہمت لگانا ہم اہلبیت پر اور حلال رکھنا اسکے تئین۔

## امامت آنحضرت صلوات اللہ علیہ

اسکے ثبوت کے دو طریق ہین۔ ایک بشمول امامت دیگر ائمہ معصومین کے یعنی جملہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کو ثابت کرنا کہ جب تمام حضرات کی امامت پایۂ ثبوت کو پہونچگئی تو علیحدہ علیحدہ ہر ایک امام کی امامت خود بخود ثابت ہوگئی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ خاص آنحضرت کی امامت سے بحث ہو اور اس پر دلیلین قائم کیجائین اس مقام پر بہت اختصار کے ساتھ دونو طریقون سے اسکا ذکر ہوتا ہے۔ ومنہ الاعانۃ۔ لیکن اول طریق پس واضح رہے۔ کہ سنّی و شیعہ نے بروایات کثیرۂ شہیرہ حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے۔ کہ میرے بعد اسلام مین بارہ خلیفہ ہونگے بعدد نقبا بنی اسرائیل کے کتب شیعہ اثنا عشریہ مین تو یہ روایت سو متواترون کی ایک متواتر ہے۔ مگر سنیون کے ہان بھی اس کثرت سے نقل ہوئی ہے۔ کہ حد استفاضہ و تواتر کو پہونچنے مین کوئی شک و شبہ کا محل نہین ہم مقدمہ کتاب ہذا مین صحیح بخاری کی روایت تاریخ الخلفا سے نقل

کر چکے کہ آپنے فرمایا۔ لا یزال الاسلام عزیزاً منیعاً الی اثنی عشر خلیفۃ۔ کہ اسلام
ہمیشہ باعزت و رفیع مرتبت رہیگا۔ جب تک کہ اس مین بارہ خلیفہ ہون نیز تاریخ الخلفا
مین بروایت بزار منقول ہے۔ لا یزال امر امتی قائماً حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ کہ میری امت
کا کام جاری رہیگا۔ جب تک کہ اس پر بارہ خلیفہ گزرین۔ جو سب کے سب قریش سے
ہون۔ جب وہ دولتخانہ کو واپس تشریف لے گئے۔ تو کچھ لوگون نے قریش آکر پوچھا اسکے
بعد کیا ہوگا فرمایا۔ ثُمَّ یَکُوْنُ الْھَرَجُ اسکے بعد ہرج ہوگا۔ مولانا سید العلماء طاب
ثراہ حدیقہ سلطانیہ کے باب امامت مین فرماتے ہین کہ ابن اثیر نے جامع الاصول مین
بخاری و مسلم سے نقل کیا ہے کہ جابر بن سمرہ نے کہا مین نے رسول خدا کو یہ کہتے
ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہونگے۔ پھر آواز خفی فرمایا کہ وہ سب کے سب قریش
سے ہونگے۔ بروایت دیگر آپنے فرمایا۔ کلھم من قریش۔ ابن اثیر کہتا ہے۔ کہ یہ روایت
بخاری و مسلم دونو کی ہے۔ فقط روایت مسلم کی اسطرح پر ہے۔ لا یزال ھذا الدین
عزیزاً منیعاً الے اثنی عشر خلیفۃ۔ دیگر۔ ان ھذا الامر لا ینقضی
حتی یمضی فیہ اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش و بروایت دیگر لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ مضمون
سب کا قریب قریب ایک ہی ہے۔ یہ پانچ طریق ہین جو کہ ابن اثیر نے بخاری و مسلم
دونون سے نقل کیے ہین۔ مگر بعض فضلا نے کہا ہے۔ کہ مسلم نے اپنی صحیح مین اسکو
گیارہ طریق سے نقل کیا ہے۔ بعد ازان ابن اثیر نے صحیح ترمذی سے اسکو نقل کیا ہے
اسکے آخر مین بھی یہی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا گھر پر تشریف لائے۔ تو قریش نے دریافت

کیا اسکے بعد کیا ہوگا۔ حضرت نے وہی فرمایا کہ ہرج مرج ہوگا یعنی کاروبار عالم مین
خلل و خرابی واقع ہوگی اور فاضل لاہجی نے نقل کیا کہ تفسیر ثعلبی مین تین حدیثین
اور جمع بین الصحاح الستہ مین دو حدیثین اس مضمون کی بالفاظ متقارب مذکور
ہین۔ جنمین بعض کی عبارت یہ ہے۔ کہ امر دین باقی رہیگا۔ جب تک کہ قیامت
قائم ہو اور بارہ خلیفہ ان پر والی ہون جو تمام قریش سے ہونگے۔ اور بعض مین ہے
فاذا مضی ماجت الارض باھلھا۔ یعنی وہ جب گزر جائین گے تو زمین مع
اپنی اہل کے موج زن ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا تہ و بالا ہو جائینگے۔ اور یہ
ویسا ہی ہے جیسا کہ صحیحین مین عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے۔ کہ امر خلافت قریش
مین رہیگا۔ جب تک کہ دو شخص بھی دنیا مین رہین۔ کذا فی الحدیقہ۔ اور تاریخ الخلفا مین
بواسطہ احمد بن حنبل و بزار ابن مسعود سے نقل کیا ہے۔ کہ انہون نے کہا۔ سئلناھا
عن رسول اللہ صلعم فقال اثنا عشر خلیفۃ کعدد نقباء بنی اسرائیل یعنی
ہمنے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ خلیفہ کے ہونگے۔ فرمایا بارہ بعدد نقبا بنی اسرائیل کے
پس ماحصل ان تمام روایات و عبارات کا یہ ہے کہ اسلام کا کام جب تک چلتا
رہیگا۔ اور اس امت کے کاروبار کی کشتی اسوقت تک رواں رہیگی۔ جب تک کہ ان پر بارہ
خلیفہ بعدد نقبا بنی اسرائیل قریش سے والی رہینگے۔ جب کوئی انمین باقی نہ رہیگا
تو جہان کے کاروبار درہم برہم ہو کر خلل و خرابی ان مین پیدا ہوگی۔ اور دنیا پر تباہی
و بربادی کی تاریکی چھا جائیگی۔ مدعا یہ کہ سلسلۂ امامت کے ختم ہوتے ہی قیامت

برپا ہو جائیگی۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کا رواج و رونق بلکہ
نظام و قیام عالم انہی ائمہ دوازدہ گانہ کے وجود ذی جود پر منحصر و موقوف ہے
جب انکا قدم درمیان سے اٹھ جائیگا تو اسلام تو اسلام دنیا ہی تہ و بالا ہو جائیگی
پس اب دیکھا چاہیئے۔ کہ ایسے بارہ خلیفہ جنکا فیضان وجود رونق اسلام بلکہ
قیام انام کا باعث ہے۔ کون سے ہین اور مسلمانون کے کس فریق نے انکو پہچانکر
اس حدیث کی تصدیق و تعمیل کی ہے۔ آیا وہی تاریخ الخلفاء والے بارہ امام
ہین جن مین یزید بن معاویہ و ولید بن یزید عبد الملک سے اشخاص انجاس شامل
ہین۔ کہ جنکا تھوڑا سا حال ہم اسی تاریخ الخلفاء سے صدر کتاب مین نقل کر چکے اور
جنکو بارہ سو برس منقرض ہوئے ہو گئے۔ کہ انکا نام و نشان باقی نہین رہا۔ مگر اسلام
بدستور موجود ہے۔ یا وہ ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم جنکی امامت کا امامیہ اثنا
عشریہ اعتقاد رکھتے ہین۔ جو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے لیکر حضرت
قائم آل محمدؐ۔ جناب مہدی علیہ السلام تک ختم ہوتے ہین کہ ہر عیب و رجس سے
پاک ہر گناہ سے بری پرہیزگار متقی۔ علم۔ حلم۔ حیا۔ عفت۔ خلق۔ مروت۔ کرم سخاوت
غرض تمام صفات حمیدہ و خصایل پسندیدہ سے دوست و دشمن کے نزدیک آراستہ
اور ایک ایک انمین اپنے زمانے کا وحید عصر و علامۂ دہر۔ عادل باذل۔ جامع
صفات و مرجع کائنات گزرا ہے۔ اور خاتم الائمہ صاحب العصر والزمان ہرچند بامر
مصلحت الٰہی نظرون سے مستور مگر زندہ و موجود و آفتاب زیر ابر کیطرح فیض رسان عالم

اور عالم انکے طفیل سے قائم ہے۔ اور انکی وفات پر نظام جہان درہم برہم ہوکر قیامت
کا برپا ہونا ضروریات سے ہے ۔

تعجب ہے ملا جلال الدین سیوطی سے کہ ولید بن یزید کو آخر خلفاء اثنا عشر قرار دیکر اسکے
قتل کو موجب فتنہ و فساد و تغیر حالات بتاتے ہین تاکہ تتمہ حدیث ثم یکون
الہرج الخ اس پر مطابق آجائے۔ چنانچہ کہتے ہین ثم ثاروا علیہ فقتلوہ وانتہجت
الفتن وتغیرت الاحوال من یومئذ ۔ یعنی پھر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور
اسے مار ڈالا اور اسی روز سے فتنے اسلام مین پھیلے اور حالات بدل گئے۔ بھلا
کوئی اس بزرگ سے پوچھے کہ ولید کے مرنے پر کونسے انوکھے فتنے اسلام مین
پھیلے اور کیا حالات بدلے جو پہلے نہ تھے۔ تاریخ سے تو صرف اسیقدر معلوم ہوتا
ہے اور خود سیوطی نے بھی لکھا ہے کہ اسکا چچازاد بھائی یزید بن ولید اسے قتل
کر کے تخت سلطنت پر قابض ہوگیا۔ سو یہ کوئی نیا سانحہ نہین کہ اسلام مین پہلے
ولید ہی پر ہوا ہو کیا یہ واقعہ حضرت عثمان ذی النورین اور ابن زبیر پسر ذات النطاقین
کے قتل کے واقعہ سے بھی زیادہ تھا۔ ولید سے زندیق شرابی کا قتل ہونا جو
مان بہنون سے زنا کرے اور اپنے بھائی کے ساتھ اغلام سے نہ چوکے قرآن مجید
کو تیرون سے چھیدے۔ خانہ کعبہ پر شراب نوشی کا ارادہ کرے مست اور جنب
کنیز کو امامت مسلمانان کو مسجد مین بھیجے، ایسے کا قتل رفع فساد ہے نہ باعث فتنہ
و فساد۔ عجب سمجھ ہے۔ اور طرفہ اعتقاد ہے۔ انکی حضرت نزاع و فساد تو اسلام

ابتدا سے مسئلہ خلافت پر ہوئے۔ اور وہ اسیوقت سے شروع ہو گئے تھے
جسوقت کہ بانی شریعت کی آنکھ بند ہوئی۔ کہ حضرت ابوبکر و عمر سقیفہ بنی ساعدہ
مین دوڑ گئے۔ اور جنازہ رسول اللہ کا بے کفن و دفن چھوڑ گئے تھے اور جب تک
کہ شمشیر جناب مہدی اسکا بحق فیصلہ نکرے یونہین قضئے چلے جائینگے۔ مگر ان
سے وہ عظیم عسر و حرج جس سے دنیا تباہ اور زمین معہ اپنی اہل کے تہ و بالا ہو
جائے مراد نہین ہو سکتا۔ وہ تو قیامت کے احوال ہین۔ اور صرف ان حضرت
کی وفات پر ظاہر ہونگے۔ ولید پلید کون چیز تھا۔ جسکے مرنے سے قیامت آجاتی
پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیًا الخ
اول دلیل ہے۔ خلافت دوازدہ امام علیہم السلام پر۔ اسکے علاوہ صاحب حدیقۃ
نے لکھا ہے۔ کہ بعض احادیث سنیہ مین نام بنام آنحضرت کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ
اخطب خطبا خوارزم نے سلیمان راعی سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا نے
فرمایا کہ شب معراج ارشاد جناب باری ہوا کہ ایمان لایا رسول خدا کا اوپر اسکے جو اسکے
اوپر نازل ہوا پروردگار کیطرف سے۔ مین نے یہ سنا تو عرض کی اور مومنین بھی اس پر
ایمان لائے ارشاد ہوا۔ راست کہا تو نے اے محمد۔ کس کے تئین تو نے ان پر چھوڑا
عرض کی خیر امت علی ابن ابیطالب کو ان پر خلیفہ کیا۔ ارشاد ہوا اے محمد مین ایک
مرتبہ اہل زمین پر مطلع ہوا اور دیکھا تو اسنے تجھکو اختیار کیا اور تیرے نام کو اپنے نام سے
مشتق فرمایا۔ بتحقیق کہ مین محمود ہون۔ اور تو محمد۔ اور وہ بارہ اطلاع پائی تو علی کو اسکے

درمیان سے چنا۔ اور اسکا نام بھی اپنے نام سے نکالا۔ کیونکہ مین علی اعلیٰ ہون اور وہ علیؑ۔ پھر فرمایا اے محمدؐ مین نے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور تم سب کی محبت کو اہل آسمان و زمین پر عرض کیا جسنے اسے قبول کیا وہ مومن ہے جو منکر ہوا وہ کافر۔ اے محمدؐ اگر کوئی عبادت کرے۔ حتیٰ کہ کثرت عبادت سے شل مشک خشک کے ہوجائے۔ اور تمہاری ولایت کا منکر ہو تو اسکو نہ بخشونگا۔ جب تک کہ اسکا اقرار نہ کرے۔ پھر فرمایا اے محمدؐ تو چاہتا ہے کہ انکو دیکھے۔ مین نے عرض کی ہان۔ اے پروردگار میرے۔ فرمایا دہنے جانب عرش کے نگاہ کر۔ مین نے اسطرف دیکھا تو علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و علیؑ ابن الحسینؑ و محمدؑ ابن علیؑ و جعفرؑ بن محمدؑ و موسےٰؑ بن جعفرؑ و علیؑ ابن موسےٰؑ و محمدؑ ابن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ و مہدیؑ کو دیکھا کہ نور ان کے تابان ہین اور وہ سب مشغول نماز ہین۔ اور نور مہدی انکی درمیان ستارے کی طرح درخشان ہے

ملا معین صاحب حبیب السیر تحریر کرتا ہے کہ جابر ابن یزید جعفی سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے سنا مین نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے کہ کہا جب آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم نازل ہوئی مین نے خدمت رسالتمآب مین عرض کی یا رسول اللہ ہمنے پہچانا خدا تعالیٰ کو اور اسکے رسول کو یہ اولی الامر کون لوگ ہین جنکی اطاعت و فرمانبرداری کو خداوند عالم نے اپنی اور رسول کی فرمانبرداری کے قرین فرمایا ہے پس فرمایا جناب رسالتمآب نے اے جابر وہ خلیفہ ہین میرے جو بعد میرے ہونگے اور وہ ائمہ ہدیٰ ہین تمام مخلوق کے پہلا انکا علی ابن ابیطالب ہے پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی جسکا نام توریت مین باقر مشہور ہے۔ اور تو اے جابر اسکے وقت تک زندہ رہیگا۔ اور اسکی ملاقات سے مشرف ہوگا۔ جب اسکو دیکھے تو میرا اسلام کہنا پھر بعد اسکے صادق جعفر ابن محمد پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علی ابن موسیٰ پھر محمد ابن علی پھر علی ابن محمد پھر حسن ابن علی اسکے بعد وہ شخص ہوگا جو میرا نام اور میری کنیت رکھتا ہوگا۔ حجۃ اللہ فی ارضہ و بقیۃ اللہ محمد ابن الحسن ابن علی یہ وہی شخص ہے۔ جسکے ہاتھ پر خداوند عالم تمام روی زمین کو فتح کریگا اور یہ وہ ہے۔ جو اپنے محبتوں سے غائب ہوگا اسکے غیبت پر ثابت قدم نہین رہینگے مگر وہ لوگ جنکے دلونکو خداوند عالم نے پورا ایمان دیا ہو اور جو امتحان مین پاس ہو چکے ہون جابر لکھتا ہے۔ مینے عرض کی یا رسول اللہ کیا اسکی ایام غیبت مین اسکے محبت کوئی نفع اسسے پا سکتے ہین تو فرمایا حضرت نے اے جابر قسم ہے اس ذات کی جسنے مجھکو رسالت پر مبعوث کیا اسکی ہیبت مین بھی اسکے نور سے محب منفعت پاوینگے۔ جیسا آفتاب سے منفعت پاتے ہین اگرچہ اسپر ابر آگیا ہو انتہیٰ حیدر محسن

اَور سب مشغول نماز ہین ۔ اَور نور مہدی انکی درمیان ستارے کی طرح درخشان ہے
فرمایا اے محمدؐ یہ حجج خدا ہین اہل زمین پر اَور مہدیؑ بدلا لیگا ان ظلمون کا جو ظالم اہل
بیت رسالت پر کرینگے ۔ قسم مجھکو اپنے عزت و جلال کی کہ وہ حجت ہے میرے دوستون
پر اَور انتقام لینے والا ہے دشمنون سے ✦
اَور صاحب کفایۃ الاثر نے بسند خود جناب عائشہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا ہمارے
ہان ایک مشربہ تھا جسوقت رسول اللہ جبرائیل سے ملاقات کرتے تو وہان تشریف
لے جاتے ایک مرتبہ اسجگہ ملاقات کی تو جبرئیل نے حضرت کو شہادت حسینؑ کی خبر
دی اَور مٹی اس سرزمین کی جس مین وہ قتل ہونگے آنحضرت کو دی تو آپ گریان ہوئے
جبرئیل نے کہا اے محمدؐ گریان نہو ۔ بتحقیق کہ حق تعالیٰ قائم آل محمدؐ کے ہاتھ سے ظالمان
امت سے جو حسینؑ کو قتل کرینگے ۔ انتقام لیگا ۔ فرمایا اے حبیب میرے اے جبرئیل
قائم کون ہے ۔ فرمایا نوان فرزند ہے اولاد حسینؑ سے کیونکہ حسینؑ کا بیٹا علی ابن الحسینؑ
خاضع و خاشع ہوگا ۔ اَور علیؑ کا بیٹا محمدؐ بن علی الباقرؑ اَور اسکا بیٹا جعفر صادق اَور
جعفرؑ کا بیٹا موسیٰ واثق باللہ اَور موسیٰ کا بیٹا علیؑ بن موسیٰ راضی برضائے خدا اَور اسکا بیٹا
محمد الراغب فی اللہ اَور محمدؑ کا بیٹا علیؑ بن محمدؑ اَور اسکا بیٹا حسنؑ مومن باللہ ۔ اَور حسنؑ
سے ظاہر ہوگا کلمۂ حق و نشان صدق ظاہر کنندہ حق و حجت خدا بر تمام خلق ۔ اسکی غیبت
دراز ہوگی ۔ پھر ظاہر کریگا حق تعالیٰ اسکے ہاتھ پر اسلام کو اَور قتل کریگا کفار لِئام کے تئین
انتہی ملخصاً ۔ پھر صاحب حدیقہ علیہ الرحمہ فرماتے ہین ۔ کہ اس سب کے ماورا حق تعالیٰ نے

قلوب مخالفین کو مسخر و مجبور کیا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت کی امامت کا جیسا چاہئے
اقرار نہین رکھتے تاہم انکی مدح و ستائش کرتے اور اپنی کتابون مین درج کرتے ہین
جب ہم صواعق محرقہ ابن حجر مین محامد و مناقب عالیہ اہل بیت کو دیکھتے ہین تو
بے اختیار اس قادر بیچون مقلب القلوب کی قدرت کاملہ کی پوری پوری تصدیق
ہوتی ہے۔ کہ اسنے ایسے ایسے سنگین دلون سے یہ جواہر آبدار نکالے۔ اور اسطرح
اپنی حجت کو ان پر تمام کیا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔ صواعق کے سوا اور بہت سی کتب
سنیہ مین فضائل و مدارج اہل بیت حتٰی کہ دوازدہ امام کے اسماء مقدسہ اور علحدہ
علحدہ انکے حالات و کرامات مذکور ہین مثل تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی
و شواہد النبوۃ ملا جامی۔ و روضۃ الصفا وغیرہ کے۔ بلکہ بعض نے علحدہ کتابین
اس خصوص مین لکھی ہین۔ جیسے کہ فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ ابن صباغ مالکی۔ و
مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول کمال الدین طلحہ شافعی اور وسیلۃ النجات
فی فضائل الحضرات مولوی محمد مبین لکھنوی سہالی وغیرہ[1]۔ حقیر مؤلف کہتا ہے اور
اس زمانے مین بھی چند کتابین اس مطلب پر لکھی اور مصر و استنبول مین چھاپی گئی
ہین۔ از انجملہ ینابیع المودۃ سلیمان بن ابراہیم المعروف بخواجہ کلان محمد المشتہر
ببابا خواجہ الباقی الحسنی البلخی القندوزی۔ و نور الابصار فی مناقب اہل بیت

[1] و والد ماجد صاحب تحفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ... مطبع الرحمن ... میں چھپا کہا
... حقیقہ برائے معلوم شدہ است کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی بودہ اند ... ۱۲ حقیر محسن

النبی المختار شیخ شبلنجی المصری الشافعی المذاعو میر مومن۔ و اسعاف الراغبین فی فضائل المصطفیٰ واھل بیتہ الطاھرین شیخ شبلنجی نور الابصار کے شروع مین لکھتے ہین کہ میری آنکھین دکھتی تھین۔ اور درد رمد سے تکلیف دیتی اس عرصہ مین اتفاقات حسنہ سے جناب نفیسہ[۱] بنت سید حسن انور بن سید زید ابلج بن امام حسن بن علی بن ابی طالب کے روضہ منورہ پر کہ مصر مین ہے زیارت کے لیے میرا جانا ہوا۔ اس مرض لاحقہ کے رفع ہونیکے لیئے مین نے انکی اور انکے جدا علےٰ کی روح پر فتوح سے توسل چاہا اور نذر کی کہ جو تکلیف مجھکو درد چشم سے ہے رفع ہو جائے تو ایک کتاب حاوی فضائل وحالات اہل بیت لکھون پس مجھکو خدا کے فضل سے شفا ہوئی تو یہ کتاب کہ ناظرین کی آنکھین اس سے ٹھنڈی ہون اور طالبین اسکے واسطے منزلون کا سفر کرین لکھی اور اسکا نام نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار رکھا اور سب سے زیادہ عجیب یہ ہے۔ کہ صاحب تحفہ شاہ عبد العزیز دہلوی بھی باوجود اس تعصب و تصلب کے ان حضرات کی امامت علی الاطلاق کے قائل ہین چنانچہ اپنے تحفہ مین رقم طراز ہین۔ و نیز باید دانست کہ امامت نزد اہل سنت بمعنی پیشوائی در دین نیز اطلاق کنند بہمین معنی امام اعظم و امام شافعی راکہ در فقہ پیشوا بودند

---

[۱] جناب نفیسہ سادات حسنی سے بڑی پارسا پرہیزگار عورت گذری ہین ۱۴۵ھ ہجری مین بمقام مکہ معظمہ پیدا ہوئین اور مدینہ مین بکمال زہد و تقوےٰ نشو نما پائی۔ صایم النہار و قایم اللیل تھین۔ حفظ کیا تھا [illegible] حج مین پیادہ تھی۔ سنہ ۲۰۸ھ ہجری مین رحمت خدا کیطرف انتقال کیا اور مصر مین مدفون ہوئین انکا نکاح اسحاق موتمن بن امام جعفر صادق سے ہوا تھا چنانچہ اولاد حضرت سے ہوئی ان مین تھی انکا ذکر آئینہ ۱۲ منہ عفی عنہ

وامام غزالی وامام رازی کہ در عقائد وکلام۔ ونافع وعاصم راکہ در قرأت امام بودند امام گویند وائمۂ اطہار در جمیع این فنون پیشوا بودہ اند خصوصاً در ہدایت باطن وارشاد طریقت کہ مخصوص ایشان بود باین جہت ایشان را اہل سنت علی الاطلاق امام دانند انتہی۔ وانا اقول ہمارا بھی یہی مدعا ہے۔ کہ یہ حضرات ہر رجس وگناہ سے پاک وطاہر و جمیع علوم وفنون مین پیشوا امامت و رہنمائے خلق اور ارشاد وہدایت خلائق مخصوص آنحضرات عالیات کا کام ہے۔ پس اگر امت انکو اپنا پیشوا نہ بنائے اور انکی ہدایت حاصل نکرے تو یہ امت کی خطا ہے نہ کہ انکی۔ پس غلبہ وتصرف فی الارض واجبات امت سے ہے کہ انکو اپنے کاروبار پر تمکن وغلبہ اور ملک پر متصرف ہونے دین ایسا نہ کرینگے تو وہ گنہگار ہونگے نہ کہ آنحضرات کیطرف کوئی نقص وعیب اس سے عائد ہوگا۔ جیسا کہ انبیا علیہم السلام سے بہت سون کو یہ باتین حاصل نہین ہوئین تو کیا وہ انبیا ء انبیا نہ تھے۔ پس اسکے آگے جو شاہ صاحب نے افادہ فرمایا ہے۔ کہ وتہ آن امامت کہ مرادف خلافت است کہ در خلافت نزد ایشان (اہل سنت) تصرف در زمین۔ با وصف استحقاق غلبہ وشوکت ونفاذ حکم ضرور است الخ۔ باطل ہوگا کیونکہ جو شرائف کمالات اور قابلیتین اس مرتبہ جلیل القدر کیلئے درکار ہوتی ہین۔ وہ سب آنحضرات مین بوجہ اتم موجود تھین۔ پس اگر تمکنت فی الارض و نفاذ حکم ان کو حاصل نہ ہوا۔ توان بزرگوں کا اس مین کوئی قصور نہین۔ تمام تر وہ لوگ اس کے

جوابدہ ہین جو اس مین حارج ہوئے۔ یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ فقط اپنے سنی بھائیون کے لیئے تھا کہ حجت ان پر تمام ہو اور وہ بھی یزید پلید و ولید یزید وغیرہ کی امامت کا اعتقاد چھوڑ کر شیعون کی طرح ان حضراتؑ کی امامت حقہ کا اذعان کرین۔ اور انکو معصوم و مطہر منصوص من اللہ والرسولؐ اور انکی مخالف مدعیون کو خائب خاسر ہالک دشمن خدا اور رسول جانین۔ نہین تو حاشا کہ شیعون کو اثبات امامت ائمہؑ یا تصدیق فضایل انکے مین دوسرے کی نقل و روایت کی ضرورت ہو انکی تو اصل و بنیاد اسی پر ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد دوازدہ ۱۲ امام کو انکا خلیفہ و جانشین جانین حتے کہ امامیہ اثنا عشریہ انکو اسی لیئے کہتے ہین۔ انکا ہر ایک طبقہ ہر زمانے مین اس پر متفق و مجتمع چلا آیا ہے۔ اور یہ اجماع انکا اقوے دلیل ہے نیز انکے مشائخ حدیث و رواۃ نے صدہا ہزار ہا احادیث اس بارے مین اپنی کتابون مین نقل فرمائی ہین اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے۔ یہ امر انکے ہان سو بلکہ ہزار متواترون کا ایک متواتر ہے۔ علامہ محمدؒ بن علی بن شہر آشوب مازندرانی اپنی کتاب مناقب مین کہتے ہین کہ نصوص امامت ائمہ اثنا عشر دو طرح پر ہین ایک وہ کہ امام سابق نے لاحق کی امامت پر نص کی وہ ہر ایک امام کے ذکر مین مذکور ہو گی دوم جو راویان حدیث نے حضرت رسولخداؐ سے نقل کی ہین صاحب الکفایۃ فی النصوص خزاز قمی نزیل ری نے ایک سو چھپن ۱۵۶ حدیثین بطرق مختلفہ بذریعہ اصحاب آنحضرتؐ سے نقل کی ہین۔ مثلاً

روایات شیعہ

| نام راویان حدیث جنہوں نے کسی صحابی سے حدیث نقل کی | نام اس صحابی کا جسے نقل کی |
|---|---|
| بطریق سعید بن جبیر۔ وابوصالح ومجاہد وطاؤس واصبغ بن نباتہ وعطار کے ................ | عبداللہ بن عباسؓ سے . |
| وبطریق عطاء بن السائب بذریعہ اپنے باپ سائب کے اور مسروق وقیس بن عبید وحنش بن المعتمر کے ....... | عبداللہ بن مسعودؓ سے ..... |
| وبطریق عطیہ عوفی وابو ہارون العبدی وسعید بن المسیب وابو الصدیق الناجی کے ........... | ابو سعید خدریؓ سے ...... |
| وبطریق ابو الحارث حسن بن المعتمر۔ اور ابن مسیب کے .. | ابوذر غفاریؓ سے |
| "سلیم بن قیس ہلالی۔ وابو حازم والسائب ابن اوفی وابو مالک والقاسم بن علیم ازدی کے ........ | سلمان فارسیؓ سے |
| وبطریق جابر جعفی و واثلہ بن اصقع وقاسم بن حسان ومحمد باقرؑ علیہ السلام کے ........ | جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے |
| وبطریق انس بن سلمہ بن اکوع ویزید بن ہارون نے بذریعہ اپنے بشل نجی کے .......... | ابو ایوب انصاریؓ سے |
| بطریق ابو الطفیل عامر بن واثلہ وابو عبیدہ ومحمد بن عمار رضؓ کے .......... | عمار یاسر رضؓ سے . |
| وبطریق احمد بن عبداللہ بن یزید بن سلام کے ... | حذیفہ بن یمانؓ سے |

| نام راویان حدیث جنہوں نے کسی صحابی سے حدیث نقل کی | نام اس صحابی کا جس سے حدیث نقل کی |
|---|---|
| ابو الطفیل و ابو جحیفہ و ہشام کے ........... | حذیفہ بن اسید رضی سے |
| محمد بن زیاد و یزید بن حسان و ابو الضحی کے ..... | زید بن ارقم رضی سے |
| و بطریق مکحول و اجلح و خالد بن سعدان و ابو سلیمان ضبی و ابراہیم بن ابی علبہ و قاسم کے ........ | واثلہ بن اصقع رضی سے |
| و بطریق قاسم بن حسان۔ و ابو الطفیل کے ....... | زید بن ثابت رضی سے |
| " اجلح کندی۔ و قاسم و ابو سلیمان ضبی کے .... | ابو امامہ اسعد بن زرارہ سے |
| " مطرف بن عبد اللہ و اصبغ بن نباتہ و ابو عبد اللہ شامی | عمران بن حصین سے |
| " سعید بن المسیب کے ............... | سعد بن مالک سے |
| " زیاد بن عقبہ و عبد الملک بن عمیر و شعبی و سماک بن الحرب و اسود بن سعید ہمدانی کے ........ | جابر بن سمرہ سے |
| و بطریق ہشام و یزید۔ و انس بن سیرین و ابو العالیہ و حفصہ بن سیرین و حسن بصری کے ........ | انس بن مالک سے |
| و بطریق سعید مقبری و عبد الرحمن اعرج و ابو صالح السمان و ابو مریم و ابو سلمہ کے ............... | ابو ہریرہ سے |
| ........................ | ابو قتادہ[1] سے |

[1] ابو قتادہ کے راوی مناقب میں مذکور نہیں۔ شاید سہو کاتب سے لکھنے سے رہ گئے ہوں یا اصل نسخہ میں نہ ہوں۔

| نام راویان حدیث جنہون نے کسی صحابی سے حدیث نقل کی | نام اس صحابی کا جسسے حدیث نقل کی |
|---|---|
| و بطریق مفضل بن حصین و عبداللہ بن مالک و عمر بن عثمان بن عفان کے ............... | عمر خطاب سے |
| شعبہ عن قتادہ از حسن بصری از ابی سلمہ<br>ہشام بن جابر .......... از ..... //.....<br>محمد بن ابراہیم .......... از ..... //.....<br>ابو بشیر محمد بن المنکدر ...... از ..... //..... | عایشہ بنت ابوبکر سے |
| بطریق زینب بنت امیر المومنین ع و ابوذر و سہل ساعدی و جابر الانصاری کے ..............<br>وحسین بن علی و عباس بن سعد الساعدی کے ... | فاطمہ زہرا سے |
| و بطریق عمار رہنی و ابن جبیر و مقلاص کے ........ | ام سلمہ رض سے |

اور ان کے سوا اور بہت سے صحابہ و تابعین سے بطرق مختلفہ متعددہ یہ روایت نقل ہوئی۔ لبعد آزان صاحب مناقب نے ایک ایک روایت بھی ہر ایک صحابی سے نقل کی ہے۔ جن سب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت رسولخدا

کتاب مذکور نقل ہو کر چھاپی گئی ہے۔ غلطی ہوئی اور کاتب نے اسیطرح نقل کردی ہو جیسا کہ اور اغلاط سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ بوقت طبع کاپی کی تصحیح مین اہتمام نہین ہوا یا منقول عنہا نسخہ غلط دستیاب ہوا۔ صحیح نہین مل سکا ۱۲ منہ عفی عنہ

نے حضرت باری تعالیٰ سے نقل فرمایا۔ یا قائمہ عرش پر یا دروازہ بہشت وغیرہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ آنحضرتؐ کے بعد انکے خلیفہ و وصی و امام انکی امت کے امیرالمومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب انکے بعد امام حسنؑ پھر حسینؑ پھر نو کس اولاد حسینؑ سے یکے بعد دیگرے امام ہونگے۔ کہ آخران کے حضرت قایم آل محمدؐ حجۃ خدا ہین نیز اور بہت سی احادیث و روایات اسکے متعلق نقل کی ہین مثل حدیث لوح کے کہ ایک تختی پر جسپر ارشاد رسول اللہ دستخط خاص امیرالمومنینؑ سے یہ اسماء متبرکہ لکھے ہوے حضرت باقرؑ و صادقؑ نے لوگون کو دکھلائے اور مثل حدیث خواتیم کے کہ ایک حریر پیچیدہ پر بارہ مہرین بارہ حضرات کے نام کی لگی ہوئی تھین ہر ایک کو حکم تھا کہ اپنے عہد امامت مین اپنے نام کی مہر کو توڑین۔ اور جو کچھ اسکے اندر تحریر ہو اسکی موافق عمل کرین۔ اور مثل حدیث حبابہ والبیہ کے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے لیکر حضرت امام رضاؑ کے عہد تک زندہ رہی اور اسکے پاس ایک پتھر تھا جسپر حضرت نے مہر لگادی تھی۔ اور اسکو کہدیا تھا۔ کہ جو کوئی دعوےٰ امامت کرے اور اس پتھر پر اسیطرح مہر لگادے تو جاننا کہ وہ امام برحق ہے پس حبابہ ہر امام کی خدمت مین حاضر ہوتی۔ اپنا پتھر حاضر کرتی وہ اس پر مہر کردیتے۔ حتے کہ امام رضاؑ کے مہر لگانے کے نو مہینے بعد رحلت کر گئی۔ وغیرہ وغیرہ +

**لیکن دوسرا طریق** ثبوت امامت جناب صادقؑ کا پس اس مین شک نہین کہ وہ حضرت اپنے پدر بزرگوار جناب محمد باقرؑ کے بعد پیشوائے خلق و امام برحق ہین۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد میں فرماتے ہیں۔ کہ امامت امام ششم پر وہ دلایل واضحہ دلالت رکھتی ہیں کہ قلوب انکے قبول میں تامل نہیں کر سکتے۔ اور زبانیں مخالفوں کی اس میں طعن کرنے اور شبہ ڈالنے سے عاجز ہیں۔ آپ یقیناً اپنے باپ کی تمام اولاد و جملہ بنی اعمام بلکہ کافۂ اہل عصر سے فضل و کمال میں فائق اور زہد و تقوے میں ممتاز اور دوست دشمن کے نزدیک قدر جلیل و شان رفیع و رتبہ عظیم رکھتے تھے اور مقتضاء عقل یہی ہے کہ امام افضل و اشرف خلائق ہو پس لامحالہ وہ حضرت امام ہوئے۔ دیگر یہ کہ بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ کوئی زمانہ معصوم سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ہرج و مرج لازم آئیگا۔ اور اس زمانے میں بالاتفاق آنحضرتؐ کے سوا کوئی معصوم نہ تھا لاجرم وہی حضرت امام انام ہونگے نیز امام کے لیے ضرور ہے۔ کہ امام سابق انکی امامت پر نص کرے سو ہر مخالف و موالف کے نزدیک مسلمات سے ہے کہ امام محمد باقرؑ نے آنحضرتؑ کے بارے میں نص جلی و وصیت ظاہری فرمائی۔ ابو الصباح کنانی کہتا ہے کہ ایک روز حضرت باقرؑ نے جناب صادقؑ کیطرف نگاہ کی اور ارشاد فرمایا یہ ان لوگوں سے ہے۔ جنکے حق میں حق تعالی نے فرمایا ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین - اور چاہتے ہیں کہ احسان کریں اور منت رکھیں ہم اوپر ان لوگوں کے کہ ضعیف گنے گئے ہیں زمین پر اور انکو امام بنائیں اور وارث

کرین انکے تئین اور ظاہر مصاحب امام باقرؑ سے بہت سے جلیل القدر اصحاب
نے مثل علی بن حکم و فضل بن عثمان و یونس بن یعقوب کے روایت کی ہے کہ وہ
حضرت باقرؑ کیخدمت مین حاضر تھے۔ اتنے مین جعفر صادق وہان تشریف لائے
آپنے فرمایا۔ ھٰذا خیر البریۃ۔ کہ یہ ہے بہترین خلائق میرے بعد اور ہشام
بن سالم نے حضرت ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جب میری باپ
کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہون نے کہا اے جعفر مین تمکو اپنے اصحاب
کے حق مین وصیت کرتا ہون۔ کہ انکی خبر گیری کرنا۔ مین نے عرض کی قسم بخدا
کہ مین ایسا انتظام کرونگا۔ کہ اگر کوئی ان مین سے جائے دور دراز پر بھی ہوگا۔ تو ضرورت
نہوگی کہ کسی اور سے مسائل دینی استفسار کرے۔ اور ہمام بن نافع نے کہا کہ
امام باقرؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جب ایسا دن ہو کہ تم مجھکو نہ پاؤ تو اسکی
اشارہ کیا طرف جعفر صادق کی اقتدا کرنا۔ اور حدیث صحیح مین جابر بن یزید جعفی سے
روایت کی ہے۔ کہ اسنے کہا کہ امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد امام کون
ہے۔ تو دست مبارک شانہ جناب صادق پر رکھکر فرمایا یہ ہے۔ قائم آل محمدؐ۔
عنبسہ بن مصعب کہتا ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد مین حضرت صادق
کی خدمت مین حاضر ہوا تو عرض کی جابر نے ایسا نقل کیا ہے۔ فرمایا راست کہا اس
نے مگر نہین جانتا تو کہ ہر امام کے بعد دوسرا امام امر امامت پر قیام کرتا ہے۔ اور محمد
بن مسلم خوارزمی امام باقرؑ کہتے ہین کہ مین حاضر خدمت تھا کہ حضرت صادق وہان

تشریف لائے۔ آپ کے سر مبارک پر کاکل تھے۔ اور ایک لکڑی مثل بلے کے کھیلنے کے لیئے دست مبارک مین تھی۔ حضرت باقرؑ نے پکڑکر انکو سینے سے لگا لیا اور پیار کیا پھر فرمایا اے جان پدر تم نہ کھیلا کرو تم کھیلنے کے لیئے پیدا نہین ہوئے۔ بعد ازان مجھسے فرمایا۔ اے محمد میرے بعد میرا یہ فرزند تمہارا امام ہوگا۔ اسکی اقتدا کرنا اور علم دین اس سے حاصل کرنا۔ قسم خدا کی یہ وہی صادق ہے۔ جسکا حال پیغمبر خدا نے ہمسے بیان کیا کہ اسکے شیعہ مظفر و منصور ہین دنیا و آخرت مین اور اسکے دشمن زبان انبیا پر ملعون ہین تا آخر حدیث اور عیون الاخبار مین ابو نصرہ سے روایت کی ہے کہ جسوقت حضرت محمد باقرؑ کی جان کنی کا وقت آیا تو آپنے اپنے بیٹے جناب صادق کو بلایا کہ امامت انکے سپرد کرین اور اپنا وصی و جانشین مقرر فرمائین اس وقت انکے بھائی زید بن علیؑ بھی وہان موجود تھے۔ عرض کی اگر تم بھی ہمارے ساتھ وہی سلوک کرو جو امام حسنؑ نے حسینؑ کے ساتھ کیا تھا تو کوئی قباحت کی بات نہین آپنے فرمایا اے ابو الحسن امر امامت و عہد ولایت رسوم و مثالون پر نہین چلتا وہ ان امور سے ہے جن پر قدیم سے حجت خدا قائم ہو چکی ہے۔ اور ہر ایک بات اسکی مقرر و معین ہے۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ زید شہید کا یہ خیال کہ امامت انکے برادر مکرم باقرؑ کے بعد انکو ملے بتقاضائے بشریت تھا جو بہت جلد رفع ہوگیا۔ اور نصیحت آنحضرتؑ سے حق حقیق ان پر آشکار ہوگیا۔ چنانچہ پھر اسکے بعد کبھی انکو یہ خیال نہین ہوا بلکہ حضرت صادقؑ کو ہمیشہ اپنا امام و پیشوائے دین جانتے۔ اور خلافت کو انکی

طرف دعوت کرتے تھے۔ اور خروج انہون نے بنظر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا تھا
نہ بدعوائے امامت جیسا کہ آئندہ اسی رسالہ مین انکے حالات و مقالات سے ظاہر
ہوگا۔ اور بسند معتبر عبد الاعلے مولائے آل سام سے روایت ہے کہ حضرت صادق
نے فرمایا کہ میرے باپ کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا تو مجھکو بلاکر کہا میرے پاس
چند نفر شاہدون سے حاضر کرو مین چار شخص قریشی کہ نافع مولائے عبد اللہ بن عمر بھی
ان مین تھا لیگیا۔ آپنے فرمایا لکھو۔ ھذا ما اوصی بہ یعقوب بنیہ ان اللہ اصطفی
لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون - محمد بن علی نے اپنے بیٹے
جعفر بن محمد کو وصیت کی اور اسکو اپنا وصی قرار دیا تاکہ اس لباس مین جس مین بروز
جمعہ نماز پڑھا کرتا تھا تکفین کرے اور عمامہ اسکے سر پر باندھے اور تربیع کرے
اسکی قبر کو وبقدر چار انگشت کشادہ اسکو بلند کرے۔ اور دفن کے بعد گرہہائے کفن
کو اسکے کھولدے۔ بعد ازان شہود کو رخصت کیا۔ اسوقت مین نے عرض کی اے
پدر یہ ایسی باتین نہ تھین جن مین ضرورت گواہ شاہد کی ہو۔ فرمایا مجھکو اندیشہ تھا کہ
میرے بعد تمہارے بھائی اور دیگر اشخاص تیری وصیت سے انکار کرین۔ پس چاہا
کہ یہ ایک حجت اور مستمسک تیرے لئے ہوا تھے۔ یہ جملہ روایات آپ کی وصایت
و امامت پر دلالت واضحہ رکھتی ہین۔ علاوہ برایں بہت بڑی حجت نبوت انبیا و
امامت ائمہ پر انکی معجزات ہوتے ہین سو آنحضرت سے بہت سے معجزات و
خوارق عادات تمام ایام امامت مین صادر ہوئے ہین۔ اس رسالے مین حیثیت

اسکے تھوڑے ست اُنسے درج ہوئے ہین جو یہان ذکر کیئے جاتے ہین +

## مُعجزات

لفظ معجزہ عجز سے مشتق ہے۔ اسکے معنے عاجز کرنیوالی شے ہین اصطلاح مین وہ خرق عادت ہے کہ مقرون ہو ساتھ دعوائے نبوت یا امامت کے۔ چونکہ سوائے مومن موید من اللہ کے دوسرے کو اسکے ظاہر کرنے کی طاقت نہین اور عاجز ہے اسکے کرنے سے۔ لہذا اسکا نام معجزہ رکھاگیا۔ اس تعریف سے معجزہ سے کرامت جدا ہوگئی۔ کیونکہ وہ مقرون بدعوائے نبوت یا امامت نہین ہوتی۔ لیکن معتزلہ کرامات کو بھی انبیا سے مخصوص گنتے ہین۔ بخلاف علماء شیعہ کے کہ انکے نزدیک انبیاء و اوصیاء دونو سے معجزہ وکرامت صادر ہوتی ہے نیز علماء شیعہ معجزے کی تعریف مین مقرون دعوائے نبوت یا امامت ہونیکو بھی معتبر نہین جانتے۔ انکے نزدیک جو چیزین قبیل خرق عادت سے انبیا اور انکے اوصیا سے صادر ہووین وہ سب معجزہ ہین حتے کہ قبل ولادت وبعد وفات بھی جو ایسے امور وقوع مین آئین وہ بھی معجزے ہین۔ واضح رہے۔ کہ کوئی شخص جو قرآن مبین پر ایمان واعتقاد رکھتا ہے۔ وہ حضرت امیر المومنینؑ و دیگر ائمۂ طاہرین سے صدور معجزات کا انکار نہین کرسکتا۔ کیونکہ وقوع معجزہ اوصیاء وانبیاء ماسلف سے بنص قرآن ثابت ہے چنانچہ آصف بن برخیا وصی سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین مین منگادیا۔ حال آنکہ بیت المقدس مین جہان سلیمان اسوقت تھے۔ اور صنعا

مین جہان سے تخت منگایا گیا پانچسو فرسخ یعنی پندرہ سو میل کا فاصلہ تھا کہ آمد و رفت مین تین ہزار میل ہوتا ہے۔ پس ہرگاہ وصی سلیمان کو یہ قدرت تھی۔ تو اوصیاء خیر الانبیاء محمد مصطفیٰ سے جو کچھ ظاہر ہو کم ہے جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ جو معجزات ائمہ معصومین علیہم السلام سے ظاہر ہوئے۔ لاتعدو لاتحصے ہین۔ بلکہ احادیث مین وارد ہے۔ کہ جو معجزے تمام انبیاء کو جدا جدا عطا ہوئے وہ سب حضرت خیر الورے اور ائمہ ہدے کو ایکجا دیئے گئے اور سوا انکے دیگر معجزات و فضایل بھی آنحضرات کو مرحمت ہوئے جو کسی پیغمبر اور انکے وصی کو نہین ملے۔ پس حضرت صادق سے بھی بے انتہا معجزات و خوارق عادات ظاہر ہوئے۔ لیکن یہان تھوڑے سے نقل ہوتے ہین ؛

## احیاء اموات وشفاء بیماران

یہ دونو معجزے خاص حضرت عیسیٰ علے نبینا و علیہ السلام کے ہین مگر جناب صادق نے بحکم خدا بہت سے مردون کو زندہ کیا اور مریضون کو شفا بخشی۔ ازانجملہ شواہد النبوۃ وغیرہ مین ہے۔ کہ وہ حضرت منا مین ایک عورت کے پاس سے گزرے کہ ایک مردہ گائے اسکے آگے پڑی تھی اور وہ اور اسکے بچے اس پر گریہ و بکا کر رہے تھے۔ پوچھا کیا ماجرا ہے۔ عورت نے کہا میرا اور ان بچون کا گزارا اس گائے کے دودھ پر تھا اب یہ مر گئی حیران ہون کہ ہمارا کیا انجام ہوگا۔ فرمایا چاہتی ہے کہ حق تعالیٰ اسکو زندہ کر دے عورت نے کہا اسکے فوت ہونیکی مصیبت کیا میرے لئے کم تھی۔ کہ تو میرے

ساتھ تمسخر واستہزا کرتا ہے۔ فرمایا مین تمسخر نہین کرتا یہ کہکر دعا کی اور پاؤن کا سرا
گائے کے لگا کر فرمایا بحکم خدا اٹھ کھڑی ہو گائے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ حضرت جلدی
سے آدمیون کے درمیان رل مل گئی اور ضعیفہ آنحضرت کو نہ پہچان سکی۔ نیز
شواہد النبوۃ مین ملا عبد الرحمٰن جامی نے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرد نے آپ سے
پوچھا کہ حق تعالیٰ نے جو حضرت ابراہیم کو کہا تھا۔ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ
یعنی لے چار پرندون کے تئین تو وہ چار مرغ ایک جنس کے تھے یا اجناس مختلف
کے فرمایا چاہتے ہو کہ مین اسی طرح کا واقعہ تمکو دکھادون عرض کی ہان۔ فرمایا
اے طاؤس بمجرد اسکے ایک مور وہان حاضر ہوا پھر کوے کو آواز دی۔ پھر باز پھر
کبوتر کو چارون جمع ہو گئے تو فرمایا ان کو ذبح کرو اور جسمون کو انکے ریزہ ریزہ
کر کے باہم مخلوط کر لو صرف سرون کو ثابت رہنے دو۔ پس طاؤس کا سر ہاتھ مین
لیکر آواز دی اسکے ریزے جدا ہو کر ہوا مین اڑے اور سر کے ساتھ آملے۔ حتی کہ
تمام بدن بن گیا۔ پھر زاغ کو بلایا وہ بھی اسی طرح متمثل ہو گیا۔ بعد ازان باز و کبوتر
بدستور آئے اور جمع ہو کر مجسم ہو گئے۔ نیز کتب خلاصہ و سلاسل مین منقول ہے کہ
ایک مرد مالدار اہل ماوراء النہر سے ہر سال حج کے لیے جایا کرتا تھا۔ اور چونکہ اعتقاد
واثق رکھتا تھا۔ جناب صادق کی خدمت مین حاضر ہو کر ایک ہزار روپیہ نذر کرتا تھا۔ ایک
سال جو اسنے عزم سفر کیا تو پارسا بی بی اسکی مستدعی ہوئی کہ مجھکو بھی ساتھ لے چلو اسنے
قبول کیا۔ اور خواجہ و خاتون اپنے نوکر چاکرون سمیت وہان سے روانہ ہوئے

مدینہ پہونچے تو نیک سیرت بی بی یک بیک بیمار ہوکر جان بحق ہوگئی۔ اس ناگہانی
حادثہ سے عجیب جانکاہ صدمہ اوسپر طاری ہوا۔ بحالت تباہ باہر آیا کہ سامان تجہیز
و تکفین مہیا کرے۔ پس حضرت ابوعبد اللہ کیخدمت مین حاضر ہوکر یہ حال پر
اختلال بیان کیا اور استدعا کی کہ حضرت اپنی لونڈی کی جنازے کی نماز پڑھائیں
آپ اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھکر اس زن صالحہ کے حق مین دعا کی اور مرد سے
فرمایا کہ تیری عورت زندہ ہے۔ گھر مین بیٹھی نوکرونکو کام فرما رہی ہے۔ تو جاکر دیکھ کہ
صداقت اس سخن کی تجھپر روشن ہو۔ وہ مرد گھر واپس آیا تو زوجہ کو صحیح و سالم
پایا شکر خدا بجالایا اور عقیدہ اسکا اور محکم ہوا۔ حال پوچھا عورت نے کہا میری
روح کو عرش پر لے گئے تھے۔ ناگہان ایک مرد اس شکل و شباہت کا آکر شفاعت
خواہ ہوا پس اسے واپس لاکر بدن مین داخل کیا۔ اور مین زندہ ہوکر اٹھ بیٹھی۔
بروایت دیگر عورت نے طواف کعبہ مین آنحضرت کو دیکھکر پہچانا اور اپنے شوہر
سے کہا قسم خدا کی یہی شخص ہے جسنے قدم عرش پر رکھکر شفاعت کی اور میری
روح کو واپس بدن مین جانیکا حکم دلوایا۔ مرد نے کہا یہی تو میرے مولے جعفر بن
محمد علیہ السلام ہین۔ نیز ایک عورت روتی پیٹتی آئی کہ میرا اکلوتہ بچہ مرگیا۔ اور
رو رو کر جان کھوتی تھی۔ ارشاد کیا شاید نہ مرا ہو۔ تو گھر جا۔ اور غسل کرکے دو رکعت
نماز بجالا اور یہ دعا بدرگاہ کبریا کر یَا مَنْ وَهَبَهٗ لِيْ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا جَدِّدْ لِيْ هِبَتَكَ
خداوندا تو نے یہ بچہ مجھے بخشا تھا۔ حالانکہ وہ لاشے محض تھا۔ اب تو اسکی بخشش

کو میرے اوپر تازہ کر۔ پھر اسکو حرکت دے۔ اور کسی سے اسکا مذکور نہ کر۔ عورت گھر آئی اور غسل و نماز کے بعد دعا کی اور اسکو ہلایا۔ تو بچہ رویا اور زندہ ہوگیا۔ ایضاً

عبداللہ بن ارقط پسر امّ سلمہ خواہر ابوعبداللہؑ ناقل ہیں کہ مین ایکبار ماہ مبارک رمضان مین بیمار تھا۔ اور میری علالت نے طول پکڑا حتےٰ کہ ایک شب امید زندگانی منقطع ہوگئی۔ بنی ہاشم بقصد تجہیز و تکفین جمع تھے حضرت ابوعبداللہؑ نے میری ماں کا جزع و فزع دیکھکر فرمایا کہ سقف خانہ پر زیر آسمان جائے اور دو رکعت نماز کے بعد دعا مذکور پڑھی۔ اس عمل سے مجھے افاقہ ہوا حتےٰ کہ طعام ہریسہ تیار ہوا اور سب کے ساتھ مین نے سحری بہ نیت روزہ کھائی +

محمد بن راشد راوی ہے۔ کہ سید حمیری شاعر مر گئے تھے حضرت انکی مشایعت کو قبرستان تک تشریف لے گئے وہان ایک شخص نے آپ سے کوئی مسئلہ استفسار کیا اسکا جواب ارشاد کیا اور فرمایا اے گروہ جوانان تم علم و معرفت کو چھوڑ بیٹھے اسنے کہا کیا آپ اس زمانے کے امام ہین فرمایا نعم۔ کہا کیا دلیل ہے۔ اس پر فرمایا جو چاہے دریافت کر۔ اسکا جواب دیا جائیگا۔ عرض کی میرا ایک بھائی مر گیا ہے جو اسی گورستان مین مدفون ہے۔ چاہتا ہون کہ حضرت باعجاز امامت اسے زندہ کردین۔ فرمایا تو تو اسکی لائق نہ تھا مگر تیرا بھائی مومن تھا۔ ہمارے پاس اسکا نام احمد مرقوم ہے۔ یہ کہکر اسکی قبر پر تشریف لیجاتے گئے۔ آپکا وہان پہونچنا تھا کہ قبر شق ہوئی۔ اور ایک مرد اس سے [illegible] باہر آیا۔ اور کہا اے برادر آنحضرت کی

متابعت کرا اور خدامت ہو انکی خدمت سے اتنا کہا اور پھر قبر مین چلا گیا اور وہ سہ لیہ
ہو گئی۔ حضرت نے اسے قسم دی کہ اسکی شہرت نہو۔ ایضاً۔ مناقب مین ہے کہ
ایک لڑکے کے سر مین درد تھا۔ اسکے باپ نے حضرت کیخدمت مین شکایت کی فرمایا
اسکو میرے پاس حاضر کر۔ حاضر ہوا تو دست مبارک اپنا اسکے سر پر پھیرا اور فرمایا۔
اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا آیہ ہنوز ختم نہوئی تھی کہ درد زایل
ہو گیا۔

شفا مرض

امالی شیخ طوسی مین ہے۔ کہ ایک عورت حاضر خدمت بابرکت ہوئی اور عرض
کی قربان ہون آپ پر میرے ماں باپ اور تمام کنبے کے لوگ حضرت کو دوست
رکھتے ہین۔ فرمایا درست ہے۔ اپنا مطلب بیان کر عرض کی میرے بازو مین
سفید داغ ہے۔ امیدوار ہون کہ آپ دعا کرین کہ وہ سفیدی زائل ہوجائے۔ دست
مبارک دعا کے لیے اٹھائے۔ اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ
وَتُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ اَلْبِسْھَا عَفْوَکَ وَعَافِیَتَکَ مَا تَرٰی اَثَرَ
اِجَابَتِ دُعَائِیْ۔ عورت کہتی ہے۔ کہ مین اپنی جگہ سے نہ اٹھنے پائی تھی۔ کہ
اس مرض سے کم وبیش کچھ باقی نہ رہا۔

نیز مناقب مین اسحاق۔ اسمعیل۔ یونس پسران عمار سے روایت کی ہے کہ یونس
کا چہرہ مرض برص مین سفید ہوگیا تھا۔ حضرت صادق نے اُسے دیکھا تو دو رکعت
نماز بجالائے۔ اور حمد خدا و درود بر محمد مصطفےٰ کہی پھر کہا یا اللہ یا اللہ یا اللہ

یَارَحْمٰنُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَارَحِیْمُ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَاسَمِیْعَ الدَّعَوَاتِ یَامُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَذْهِبْ عَنِّیْ مَا بِیْ فَقَدْ غَاظَنِیْ ذٰلِكَ وَاَحْزَنَنِیْ راوی کہتا ہے

قسم خدا کی ہم مدینہ سے نہین چلے تھے۔ کہ یونس کے چہرے سے بھوسی سی اترکر اصلی رنگ نکل آیا اور اسنے اس عارضے سے شفا پائی۔ حکیم بن مسکین نے کہا مین نے اسکے چہرے پر برص دیکھا تھا۔ مدینہ سے پھر کر آیا تو صاف اور ستھرا چہرہ پایا داؤد رقی نے کہا کہ ہم حضرت صادق کی خدمت مین حاضر تھے۔ کہ ایک زن صالحہ فاضلہ حاضر خدمت ہوئی۔ اور بہت سے مسائل حلال وحرام آنحضرت سے دریافت کیئے۔ ہم اسکے عمدہ عمدہ مسئلون سے تعجب مین تھے۔ آپنے فرمایا دیکھو حبابہ کیسے اچھے مسئلے پوچھتی ہے۔ عرض کی واقعی بہت اعلےٰ مسائل اسکے ہین۔ یہی باتین تھین کہ اشک اسکی آنکھون سے جاری ہوئے حضرت نے فرمایا روتی کس لئے ہے۔ کہا امراض وعوارض کہ دوستان خدا کو پہونچتے ہین۔ بعض اُنمین سے مجھے بھی عارض ہین اور مین ان پر رضامند ہون اور جانتی ہون کہ میرے گناہونکا کفارہ ہونگے لیکن میرے اعزہ واقربا طنز کرتے اور براہ شماتت کہتے ہین کہ اگر وہ شخص جنکو یہ امام واجب الاطاعت جانتی ہے۔ خاصان خدا سے ہوتا تو دعا کرکے اسے صحت دلواتا۔ حضرت نے فرمایا وہ شماتت کرتے ہین؟ اور ایسا اور ایسا کہتے ہین؟ عرض کی ہان یا ابن

رسول اللہ فدا ہون آپ پر پس حضرت نے لبہائے مبارک کو جنبش دی
اور کچھ دعا زیر لب پڑھی۔ پھر فرمایا گھر مین عورات کے پاس جاکر اپنے بدن کو
دیکھلا کہ اس مرض سے کچھ باقی تو نہین۔ دیکھا تو تمام مرض اسکا ببرکت دعاء
آنحضرت زایل ہو گیا تھا۔ فرمایا اب جاکر اُنسے کہ جنکی امامت کا مین اعتقاد رکھتی
ہون وہ ایسے ہین۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ قصہ حبابہ والبیہ کے ببرکت دعا جناب
صادق صحت پانیکا کتب شیعہ مین مشہورات سے ہے یہ وہی نیک بی بی ہے۔
جو امام زین العابدینؑ کے زمانے مین آنحضرتؑ کے ایک اشارے سے دوبارہ
جوان ہو گئی۔ حال آنکہ اسوقت اسکا سن ایک سو تیرہ ۱۱۳ سال کا تھا۔ وہ حضرت
امیر المومنینؑ سے لیکر حضرت امام رضاؑ کے زمانے تک زندہ رہی۔ اور ہر امام کی
امامت کو بدلیل و برہان معلوم کرکے صدق دل سے ایمان لاتی تھی۔ چنانچہ
پیشتر بیان امامت آنجنابؑ مین بھی اسکا ذکر گذرا ہے۔ بالجملہ آپ مستجاب الدعوات
تھے۔ بلاشک و شبہہ جو دعا مانگتے تھے۔ درجہ قبول کو پہونچتی تھی +

استجابت دعا

صاحب نور الابصار کہتے ہین وَکَانَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مُجَابُ
الدَّعَوَاتِ اِذَا سَئَلَ اللّٰہَ شَیْئًا لَا یَتِمُّ قَوْلُہٗ اِلَّا وَھُوَ بَیْنَ یَدَیْہِ + یعنی جناب
صادق مقبول الدعوات تھے۔ جو شے حق تعالیٰ سے طلب کرتے تھے ہنوز آپکا
کلام تمام نہوتا تھا۔ کہ وہ شے حاصل ہو جاتی تھی منصور ناشکور نے عبد الحمید
کو تہ خانہ مین قید کیا تھا۔ اسکا دوست عبد اللہ موسم حج مین بمقام عرفہ حضرتؑ سے

ملا۔ آپنے اس سے عبدالحمید کا حال دریافت کیا اسنے کہا اسکو تو منصور نے قید کر رکھا ہے۔ نماز عصر پڑھکر دست دعا بلند کیے۔ پھر فرمایا۔ خدا کی قسم تیرا دوست رہا ہوگیا۔ محمد کہتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ بعد مجھکو عبدالحمید سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو اس سے اسکی رہائی کا حال دریافت کیا اسنے ٹھیک وہی روز عرفہ عصر کے بعد چھوٹنے کا وقت بیان کیا۔ دیگر۔ زید بن علی نے شہادت پائی تو حکیم بن عباس کلبی نے براہ شماتت یہ دو شعر کہے۔ ؎ صَلَبْنَا لَکُمْ زَیْدًا عَلٰی جِذْعِ نَخْلَۃٍ + وَلَمْ اَرَ مَھْدِیًّا عَلَی الْجِذْعِ یُصْلَبُ + وَقِسْتُمْ بِعُثْمَانَ عَلِیًّا سَفَاھَۃً + وَعُثْمَانُ خَیْرٌ مِّنْ عَلِیٍّ وَّاَطْیَبُ + یعنی ہم نے تم سے (اے آل محمدؐ) زید کو شاخ خرما بردار پر کھینچا۔ حال آنکہ مین نے نہین دیکھا کہ کوئی مہدی شاخ خرما پر سولی دیا گیا ہو۔ اور تم از روے سفاہت و نادانی عثمان کو علیؑ کی برابر قیاس کرتے ہو۔ حال آنکہ عثمان علیؑ سے بہتر و پاکیزہ تر ہے جناب صادق نے یہ سنا تو ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔ اور وہ خوف سے مثل بید کے کانپ رہے تھے۔ عرض کی پروردگارا اگرچہ کچھ یہ شخص کہتا ہے۔ جھوٹھ ہے تو اپنے کلاب سے ایک کلب کو اس پر مسلط فرما۔ انہی ایام مین بنی امیہ نے اسکو کسی کام کو کوفہ بھیجا راہ مین ایک شیر خونخوار سے دوچار ہوا۔ اسنے پکڑ کر پھاڑ

سلہ اس روایت کو اہلسنت کے حضرات حدیث ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی معرفت الصحابہ مین درج کیا ہے۔ دیکھو اصابہ صفحہ ۱۳۰۸ مطبوعہ کلکتہ۔ حیدر حسن۔

ڈالا۔ حضرت کو یہ معلوم ہوا تو سجدۂ شکر ادا کیا۔ کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ ہماری ساتھ
کیا تھا۔ اسکو پورا کیا۔ دیگر۔ بحار مین ہے۔ کہ آپ کوفہ مین تشریف فرما تھے۔ کہ بشار
مکاری تنہا بانہ حضرتؑ کی خدمت مین داخل ہوا اور عرض کی جو کیفیت مین نے اسوقت
مشاہدہ کی اسنے مجھے آزردہ و دردمند کیا ہے۔ فرمایا کیا دیکھا۔ تو نے کہا پیادہ سلطانی
ایک عورت کو مارتا ہوا زندان مین لے جا رہا تھا۔ وہ روتی اور چلاتی اور خدا و رسول
کا واسطہ دیتی تھی۔ کوئی نہ سنتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ چلی جا رہی تھی راستے مین ٹھوکر
کھائی اور کہا لعن اللہ ظالمیک یا فاطمۃؑ اے فاطمہؑ جن اشقیا نے تمہارے
اوپر ظلم و ستم کیا۔ خدا انکو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔ بس یہی جرم اسکا تھا اسی
پر گرفتار کر لیا۔ اور اس تشدد کی سزاوار ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت طبق خرما
آگے رکھے ہوئے خرما تناول فرما رہے تھے۔ یہ ماجرے سنا تو کھانا فراموش ہو گیا اور
شدت گریہ نے آپ پر ہجوم کیا۔ اسقدر روئے۔ کہ تمام رومال اور ریش مقدس سینہ
تک اشکون سے تر ہو گئے۔ پس وہان سے اٹھکر مسجد سہلہ مین تشریف لائے اور
ایک شخص کو دروازۂ حاکم پر بھیجا کہ وہان کی خبر لاوے۔ پس دو رکعت نماز پڑھکر ایک
دعا پڑھی۔ اور سجدے مین گئے۔ حتے کہ تنفس کے سوا کوئی حرکت آپ سے محسوس
نہ ہوتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو فرمایا عورت رہا ہو گئی۔ راہ مین وہ شخص ملا
اور کہا ایک سرہنگ خانۂ امیر سے باہر آیا۔ اور عورت کو زندان سے نکالکر اسکی حضور مین
لے گیا۔ حاکم نے پوچھا کیا کہا تھا۔ تو نے۔ کہا مجھے ٹھوکر لگی۔ کہا اے فاطمہؑ جن لوگون نے

حکایت زن مومنہ جنابؑ بپیادہ رہائی کرد

تم پر ظلم کیا خدا انکو لعنت کرے۔ حاکم نے اُسے رہا کیا اور دو سو درہم دئے کہ امیر کو بحل کرے۔ مگر عورت نے وہ درہم قبول نہین کیئے۔ اور اپنے گھر چلی گئی۔ حضرت نے فرمایا دو سو درہم قبول نہ کیئے! اور خالی ہاتھ گھر چلی گئی۔ کہا ہان قسم بخدا کہ وہ انکی محتاج بھی تھی۔ آپنے سات دینار جیب سے نکال کر اس مرد کو دیئے۔ اور کہا میری طرف سے سلام کہ اور یہ دینار اُسے پہونچا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم دینار لیکر اس زن مومنہ کے گھر پہنچے۔ اور دینار اور سلام حضرت کا اسکو پہونچایا۔ تو نہایت خوش ہوئی۔ اور دینار لے لیئے اور کہا میرا سلام بھی آنحضرت کی خدمت مین عرض کرو۔ اور کہو کہ میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرین۔ بتحقیق کہ اُنکے اور اُنکے آباء طاہرین کے سوا میرا کوئی ذریعہ و وسیلہ حق تعالیٰ کے نزدیک نہین۔ دیگر۔ بحار مین ہے۔ کہ حماد بن عیسیٰ نے کہ اصحاب آنجناب سے تھے۔ آپ سے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرے لیئے دعا کرین کہ حقتعالیٰ مجھکو اسقدر مال عطا کرے۔ کہ بہت سے حج کرون و مزرعہائے خوب و مکان مرغوب مجھے عنایت ہو۔ اور زن صالحہ کریمہ اور اولاد نیک مرحمت فرماوے۔ حضرت نے دست دعا بلند کیئے۔ اور درگاہ ایزدی مین عرض کی۔ خداوندا حماد کو اسقدر مال دے کہ پچاس حج کرے اور ضیاع زرخیز و مکان نفیس دل کش و زن خوبرو و نیکو کردار و اولاد صالح و ابرار عطا فرما۔ ایک شخص کہ اس جلسہ مین شریک تھا ناقل ہے۔ کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد مجھکو بصرہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان حماد سے ملاقات ہوئی تو وہ صحبت مجھے یاد آئی۔ اُس سے پوچھا کہ جو دعا جعفر بن محمدؑ نے تیرے حق مین کی تھی

آیا قبول ہوئی۔ وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک مکانِ عالیشان مین کہ امراو
بادشاہون کے رہنے کے قابل تھا لے گیا۔ اور کہا یہ تو میرا مکان ہے۔ کہ
نفاست و خوبی مین شہر کے تمام مکانات سے ممتاز ہے۔ اور میری املاک جملہ
رؤساء شہر سے بڑھکر اور زوجہ یہان کے معزز خاندان کی دختر بغایت پرہیزگار
و فرمانبردار و اطاعت گزار۔ اور اولاد میری خوبرو و خوش کردار۔ یہ سب آنحضرت
صلوات اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے ہے۔ اور مین اسوقت تک اڑتالیس ۴۸
حج ادا کر چکا ہون۔ امیدوار ہون کہ جیسا حق تعالی نے اہل بیت کی دوستی کی
بدولت مجھکو دنیا مین کامیاب مراد کیا ہے۔ آخرت مین بھی درجاتِ عالیہ
بہشت عطا کرے۔ اور آنحضرت کے پہلو مین جاوے۔ راوی کہتا ہے کہ حماد
بن عیسی نے پورے پچاس حج کئے۔ اکیاونوین حج کو جاتا تھا۔ کہ مقام جحفہ
مین بارادہ غسل ایک تالاب مین کہ اس نواح مین تھا داخل ہوا۔ قضا کار اسکا
پانو پھسلا اور غرق ہوگیا۔ حتی کہ بہت تلاش سے اسکی لاش کو نکالا۔ اور اسکو
حماد غریق کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ دیگر بشر بن طرخان کہ تجارت
اسپان کرتا تھا۔ ناقل ہے۔ کہ جب حضرت عراق مین تشریف لائے۔ تو مین حاضر
خدمت ہوا۔ حال آنکہ ازبس شکستہ حال تھا۔ مجھسے ایک استر سفید بطن کی فرمائش
کی کہ خرید کرا دو۔ اتفاقاً مجھکو اس صفت کا خچر مل گیا۔ حاضر کیا۔ دیکھکر خوش
ہوئے۔ مین نے التماس دعا کیا اپنے حق مین۔ فرمایا۔ انمی اللہ ولدک

حکایت لیث بن سعد

وکثر مالک۔ خدا تیری اولاد کو زیادہ کرے اور مال افزون تجھے بخشے۔ برکت دعا آنحضرت ؐ کے مین مالدار ہوگیا اور اولاد اسقدر ہوئی۔ کہ اس سے بڑھکر امید نہین کر سکتے۔ دیگر اجابت دعوات آنحضرت صلوات اللہ علیہ مین ایک اور حکایت دلچسپ مشہور ہے اور السنہ رواتِ ثقات پر مذکور۔ ملا عبد الرحمٰن جامی نے شواہد النبوۃ مین۔ اور علی بن عیسی الاربلی نے کشف الغمہ مین اور اور ون نے اور کتابون مین اسے نقل کیا ہے۔ کہ لیث بن سعد نے کہا کہ مین ایام حج مین مکہ مین تھا۔ ایک روز عصر کی نماز کے بعد سیر کرتا ہوا کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگ بیٹھے دعا مانگ رہے ہین۔ پس آپنے یَارَبِّ یَارَبِّ کہا حتے کہ سانس منقطع ہوگیا۔ پھر یَارَبَّاہ یَارَبَّاہ بقدر ایک سانس کہا۔ پھر یَاحَیُّ یَاحَیُّ بقدر ایک سانس علے ہذا یَا اَللہُ یَا اَللہُ۔ بقدر ایک سانس یَارَحِیْمُ یَارَحِیْمُ بقدر ایک سانس پھر عرض کی اَللّٰھُمَّ اَشْتَھِیْ مِنْ ھٰذَا الْعِنَبِ فَاَطْعِمْنِیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّ بُرْدَیَّ خَلِقَا فَاکْسُنِیْ جَدِیْدًا۔ یعنی بارالہا مجھکو انگور کی خواہش ہے۔ میرے کھانیکو انگور کرامت فرما۔ اور خداوندا میرے دو پارچے احرام کے کہنہ ہوگئے ہین۔ اسکے لیئے دو چادرین مرحمت کر۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ دعا ختم نہونے پائی تھی۔ کہ دیکھا مین نے کہ ایک سبد پُر از انگور تازہ اور دو چادرین نگین نئے تہ در تہ اُنکے سامنے موجود ہوگئین۔ حال آنکہ اس موسم مین انگور کہین نہ ملتے تھے۔ انگور کھانے لگے تو مین نے آگے بڑھکر کہا مجھکو بھی اس مین شریک کیجئے

کیونکہ جب آپ دعا مانگتے تھے۔ تو مین یہان حاضر تھا۔ اور آہستہ آہستہ آمین
کہتا تھا۔ فرمایا جسقدر تجھسے کھائے جائین کھالے۔ مگر کچھ اس سے ذخیرہ نکرنا
پس مین کھانے لگا۔ انگور بے دانہ نہایت ہی نفیس و لطیف تھے۔ کہ کبھی پہلے
ویسے نہ کھائے تھے۔ ہم دونو کھاکر سیر ہوگئے۔ مگر ٹوکرے مین ذرا کمی نہ آئی بروایت
شواہد فرمایا کہ ان دو چادرون سے جو تجھکو پسند ہو لیلے۔ مین نے کہا مجھکو اسکی حاجت
نہین۔ پس آپنے ایک چادر بجائے تہ بند نیچے باندھی۔ اور دوسری اوپر اوڑھلی
اور کہنہ چادرون کو ہاتھ مین لیئے پہاڑ سے اترے۔ سعی کے مقام پر صفا و مروہ کے
درمیان پہونچے۔ تو ایک مرد نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے کپڑا پہنا و خدا تمہین
کپڑا پہنا وے۔ آپنے وہ دونو پرانی چادرین اسکو دیدین مین نے اس مرد کے
پاس جاکر پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہین۔ کہا جعفر بن محمد الصادق۔ پس مین نے ہرچند
تلاش کی کہ خدمت مین پہونچکر استماع حدیث کرون میسر نہوا۔ علامہ علی بن
عیسی بعد نقل حدیث مذکور کہتے ہین کہ روایت لیث بن سعد مشہور و معروف ہے۔ ایک
جماعت راویان حدیث و ناقلان اخبار نے اُسے روایت کیا ہے۔ مین نے اول اس حدیث
کو کتاب المستغیثین مولفہ فقیہ عالم ابی خلف پسر عبد الملک بن مسعود بن الشکوال کے
مین دیکھا تھا جسکو شیخ عادل رشید الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی قاسم بن عمر بن
ابو القاسم سے ماہ شعبان ۶۵۶ھ بغداد مین پڑھا اور رشید الدین نے اسکو دو واسطے
سے اسکے مصنف سے اجازۃً قرات کیا تھا۔ اسکے علاوہ ایک جماعت محدثین

علماء نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور شیخ حافظ ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب صفوۃ الصفوہ مین اسے نقل کیا ہے۔ اور سب نے لیث بن سعد سے اسکی روایت کی ہے۔ جو خود بھی ایک ثقہ و معتبر شخص تھے۔

## قصۂ داؤد بن علی بن عبداللہ عباسی

یہ داؤد علی بن عبداللہ کا بیٹا اور عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا پوتا رشتہ مین حضرت صادقؑ کا چچا ہوتا تھا۔ مگر بنی عباس حضرت امیرالمومنینؑ کی اولاد طاہرین کے ساتھ اسیوقت تک بہت پیچھے رہے جب تک کہ عہد خلافت آنحضرت مین آپ کیطرف سے جلیل القدر عہدون پر ممتاز ہوتے تھے۔ بعد کو ان لوگون کی وہ کیفیت نہین رہی۔ اور سلطنت و حکومت پہونچکر تو یہ قوم بجز اولاد آل رسول کے ویسے ہی خون کے پیاسے ہو گئے جیسے کہ بنی امیہ تھے روایت ہے کہ علی بن عبداللہ کہ جد خلفاء بنی عباس اور جملہ خلفاء عباسیہ اسکی نسل سے ہین۔ عہد خلافت امیرالمومنینؑ مین پیدا ہوا تھا۔ عبداللہ بن عباس بکمال عقیدت و اخلاص اسکو حضرت کے سامنے لے گئے۔ آپنے اسکو لیا اور آب دہن مبارک اسکے مونھ مین ڈالا اس سے تحنیک کیا۔ اور اپنے نام نامی پر علی اسکا نام رکھا۔ اور اپنی کنیت (ابوالحسن) اسے عطا فرمایا۔ من بعد معاویہ نے براہ حسد و عداوت کنیت بدل کر ابو محمد مقرر کی۔ اور کہا کہ مین ابو تراب کی کنیت اور نام دونو جمع ہونے دونگا۔ غرض حضرت امیرؑ نے اس بچے کو ابن عباس

کو واپس دیتے وقت فرمایا کہ لے اسکے تئین کہ یہ ہے خلفاء بنی عباس کا ابن عباس یہ مژدہ فرحت اساس سنکر باغ باغ ہو گئے۔ اس واقعہ کے کوئی نوّے سال بعد یعنی ۱۳۲ھ ہجری مین پوتا اس علی بن عبد اللہ کا۔ عبد اللہ بن محمد بن علی معروف بہ ابو العباس سفاح بنی امیہ کو قتل و قمع کرکے مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اسکے عہد مین داؤد بن علی اسکے چچا نے حاکم مدینہ ہو کر شیعیان امیر المومنین کو چن چن کر قتل کرنا شروع کیا۔ معلّی بن خنیس مولائے جناب صادق کہ مرد جاہ طلب و با ثروت تھا۔ اسکو پکڑ منگایا۔ اور کہا تو ان لوگون کے یعنی شیعون کے نام مجھے بتلا۔ معلّی نے کہا۔ اے امیر مین اپنے کاروبار مین لگا رہتا ہون مین کسی کو کیا جانون۔ کہا اگر نہ بتلائیگا۔ تو تجھے قتل کرونگا۔ جب نوبت یہان تک پہونچی تو معلّی بھی اپنے دین یقین کا پکّا تھا بولا تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے قسم ہے خدا کی اگر ایک اُنمین سے میرے پانو کے نیچے ہو۔ تو تیرے کہنے سے اس پر سے پانو نہ اٹھاؤن۔ داؤد نے بگڑکر اسکے قتل کا حکم دیا۔ معلّی نے کہا جو کچھ مال جائداد لونڈی غلام انکی ملکیت مین تھا۔ جناب صادق کو ہبہ کر دیا۔ اور بہت سے آدمیون کو اس پر گواہ کروانا۔ مگر داؤد نے انکو قتل بھی کیا۔ اور مال اسباب بھی ضبط کر لیا معلّی کو جو خصوصیت حضرت صادق کے ساتھ تھی اسی سے ظاہر ہے۔ کہ وہ ایک روز غمگین و ملول حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی آج کل عراق مین وبا پھیلی ہوئی ہے۔ مین اپنی اہل و عیال کی طرف سے پریشان حال

معلّی بن خنیس

ہون۔ حضرت نے فرمایا چاہتا ہے۔ کہ انکو بچشم خود دیکھے۔ عرض کی ہان فدا
ہون آپ پر فرمایا دو تو آنکھین بند کر اسنے آنکھین بند کین۔ پھر جو کھولین تو اپنے
تئین کوفہ مین اپنے مکان کے اندر پایا۔ فرمایا اچھی طرح سب کو دیکھ لے۔ اور انسے
مل لے۔ سب سے ملا اور حال معلوم کیا۔ پھر فرمایا اب پھر آنکھین بند کر۔ بس یا تو
وہان تھا۔ یا ایک آن کی آن مین مدینہ مین خانۂ ملایک آشیانۂ آنحضرت مین
پہونچ گیا۔ مگر افسوس کہ یہی قضیہ اسکے قتل کا باعث ہوا۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا
تھا کہ یہ امور جملۂ اسرار امامت سے ہین۔ انکو افشا نکرنا کہ مارا جائیگا۔ مگر معلی سے
ضبط نہ ہوسکا۔ اور کہین تذکرہ کر بیٹھے۔ اور خبر اوڑتی اوڑتی ظلمۂ وقت تک پہونچ
گئی۔ اور مزید اختصاص انکا آپ کے ساتھ منکشف ہوکر باعث ہلاکت ہوا
الغرض حضرت صادق کو قتل معلی کی خبر پہونچی۔ تو شدتِ قلق سے بیتاب ہوگئے
اور اسی غیظ و غضب مین دامن کشان داؤد کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا
تو نے میرے غلام کو قتل کیا۔ اور میری دعاء بد سے نہ ڈرا۔ اس بدبخت نے بطور
سخریۃ و استہزاء کہا جو کچھ تم سے ہوسکے کرو مین تمہاری دعاؤن سے ڈرنیوالا
نہین۔ وہان سے واپس آکر حجرۂ طاہرہ مین داخل ہوئے۔ اور رات بھر مشغول
عبادت رہے۔ بوقت سحر درگاہ قاضی الحاجات مین مناجات کی اور کہا یا
ذَا الْقُوَّةِ الْقَوِیَّۃِ یَا ذَا الْعِزَّۃِ الَّتِیْ کُلُّ خَلْقِکَ لَہَا ذَلِیْلٌ اِکْفِنِیْ ھٰذَا
الطَّاغِیَۃَ وَانْتَقِمْ لِیْ مِنْہُ۔ ایک ساعت نگزری تھی کہ صدائین

ہلاکت داؤد بن علی بدعای جناب صادق

بلند ہوئین کہ داؤد نے قضا کی۔ بروایت ابن شہر آشوب داؤد نے اس رات
پانچ سپاہی مقرر کیئے۔ کہ حضرت کو پکڑکر اسکے پاس حاضر کرین۔ نہ آئین۔ تو سر
کاٹ لائین۔ یہ لوگ حضرت کے پاس داخل ہوئے۔ تو آپ مشغول نماز تھے۔ کہا
داؤد کے پاس چلیئے۔ آپنے انکار کیا۔ وہ اصرار کرتے تھے۔ فرمایا تمہارے لیئے
دنیا وآخرت مین بہی اولے ہے کہ اُلٹے پانو پہر جاؤ۔ مگر وہ وہان سے نہ ٹلے
آپنے دعا کی اور انگشتِ سے اشارہ کرکے فرمایا۔ اَلسَّاعَۃَ اَلسَّاعَۃَ
یعنی اسی وقت وہ مارا جائے۔ پس صدائے واویلاہ واثبوراہ خانۂ داؤد سے
بلند ہوئی۔ فرمایا تمہارے صاحب نے قضا کی۔ حقیقت اسکی دریافت کی گئی
تو فرمایا وہ مجھکو قتل کرنا چاہتا تھا۔ مین نے اسم اعظم پڑھکر دعا کی حق تعالیٰ نے
ایک فرشتہ کو بھیجا اسنے اسکا کام تمام کیا۔ اور کافی مین ہے۔ کہ حضرت اس
رات معمول سے زیادہ مشغول رکوع و سجود و قیام و قعود رہے۔ بوقت سحر
سر مبارک سجدہ مین رکھکر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِقُوَّتِكَ الْقَوِيَّةِ وَبِجَلَالِكَ
الشَّدِيْدَةِ الَّذِیْ كُلُّ خَلْقِكَ لَهٗ ذَلِيْلٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَنْ
تَاْخُذَهُ السَّاعَةَ ابہی سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا۔ کہ آواز گریہ و
بکا خانہ داؤد سے آئی۔ پس سجدے سے اٹھے۔ اور فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دعا میری
قبول کی۔ اور ایک فرشتے کو عصائے آہن دیکر بھیجا اسنے وہ عصا اسکے سر
پہ مارکر قتل کیا۔ لُبابہ بنت عبداللہ عباس کہتی ہے۔ کہ داؤد اس رات گھر مین

مضطرب اور بے چین تھا۔ اور ہر طرف دوڑا پھرتا تھا۔ حتیٰ کہ غش کھا کر گر پڑا
میں اٹھی تا کہ دیکھوں کہ اسکو یکبیک کیا ہو گیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک جگہ
چت پڑا ہے۔ اور ایک بزرگ اسکے سینے سے لپٹا ہوا ہے۔ اور اپنا پھنا اسکے
مونہہ کے مقابل کر رکھا ہے۔ میں نے کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر سانپ کو پکڑا۔ تو وہ
پھنکار کر میری طرف آیا۔ میں نے خوف سے زمین پر پھینکدیا۔ پس ایک سمت
گوشہ میں چلا گیا۔ داؤد کو ہوش آیا تو دیکھا اُسکی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں
اور ویسا ہی بیقرار ہے۔ حتیٰ کہ پھر بدحواس ہو کر گرا۔ اور سانپ پھر آکر اس
سے لپٹ گیا۔ اب کی دفعہ جو میں نے اس سے جدا کیا تو جان داؤد کے بدن
سے نکل گئی تھی۔ المختصر داؤد کے مرنیکا حال آپ کو معلوم ہوا تو سجدہ شکر بجا
لائے۔ اور بقیہ شب یہ کہتے تھے شُکْرًا شُکْرًا لِلْعَزِیْزِ شُکْرًا لِلْکَرِیْمِ شُکْرًا لِلدَّائِمِ
شُکْرًا لِلْقَائِمِ الَّذِیْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ۔ صبح کو لوگ تہنیت
کو آتے اور ظالم دشمن کے ہلاک ہونیکی حضرت کو مبارکباد دیتے تھے۔ فرمایا قسم
خدا کی وہ دین ابولہب پر تھا۔ میں نے ستمگی کی وجہ سے اس پر دعائے
بد کی اور حق تعالیٰ نے دعا میری قبول کی॥

## سزاء دشمنان

داؤد کے قصہ کے سوا اور حکایتیں بھی سزاء دشمنان میں آپ سے منقول ہیں۔
ازانجملہ ستجارمین ابوالصباح کنانی سے روایت ہے کہ اسنے عرض کی ہمارا ایک

ہمسایہ جعد بن عبد ہمدانی نام مذمت امیرالمومنین کیا کرتا ہے۔ حضرت اجازت دین تو مین اسکو مار ڈالون۔ فرمایا جانے دے حق تعالیٰ خود اسکو کفایت کرتا ہے راوی کہتا ہے۔ کہ مین کوفہ واپس آیا۔ تو ایک روز مسجد مین نماز صبح پڑھی تو شور ہوا کہ جعد بن عبد بستر پر مردہ ملا۔ جا کر دیکھا تو اسکا بدن مشک کیطرح پھول گیا تھا۔ وہان سے اٹھانے لگے۔ تو گوشت ہڈیون سے چھوٹ کر جدا ہو گیا — ناچار ایک پارچہ پر جمع کیا تو اسکے نیچے سے ایک مار سیاہ نکلا پس اسکو ویسے ہی دفن کر دیا نیز بحار مین ہے۔ کہ سماعہ بن مہران نے کہا ہم حضرت کی خدمت مین حاضر تھے۔ غلام کو بھیجا کہ چاہ زمزم سے پانی لائے۔ پس از ساعتے فرمایا خداوندا نور بصارت اسکا زایل کر اور زبان کو گنگ اور کان کو کر فرما۔ اتنے مین غلام روتا ہوا آیا کہ فلان قرشی نے مجھے مارا اور پانی لینے نہ دیا۔ فرمایا کہ اب جا کر بھر نے کہ اسکا علاج ہو گیا۔ غلام وہان پہونچا تو وہ قرشی گونگا بہرا اندھا ہو چکا تھا۔ اور لوگ اسپر جمع ہو رہے تھے اور خرایج مین ہے۔ کہ طعام چاشت تناول فرما رہے تھے۔ غلام کو آب زمزم کے واسطے بھیجا۔ ایک غلام خادم چاہ زمزم نے اسے روکا کہ تو عراقیون کے خدا کیلئے پانی چاہتا ہے۔ یہان اسکے واسطے پانی نہین حضرت نے یہ سنا تو دست طعام سے کھینچ لیا۔ اور دعا کے لیئے بلند کیا۔ اور زیر لب کچھ پڑھا۔ ابھی وہ پڑھنا ختم نہوا تھا۔ کہ غلام کوئین مین گر کر واصل جہنم ہوا۔ غلام امام دوبارہ سر چاہ پر پہونچا۔ تو اس بدبخت کو کوئین سے نکال رہے تھے۔ شکر خدا بجالایا۔ نیز خرایج مین ہے۔ کہ عثمان

بن عیسےٰ نے آپ سے شکایت کی کہ میرے برادران و بنی اعمام مجھے ایذا دیتے ہین۔ اور مکان کو مجھ پر تنگ کیا ہے۔ حضرت اس بارے مین کچھ انکو ارشاد کرین فرمایا صبر کر سال آئندہ پھر شاکی ہوا۔ آپنے پھر وہی کلمہ فرمایا کہ اصْبِرْ۔ تیسرے سال جو شکوہ کیا تو فرمایا صبر کر۔ حق تعالیٰ عنقریب صورت کشائش و فرج تیرے لئے نکالیگا۔ پس تھوڑے عرصے مین وہ سب کے سب نیست و نابود ہو گئے۔ پھر جو عثمان حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ تیرے اخوۃ و بنی اعمام کا کیا حال ہے۔ کہا سب مر گئے۔ فرمایا یہ بلا وہ اپنے سر پر آپ لائے۔ نہ تیرے ساتھ اتنی سختی روا رکھ کر قطع رحم کرتے نہ یہ صورت پیش آتی +

## احاطۂ لغات مختلفہ بنی آدم و معرفت منطق طیور و وحوش وغیرہ

اس مین ذرا شک نہین کہ وہ حضرت مثل اپنے آباء طاہرین و پسران مطہرین کے ہر ملک و ہر قوم کے زبان سمجھتے تھے اور بول سکتے تھے۔ دور دراز شہرون کے لوگ باریاب خدمت ہوتے آپ انسے انکی مادری زبان مین گفتگو فرماتے۔ اور جواب مسایل ارشاد کرتے تھے۔ بحدیکہ وہ بھرے مجمع مین اقرار کرتے۔ کہ آپ ہماری زبان کو ہم سے بہتر جانتے ہین۔ اور آپ کی بلاغت و فصاحت کی داد دیتے تھے۔ احمد بن فارس کہتا ہے۔ کہ کچھ لوگ اہل خراسان سے حاضر خدمت ہوئے آپنے بطور نصیحت انہین فرمایا کہ جمع اموال خوب نہین یہ باعث عذاب آخرت ہے۔ بعض نے انسے کہا کہ ہم عربی زبان اچھی طرح نہین سمجھتے۔ فارسی مین ارشاد

فرمائے۔ فرمایا "ہر کہ مال اندوزد جز آتش دوزخ باشد" پھر فرمایا حق تعالیٰ کے
دو شہر مشرق و مغرب میں ہیں کہ ستر ستر ہزار کی آبادی ان میں ہے۔ اور مختلف
زبانیں بولتے ہیں۔ ہم انکی تمام زبانوں سے واقف ہیں۔ اور ان میں اور انکے
درمیانی ملکوں میں کوئی اور میرے اور میرے آباء طاہرین کے سوا حجت خدا
نہیں۔ **مفضل بن عمر** کہتے ہیں کہ ہم در دولت پر حاضر تھے۔ اور اذن و
دخول چاہتے تھے۔ کہ سنا کہ حضرت بزبان سریانی کچھ پڑھ رہے ہیں۔ پھر پڑھتے
پڑھتے رونے لگے ہم بھی سنکر رونے لگے۔ اجازت ہوئی تو اندر گیے۔ اور عرض
کی اصلحک اللہ ہمنے ایک کلام آپ سے سنا جو عربی زبان کا نہ تھا۔ شاید زبان
سریانی کا تھا یہ سنا تو آپ گریان ہوئے۔ ہم بھی حضرت کے ساتھ گریان ہوئے
فرمایا ہان وہ دعائے الیاس پیغمبر تھی۔ جسے سجدے میں پڑھا کرتے تھے۔ مجھ
کو اسوقت یاد آگئی۔ بتحقیق کہ الیاس عبّاد و زہاد بنی اسرائیل سے تھے۔ پھر
دعا ہمکو مکرر پڑھکر سنائی۔ قسم بخدا کہ قسیسین و جاثلیق سے کوئی بھی اس خوش
اسلوبی سے نہیں پڑھ سکتا۔ جس طرح کہ آپ نے پڑھی۔ بعد ازان اسکا ترجمہ عربی
مین کیا۔ بہت عالیہ مضامین اسکے تھے ۔

نیز عمار ساباطی سے نبطی زبان مین کلام کیا۔ وہ سنکر حیران رہ گئے۔ اور کہا مین نے
آج تک کسی نبطی کو اپنی زبان مین اس فصاحت سے گفتگو کرتے نہین سنا جسطرح کہ
آپ کرتے ہین۔ فرمایا اے عمار نبطی پر موقوف نہین ہر ایک زبان مین ہمارا یہی حال ہر

جانوروں کی بولی سمجھتے تھے۔ اور اس سے اپنے اصحاب کو مطلع فرماتے۔ ایک مرتبہ سفر مین تھے۔ ایک کوا سامنے آکر کائین کائین کرنے لگا فرمایا جوع وگرسنگی سے ہلاک ہو۔ مگر نہین جانتا تو کہ جو کچھ تجھے معلوم ہے۔ مین بھی اس سے ناواقف نہین اور تجھ سے زیادہ خدا کا پہچاننے والا ہون +
اصحاب آنجناب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ فاختہ آگئے آکر بولنے لگی۔ فرمایا جانتے ہو۔ کہ یہ کیا کہتی ہے۔ عرض کی نہین۔ فرمایا کہتی ہے فَقَدْتُکُمْ فَقَدْتُکُمْ۔ گم ہو اور جاتے رہو تم۔ پس آپنے فرمایا گم کرو اسکو قبل اسکے کہ یہ تم کو گم کرے۔ پس ڈھیلا مار کر اسے اوڑا دیا۔ علی ہذا کنجشک جانکی کی نسبت خبر دی کہ وہ کہتی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ لَا بُدَّ لَنَا مِنْ رِزْقِكَ پروردگارا مین تیری مخلوقات سے ایک مخلوق ہون۔ ہم تیرے رزق کے محتاج ہین۔ نیز کبوتر اپنی مادہ سے جُفتی کرتا اور غٹر غون کر رہا تھا۔ فرمایا یہ اپنی کبوتری کو کہتا ہے۔ کہ ای میری دلآرام جفت مجھے دنیا مین کوئی شے تجھسے زیادہ محبوب و مرغوب نہین اس فعل سے میرا یہ ارادہ ہے۔ کہ تجھسے ایک بچہ پیدا ہو۔ کہ آل محمدؐ کو دوست رکھے۔ اور فرمایا کبوتر راعبی کو گھرون مین پالو۔ کیونکہ وہ قاتلان حسینؑ پر لعنت کرتا ہے نیز فرمایا کہ کبوتر یا ہو بہت یاد خدا کرتا ہے۔ اور اہلبیت کو دوست رکھتا ہے۔ اور صاحب خانہ کو دعا دیتا ہے۔ کہ خدا تمہین برکت دے۔ ہیثم بن خالد نے کہا کہ ہم ہمراہ رکاب تھے۔ کہ ایک ہرن آیا دُم ہلاتا تھا اور اپنی زبان مین کچھ کہتا

تھا حضرت نے فرمایا افعل ان شاء اللہ تعالےٰ مین کرونگا خدا نے چاہا۔ پھر ہمسے
فرمایا۔ تمنے جانا کہ یہ آہو کیا کہتا ہے۔ عرض کی خدا اور رسولؐ و فرزند رسولؐ زیادہ
دانا ہین فرمایا کہتا ہے۔ کہ میری مادہ کو اہل مدینہ سے کچھ لوگ پکڑکر لے گئے ہیں اسکے
دو بچے کم سن ہین کہ چل پھر کر پیٹ بھر لینے کی قابل نہین وہ انکو دودہ پلاتی
تھی۔ پس خواستگار ہے کہ شکاریون سے کہکر اسکو چھوڑوا دون۔ اور ضامن ہوتا
ہے۔ کہ جسوقت بچے اپنی روزی آپ حاصل کرنیکی لائق ہو جائینگے۔ تو خود اسکو
یہان چھوڑ جائیگا۔ اور حلف کرتا ہے۔ کہ تم اہلبیت کی ولایت سے بری ہون
اگر اپنے قول کو پورا نہ کرون۔ پس مین نے اقرار کیا ہے۔ کہ اسکی زوجہ کو چھوڑا
دونگا۔ ابو عبداللہ بلخی نے کہا فیکم سنۃ سلیمان ع یہ آپ کے درمیان سنت
سلیمان بن داؤد ہے۔

چلپاسہ (چھپکلی) کی نسبت خبر دی۔ کہ مسوخات بنی مروان سے ہے۔ چرچر
کرتی ہے۔ تو کہتی ہے تم عثمان کو برا کہوگے۔ تو مین علی کی مذمت کرون گی۔
نیز فرمایا کہ وہ نجس و مسخ ہے۔ اسے قتل کرو تو غسل بجالاؤ۔

## تصرف در عناصر اربعہ

خاک۔ باد۔ آب۔ آتش بحکم خالق مطلق زیر فرمان تھے۔ کوئی ایذا و آزار نہ پہونچا
سکتے تھے۔ منصور مقہور نے حسین بن زید حاکم مدینہ کو کہلا بھیجا کہ دار امامت
مین آگ لگادے کہ دشمنان آنحضرت اس مین جل جائین حسب الحکم اسکے

خانۂ ملائک آشیانہ مین آتش ڈال دی گئی۔ کہ مشتعل ہوکر در و دیوار کو لگ گئی۔ حضرت اسوقت باعجاز امامت آگ کو روندتے ہوئے دولت خانہ سے نکلے۔ اور مکرر فرماتے تھے۔ اَنَا ابْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ مین ہون لپسران بزرگوارون کا جو بنیاد بقاء زمین ہین۔ اور مین ہون بیٹا ابراہیم خلیل خدا کا۔

مامون رقی کہتا ہے کہ مین حاضر خدمت تھا۔ کہ سہل بن حسن خراسانی آیا۔ اور عرض کی یا ابن رسول اللہ تم معدن رحمت و رافت ہو۔ اور اہلبیت امارت و امامت۔ کس لیئے خاموش بیٹھے ہو اور کیون اپنا حق نہین طلب کرتے خراسان مین ایک لاکھ شیعہ آپ کے ہمراہ لڑنے اور جان دینے کو تیار ہین۔ فرمایا اے خراسانی ذرا صبر کر پھر کنیز کو اشارہ کیا کہ آتش تنور مین روشن کرے۔ جب آگ دہک گئی اور تمام تنور مثل شعلہ آتش بن گیا۔ کہ اطراف اس سے روشن ہو گئے تو فرمایا اٹھ اے خراسانی اس تنور مین داخل ہو خراسانی کا یہ دیکھکر رنگ فق ہو گیا۔ اور حالت متغیر ہو گئی۔ عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھے آگ مین نہ جلاؤ معاف رکھو۔ فرمایا اچھا مین نے معاف رکھا۔ اسوقت ہارون مکی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور سلام کیا آنحضرت پر آپنے فرمایا ہان اے ہارون ذرا اس تنور مین تو داخل ہو۔ یہ کہنا تھا کہ ہارون وہین جلتی آگ مین کود پڑا حضرت بے تکلف بیٹھے خراسانی کے ساتھ باتین کرتے تھے۔ اصلاً تغیر آپکے

حضرت امام کا آتش مین

معجزہ

[illegible]

حال مین محسوس نہ ہوتا تھا۔ بہت دیر کے بعد فرمایا اے خراسانی اٹھ اور تنور کے اندر نظر کر۔ خراسانی اٹھا کہ ہڈیان ہارون کی جو جلنے سے رہ گئی ہونگی ان کو دیکھئے۔ دیکھتا کیا ہے۔ کہ ہارون تنور کے اندر چارزانو خوش وخورم بیٹھا ہے اور نار اسپر گلزار ہوگئی ہے۔ پس ہارون تنور سے نکلا۔ اور سلام کیا آنحضرتؑ پر آپ نے فرمایا اے شخص خراسان مین ایسے شیعہ کسقدر ہونگے۔ عرض کی ایک بھی نہین فرمایا ایک بھی نہین۔ عرض کی ہان ایسا تو ایک بھی نہین۔ فرمایا تو ہم ان لوگون کے بھروسہ پر کیونکر کوئی کار کرین۔ اے سہل ہم موقعہ ووقت کو خوب پہچانتے ہین۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مومن شیعہ کے لیئے کیا کیا شرائط لازم ہین اور کامل الیقین شیعہ ہونا کسقدر دشوار ہے۔ جب ہارون مکی کی طرح کوئی جان کو ہتھیلی پر رکھے تب شیعہ کامل ہونیکا دعوی کرے ✦

محمدؐ بن میمون ہلالی کہتا ہے۔ کہ مین حضرت صادقؑ کیخدمت مین جبکہ آپ حیرہ مین فروکش تھے۔ تین روز حاضر ہوتا رہا۔ کثرت مردم سے آنحضرتؑ تک رسائی نہ ہوتی تھی۔ چوتھے روز گیا تو آپ نے دیکھکر نزدیک بلایا تا اینکہ مجمع متفرق ہوا اسوقت اٹھے اور بارادۂ زیارت روضۂ منورہ حضرت امیرالمومنینؑ سوار ہوئے۔ مین پیادہ پا ہمراہ رکاب تھا۔ پس ایک مقام پر ضرورت بول کی ہوئی۔ راستے سے علیحدہ ہوکر رفع حاجت فرمایا۔ پھر پانوزمین پر مارا فوراً چشمۂ آب صافی وہان سے جوش زن ہوا۔ بعد طہارت وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازان یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِمَّنْ

نقدم مرق ولا یمن تاخر محق واجعلنی من النمط الاوسط

سلیمان بن خالد نے کہا۔ ابو عبد اللہ بلخی حضرت کے ہمراہ سفر میں تھا۔ اسکو پیاس لگی۔ تو فرمایا دیکھو اگر یہاں آس پاس کوئی کنواں ہو تلاش کیا تو ایک چاہ خشک بے آب نظر آیا۔ آپ نے کنارۂ چاہ پر کھڑے ہوکر فرمایا ایھا الجب جو پانی خدا نے تجھے بخشا ہے۔ اس میں سے تھوڑا سا ہمیں بھی دے۔ بمجرد اسکے آب شیرین تہ چاہ سے جوش زن ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے سر چاہ تک پہونچا۔ حتٰے کہ بلا وساطت دلو ورسن سب نے پانی لیا۔ بلخی نے کہا سنۃ فیکم کسنۃ موسٰی تم میں یہ معجزہ موسٰی کا سا ہے۔ فرمایا نعم والحمد للہ ہاں ہے۔ تو خدا کا شکر و احسان ہے۔

بحار میں ہے۔ کہ عبد الرحمن بن حجاج نے کہا کہ میں حضرت کے ہمراہ مدینہ و مکہ کے درمیان جاتا تھا آپ خچر پر اور میں حمار پر سوار تھا۔ اور کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہ تھا۔ اسوقت میں نے عرض کی اے سید و سردار میرے امام کی کیا شناخت ہے فرمایا اگر اس پہاڑ کو کہے کہ چل تو وہ چلنے لگے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ دیکھا میں نے کہ یک بیک پہاڑ میں جنبش ہوئی۔ اور اسنے حرکت کی اپنی جگہ سے حضرت نے فرمایا۔ میں نے تجھے تو نہیں کہا تھا۔ تو اپنی جگہ قائم رہ۔

نیز بحار میں ہے۔ کہ اصحاب آنحضرت سے ایک شخص نے کہا کہ میں ایک مرتبہ کچھ مال (غالباً خمس ہوگا) آنحضرت کے لیئے لے گیا۔ اور دل میں اسکو زیادہ گنتا تھا آپ باعجاز امامت میرے دل کی بات پر مطلع ہوئے۔ اور غلام کو امر کیا کہ

طشت سامنے حاضر کرے۔ اسنے لاکر ایک جانب اسکے حسب الایماء جھکا دی۔ بمجرد اسکے دینار اس سے گرنے لگے۔ حتےٰ کہ ایک انبار دینارونکا لگ گیا۔ کہ میرے اور غلام کے درمیان حائل ہوا۔ پس فرمایا مجھے کہ تیرا گمان یہ ہے۔ کہ ہم تیرے مال کے محتاج ہین کَلَّا وَاللّٰہِ۔ نہین قسم خدا کی ہم صرف اسلیئے تم سے لیتے ہین۔ کہ حقوق مالیہ تمہارے ذمہ سے ادا ہون۔ اور تم پاک ہو جاؤ۔

نیز بحار مین داؤد رقی سے منقول ہے کہ مین مقروض ہوگیا تھا۔ اسی فکر و تردد مین لاغر ہوگیا۔ اور رنگ و روغن چہرہ کا اڑ گیا۔ مین نے چاہا کہ سفر دریا کرون مگر اہوال و امواج دریا سے دہشت معلوم ہوتی تھی۔ حضرت نے یہ سنا تو فرمایا جو خدا خشکی مین آدمی کا حافظ ہے وہی دریا مین ہے۔ اس سے جرأت میری بڑھ گئی۔ جہاز پر سوار ہوا اور جہاز ہمارا روان ہوا۔ حتےٰ کہ پورے چار مہینے بعد کنارے لگا۔ جمعہ کا روز تھا۔ اور زوال مین قدرے عرصہ باقی تھا۔ کہ مین خشکی پر اوترا اسوقت ابر ہو رہا تھا۔ ایک آواز میرے کان مین آئی۔ اور اسکی ساتھ ہی ایک نورہ از زمین تا آسمان نمایان ہوا۔ کہ آنکھین چکا چوندھ ہوگئین۔ آواز کا مضمون یہ تھا کہ تیرے قرض کے ادا ہونیکا زمانہ قریب آگیا۔ سر کو اوپر اٹھایا مین نے اوپر کیطرف دیکھا تو دوسری آواز آئی۔ کہ اس سرخ ٹیلے کیطرف جا۔ وہان گیا تو بہت سے ٹکڑے زر خالص کے پڑے نظر آئے جنکے ایک جانب صاف اور دوسری طرف یہ آیہ شریفہ منقوش تھی هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ انکی قیمت کا مین اندازہ نہین لگا

سکتا کہ کسقدر ہو گی۔ مین نے انکو اٹھایا اور دل مین مقرر کر لیا کہ جب تک مدینہ پہونچکر یہ ماجرے حضرت کیخدمت مین عرض نہ کر لون۔ ایک حبہ اس سے صرف نہ کرونگا حاضر ہوا تو فرمایا۔ اے داؤد وہ نور کہ تیری آنکھون کے سامنے چمکا ہمارا نور تھا نگر وہ زر و طلا عطاء خداوند کبریا ہے۔ تجھے مبارک ہو جسطرح چاہے اس مین تصرف کر۔ راوی کہتا ہے۔ کہ معتب غلام آنحضرتؑ سے جو اسکا ذکر آیا تو اسنے کہا کہ جو دن اور وقت تم کہتے ہو۔ اسوقت حضرت اپنے اصحاب خیثمہ بن حمران و عبدالاعلیٰ وغیرہ کے ساتھ بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ یہ قصہ جو تم کہتے ہو۔ ہو بہو اُسنے بیان کیا تھا۔ پھر خیثمہ وغیرہ نے بھی اسکی تصدیق کی؛؛

**مشارق الانوار** مین ہے۔ کہ منصور کے ہمراہ سفر مین جا رہے تھے۔ وہ ایک مقام مین راہ کاٹ کر ایک ریتے کے ٹیلے پر جا بیٹھا۔ حضرت بھی اسکی برابر بیٹھ گئے اتنے مین ایک سائل آیا کہ اس سے سوال کرے۔ مگر آپ کو وہان دیکھکر جھجکا اور منصور سے اعراض کر کے آپ کیطرف متوجہ ہوا۔ وہان بجز ریت کے کیا تھا۔ اُسی کی تین دو مٹھی بھر کر اسکے دامن مین ڈالین۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھے بے نیاز کریگا۔ خواص منصور سے ایک نے کہا کہ شہنشاہ روئے زمین سے نہ مانگا ایک فقیر بے چیز سے سوال کیا۔ سزا اسکی یہی ہے کہ خاک سے تیرا دامن بھر دیا۔ اس مرد نے دیکھا لیکہ آثار خجالت اسکے چہرہ سے نمایان تھی؛ کہا مجھکو انکی بخشش پر وثوق تھا۔ یہ کہکر گھر کو گیا۔ اور زوجہ سے یہ حال بیان کیا۔ زن عاقلہ خوش اعتقاد نے کہا۔ تھوڑی خاک اس مین

سے لے۔ اور اہل خبرت کو دکھا۔ مجھکو تو اس مٹی سے بو دے تو انگری آتی ہے۔
مرد تھوڑا سا رہتا کہ اکسیر خالص تھا لیکر ایک جوہری کے پاس گیا۔ اسنے دس ہزار
درہم اسکے لگائے۔ اور کہا جسقدر تیرے پاس ہو اسی نرخ سے دیجا+

علی بن ابو حمزہ نے کہا کہ سفر حج مین ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا۔ ایک مقام پر
کھجور کے سوکھے پیڑ کے نیچے اترے۔ آہستہ آہستہ کچھ دعا پڑھکر فرمایا اے شجر رزق
عباد سے جو کچھ حق تعالی نے تیرے درمیان ودیعت رکھا ہے۔ اس مین سے کچھ
ہمکو بھی دے۔ بمجرد اسکے برگ و بار درخت سے نکل آئے۔ اور وہ آنحضرتؑ کیجانب
مائل ہوا۔ آپنے ہمکو بلایا کہ آؤ اور بسم اللہ کہکر کھاؤ۔ ہمنے کھائے۔ خورمے ایسے
شیرین ولطیف تھے۔ کہ پہلے نصیب نہوئے تھے۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا یہ ماجرے
دیکھ رہا تھا۔ بولا کیسا عظیم سحر ہے مین نے کبھی ایسا جادو نہین دیکھا۔ فرمایا ہم
وارثان انبیا ہین۔ تونے جو کچھ دیکھا جادو سے کوئی نسبت نہین رکھتا۔ حق تعالی
سے دعا کرتے ہین وہ سبحانہ قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ اگر مین اسوقت دعا کرون کہ
تو کتا ہو جائے تو ضرور کتا ہو جائے۔ اور دم ہلاتا گھر جائے کم بخت اعرابی نے کہا
جو کچھ تم سے ہو سکے دریغ نہ کرو حضرت نے اشارہ کیا فوراً کتا ہوگیا۔ اور اسی حالت
مین گھر گیا۔ گھر والون نے دھتکارا اور لکڑی سے مارنا چاہا۔ وہان سے واپس ہوا
راوی کہتا ہے۔ کہ ہم بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ کہ وہ سگ وہان آیا۔ عوعو کرتا تھا اور
اشک آنکھون سے جاری تھے۔ پس خاک پر لوٹنے اور پشیمانی کے آثار ظاہر کرنے

لگا۔ حضرت کو رحم آیا دعا کی جامۂ انسانی مین آگیا۔ فرمایا اب بھی تجھے یقین آیا کہا

نعم الفاً الفاً ہان ہزار ہزار مرتبہ ؀

داؤد بن کثیر رقی نے کہا مین حاضر خدمت تھا کہ فرزند دلبند آپ کے موسیٰ کاظمؑ

تشریف لائے اور انگور حبشی و انار کی خواہش کی مین نے کہا سبحان اللہ یہ موسم

سرما اور انگور۔ انگور اسوقت کہان فرمایا۔ اے داؤد حق تعالیٰ ہر شے پر توانا ہے کوئی

دشوار نہین تو باغ مین جا شاید دستیاب ہو جائے۔ مین باغ مین گیا تو درحقیقت ایک شاخ

درخت پر خوشۂ انگور و دانۂ انار موجود تھا۔ انکو لاکر حاضر کیا۔ امام موسیٰ کاظم بیٹھکر کھانے

لگے۔ اور فرماتے تھے کہ اے داؤد جو رزق قدیم الایام مین حق تعالیٰ نے جناب مریمؑ

کو عطا کیا تھا۔ یہ اس سے بمراتب بہتر و افضل ہے ؀

محمد بن مسلم نے کہا کہ مین خدمت مین حاضر تھا معلی بن خنیس نالان و گریان داخل ہوا

اور عرض کی کہ بیرون در کچھ اشخاص حاضر ہین کہ اپنے تئین حضرت کے برابر گنتے

ہین۔ اور کوئی فضل و فوقیت آپ کے لیئے نہین رکھتے۔ حضرت نے کچھ خورمے

منگائے۔ اور انسے ایک دانہ کو توڑ کر کھایا اور اسکی گٹھلی کو زمین مین بو دیا کہ اسیوقت

سرسبز ہوکر درخت بن گئی۔ اور برگ و بار اس سے ظاہر ہوئے۔ دست مبارک بڑھا

کر ایک پھل اسکے پہلو سے توڑا اس سے ایک ورق کاغذ نکلا۔ معلی کو دیا پڑھ

کہ اس مین کیا لکھا ہے اسنے پڑھا لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ علی مرتضی والحسن المجتبی والحسین الشہید بکربلا

آخر ائمہ اثنا عشر تک تمام کے اسماء گرامی درج تھے۔ فرمایا کہ یہ عبارت اس پھل
مین دو ہزار سال قبل ولادت آدم علیہ السلام کے لکھی ہوئی ہے۔

مناقب مین ہے۔ کہ جن ایام مین حسب الطلب منصور عباسی تشریف فرمائے کوفہ
تھے۔ عند المراجعت ابراہیم ادہم سفیان ثوری بمعہ دیگر علماء و فضلاء بلد بقصد
مشائعت شہر سے نکلے اور آگے بڑھکر ایک مقام پر ٹھیرے کہ وہان سے حضرت کو
وداع کرین۔ اتفاقاً ایک شیر صحرا سے آکر سدراہ ہوا۔ ابراہیم نے کہا ٹھہرو۔ جعفر بن
محمدؑ آتے ہین۔ دیکھین وہ کس طرح اس شیر کو دور کرتے ہین۔ یہی باتین تھین۔ کہ
حضرتؑ بھی وہان آئے اور شیر کا حال سنکر پاس تشریف لے گئے۔ اور کان پکڑکر راستہ
سے علحدہ کر دیا۔ پھر فرمایا کہ اگر آدمی جیسی کہ چاہیے طاعت خدا کرے۔ تو پھر چاہیے
ان پر بوجھ لاد لیا کرے۔ ؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ * کہ گردن نہ پیچد ز
حکم تو ہیچ۔ اور کشف الغمہ مین دلائل حمیری سے نقل ہوا ہے۔ کہ آپ نے
عبداللہ بن یحییٰ کابلی سے کہا اے عبداللہ جسوقت کوئی درندہ تیرے سامنے
آئے۔ تو کیونکر اسے دفع کرے۔ کیا اسوقت پڑھتا ہے۔ عرض کی مین تو کچھ نہین
جانتا۔ فرمایا آیۃ الکرسی پڑھ اور خدا و رسولؐ خدا و سلیمانؑ بن داؤد و امیرالمومنینؑ و
باقی ائمہ طاہرینؑ کا واسطہ دے۔ وہ تیری راہ چھوڑ دیگا۔ عبداللہ کہتا ہے۔ کہ تھوڑے
ہی عرصہ بعد مین کوفہ آیا۔ تو ایک روز معہ اپنے ایک ابن عم کے اسکے نواح مین
جا رہا تھا۔ کہ ایک شیر کا سامنا ہوا مین نے حضرت کے ارشاد کے موافق آیۃ الکرسی

پڑھی۔ اور جملہ حضرات کا واسطہ دیکر اسے کہا کہ ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ اور ہمیں
ایذا نہ دے یہ کہنا تھا کہ شیر نے سر جھکا لیا اور دُم کو ٹانگوں میں دباکر جدہر سے آیا تھا
چلا گیا۔ میرا ابن عم یہ دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور بولا میں نے کبھی ایسا پُرتاثیر کلام
تجھسے نہ سنا تھا۔ میں نے کہا یہ امام جعفر بن محمدؑ کی تعلیم کا اثر ہے۔ کہا وہ واقعی
امام واجب الاطاعة ہیں حال آنکہ اس سے پہلے اسکو ذرا اسطرف میلان نہ تھا۔
راوی کہتا ہے کہ سال آئندہ میں مدینہ میں حاضر خدمت ہوا تو یہ ماجرے اعرض کیا
فرمایا تو خیال کرتا ہوگا کہ میں وہاں حاضر نہ تھا۔ یہ خیال درست نہیں۔ ہمکو ہر ایک
شیعہ کیطرف گوش شنوا و چشم بینا و زبان گویا ہے۔ پھر فرمایا اے عبداللہ قسم خدا
کی میں نے اسکو تم دونوں سے دفع کیا۔ اور علامت اسکی یہ ہے۔ کہ تم کنار نہر سے
اسطرف آتے تھے۔ اور تیرے اس چچا کے بیٹے کا نام جبیب ہمارے پاس لکھا
ہوا ہے۔ وہ ہرگز نہ مریگا تاوقتیکہ مذہب حق اختیار نہ کرے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ
میں نے کوفہ آکر یہ ارشاد حضرتؑ کا اپنے بھائی سے نقل کیا۔ تو بہت خوش ہوا اور
ہمیشہ خالص شیعہ رہا جب تک کہ رحلت کی۔ صاحب کشف الغمہ نقل حدیث
کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ جو اعلی واشرف رتبہ آنحضرات مقدسات کو معارف الہیہ و
مکاشفت نامتناہیہ میں حاصل ہے نظر اعتبار سے دیکھا جائے۔ کس طرح پر جناب
صادقؑ نے اس شخص کو فرمایا کہ جب تجھے شیر ملے تو ایسا اور ایسا کرنا اس سے صاف
ظاہر ہے۔ کہ آپ پہلے سے جانتے تھے۔ کہ اسکو شیر ملیگا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یوں

ارشاد فرماتے۔ کہ اگر تجھے شیر ملے۔ اور اس مین مزید فائدہ نہ تھا +

## ہیبت و تاثیر در دل اعداء

باوجود طبعی فقر و انکسار و عدم حکومت و اختیار کے رعب داب آپکا سلاطین کبار و خواقین نامدار کے رعب سے بڑھا ہوا تھا۔ ابن ابی العوجاء جیسے متمرد اور اسکے اخوان الشیاطین رفقا نے کہ درپے استیصال دین محمدی و معارضہ کلام الٰہی تھے۔ حضرت کے رعب امامت و کمال اُبہت و جلالت کا اقرار کیا ہے اور کہا ہے۔ کہ جسوقت وہ آنحضرت کو دیکھتے ہین۔ تو بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہین۔ چنانچہ پہلے اسکا ذکر گزرا۔ منصور سے خونخوار ستم شعار پر جو آپ کی ہیبت کام کرتی تھی۔ کہ بار بار حضرت کے قتل پر وانت پیش کر رہ جاتا تھا اور بجائے ایذا دہی کے الٹا اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو واپس کرتا تھا۔ اسکا بیان ایک علیحدہ باب مین کیا گیا ہے۔ یہان چند حکایتین تاثیر و تسخیر دل اعدا کی بیان ہوتی ہین۔ نقل ہے۔ کہ محمد بن سعید نے آپ سے درخواست کی کہ ایک رقعہ محمد بن سماالی کو لکھدین کہ خراج لینے مین تنگ طلبی نہ کرے فرمایا اس سے زبانی کہ کہ جعفرؑ بن محمدؑ کہتے ہین۔ کہ جو ہمارے دوستون کا اکرام کرے۔ حق تعالیٰ اسکا اکرام کرتا ہے۔ اور جو انکی اہانت کرتا ہے۔ وہ سبحانہ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ جسنے ان پر احسان کیا ایسا ہے۔ کہ گویا حضرت امیرالمومنینؑ و خیرالمرسلینؐ بلکہ خود حضرت رب العالمین پر احسان کیا۔ اور وہ ہمارے ساتھ رتبۂ اعلیٰ مین

رفیق ہوگا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مین نے یہ حدیث اس سے بیان کی۔ تو کہا واللہ تو
نے یہ جعفر صادق کے زبان سے سنا ہے؟ مین نے کہا ہان واللہ مین نے سنا
ہے۔ کہا تو بیٹھ جا اور اپنے غلام کو آواز دی۔ کہ محمد بن سعید پر کسقدر خراج ہے
کہا ساٹھ ہزار درہم کہا اسکے نام سے محو کردے۔ اور کیسہ پر زر مجھے بخشا۔ اور ایک
کنیز و اسپ بازین و لجام عنایت کیا۔

دیگر مناقب مین ہے۔ کہ علی بن ہبیرہ کہ جملہ حکام و امراء بنی عباس سے تھا اپنے
غلام رفید نام پر خفا ہوا تو وہ حضرت ابو عبداللہ کے پاس پناہ گیر ہوا۔ حضرتؑ نے
فرمایا۔ اسکے پاس جا اور میری جانب سے سلام کہہ۔ کہ مین نے تیرے غلام رفید
کو پناہ دی ہے۔ تو اب اسکے ساتھ بدسلوکی نہ کرنا۔ اسنے کہا فدا ہون آپ پر
شامی خبیث ہے۔ اس سے اور بھی چڑ جائیگا۔ فرمایا مین جو کہتا ہون پس رفید
وہان سے روانہ ہوا۔ راہ مین ایک اعرابی اسکو ملا پوچھا کہان جاتا ہے۔ قتل ہو
جائیگا۔ پھر جو مضمون پیغام سنا تو کہا تجھکو کوئی اندیشہ نہین تیرے پاس وہ پیغام
ہے کہ اگر کوہ ہائے سخت کو بھی دیا جائے۔ تو ہر آئینہ مطیع و منقاد ہو جائین پس
رفید ہبیرہ کے پاس داخل ہوا۔ تو اسکے قتل کا حکم دیا۔ رفید نے کہا۔ اے امیر مین
گرفتار ہوکر نہین آیا۔ اپنے ارادہ سے حاضر ہوا ہون۔ پہلے جو کچھ مین کہتا ہون سنلو
پھر جو دل مین آوے کرنا کہا کہ کیا کہتا ہے۔ کہا تمہارے مولا جعفر صادق نے تمہین
سلام کہا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمنے رفید کو امان دی۔ تم کوئی بدسلوکی اسکی ساتھ نہ کرنا

ہبیرہ نے یہ سنا۔ تو حالت اسکی بدل گئی۔ اور کہا واللہ کہ جعفرؑ نے ایسا کہا ہے رفید نے کہا کہ خدا کی قسم انہون نے یہ پیغام تمکو دیا ہے۔ بار بار پوچھتا اور قسمین دیتا تھا حتیٰ کہ رفید نے تین مرتبہ قسمیہ کہا۔ کہ آنحضرت نے ایسا کہا ہے۔ پس ابن ہبیرہ نے اس کی مشکین کھول دین۔ اور کہا اب تو ویسی ہی میری مشکین کس دے۔ جیسی کہ تیری تھین۔ غلام نے کہا مجھسے تو یہ نہ ہوگا۔ کہا تجھکو کرنا ہوگا۔ ناچار رفید نے اسکے ہاتھ باندھے۔ اور پھر جلد کھول ڈالے ابن ہبیرہ نے مُہرا اسکے حوالے کی اور کہا تجھکو اختیار ہے۔ سفید کر یا سیاہ۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ یہ ہے تاثیر کلام معجز نظام آنحضرتؑ کی والہائے اعدا مین۔ اسی پر اُس تاثیر کو قیاس کرنا چاہیئے۔ جو قلوب صافیہ مومنین و موالیان دین مین ہوتی تھی ہم ایک حکایت اسطرح کی بھی یہان کتاب مستطاب ریاض الشہادہ سے نقل کرتے ہین یقطین پدر علی بن یقطین کہتے ہین۔ ایک سال سلطانی خراج مجھسے ادا نہ ہو سکا۔ حاکم اہواز کی طرف سے کہ بنی عباس کے عُمّال سے تھا۔ اندیشہ تھا ہرچند لوگ کہتے تھے کہ شیعہ مومن ہے اس سے ڈرنیکا محل نہین۔ مگر مجھکو اطمینان نہوتا تھا۔ آخر بناہ بخدا لے گیا۔ اور حضرت صادق آل محمدؐ کی بخدمت مین حاضر ہوکر عرض کی۔ آپنے ایک رقعہ مختصر اس مضمون کا کہ "زیر عرش الٰہی ایک مقام ہے۔ جہان کوئی نہین پہونچ سکتا بجز اس شخص کے کہ داد مظلوم کی دے۔ اور غم و غصّے کو اسکے برطرف کرے۔ اور بدلجوئی و احسان اس سے پیش آئے ہرچند کہ نصف دانہ خرما ہی کے ساتھ ہو۔ حامل رقعہ تیرا برادر مومن ہے۔ اسے تیرے حوالے کرتا

ہون،، لکھکر مجھے دیا۔ مین وہ خط لیکر اہواز مین گیا۔ اور اطلاع کرائی۔ کہ ایک قاصد
جعفرؑ بن محمدؑ کیطرف سے دروازے پر حاضر ہے۔ حاکم یہ سنتے ہی سروپا برہنہ باہر
نکل آیا۔ اور میری پیشانی کو بوسہ دیکر کہا تو ہی ہے! اے سید میرے قاصد میرے مولے
وامام جعفر صادقؑ علیہ السلام کا۔ اگر یہ راست ہے تو میرے لئے باعث نجات ہے
آتش دوزخ سے۔ پس میرا ہاتھ پکڑکر گھر مین لے گیا اور اپنی جگہ مسند پر بٹھایا۔ خود بڑا تو کے
اپ میرے سامنے بیٹھا۔ اور کہا اے سید میرے میرے آقا کو کس حال مین چھوڑ آئے
کہا وہ خیر و عافیت سے ہین پس رقعہ کو مجھسے لیکر پڑھا۔ اور سر و آنکھون سے لگایا
اور مونہہ سے چوما۔ اور کہا تو آج سے میرا بھائی ہے۔ جو خواہش رکھتا ہو۔ سوال کر
مین نے کہا۔ کچھ روپیہ اموال دیوان سے میرے ذمہ ہے۔ کہ اسکا ادا کرنا میری طاقت
سے باہر اور وہ میری تباہی کا باعث ہے۔ فوراً حکم دیا کہ وہ رقم میرے نام سے محو
کر دیجئے۔ اور سند وصول مجھکو لکھدی۔ پھر اپنے اموال کے صندوق منگائے۔ اور
تمام روپیہ نصفا نصف بانٹ دیا۔ بعد ازان اسپ و شتر و دیگر دواب و جملہ رخت
واسباب خانہ حتے کہ تمام لونڈی غلام کو بالسویہ تقسیم کیا۔ اور کہا آیا تو خوش ہوا۔ مین نے
کہا خوشی سے بہت زیادہ خوش تو مین اس سے بہت کم مین ہو سکتا تھا۔ موسم حج آیا
تو مین نے دل مین کہا کہ مقتضاء احسان امام زمان یہ ہے کہ آنحضرتؑ کا شکریہ انکی
حضور مین حاضر ہوکر بالمشافہ بجالاؤن۔ اور شکر اس مرد مومن کا بیکہ خانہ کعبہ مین اسکے
لیئے دعاء خیر کرون۔ اور آنحضرتؑ سے بھی ملتجی ہون۔ کہ اسکے لیئے دعا کرین پس

حجاز کو روانہ ہوا۔ دردولت پر پہونچا۔ تو مجھکو آتا دیکھکر آثار مسرت وخوشحالی چہرۂ
اقدس سے ظاہر ہوئے۔ نزدیک گیا تو پوچھا کہ فلان شخص نے تیری ساتھ کیونکر سلوک
کیا۔ مین حال بیان کرتا تھا۔ اور حضرت سنکر بشاش ہوتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اسنے مجھ
کو اور میرے آبا رطاہرین وامیر المومنین وختم المرسلین بلکہ حضرت رب العالمین
کو خوشنود کیا ہے

## اخبار غیب

سطلقاً غیب دانی مخصوص ذات جناب باری عزاسمہ کی ہے لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا ھُو
مگر انبیا واوصیا کو جن امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ حق سبحانہ کیطرف سے وقتاً فوقتاً
اسکا علم عطا ہوتا ہے۔ انبیا کے پاس تو فرشتے ظاہر بظاہر آتے اور انکو امور غائبہ
گزشتہ وآئندہ کی خبر دیتے ہین۔ مگر ائمہ علیہم السلام کی جیسا کہ پہلے گزرا مختلف حالتین
ہین کبھی ایک نور تا آسمان سرکشیدہ انکو نظر آتا ہے۔ اور اس مین امور غائبہ دکھائی
دیتے ہین بعض اوقات ملائکہ بغیر اسکے کہ اسکے اشخاص نظر آئین خبر دیتے ہین چنانچہ
اسیلیے آنحضرت کو محدث کہتے ہین۔ اور گاہ گاہ براہ راست حق تعالیٰ کی طرف سے
انہین الہام ہوتا ہے۔ اور علوم انکے قلوب مطہرہ پر افاضہ کیے جاتے ہین جناب
صادق فرماتے ہین۔ کہ جو کچھ رات دن مین اطراف عالم مین واقع ہوتا ہے۔ ہمکو اسکی
خبر دی جاتی ہے حتٰے کہ جو بادشاہ روئے زمین پر مرتا ہے یا جو اسکی جگہ تخت پر بیٹھتا
ہے۔ ہمکو سب کے عادات وخصائل سے خبر دیتے ہین نیز فرمایا کہ کوئی فرشتہ زمین پر

کسی کام کو نہین آتا مگر اوّل وہ امام زمان کی خدمت مین حاضر ہوکر اطلاع دیتا ہے
پھر اس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ فرشتے ہمارے بچھونون پر لوٹتے ہین
ہمارے دستر خوانون پر حاضر ہوتے ہین۔ اور تمام خشک و تر میوے اور بے موسم
کے میوے ہمارے واسطے لاتے ہین۔ اور ہمارے بچون پر اپنے پرون کو پھیرتے ہین
اور شب و روز دنیا جہان کی خبرین ہمکو پہونچایا کرتے ہین۔ اور جملہ سلاطین روزگار
کے عادات و خصائل ہم سے نقل کرتے ہین۔ پس ان وجوہ سے معلومات غریبہ
کا ذخیرہ آنحضرتؑ کے پاس جمع رہتا ہے۔ چنانچہ وہ حضرتؑ انہین وجوہ سے
بکثرت غیب کی خبر دیتے تھے۔ مگر ہم تھوڑے سے اخبار یہان نقل کرتے ہین۔
**ازانجملہ**۔ سنی و شیعہ نے اپنی اپنی کتابون مین روایت کی ہے۔ اور قریب متواتر
کے پہونچی ہے۔ کہ ابوبصیر نے کہا۔ مین مدینہ مین وارد تھا۔ میری کنیز میرے ساتھ
تھی۔ ایک بار اسکی ساتھ جماع کیا باہر نکلا کہ حمام مین جاکر غسل جنابت بجالاؤن
راہ مین کچھ لوگ ہمارے اصحاب (شیعہ) سے کہ حضرت صادقؑ کی خدمت مین جا
رہے تھے۔ دوچار ہوئے۔ مجھکو خوف ہوا۔ کہ مبادا یہ داخل ہون اور مین رہ جاؤن
پس مین بھی انکے ساتھ ہولیا۔ جب حاضر حضرتؑ ہوا تو فرمایا اے ابوبصیر تجھکو معلوم
نہین کہ جب تک غسل کرکے پاک نہ ہوئے۔ اولاد انبیاؑ کے گھرون مین جانا روا نہین
مین نے یہ سنکر خجالت سے سر جھکالیا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ لوگ اسطرف
آرہے تھے مین ڈرا کہ انکی ساتھ نہ گیا تو مبادا اشرف ملازمت سے محروم رہون

آئندہ کو عہد کرتا ہون کہ کبھی ایسا نہوگا۔ بروایت تحقیق علم امامت کی نظر سے
ابوبصیر نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا تھا۔ کہ جنب چلا آیا۔ جب حضرت کے ٹوکنے پر عذر
بیان کیا تو فرمایا اے ابوبصیر کیا تجھ کو اس امر کا یقین نہین کہا کیون نہین۔ مگر مزید اطمینان
کے لیئے ایسا کیا فرمایا تو اٹھ اور غسل بجالا۔ نیز سدیر صیرفی کہتا ہے۔ کہ میرے پاس آنحضرتؑ
کے اموال سے کچھ جمع ہوگیا تھا۔ مین نے ایک دینار عمداً اس مین سے نکال لیا اور
مابقی کو لیکر حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا اے سدیر تو نے اس مال مین خیانت کی۔ ہرچند تیرا
ارادہ خیانت کرنیکا نہ تھا۔ عرض کی فدا ہون آپ پر کیا خیانت کی مین نے۔ فرمایا ایک
دینار ہمارے مال سے رکھ لیا۔ مگر نہین جانتا تو ہمکو ہر امر مین بقدر احتیاج علم حاصل
ہے۔ چنانچہ حق تعالی اپنے قول واحصیناہ فی امام مبین اسطرف اشارہ کرتا ہے ترجمہ
احصاء و احاطہ کیا ہمنے ہر شے کو امام مبین مین۔ نیز ابوبصیر سے منقول ہے۔ کہ شعیب
عقرقوفی نے ایک کیسہ پر از دینار آپ کے سامنے رکھا۔ فرمایا کہ اس مین کچھ مال زکوٰۃ
ہے وہ ہم نہ لینگے۔ پھر ایک مٹھی بھر کر اسکو دی شمار کیا تو پورے اسیقدر دینار تھے جتنے
زکوٰۃ کے شامل کیئے گئے تھے۔ نیز شعیب نے کہا کہ ایک شخص ہزار درہم کا توڑا آپ کے
پاس لایا۔ دران حالیکہ پانچ درہم کھرے نکالکر پانچ کھوٹے اس مین براہ امتحان داخل
کیئے تھے۔ حضرت نے تھیلی زمین پر الٹ کر تمام دراہم پھیلا دیئے۔ اور وہی پانچ کھوٹے
درہم نکالکر اسکے حوالے کیئے کہ یہ اپنے درہم لے اور ہمارے صحیح درہم ہم کو دے +
ایک شخص مسمی بمہزم کہتا ہے۔ اور اپنی نکوہش آپ ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہم مدینہ مین

مقیم تھے۔ صاحب مکان کے جسکے یہان اترے تھے۔ ایک حسین لونڈی
تھی میرے سامنے آتی تو مجھکو اچھی معلوم ہوتی۔ ایک روز باہر سے آکر جو دروازے
پر دستک دی۔ تو وہی کنیز کواڑ کھولنے آئی۔ مین نے اسکی پستان پکڑ کر دبا دی
صبح کو جو حاضر خدمت ہوا۔ تو فرمایا یہ بڑی نکوہیدہ بات ہے۔ کہ ایک شخص کسی کو اپنی
تنگ پناہ و سپرد امین کرے وہ اس مین خیانت کرے۔ پھر فرمایا اے حزم۔ مگر
نہین جانتا تو کہ ہمارا شیوہ وہی ہے۔ جو ورع و پرہیزگاری اختیار کرے۔
اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ کچھ مسائل دریافت کرنے آتے اور حضرت قبل اسکے کہ وہ ذکر
کرین انکے جواب ارشاد فرماتے۔ وہ بھول جاتے تو یاد دلاتے۔ شہاب بن عبد ربہ
کہتا ہے۔ کہ مجھ کو کچھ مسائل دریافت کرنے تھے۔ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا ای
شہاب چاہتے ہو سوال کرو ورنہ ہم تیرے مسائل تجھے نشان دیتے اور ساتھ
ساتھ جواب کہتے جاتے ہین۔ عرض کی فدا ہون حضور ہی ارشاد فرمائین۔ فرمایا تو
جنب کی بابت پوچھنا چاہتا ہے۔ کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے ہاتھ دھوئے پانی
مین ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ یا نہ اور جب پانی سے اسکا ہاتھ مس ہو گیا۔ آیا وہ پاک
قابل غسل و وضو رہتا ہے یا نہ۔ عرض کی ہان فدا ہون آپ یہی سوال میرا ہے
فرمایا اگر اسکے ہاتھ کو کچھ نجاست نہین لگی۔ تو کچھ مضائقہ نہین۔ پھر فرمایا نیز تو یہ
دریافت کرنا چاہتا تھا۔ کہ غسل جنابت کے بعد اگر اسکے بدن کا پانی ٹپک کر برتن مین
گرے۔ یا چھینٹین اڑ کر اس مین پڑین۔ تو اس پانی کا کیا حکم ہے۔ عرض کی نعم فرمایا

اس مین بھی کوئی حرج نہین - پھر فرمایا ایک تیرا سوال یہ ہے - کہ اگر مُردار تالاب کے
ایک سمت پڑا ہو تو اسکے دوسری جانب وضو کر سکتے ہین یا نہ عرض کی - ہان فرمایا
کر سکتے ہین - لیکن اگر اسکی بدبو تمام پانی مین اثر کر گئی ہو اور سب کو گندہ کر دیا ہو
تو احتراز چاہیئے - ایضاً - عائذ احمسی نے کہا مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا
نماز شب کی بابت سوال کرنا تھا - مگر سہو ہو گیا - کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
فرمایا - وَعَلَیْکَ السَّلَامُ واقعی پسران رسول اللہ ہم ہین - اور دیگر افراد آنحضرت سے
ممتاز ہین - پھر فرمایا جو کوئی نمازہاے پنجگانہ فریضہ کو بجا لائے - اسکو نوافل و مستحب
نمازون کی چندان ضرورت نہین - اسکے نہ پڑھنے پر مواخذہ اس سے نہوگا - آنحضرت
لگے تو ایک شخص رفقاء سے بولا تمکو کوئی مسئلہ بھی دریافت کرنا تھا - اب وقت
ہے پوچھ لو - مین نے کہا میرا مدعا بے پوچھے حاصل ہو گیا - مین نماز شب کے لئے
قیام نہین کر سکتا - ڈرتا تھا کہ ایسا نہو کہ اسپر مواخذہ ہو - سو حضرت نے اسکا جواب بتلا
فرمادیا - ایضاً - زیاد بن ابی حلال کہتا ہے - کہ جابر بن یزید جعفی کے بارے مین آثنی
بعض غریب احادیث کے سبب سے اختلاف تھا - مین حضرت ابو عبداللہ کی خدمت مین
حاضر ہوا کہ آپ سے انکا حال پوچھون - ابھی عرض نہ کرنے پایا تھا کہ اشارہ کیا رحمت
خدا ہو جابر بن یزید جعفی پر کہ راست گفتار تھا - ہماری احادیث کو صحیح صحیح بیان کرتا
تھا - اور لعنت خدا ہو مغیرہ بن سعید پر وہ تہمت گزار تھا - نیز اطلاع بر مغیبات
کے بارے مین بروایات متعددہ متکثرہ ہارون زیات سے منقول ہے کہ اسنے کہا

مجھسے حضرت صادق نے پوچھا۔ کہ تیرے بھائی جارودی کا کیا حال ہے مین نے
عرض کی اچھا ہے۔ بجز اسکے کہ حضرتؑ کے ولایت و امامت کا قایل نہین ہوتا
فرمایا کیون نہین ہوتا۔ کہا بزعم خود اسکو ورع و پرہیزگاری خیال کرتا ہے۔ فرمایا اس
کی یہ ورع و پرہیزگاری اسوقت کہان گئی تھی۔ جبکہ کنار نہر بلخ پر فروکش تھا۔ اور
ارتکاب فسق و فجور کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مین وطن کو واپس گیا تو جارودی سے
یہ حال بیان کیا وہ یہ سنکر اچھل پڑا اور کہا راست کہتا ہے۔ اجعفر صادق نے ایسا
کہا ہے مین نے کہا ہان اور اس سے کنار نہر بلخ کا قصہ دریافت کیا۔ کہا یہ حال
مین نے آج تک کسی سے بیان نہین کیا تھا۔ سوائے میرے اور حق سبحانہ تعالی کے
کوئی اس راز سے واقف نہین مین ماوراء النہر سے واپس آرہا تھا۔ ایک مرد معہ اپنی
کنیز جمیلہ کے میرا رفیق سفر ہو گیا۔ کنار نہر بلخ پر ٹھیرے تو وہ مرد آگ کی تلاش مین
گیا اور مین اکیلا کنیز کے ساتھ رہ گیا۔ پس شیطان نے مجھپر تسلط کیا۔ پھر ہوا جو کچھ
کہ ہوا۔ اس واقعہ سے رعب امامت اسپر چھا گیا۔ اور سال آئندہ میرے ہمراہ خدمت
بابرکت مین حاضر ہو کر اپنے عقیدۂ فاسدہ سے تائب ہوا۔ نیز۔ باسناد معتبر کثیرہ منقول
ہے کہ شاہان ہند سے ایک بادشاہ نے ایک کنیز صاحب حسن و جمال معہ دیگر تحف
و ہدایائے گران بہا اپنے ایک معتمد کے ساتھ خدمت اقدس مین بھیجی اور عریضہ لکھا
کہ مین نے حضرت کی برکت سے دولت اسلام پائی ہے۔ ایک کنیز کہ حسن و جمال مین
بے مثال و عفت و عصمت مین ممتاز ہے۔ معہ جواہرات و عطریات و زیورات کے

خدمت اقدس مین بھیجتا ہون۔ امید کہ یہ ہدیۂ مختصر میرا قبول ہو۔ جو شخص یہ تحائف
لیکر آیا۔ مدینہ پہونچکر طالب اذن ہوا۔ اجازت نہ ہوئی ستے کہ بموجب بعض روایات
ایک سال تک پھرتا اور اصحاب سے سفارش چاہتا رہا۔ آخر اجازت ہوئی۔ اور سامنے
آیا تو فرمایا اے خائن تو اس قابل نہین کہ میرے سامنے آئے تو نے امانت مین خیانت
کی۔ وہ انکار کرنے اور قسمین کھانے لگا۔ فرمایا کہ یہی پوستین کہ پہن رہا ہے گواہی دے
تب تو سہی۔ پس دو رکعت نماز پڑھکر سجدہ مین جھکایا اور ایک دعا پڑھی۔ پھر سجدے
سے اٹھکر کہا اے پوستین بامر رب العالمین گواہی دے۔ جو کچھ کہ اسکے حال کی
بابت تجھے معلوم ہے۔ پوستین بزبان فصیح گویا ہوا کہ یا ابن رسول اللہ یہ مرد خائن ہے
فلان روز جبکہ ہم صحرا مین اترے ہوئے تھے۔ تو اسنے خادم کنیز کو کچھ درہم دیکر اشیاء
خوردنی کے لانے کے لئے شہر مین بھیجا۔ اور اسکی غیبت مین اس کنیز سے ہم بستر ہوا
اور یا حضرت یہ غضب کیا کہ مجھکو تلے بچھایا۔ اور میرے اوپر اس فعل شنیع کا مرتکب
ہوا۔ اور مجھکو نجس کیا۔ چونکہ مین مجبور تھا۔ لہٰذا امیدوار ہون کہ حق تعالیٰ انکی شومی
مین مجھکو معذب نہ کرے۔ حضرت موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہین کہ اسوقت رقت میرے
باپ پر طاری ہوئی۔ مین بھی گریان ہوا۔ وہ شخص یہ دیکھکر تھرا گیا۔ اور گڑگڑا کر کہنے لگا
کہ مجھپر رحم کرو۔ یہ قصور بے شک مجھسے سرزد ہوا وہ پوستین اسکے گلے سے چمٹ
گیا اور بدن کو اسکے فشار دینے اور بھینچنے لگا۔ تا اینکہ چہرہ اسکا سیاہ ہو گیا۔ حضرت نے
فرمایا اے پوستین اسکو رہا کر کہ اسکا مالک اوسے ورلحق ہے۔ ابکے سزا وہی کے لئے

شہادت پوستین بر خیانت امین

معجزہ

پس آپنے کنیز کو واپس کیا۔ اور باقی تحائف کو قبول فرمایا۔ بادشاہ نے روبرو کنیز سے بفراست معلوم کیا کہ کیا حال ہے۔ اس مرد کو پکڑکر عذاب کیا حتےّ کہ دونو نے اقرار کیا۔ پس دونو کو قتل فرمایا۔

## اخبار آئندہ

بہت سے آئندہ امور کی نسبت خبر دی اور وہ اسی طرح واقع ہوئے۔ جیسے کہ خبر دی گئی تھی مثل اسکے کہ زید شہید کو کہا اے چچا تم قتل ہو گے۔ اور کناسہ کو فہ مین سولی دئیے جاؤ گے۔ ایسا ہی ہوا کہ انکو قتل کرکے انکی لاش کو دار پر کھینچا۔ محمّد بن عبد اللہ سے بلقب مہدی بیعت ہوئی۔ تو فرمایا یہ کام پورا ہونیوالا نہین ہرچند عبد اللہ نے اسوجہ سے آپ کو بحسد متہم کیا۔ مگر حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ خلافت و بادشاہی نہ تمکو ملیگی۔ نہ تمہارے کسی بیٹے کو یہ فقط اس زرد رداوالے (منصور) اور اسکے بھائی (ابو العباس) کے لئے ہے ویسا ہی ہوا۔ عبد اللہ معہ اپنے دو بیٹون اور بھائی بھتیجون کے قتل ہوئے۔ اور عباسیون کو سلطنت ملی۔ خود منصور نے محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ سے اندیشناک ہوکر انکا اور اپنا انجام حال دریافت کیا تو فرمایا کہ مین ایک آیہ شریفہ قرآنی پڑھتا ہون اور کچھ نہ کہونگا۔ تو خود اس سے سمجھ لیجو پس فرمایا۔ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ یعنی اگر نکالے جائین وہ نہین نکلین گے انکے ساتھ اور اگر لڑائی کئے جائین نہ مدد کرینگے انکی اور اگر مدد دیتے وہ انکو تو البتہ

پیشگوئی خلافت بنی عباس

پشت پھیر لیتے۔ پھر نہ مدد کیئے جاتے۔ منصور نے یہ سنا تو سجدے میں جھک گیا
اور کہا بس کرو اے ابو عبداللہ مجھکو اسیقدر کافی ہے۔ نیز مروی ہے کہ ایک مرد اہل
خراسان سے کچھ پارچہائے نفیس آپ کے پاس بطور نذر لایا تھا۔ انکو پیش کیا
تو حضرت نے معتب اپنے غلام کو آواز دی۔ کہ انکو اٹھا لے۔ پس وہ شخص باہر
نکلا اسکو جاتے دیکھکر فرمایا قَرُبَ الْوَقْتُ وَصَدَقَ الْوَصْفُ علامات درست ہین۔ اور
وقت قریب آگیا۔ پس فرمایا اے معتب ذرا جھپٹ کر اس شخص سے اسکا نام تو
پوچھ اگر عبدالرحمن ہے تو یہی ہے۔ صاحب نشانہائے سیاہ کا کہ خراسان سے
نکلینگے۔ معتب نے آگے جاکر دریافت کیا تو اسکا نام وہی عبدالرحمن نکلا۔ راوی
کہتا ہے۔ کہ ابتدائی عہد عباسیّہ مین مین نے بچشم خود عبدالرحمن مذکور کے ہاتھ
مین علم سیاہ دیکھا۔

ابومسلم کو خراسان مین فتوحات حاصل ہونے لگین تو اسنے خلافت کو ان
حضرت پر عرض کیا آپنے اس سے اعراض کیا اور فرمایا ابراہیم بن محمد بن علی
بن عبداللہ عباس معروف با امام مروان حمار کی قید مین مرجائیگا۔ اور عراق کو واپس
آنا اُسے نصیب نہ ہوگا۔ ہان خلافت اسکے دو بھائی سفاح و منصور پائینگے اور
ابومسلم کے بجز رنج و حرمان کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ پس ابراہیم امام (براہی نام) حسب فرمودہ
امام بحق ناطق شام مین فوت ہوا۔ اور ابوالعباس کے نام کا خطبہ منبر پر پڑھا گیا اسکے
بعد منصور نے خلیفہ ہوکر ابومسلم کو بدغا قتل کر ڈالا۔ بعض کتب مین ہے۔ کہ ابوسلمہ خلال

نے تین خط تین اشخاص یعنی ابو عبداللہ جعفر صادق و عبداللہ بن الحسن المثنیٰ
و محمد بن علی بن الحسین کے نام لکھکر خلافت کو ان پر عرض کیا۔ قاصد اوّل
آنحضرت کے پاس خط لایا رات کا وقت تھا۔ چراغ کی روشنی مین پڑھا اور پڑھکر
اسی چراغ پر رکھکر جلادیا اور قاصد سے فرمایا۔ الجواب ماقد رأیتہ کہ جواب
یہی ہے جو تو نے دیکھا۔ یہ جملہ اخبار جو کمال وثوق و اعتماد کے ساتھ دئے گئے ہین
کامل دلیل ہین آنحضرت کے امام برحق موید من اللہ ہونے پر۔

ایضاً۔ ابراہیم بن عبدالحمید کہتا ہے۔ کہ مین بارادہ خریدنے بہار خرما مدینہ سے قبا کو
جا رہا تھا۔ راہ مین آنحضرتؑ سے کہ اسطرف سے واپس تشریف لاتے تھے ملاقات
ہوئی۔ پوچھا کہان جاتا ہے۔ جب معلوم ہوا کہ کھجورون کی بہار خریدنے کا ارادہ ہے تو
فرمایا اندیشۂ ملخ ہے۔ ابھی توقف کر مین نے نہ مانا اور جاکر ایک باغ خرید لیا قسم خدا
کی ابھی پانچ روز گزرے تھے۔ کہ ٹڈی اس کثرت سے آئی۔ کہ درختون پر برگ و بار
کا نشان نہ چھوڑا۔

## اخبار مرگ

اکثر اشخاص کے مرنے کی خبر دیتے تھے۔ وہ اسی نہج پر مرتے تھے۔ جیسے کہ آپ فرماتے
تھے۔ اسحاق بن عمار نے عرض کی۔ قربان ہون آپ پر ہمارے لوگون کے ساتھ معاملات
ہین بہت سا روپیہ لینا رہتا ہے۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ ناگہان موت آجائے۔ تو تمام
حساب و کتاب جون کا تون رہ جائے۔ فرمایا ہر ماہ ربیع مین اپنا روپیہ جمع کر لیا کر و۔

پس اسحاق ہر ربیع کے مہینے مین اپنا مال جمع کر لیتا۔ حتےٰ کہ ایک بار اسی مہینے
مین جان بحق ہوا۔ ایضاً۔ زید شحام سے پوچھا اے ابو اسامہ تیری عمر کتنی آئی۔ اسنے
بتائی۔ کہ اسقدر فرمایا تو تجھ کو چاہیئے۔ کہ عبادت مین زیادہ سرگرم ہو۔ اور توبہ کو تازہ
کرے۔ زید یہ سنکر رونے لگا۔ فرمایا روتا کیون ہے اے زید بشارت ہو کہ تو ہمارے
شیعون سے ہے تیرا حشر ہمارے ساتھ ہوگا۔ پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا گویا مین دیکھتا ہون
کہ تو اور حارث بن مغیرہ جنت مین ایک درجہ مین ہو۔ علیٰ ہذا شعیب بصری سے فرمایا
اے شعیب کار خیر کرو صلہ رحم و احسان باخوان بجالا اور کسی کی ساتھ بُرائی و
بدی روا نہ رکھ اور روزی عیال مین زیادہ غور نہ کر۔ تحقیق کہ جس نے انہین پیدا
کیا ہے۔ وہی انکی روزی کا بھی کفیل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ قسم خدا کی زید اسکے
بعد چند مہینون سے زیادہ زندہ نہین رہا۔ ایضاً۔ سورہ بن کلیب سے فرمایا
تو نے اس سال کیونکر حج کیا۔ عرض کی قرض لیکر کیون کہ مین جانتا تھا کہ حق تعالی
اس قرض کو ادا کر دیگا۔ اور میرا ایک مدعا اس سفر سے حضرت کی زیارت بھی تھا
فرمایا حق تعالی نے حج تیرا قبول کیا۔ اور گوشہ مصلےٰ اٹھا کر بیس دینار نکالے کہ یہ تیرا
زاد راہ ہے۔ اور بیس دینار اور دئے کہ یہ تیری روزی ہے۔ تیری مدت عمر کے لیئے
اسنے عرض کی گویا آپ خبر دیتے ہین کہ اجل میری نزدیک آگئی۔ فرمایا اے سورہ
تو راضی نہین۔ کہ دار آخرت مین ہماری ساتھ ہو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ سات مہینے نہین
گزرے تھے۔ کہ سورہ نے رحمت خدا کیطرف انتقال کیا۔ ایضاً۔ ہشام بن عبد الملک

کی کہ یکے از خلفاء بنی امیہ تھا مرگ کی خبر دی۔ ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے
کہ مین مکہ و مدینہ کے درمیان حضرت کے ساتھ سفر مین تھا۔ کہ دیکھا مین نے کہ
ایک سگ سیاہ جانب چپ سے پیدا ہوا فرمایا کیا ہوا تیرے تئین۔ قبحک اللّٰہ
(خدا زشت رو کرے تجھ کو) اسقدر تیز و تند جاتا ہے۔ پھر جو مین نے خیال کیا تو
وہ کتا ایک مرغ پران تھا ہوا مین مین یہ دیکھکر متعجب ہوا۔ فرمایا تو نے اسکو پہچانا
یہ عثم بن عثمان شاطر جنیان ہے۔ ہشام بن عبدالملک کے مرنے کی خبر دینے
آیا تھا۔ اب جاتا ہے۔ کہ اور اور جگہ اسکو پہونچاوے۔ ایضاً۔ عروہ بن موسیٰ جعفی
نے کہا ہم بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے۔ کہ اثناء کلام مین حضرت نے فرمایا۔
اسوقت ہشام کی آنکھین اسکی قبر مین پھوٹی ہین۔ ہمنے کہا وہ کب مرا فرمایا آجکا
تیسرا روز ہے کہ اپنے مقرر مقام کو پہونچا۔ پس ہمنے اسکو یاد رکھا۔ تحقیق کیا تو اسی
دن مرا تھا جس روز کی آپنے خبر دی تھی۔ ایضاً۔ شہاب بن عبداللہ کہتا ہے کہ
ابو عبداللہ علیہ السلام نے مجھسے کہا کہ کیا حال ہوگا تیرا اے شہاب جبکہ محمد بن
سلیمان سے ہمارے مرنیکے خبر کو سنیگا۔ مین نے کہا لا واللّٰہ مین محمد بن
سلیمان کو نہین جانتا کہ کون ہے۔ اسکو ایک عرصہ دراز گزر گیا۔ اس مین مال میرا
بڑھ گیا۔ اور تجارت کوفہ و بصرہ مین پھیل گئی۔ پس مین ایک روز اتفاق سے محمد
بن سلیمان حاکم بصرہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک خط اسکے پاس آیا۔ اسکو پڑھکر
میری طرف پھینکا۔ اور کہا اے شہاب تمہارا اور ہمارا اجر عظیم ہو جعفر بن محمد

کی مصیبت مین بتحقیق کہ انہون نے قضا کی اسوقت مجھ کو کلام آنحضرتؑ کا یاد آیا۔ اور شدت گریہ سے آواز میری گلو مین بند ہوگئی +

## حضور روحانیین از جن و ملائکہ بخدمت آنحضرتؑ

کشف الغمہ مین دلایل حمیری سے نقل ہے۔ کہ عمار سجستانی نے کہا مین منا مین در دولت پر حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ کچھ لوگ بصورت زطان (کالے حبش وغیرہ کے رہنے والے) اندر گئے۔ بعدازان مجھے اجازت ملی اندر گیا تو فرمایا کب سے آیا ہوا ہے۔ عرض کی ان جوانان سیاہ رنگ سے ذرا پہلے۔ لیکن مین نے ان کو یہان سے نکلتے نہین دیکھا۔ فرمایا وہ قوم اجنہ سے تھے۔ کچھ مسائل دریافت کرنے آئے تھے۔ واپس چلے گئے۔ ایضاً۔ مفضل بن عمر وکیل آنحضرتؑ کہتے ہین۔ کہ کچھ مال خراسان سے بھیجا گیا تھا۔ آپ کے وکلا اسکو لا رہے تھے راہ مین رے سے ایک شخص نے کیسہ پر از ہزار درہم اور دیا یہ لوگ تمام مال کی دیکھ بھال اور پڑتال کرتے چلے آتے تھے۔ قریب مدینہ اگر وہ تھیلی ہزار درہم کی یک بیک غائب ہوگئی۔ بہت حیرت و پریشانی ہوئی۔ کہ اب آنحضرتؑ کو کیا جواب دینگے۔ لامحالہ متہم بخیانت ہونگے ایک نے کہا ایسا نہین ہوسکتا۔ وہ امام ہین ہماری بے گناہی ان پر ضرور ثابت ہوجائیگی۔ اور عجب نہین کہ مال گم شدہ کا سراغ بھی آپ سے مخفی نہ ہو۔ غرض مدینہ پہونچکر مال پیش کیا تو سب سے پہلے اس ہزار درہم کی بابت سوال فرمایا حال بیان کیا گیا۔ فرمایا اس کیسہ کو دیکھو تو پہچانو گے۔ عرض کی البتہ پہچان لینگے۔ غلام کو اشارہ

کیا۔ اسنے تھیلی لاکر آگے رکھدی۔ اسنے بالاتفاق کہا کہ یہ وہی تھیلی ہے۔ اور
حیران تھے کہ یہان کیونکر آئی۔ فرمایا ہمکو روپیہ کی ضرورت ہوئی۔ شیعیان اجنہ سے
ایک کو بھیجکر منگالی۔ وہ تمہارے اسباب مین سے نکال لایا۔ نیز معتب غلام
آنحضرتؑ کہتا ہے۔ کہ آپ حج کے لیۓ مکہ تشریف لے گئے تھے پیچھے گھر کے کار
وبار میرے سپرد تھے۔ ایک روز بیرون شہر مدینہ کھڑا تھا کہ ایک شخص نے ایک
نامہ میرے ہاتھ مین دیا کہ تازہ تحریر تھا۔ بحدیکہ حرفون کی سیاہی ہنوز خشک نہین
ہوئی تھی۔ کھولا تو حضرت ابو عبداللہ کا خط تھا۔ بعض خانگی کاروبار کی نسبت
ہدایتین تھین کہ ایسا کرنا اور ویسا کرنا مین پیچھے کو پھرا کہ اس مرد سے پوچھون کہ
کب حضرتؑ سے رخصت ہوا دیکھا تو وہان کوئی بھی نہ تھا۔ حیران رہ گیا۔ حضرت
واپس تشریف لائے۔ تو ماجرے بیان کیا۔ فرمایا ہان وہ ایک جن تھا۔ ہمارے شیعون
سے۔ جب کوئی کام جلدی کا ہوتا ہے تو انکو بھیجتے ہین۔

اصول کافی مین ہے۔ مسمع کردین البصری نے کہا۔ مجھکو نفخ شکم کی شکایت
تھی۔ شب و روز مین ایک مرتبہ کھانا کھاتا۔ اگر احیاناً دوسری دفعہ کھالیتا۔ تو شکم
پھول جاتا اور شدت کرب سے رات کو نیند نہ آتی۔ بخلاف اسکے اگر کبھی حضرت
ابو عبداللہ کے ساتھ شب کو کھانیکا اتفاق ہوتا۔ تو مطلق تکلیف معلوم نہ ہوتی
یہ کیفیت آنحضرتؑ سے بیان کی۔ تو فرمایا اے ابو سیار کیونکر ضرر کرے۔ تجھ کو یہ تھا
تحقیق کہ یہ اُس قوم صالحین کا کھانا ہے جنکے ساتھ ملائک سماوات انکے بچھونون پر

معجزات حضرت

مصافحہ ملائکہ

مصافحہ کرتے ہین مین نے کہا کیا ملائکہ ظاہراً آپ کے سامنے آتے ہین حضرت نے اپنے ایک بچہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ وہ ہم سے زیادہ ان پر مہربان ہین +

نیز کافی مین ہے۔ کہ حسین بن ابی العلا نے کہا مین حضرت صادق کی خدمت مین حاضر تھا۔ آپنے ایک چمڑے کے تکیہ پر جو پاس تھا ہاتھ رکھ کر بتایا کہ بسا اوقات ملائکہ ہمارے ان تکیون پر تکیہ لگاتے ہین۔ اور بیشتر اُنسے چھوٹے چھوٹے پر گرجاتے ہین تو ہم انکو چن لیتے ہین۔ اور مفضل بن عمر نے ایک شے امام موسےٰ کاظم کے گلے مین بشکل تعویز دیکھی عرض کی فدا ہون آپ پر یہ کیا شے ہے۔ فرمایا اس مین فرشتون کے پر ہین۔ کہا کیا وہ آپ کے پاس آتے ہین۔ فرمایا وہ آتے اور ہمارے فرشون پر لیٹتے ہین۔ اسوقت انکے پرون سے کچھ گرجاتے ہین۔ یہ وہی پر ہین۔ جو موسےٰ کے گلے مین پڑے ہین +

اور کشف الغمہ مین دلایل حمیری سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن نجاشی نے کہا۔ مین عبداللہ بن الحسن المثنےٰ کی مجلس مین حاضر تھا۔ انھون نے کہا۔ اے نجاشی خدا سے ڈرو۔ اور جو بات ہم مین نہین اسکا اعتقاد نہ کرو ہم ایسے ہی ہین۔ جیسے اور خلق خدا ہے راوی کہتا ہے۔ کہ مین نے یہ قول عبداللہ کا حضرت ابو عبداللہ سے نقل کیا تو فرمایا نہین۔ قسم خدا کی ہمارے درمیان ایک محدث ہوتا ہے۔ جسکو الہام ہوتا رہتا ہے۔ اور کانون سے آواز سنتا ہے۔ اور ملائکہ اسکے ساتھ مصافحہ کرتے ہین۔ عرض کی یہ پہلے زمانہ کا ذکر ہے۔ یا اسوقت بھی کوئی ایسا موجود ہے۔ فرمایا واللہ کہ اسوقت بھی ایسا شخص موجود ہے

اور ابوبکیر سے فرمایا فرشتے ہمارے پاس ہمارے مکانون مین آتے ہین۔ اور ہمارے بچھونون پر لوٹتے اور ہمارے دستر خوانون پر حاضر ہوتے اور میوۂ تر و خشک ہوتی چیزین ہمارے لیئے لاتے ہین۔ اور ہم پر اور ہمارے بچون پر اپنے پرون کو پھیرتے اور دواب سے حفاظت کرتے اور ہر نماز مین ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہین اور شب روز ہمکو روئے زمین کی خبرین پہونچاتے ہین۔ اور جو بادشاہ کہین فوت ہوتا ہے اسکا اور اسکے جانشین کا نام اور انکے خصایل و حالات سے خبر دیتے ہین۔

## تعبیر خواب

ریاض الشہادہ مین سدیر صیرفی سے نقل ہے۔ کہ سدیر نے کہا کہ ایک شب مین نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ کو خواب مین دیکھا کہ ایک طبق خرمائے تازہ کا آپکے سامنے رکھا ہے۔ اور خرما اس سے تناول فرماتے ہین۔ مین نے سلام کرکے خرمے کا سوال کیا۔ حضرت نے ایک دانہ خرما عنایت کیا کھایا تو نہایت شیرین و لذیذ تھا۔ دوبارہ اس سرچشمہ عطا و نوال سے اسکا سوال کیا پھر ایک دانہ مرحمت فرمایا۔ چونکہ خوش ذائقہ اور لطیف تھے۔ اسلیئے مین باربار مانگتا اور وہ جناب ہر مرتبہ ایک دانہ عنایت فرماتے۔ حتے کہ آٹھ دانے ادا کیئے۔ اور طبق مین صرف ایک دانہ باقی رہ گیا۔ مین نے پھر سوال کیا۔ فرمایا بس تیرے لیئے یہی کافی ہے۔ بیدار ہوا تو فرط خرمی کا زبان پہ اور دل خوشی سے مالا مال تھا۔ صبح کو جناب صادق صلی اللہ کی خدمت کا عزم کیا کہ تعبیر اس خواب کی حضرت سے دریافت کرون وہان پہونچا تو دیکھا

کہ وہ حضرت اسی طرح طبق پیش رو رکھے خرما نوش فرما رہے ہین دل مین سوچا
کہ تعبیر تو ظاہر ہو گئی۔ آگے بڑھکر سلام کیا۔ اور خرما طلب کیا۔ حضرتؑ نے اسیطرح
ایک دانہ اٹھا کر دیا کھایا تو ہو بہو وہی مزہ تھا جو رات کے خرمون کا تھا۔ پھر سوال کیا
پھر سوال کیا۔ حتےٰ کہ آٹھ دانے اسیطرح حاصل کئے۔ نوان مانگا تو حضرت مسکرائے
اور فرمایا اگر ہمارے جدِّ امجد اس سے زیادہ دیتے تو یہان بھی دریغ نہ تھا۔

نیز بحار مین مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیا ہے۔ کہ محمد بن کثیر کوفی نے کہا کہ
مین ہر نماز کے اول و آخر مین ان دو پر لعن کیا کرتا تھا۔ ایک شب سوتا تھا کیا دیکھتا
ہون کہ ایک طائر تیز پرواز آسمان سے اترا۔ ایک ظرف بلور جس مین ایک شے سرخ
مانند خلوق[1] بھری تھی۔ اسکے پاس تھا۔ پس اُسنے روضۂ مقدسہ حضرت رسولخدا
پر پہونچکر ان دونو کو ضریح سے نکالا۔ اور اُنکے سر و گردن کو وہ خلوق ملا۔ پھر انکو بدستور
جہان سے نکالا تھا داخل کیا اور خود جدھر سے آیا تھا اسطرف پرواز کر گیا۔ جو لوگ
وہان کھڑے تھے۔ مین نے ان سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ اور یہ طائر کیسا ہے
اور کیا کام کرتا ہے۔ انہون نے کہا اسکا یہی وطیرہ ہے۔ کہ ہر شب جمعہ کو آتا ہے اور
خلوق ان دونو کے لگا جاتا ہے۔ یہ کیفیت معلوم کر کے میرے حواس جاتے رہے
صبح ہوئی تو دل انکی لعن پر رضامند نہ ہوتا تھا۔ آخر حضرت صادقؑ کی خدمت

[1] خلوق بروزن رسول ایک خوشبو ہے جسکو زعفران وغیرہ عطریات سے ملا کر بناتے ہین اسکے رنگ مین زیادہ تر زردی و سرخی دکھتی ہے۔ اسی سے یہ ہے حدیث یخشوھا القابلۃ بالخلوق پھر دے دایہ اسکو ساتھ خلوق کے ۱۲

میں

مین گیا۔ تاکہ یہ قصہ اُنسے عرض کرون۔ سامنے گیا تو متبسم ہوئے۔ اور فرمایا تو نے
وہ جانور دیکھا۔ عرض کی ہان اے سید و سردار میرے اور جسوقت سے اسکو دیکھا
ہے بہت بے چین ہون۔ ارشاد کیا جب خواب مین کوئی شئے مکروہ طبع معلوم ہو تو اس آیہ
شریفہ کو تلاوت کیا کرو۔ انما النجویٰ مِنَ الشَّیطَانِ لیحزن الذین اٰمنوا ولَیسَ
بضارھم شَیْئًا اِلَّا بِاِذنِ اللّٰہِ ۔ نجوے (مصلحت بد) صرف شیطان کے
جانب سے ہے۔ تاکہ محزون و غمگین کرے مومنون کو اور کوئی شئے بجز حکم خدا کے
انکو ضرر رسان نہ ہوگی۔ پھر فرمایا قسم خدا کی وہ فرشتہ انکی کوئی عزت و آبرو بڑھانے
نہین آتا۔ بلکہ حق تعالیٰ کیطرف سے اسلیئے مقرر ہے۔ کہ مشرق و مغرب زمین مین
جہان کہین کوئی خون ناحق ہو۔ یا کوئی بظلم مارا جائے۔ اسکا خون لے اور انکی گردنون
مین لگائے۔ کیونکہ تمام ظلم و ستم کے جو دنیا مین ہوتے ہین وہی باعث ہین۔

نیز۔ بحار مین عبد اللہ بن سنان سے روایت ہے۔ کہ اسنے کہا حضرت ابو عبد اللہ
نے مجھسے فرمایا کہ ہمارا ایک حوض ہے جسکی وسعت بقدر وسعت مابین بصرے[1]
و صنعاء یمن کے ہے۔ پھر فرمایا تو چاہتا ہے۔ کہ اسکو دیکھے۔ عرض کی ہان یا ابن رسول اللہ
فدا ہون آپ پر۔ پس حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیرون مدینہ ایک مقام پر لیجا کر پائے
مبارک کو زمین پر مارا۔ فوراً ایک بحر وغدیر وہان موج زن معلوم ہوئی۔ کہ بجز اس مقام

---

[1] بُصرے بروزن جملے شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ ۱۲ منہ

کے جہان ہم کھڑے تھے۔ اسکا کنارہ ناپدید تھا۔ اَور وہ جگہ مثل ایک جزیزہ کے ہو
گئی۔ پس ایک نہر نظر آئی۔ جسکا پانی برف سے زیادہ سفید تھا۔ اَور ایک سمت اس
نہر کے دوسری نہر دودھ سفید کی اَور درمیان ان دونہرون کے ایک نہر شراب یاقوتی
سرخ کی لطف یہ کہ باوجودیکہ تینون نہرین باہم بہتی تھین۔ مگر کیا مجال جو باہم مخلوط
ہون۔ پانی اَور دودھ کے درمیان شراب کی دھار ایسی خوشنما معلوم ہوتی تھی۔ کہ
اسے دیکھکر روح تازہ ہو جائے۔ مین نے عرض کی فدا ہون آپ پر یہ نہرین کہان سے
نکلتی ہین فرمایا یہ چشمہا بہشت ہین۔ کہ حق تعالیٰ قرآن مین انکی صفت کرتا ہے لپس
درخت ان نہرون کے کنارے پر دکھائی دئے۔ ان پر حورین باروئے ہمچو ماہ وزلفہاے
سیاہ بیٹھی تھین۔ ہاتھون مین انکے نہایت خوبصورت ولطیف ساغر تھے۔ کہ ظروف
دنیا سے ذرا مشابہ نہ تھے۔ حضرت نے ایک حور کیطرف اشارہ کیا۔ فوراً درخت خم ہوا اَور
اس حور نے جھککر نہر سے ایک جام بھرا اَور بادب تمام امام کے سامنے حاضر کیا۔
آپنے نوش کیا۔ اَور درخت سیدھا ہو گیا پھر دوبارہ اشارہ کیا۔ تو پھر درخت مائل ہوا
اَور حور نے دوسرا جام بھر کر آنحضرت کو دیا آپنے اس سے لیکر مجھے مرحمت فرمایا پینے
سے اس جام کے ایسی فرحت مجھ کو حاصل ہوئی کہ پیشتر نہوئی تھی۔ اَور کوئی شئی ایسی
لطیف ولذیذ نہ کھائی تھی۔ اسکی خوشبو مشک کی خوشبو سے کم نہ تھی۔ پیالے مین
نظر کی تو تینون قسم کی شراب موجود تھی۔ عرض کی فدا ہون آپ پر مین نے کبھی ایسا
عجیب حال مشاہدہ نہین کیا تھا اَور مین نہین جانتا تھا۔ کہ ایسے عجائب وغرائب عالم

مین موجود ہو گئے۔ فرمایا جو نعمات حق تعالیٰ نے ہمارے شیعون کے لیے پیدا کین
ہین۔ یہ ان مین سے ادنے ہین۔ تحقیق کہ جب مومن دنیا سے گزرتا ہے۔ تو اس کی
روح کو یہان لاتے ہین وہ ان باغون کے میوے کھاتی ہے۔ اور ان نہرون سے
سیراب ہوتی ہے۔ اور جو ہمارا دشمن مرتا ہے۔ تو اسکو وادی برہوت مین لے جاتے
ہین۔ کہ ایک صحرا ہے حوالے یمن مین وہان معذب ہوتا ہے۔ پناہ بخدا اس عذاب سے
ابوبصیر سے روایت کی کہ انہون نے کہا مین ایک روز خدمت مین اپنے مولے و
امام بحق ناطق جعفر صادق کی حاضر ہوا۔ اور دل مین یہ خیال آیا کہ آج کوئی معجزہ آنحضرت
سے مشاہدہ کرون۔ لفور آپ نے اس خیال کے آپنے پانو زمین پر مارا۔ تو عجب قدرت
کردگار آشکار ہوئی۔ کہ ایک دریائے ناپیداکنار پیدا ہوا۔ اور کشتیان نقرئی بکثرت
اس مین دکھائی دین۔ پس حضرت مجھے ہمراہ لیکر ایک کشتی مین سوار ہوئے۔ اور وہ
کشتی چلی مین اس حال سے متعجب تھا کہ آیا اسوقت خواب دیکھ رہا ہون۔ یا
فی الواقع حضرت کے ساتھ جا رہا ہون پس کشتی چلتے چلتے ایک جگہ کنارے پر
لگی۔ کہ خیمہ ہائے خوش آئین اس سرزمین پر نصب تھے۔ حضرت کشتی سے اتر کر
ان خیمون مین گشت کرنے لگے۔ جب تمام خیمون مین پھر چکے۔ تو مجھسے فرمایا اے
ابوبصیر تو نے جانا کہ یہ کیسے خیمے ہین عرض کی حضرت ہی ان کے حال سے اچھی
طرح واقف ہین۔ فرمایا پہلا خیمہ ان مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا ہے
دوسرا علیؑ مرتضیٰ کا تیسرا فاطمہ خیر النسا کا۔ چوتھا خدیجۃ الکبریٰ کا۔ پانچوان حسنؑ مجتبیٰ

اور چھٹا حسین علیہ السلام گلگون قبا کا ساتواں خیمہ امام زین العابدین کا آٹھواں [illegible] پدر
بزرگوار باقر علوم اولین و آخرین کا۔ اور نواں خیمہ میرے لیے لگایا گیا ہے۔ جب ہم
سے کوئی فوت ہوتا ہے۔ تو ان خیموں میں آکر قیام کرتا ہے۔ [illegible]
کہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سے منسوب ہیں۔ اسی طرح کا معجزہ داؤد رقی کو بھی دکھایا
گیا۔ اس صحبت میں حضرت کے دو فرزند جناب اسمٰعیل و موسیٰ کاظم بھی ہمراہ تھے
اس میں انگشت مبارک زمین پر ماری تھی۔ کہ زمین شق ہو کر دریا نمودار ہوا تھا۔
نیز وہاں بجائے نقرئی کشتی کے ایک نہر جدکی بہی ہوئی تھی کہ اس کے وسط میں
ایک قبہ مروارید سفید کا جس میں چار کرسیاں اقسام جواہرات سے مرصع بچھی ہوئی تھیں
ان پر چاروں حضرات نے جلوس کیا تھا اور قبہ سفید کے گرد اگرد ایک مکان سبز تھا
جس پر یہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ [illegible]
تھا نیز اس حدیث میں خشکی کے خیموں کی بجائے قبوں کا لفظ استعمال ہوا ہے
اور ان میں بھی جناب فاطمہؑ و حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے علیحدہ علیحدہ سبز و سرخ
قباب ذکر ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے اپنے تینوں ہمراہیوں کو ان قبوں میں
لیجا کر حضرات علیہم السلام کی زیارت سے مشرف کروایا۔ علاوہ ازیں اس جگہ ایک
قبہ جناب صاحب الزمان کا نہایت رفیع الشان بکمال سامان تجمل آراستہ دکھایا
گیا ہے۔ اور تتمہ حدیث یہ ہے کہ بعد ازاں آنحضرت نے دست مبارک سے کچھ
اشارہ کیا۔ اور زبان سے کچھ پڑھا۔ تو سب کے سب پھر اسی مقام پر جہاں پہلے تھے

آ گئے۔ اور حضرت نے اپنی انگوٹھی اٹھا کر جائے شگاف پر مہر لگا دی۔ یعنی اسکو بند فرما دیا۔ ایضاً۔ بحار مین ہے۔ کہ ایک مرد تحقیق امر امامت کے لئے مدینہ مین داخل ہوا بعض اشخاص نے اسکو عبد اللہ بن الحسن کا نشان دیا انکے پاس گیا۔ مگر جب کوئی علامت امامت کے انسے مشاہدہ نکی تو وہان سے نکلا اور حضرت امام بحق ناطق جعفر بن محمد کے خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے تمام حال اسکے مدینہ مین داخل ہونے سے لیکر اسوقت تک کا بیان فرمایا اور اسکے مزید اطمینان کیلئے اپنی انگشتر مبارک کو زمین پر ڈالا۔ بمجرد اسکے اس انگوٹھی سے ایک زرہ اور ایک عمامہ نکلا۔ پس زرہ کو پہنا۔ تو وہ نصف ساق تک آئی اور عمامہ بھی بہت موزون رہا نہ بہت بڑا نہ چھوٹا۔ پھر فرمایا رسول اللہ انکو اسیطرح پہنتے تھے۔ بتحقیق کہ یہ عمامہ اس سوت کا نہین کہ روئے زمین پر کاتا گیا ہو۔ خدا تعالی کا خزانہ لفظ کن مین ہے۔ اور امام کا خزانہ اسکی انگشتری مین۔ نیز حق تعالی کے نزدیک تمام دنیا مثل ایک سکرچہ کے ہے۔ اور امام کے نزدیک مثل صحفہ کے ایسا نہو تو امام اور عوام مین کچھ امتیاز نہ رہے۔

ایضاً۔ بحار مین ہے کہ ابو بصیر کہتے ہین۔ کہ میرے ہمسائے مین ایک مرد سلطانی نوکرون سے بڑا مالدار رہتا تھا۔ از بسکہ اسنے حق و ناحق سے بہت سا مال جمع کیا تھا لاجرم بزم عیش و طرب ہر دم گرم رکھتا اور شراب کباب راگ رنگ مین مشغول رہتا۔ مجھے بوجہ قرب و جوار کے اس سے نہایت ایذا ہوتی۔ ہر چند بار بار اس سے

اس امر کی شکایت کی مگر بے سود۔ ایک روز جب بہت ہی الحاح والتجاء کے
ساتھ کہا تو اسنے کہا تمکو کوئی علت نہین آزاد ہو۔ مین خوئے بد کے ہاتھ مین گرفتار
مجبور ولاچار ہون۔ اگر اپنے صاحب (امام جعفر صادق) سے میرے لیئے دعا
کی درخواست کرو تو شائد برکت دعا آنحضرت کے یہ عادات بد مجھسے چھوٹ
جائین۔ ابو بصیر کہتے ہین۔ کہ سننے سے اس بات کے میرے دل پر عجب اثر ہوا
بعد ازان مدینہ مین حاضر خدمت اقدس ہوا تو اسکا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اُس
سے کہو کہ اگر اپنی یہ حرکات چھوڑ دے۔ اور خصائل زبون سے باز آوے۔ تو مین
حق تعالی کیطرف سے اسکے لیے بہشت کا ضامن ہوتا ہون۔ واپس کوفہ آیا
تو وہ میری ملاقات کو آیا۔ مین نے پیغام حضرتؑ کا پہونچایا۔ یہ سنکر رونے لگا اور
پوچھا راست ہے آنحضرتؑ نے ایسا فرمایا ہے۔ مین نے بحلف کہا کہ اس مین
سر مو تفاوت نہین۔ درحقیقت آنحضرتؑ نے بعد تحفہ سلام تجھے یہ پیغام دیا ہے
پس اٹھکر چلا گیا۔ اور چند روز بعد مجھے آدمی بھیجکر بلایا گیا۔ تو دیکھا کہ دروازہ کی اوٹ
مین برہنہ بیٹھا ہے۔ پھر بولا کہ اے ابو بصیر تو نے میرا حال دیکھا میرے پاس کوئی شئے
نہین سب مال منال خیرات کر ڈالا۔ مین نے برادران مؤمن سے کہکر اسکے لیئے مایحتاج
مہیا کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد معلوم ہوا۔ کہ بیمار ہے۔ مین عیادت کو جاتا اور جو کچھ ممکن
ہوتا علاج معالجہ بھی کرتا۔ مگر پیمانہ عمر اسکا لبریز ہو چکا تھا۔ کچھ کارگر نہوا۔ احتضار کا
وقت تھا۔ اور مین سرہانے حاضر کہ حالت غشی اس پہ طاری ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد

آنکھ کھولی تو کہا اے ابوبصیر امام نے جو وعدہ کیا تھا۔ اسکو وفا فرمایا۔ یہ کہا اور جان بحق ہوگیا۔ اسکے بعد مجھ کو مدینہ مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تو ہنوز ایک پانو دہلیز مین دوسرا صحن خانہ مین تھا۔ کہ آپنے بآواز بلند فرمایا اے ابوبصیر ہمنے جو وعدہ تیرے صاحب کے ساتھ کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے اُسے پورا کیا۔

ایضاً۔ ہشام بن الحکم راوی ہین۔ کہ ایک شخص ملوک جبل سے حج کی موسم مین حضرت صادقؑ کی خدمت مین حاضر ہوتا۔ آپ اسکو اپنے مکانات سے ایک مکان مین ٹھہراتے چند بار آنے اور ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تو اسنے دس ہزار درہم حضرت کو دیے۔ کہ اس سے ایک مکان مدینہ مین اسکے قیام کے لئے خرید فرماوین روپیہ دیکر حج کو چلا گیا واپس آیا تو عرض کی مکان خریدا۔ فرمایا ہان اور ایک کاغذ اسکو دیا۔ جس مین تحریر تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ قبالہ ہے اس مکان کا جسکو ابو عبداللہ جعفر صادقؑ نے فلان بن فلان کے واسطے جنت الفردوس مین دس ہزار درہم کو خرید کیا۔ اسکے حدود اربعہ حضرت رسولخداؐ اور انکی عترت طاہرہ کے مکانات سے ملتی ہین۔ اس شخص نے اسکو پڑھکر کہا مین اس پر رضامند ہون حضرت نے فرمایا۔ مین نے اس مال کو فقرا اولاد حسین علیہم السلام پر قسمت کردیا حق تعالیٰ اسکی عوض البتہ یہ مکان تجھ کو بہشت مین عطا فرماویگا۔ پس وہ شخص وثیقہ لیکر وطن کو گیا۔ کچھ عرصہ بعد مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ تو اپنے عزیزون کو جمع کرکے وصیت کی اور قسمین دین کہ یہ کاغذ میرے ساتھ کفن مین رکھدینا۔ انہون نے بموجب اسکی وصیت

کے کفن مین رکھدیا۔ تیسرے روز اسکی قبر کے اوپر رکھا ہوا ملا اس مین لکھا تھا کہ
جو وعدہ جعفر صادق نے میری ساتھ کیا تھا۔ حق تعالی نے اسے وفا کیا۔
**ایضاً**۔ علی بن حمزہ کہتے ہین۔ کہ میرا ایک دوست بنی امیہ کے یہان کتابت منشی
گری پر نوکر تھا۔ اسنے مجھ کو کہا کہ مجھے بھی حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت مین لیچلو
مین اسکو حضور مین لے گیا سلام کر کے بیٹھا اور کہا فدا ہون آپ پر یا ابن رسول اللہ
مین کاتبان بنی امیہ سے ہون بہت کچھ انکی کچہری مین حاصل کیا اور تحصیل مال
مین اصلا خیال حرام حلال کا نہین رکھا حضرت نے فرمایا اگر خلقت انکی ممعین و
مددگار نہ ہوتی کہ کوئی مال خراج انکے لئے جمع کرتا ہے کوئی جنگ جہاد مین
شامل ہوکر انکی جمعیت کو بڑھاتا ہے۔ تو وہ ہمارا حق غصب نکر سکتے۔ اور اگر یہ
لوگ انکو بحال خود چھوڑ دین تو انکے پاس سوائے اسکے جو کچھ ہاتھ مین ہے کچھ
بھی نرہے۔ اس جوان نے کہا۔ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ آیا میرے
لئے کوئی صورت نجات و تلافی مافات کے ہے۔ فرمایا اگر مین صورت تبلاؤن
تو تو کاربند ہوگا کہا البتہ ہونگا۔ فرمایا جو مال تو نے انکے دیوان مین کمایا ہے تمام کو
دے ڈال جہان تک مالک معلوم ہین انکو مسترد کر باقی کو انکی طرف سے خیرات
کردے ایسا کیا تو مین ضامن ہون تیرے واسطے بہشت کا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ
جوان دیر تک سر تھوڑا لئے سوچتا رہا۔ پھر کہا مین نے قبول کیا۔ پس جوان ہمارے
ساتھ کوفہ آیا اور جیسا حضرت ؑ نے ارشاد کیا تھا۔ اسنے تمام مال بدل کر دیا حتے

کہ بدن کے کپڑون تک بھی اپنے پاس نہ رکھے۔ ہمنے چندہ کرکے لباس وضروریات
اسکے لیئے خرید کیا۔ لیکن چند مہینے گزرنے نہ پائے تھے۔ کہ بیمار ہوا۔ ہم اسکی عیادت
کو جاتے۔ ایک روز جو مین گیا تو دیکھا کہ مہیائے سفر آخرت ہے۔ بارے مجھے دیکھ
کر آنکھین کھول دین اور کہا اے علی جو کچھ حضرتؑ نے وعدہ کیا تھا۔ وفا فرمایا
یہ کہکر رخصت ہوا۔ ہمنے تجہیز وتکفین کرکے دفن کیا۔ عرصے کے بعد جبکہ مین
حضرت ابوعبداللہ کیخدمت مین حاضر ہوا۔ تو فرمایا ہمنے تیرے صاحب سے
جو وعدہ کیا تھا وفا کیا۔ مین نے عرض کی درست ہے اسنے بھی مرتی وقت
اسکا اقرار کیا ہے +

**ایضاً**۔ داؤد رقی سے روایت باد رایت ہے۔ کہ انہون نے کہا میرے بھائیون
سے دو شخص بارادۂ زیارت (حضرت امیرالمومنینؑ یا حضرت سید الشہدا) جارہے
تھے۔ اثناء راہ مین شدت عطش نے ان پر غلبہ کیا۔ اور ایک کا ان سے حال
دگرگون ہوگیا۔ حتےٰ کہ حمار سے گرکر مرگیا۔ دوسرا اسکے پاس کھڑا ہوکر نماز پڑھنے
اور دعا مانگنے لگا۔ اور خدا اور رسولؐ وامیرالمومنینؑ وائمہ طاہرینؑ سے امام جعفر صادقؑ
تک فریاد والغیاث کرتا تھا اور گڑگڑاتا اور پناہ لے جاتا تھا آنحضرات کیطرف۔ ناگاہ
کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک مرد اسکے سامنے کھڑا ہے۔ ایک شاخ سبز نے اسنے دی
کہ مُردے کے لبون پر رکھ۔ اسنے وہ شاخ لیکر اسکے لبون سے مس کی اثر سے
اسکے مُردے نے آنکھین کھول دین۔ اور درست ہو بیٹھا۔ اور ذرا اثر پیاس

کا نہ تھا۔ پس دونوں نے جا کر زیارت کی اور بخیریت واپس کوفہ آئے۔ اسکے
بعد صاحب دعا وزاری کو مدینہ آنیکا اتفاق ہوا۔ حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت
مین حاضر ہوا تو پوچھا تیرے بھائی کا کیا حال ہے۔ اور وہ شاخ کہ اسکے حیات
کا سبب ہوئی کہان ہے۔ عرض کی اے سید و آقا میرے مجھکو بھائی کیوجہ
سے سخت تشویش واضطراب طاری تھا۔ حق تعالیٰ نے اسکو زندہ کردیا۔ تو
جوش مسرت مین وہ لکڑی وہین بھول گیا۔ فرمایا۔ جسوقت تو بیقراری اور قلق
سے دعا مانگرہا تھا ہمنے اپنے بھائی خضر کو ایک شاخ درخت طوبیٰ کی دیکر
بھیجا تھا۔ پھر خادم سے صندوق منگوا کر کھولا اور وہ شاخ اس مین سے نکال کر دکھائے
بعینہ وہی شاخ تھی مین نے اسکو پہچانا۔ حضرت نے پھر اسکو صندوق مین
بند کردیا۔ ایضاً۔ کنز الفواد کراجکی مین امام ہمام موسیٰ کاظم سے روایت ہی
کہ یحییٰ بن ذکریا صیقل ساز نے حضرت صادق کی خدمت مین عرض کی یا
ابن رسول اللہ ہمکو دشمنان دین پر کہ امیر المومنین و آئمہ طاہرین کی امامت
کے منکر ہین۔ کیا فخر و فوقیت ہے۔ حال آنکہ وہ ہم سے مال و جمال و جاہ و
منزلت و رفیع مرتبت لطف بیان و علو شان مین بڑھے ہوئے ہین۔ امام موسیٰ
فرماتے ہین۔ کہ حضرت کو یہ سنکر غیظ آیا اور فرمایا۔ کہ چاہتا ہے۔ کہ تمہاری فضیلت
کو بچشم ظاہر تجھ کو دکھلا دون پس دست مبارک اپنا میری مونہہ پر پھیرا اور فرمایا اب تو
دیکھ مین نے دیکھا تو کچھ اور ہی عالم تھا۔ عامل بنی امیہ کے دروازے پر جو لوگ جا کر

تھے۔ سب بشکل بندر۔ کتے۔ سور اور بھیڑیے کے نظر آئے۔ مین یہ دیکھکر گھبرا
گیا۔ اور عرض کی یا ابن رسول اللہ واللہ یہ امر عظیم ہے۔ مجھے جلد اس حال سے
نکالو۔ ورنہ میری عقل زائل ہو جائیگی۔ حضرتؑ نے دوبارہ دست مبارک میرے
چہرے پر پھیرا۔ سب بحال اول نظر آنے لگے۔ فرمایا عنقریب انکی حقیقت تم
پر کھل جائیگی۔ اگر اسوقت یہ پردہ اٹھ جائے۔ تو تم کو سخت وقت پیش آئے۔ ان
کی ساتھ اکل و شرب میل جول مشکل ہو جائے۔ پس فرمایا اے پسر زکریا اب بھی
تجھ کو اپنی فضیلت معلوم ہوئی۔ الدمعۃ الساکبہ +

ایضاً۔ داؤد رقی کہتے ہین۔ کہ بروز ترویہ اٹھوین ذی الحجہ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے
داؤد میرا جی چاہتا ہے۔ کہ حج خانہ کعبہ بجا لاؤن۔ مین نے عرض کی آج آٹھوین
تاریخ ہے۔ موقعہ گزر گیا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ فرمایا نماز عشا پڑھکر میری سواری
کا شتر حاضر کر اور زین مضبوط کس کر میرے آنیکا منتظر رہ۔ مین حسب الحکم سواری
تیار کر کے انتظار مین تھا۔ کہ دولتخانہ سے برآمد ہوئے۔ سورۂ قل ہو اللہ و سورۂ یٰسین
کی تلاوت فرماتے تھے۔ پس سوار ہوئے۔ اور مجھ کو بھی پس پشت سوار کیا اور روانہ
ہوئے۔ چند اعمال اثناء راہ مین کیئے بعد ازان فرمایا یہ خانہ کعبہ ہے۔ پس اترے
اور جو کام وہان کرنے کے تھے بجا لائے۔ صبح ہوئی تو اذان و اقامت کہکر مشغول
نماز ہوئے۔ مین دہنی جانب کھڑا ہوا پہلی رکعت مین سورۂ والضحیٰ دوسری
مین سورۂ قل ہو اللہ پڑھی۔ اور قنوت پڑھکر نماز تمام کی۔ اور مشغول تعقیبات رہے

حتےٰ کہ آفتاب نکل آیا۔ ایضاً۔ آپ کا ایک غلام مسلم نام تھا۔ جسکو قرآن شریف پڑھنا نہ آتا تھا۔ ایک رات مین اسکو تعلیم فرمایا۔ صبح ہوئی تو بہت اچھی طرح قرآن پڑھ سکتا تھا+

**شواہد النبوۃ** ملّا جامی و دلایل حمیری مین ہے۔ ابراہیم بن عبد الحمید نے کہا کہ مین نے مکہ مین ایک چادر یمنی خریدی تھی۔ قصد تھا کہ اسکو بکمال حفاظت سے رکھون۔ تاکہ مرنیکے بعد کفن کے کام آوے۔ وہان سے چلکر عرفات مین اور عرفات سے مزدلفہ مین آیا۔ وہان اسکو تہ کرکے باحتیاط رکھکر وضو کرنیکو خیمہ سے باہر آیا۔ اندر جاکر جو دیکھتا ہون تو وہان نہ تھی۔ بہت قلق ہوا۔ منیٰ مین آیا۔ تو مسجد خیف مین بیٹھا تھا۔ کہ ایک شخص حضرت صادق کی طرف سے بلانے آیا۔ وہان گیا۔ اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ فرمایا ہم ایک برد تجھے دیتے ہین۔ جو تیرے کفن کے کام آوے۔ عرض کی بہت مناسب۔ مین نے بھی ایک چادر اسکے لئے خرید کی تھی۔ وہ گم ہو گئی پس آدمی کو اشارہ کیا۔ اسنے لاکر مجھے دی۔ کھولی تو بعینہ وہی چادر تھی۔ جو مجھسے گم ہو گئی تھی۔ فرمایا اسکو لے اور شکر خدا بجالا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے۔ کہ یہ ہے۔ اندک از بسیار و قطرہ از بحار معجزات و خوارق عادات اس امام ابرار سے کہ کمترین نے بکمال ایجاز و اختصار کتب و اسفار معتمدہ علماء اخبار و احادیث و اخبار اہلبیت اطہار سے انکو اقتباس و اختیار کیا ہے۔ استیعاب و احاطہ انکا مثل دیگر مناقب و مفاخر آنحضرت کے میری ضعیف طاقت سے باہر ہے۔ اور کیونکر استیعاب ہو سکے۔ جبکہ پیشتر

مضمون صفحہ

مضمون صدق مشحون حدیث گزرا کہ جو معجزے حق تعالی نے ائمہ علیہم السلام کو جدا جدا بخشے وہ تمام حضرت محمد مصطفے وائمہ ہدے کو ایکجا مرحمت فرمائے پس بموجب اسکے شک نہین کہ جناب صادق سے جملہ معجزات انبیا ظاہر ہوئے ہرچند بواسطہ تسلط حکام جور کہ ہمیشہ فضائل آنحضرت کی مٹانے کی فکر مین رہتے ستے تمام مدون نہین ہوئے۔ اور جسقدر قید تحریر مین آئے وہ بھی تمام ہم تک نہین پہونچے۔ پھر بھی جسقدر کتب معتبرہ مین اسوقت پائے جاتے ہین۔ انبار انبار رو بے حصر وشمار ہین۔ حقیر نے بخوف ملالت ناظرین تھوڑے سے غرض مقصود کے لیئے کافی جانکر خلاصہ کے طور سے یہان نقل کیئے ہین۔ ؎

اند کے شوق درون گفتمت وترسیدم + کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

## تتمۂ مہمہ در نفی غلو

غلو کسی کام مین افراط کرنے اور حد سے گزر جانیکو کہتے ہین۔ غالی وہ لوگ ہین جنہون نے حضرات ائمہ علیہم السلام کے حق مین غلو کیا۔ اور درجہ عبودیت سے گزار کر الوہیت کو پہونچادیا۔ اور جو باتین شایان عبودیت نہین۔ ان بزرگون پر باندھین مولانا سید العلما آلسید حسین طاب ثراہ حدیقہ سلطانیہ مین افادہ فرماتے ہین۔ کہ اصل طریقہ غالیون کا یہود ونصارے کے طریقہ سے ماخوذ ہے۔ سرگروہ انکا عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا۔ بظاہر اسلام لایا۔ مگر پھر اپنے کفر کیطرف رجوع کر گیا۔ کہ حضرت امیر المومنین کو خدا کہنے لگا۔ اور اپنے تئین آنحضرت کا

کلام عبداللہ بن سبا

پیغمبر بتلاتا تھا۔ آپنے یہ سنا تو اسکو بلایا اور اسکے عقیدہ فاسدہ کی بابت استفسار
کیا۔ کہا میری دل مین اسی طرح ڈالا گیا ہے۔ کہ تم خدا ہو۔ اور مین تمہارا فرستادہ پیغمبر حضرت
نے فرمایا وائے ہو تجھپر شیطان نے تجھسے تمسخر واستہزا کیا ہے تیری مان
تیرے ماتم مین بیٹھی توبہ کر اور اس عقیدہ سے باز آ ورنہ تجھے قتل کرونگا ابنِ سبا نے
توبہ سے انکار کیا۔ آپنے اسے قید کر لیا۔ تین روز کے بعد بلا کر پھر کہا۔ اسوقت بھی
توبہ نکی۔ تب آپنے قتل کر کے اسکی لاش کو آگ مین جلوا دیا۔ ابن سبا ملعون مارا
گیا۔ مگر اسکا خبیث عقیدہ خلایق کے درمیان باقی رہ گیا۔ کہ فرقہ سبائیہ ونصیریہ
وغیرہ اس سے پیدا ہوئے۔ عبد اللہ بن سبا کا بیٹا باپ سے ایک درجہ نیچے رہا
یعنی وہ تفویض کا قائل ہوا۔ کہ یہ حضرات خدا تو نہین۔ مگر حق تعالی نے خلق
ورزق عالم انکو تفویض کر دیا ہے۔ یہ فرقہ مفوضہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مگر
ہمارے نزدیک سگ زرد برادر شغال سبائیہ ونصیریہ ومفوضہ سب کے سب ہالک
وکافر ہین۔ اور ائمہ علیہم السلام ہمیشہ ان پر لعن وطعن کرتے رہے ہین چنانچہ
حضرت امیر المومنین کا سلوک انکی سرگروہ عبد اللہ سبا کے ساتھ معلوم ہوا کہ
آنحضرت نے اسکے قتل کرنے پر کفایت نہین کی بلکہ اسکی لاش کو جلوا کر خاکستر
کرا دیا۔ نیز وہ حضرت فرماتے تھے۔ هَلَكَ فِيَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ
ولا دنبلی۔ کہ دو گروہ میرے باب مین گمراہ ہوئے۔ ایک دوست جنہون
نے افراط وغلو کیا میری دوستی مین کہ بندگی سے بڑھا کر مجھ کو خدائی تک پہونچا دیا

دوسرا دشمن جسنے تفریط و تقصیر کی کہ خلفاء ثلثہ اتک کو مجھسے افضل جانتے ہین
یا وہ جو مجھکو (العیاذ باللہ) کافر جانکر لعن و تبرا کرتے ہین۔ یہ دونو گروہ اس اعتقاد
باطل سے آپ گمراہ ہوئے۔ میرا کوئی گناہ نہین۔ الحق راست و درست فرمایا۔
آنحضرتؑ نے افراط و تفریط دونو اس مقدمے مین باعث ہلاکت و گمراہی ہے
اور حق حقیق بالاتباع بمفاد خیر الامور اوسطہا طریقہ درمیانہ ہے۔ جو اعتقاد فرقہ
حقہ اثنا عشریہ کا ہے کہ آنحضراتؑ کو بندگان خاصان خدا معصوم و مطہر از ہر
رجس و خطا منصوص من اللہ امام واجب الاطاعت جانتے ہین اور کسی
عمرو و بکر کو برابر انکی نہین گنتے۔ حضرت امام رضا فرقہ غالیہ کی رد مین اپنی ایک
مناجات مین فرماتے ہین۔ پروردگارا الوہیت و خدائی مخصوص تیرے لیے ہے
پس دور کر اپنی رحمت سے فرقہ نصاریٰ کو جنھون نے تیری شان کو سبک و خفیف
سمجھا۔ اور محروم کر اپنی رحمت سے ان لوگون کو جو اجسام خلائق سے تیرے تئین
تشبیہ دیتے ہین۔ پروردگارا ہم تیرے بندے ہین۔ اور تیرے بندون کی اولاد
سے ہین۔ کہ ہماری موت و حیات ہمارا نفع و ضرر ہمارا خیر و شر ہمارے قبضہ مین
نہین خداوندا جو ہم کو خدا کہتے ہین۔ ہم اُنسے بیزار ہین۔ اور جو کہتے ہین کہ خلق کرنا
و رزق دینا خلائق کا ہمارے کام ہین ہم اُنسے اسی طرح بیزار ہین جیسے کہ عیسیٰ
بن مریم نصاریٰ سے۔ پروردگارا ہم نے انکو اس اعتقاد باطل کی طرف دعوت
نہین کیا پس ہم سے انکا مواخذہ نہ فرما اور ہمارے سے انکے کلام نافرجام کو

عفو فرما۔ خداوندا روئے زمین پر کافرون سے ایک متنفس کو زندہ مت رکھیو۔ کہ یہ تیرے بندون کے گمراہ کرنیوالے ہین۔ اور سوائے فسّاق و فجّار کے انسے کوئی پیدا نہوگا۔ غرض اسی طرح کی روایات و اقوال حضرات ائمہ علیہم السّلام سے بیشمار وارد ہوئے ہین۔ اور جیسے عموماً آنحضرتؐ سے احادیث مروی ہین ویسے ہی حضرت صادق نے بھی اس خیال باطل کی تردید مین کمی و کوتاہی نہین فرمائی جس مین غلو کی بو بھی پاتے ڈراتے دھمکاتے اور حتے المقدور اس اعتقاد سے توبہ کرا کے چھوڑتے۔ ایک شخص عبد العزیز نامی کہتا ہے۔ کہ مین حضرت کی خدمت مین داخل ہوا تو آپنے فرمایا اے عبد العزیز میرے لئے وضو کرنے کے مقام مین پانی رکھ کہ وضو بجالاؤن مین پانی لے گیا۔ اور دل مین کہتا تھا کہ یہ وضو کرتے ہین پھر نماز پڑھینگے۔ حال آنکہ ہمارا اعتقاد انکے مقدمے مین ایسا اور ایسا ہے۔ پس حضرت داخل وضوخانہ ہوئے اور باہر آکر باعجاز امامت فرمایا۔ اے عبد العزیز ہمارے اوپر بھاری بوجھ بار نکرو۔ جسکے ہم برداشت نہ کر سکین اور دب جائین ہم خدا کے بندے ہین۔ اس سبحانہ تعالی نے اپنے عبادت کے لئے ہمکو پیدا کیا ہے۔ اسیطرح ایک اور شخص کو اس قسم کا گمان باطل ہوا۔ تو آپنے اسے جھڑکا اور فرمایا قسم بخدا کہ ہم بندگان خلق کردہ خدا ہین مین اپنے خدا کی بندگی و عبادت کرتا ہون نکرون۔ تو مجھکو آتش جہنم مین عذاب کرے۔ وہ شخص اپنے عقیدہ فاسد سے تائب ہوا۔ اور کہا اب مین ایکی

نسبت وہی اعتقاد رکھونگا۔ جو حضرت خود تلقین فرماوینگے۔ پھر مکرر فرمایا۔ ہمکو بندگان خدا جانو البتہ نبوت کے سوا جمیع کمالات انسانی کا حاوی و جامع سمجھو بحار مین اصحاب آنجناب سے ایک شخص سے نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ دولتخانہ سے بحالت غم و اضطراب باہر تشریف لائے۔ اور ارشاد کیا کہ مین کسی ضرورت کو گیا تھا۔ اثناء راہ مین بیابان مدینہ سے ایک حبشی نے پکارا۔ لَبَّیْکَ یَا جَعْفَرَ بن مُحَمَّد لَبَّیْکَ مین یہ سنکر خائف و ترسان اُلٹا پھرا۔ اور اس آواز سے خالق بے نیاز کی درگاہ مین برائت و بیزاری چاہی۔ بتحقیق کہ اگر عیسیٰ بن مریم جو کچھ حق تعالیٰ نے انکی حق مین کہا تھا۔ اس سے تجاوز کرتے۔ تو اندھے۔ بہرے۔ گونگے ہو جاتے اور کبھی دیکھ سن بول نہ سکتے۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ ابو الخطاب کو لعنت کرے اور صدمۂ آہن اُسے پہونچائے۔ علامہ مجلسی اس کی شرح مین کہتے ہین۔ کہ یہ اسود آواز دہندہ اصحاب ابو الخطاب سے کہ اعتقاد الوہیت آپ کے بارے مین رکھتا تھا۔ ایک ہوگا۔ اسی واسطے اسنے آپ کو اس طریق سے آواز دی۔ جیسے کہ حج کے دنون مین مکہ مین حق تعالیٰ کو پکارتے ہین۔ آپ کو اس ناہنجار خطاب سے سخت قلق و اضطراب ہوا اور اسی پیچتاب مین سجدہ برائت حق تعالیٰ کی درگاہ مین بجالائے۔ اور ابو الخطاب کو لعنت کی۔ کیونکہ وہ اس مذہب کا مخترع ہے۔ اور محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ مین زرارہ سے روایت کی ہے۔ کہ اسنے کہا مین نے حضرت صادق کی خدمت

مین عرض کی۔ کہ ایک مرد عبداللہ بن سبا یہودی کی اولاد سے قائل تفویض ہو
فرمایا تفویض کیا ہے کہا وہ کہتا ہے۔ کہ حق تعالی نے محمدؐ و علیؑ کو پیدا کیا۔ اور جہان کے کارو
بار انکے سپرد فرمائے۔ پس انہون نے دنیا پیدا کی اور وہی انکو روزی دیتے اور
مارتے ہین۔ حضرت نے فرمایا جھوٹھ کہا اس دشمن خدانے تو اسطرف جائے تو
اس آیہ شریفہ کو سورہ رعد سے اس پر تلاوت کرنا اَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهٖ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
ترجمہ آیا قرار دیئے انہون نے شریک واسطے خدا کے کہ خلق کیا انہون نے مانند
خلق اسکی کے پس مشتبہ ہوئی خلق ان پر کہہ تو (ای محمدؐ) کہ خدا خالق ہے ہر
شے کا اور وہ واحد و قہار ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مین اس شخص کے پاس گیا
اور جو کچھ حضرت نے فرمایا اسکے سامنے قرأت کیا تو وہ سنکر چپ ہوگیا۔ گویا پتھر اس
کے مونہہ مین لقمہ دیدیا۔ راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ یہ اور دیگر روایات و اقوال علمأ
امامیہ منادی بلند پکارتے ہین۔ کہ عبداللہ بن سبا اور اسکی اولاد و اتباع خود
ہالک و گمراہ اور اورون کے گمراہ کرنے والے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے شیعہ
قدیم الایام سے اس مردود پر تبرا کرتے اور اسکے پیرو ون اعنی غلات و مفوضہ
کو کافر و مشرک جانتے اور اکل و شرب تک انکے ساتھ روا نہین رکھتے بلکہ
خوارج و نواصب کیطرح سگ و خوک کی برابر نجس العین گنتے ہین۔ مگر سنی باوجود
ان تمام باتون کی تواہی نخواہی انکو انکا تابع و پیرو کہے چلے جاتے ہین۔ شاہ

شاہ عبد العزیز نے تحفہ میں اس خصوص میں کیا کچھ خامہ فرسائی نہین فرمائی
سچ پوچھو تو تمام ہرزہ درائی وبیہودہ سرائی کی ہے۔ کہ جملہ مسلمانون کو باعتبار اس
ناپاک کے چار قسمون پر منقسم کرکے اپنے تئین اسکے برخلاف شیعۂ اولی ٹھیرایا
اور باقی تین فرقون کو کم وبیش اسکا تابع بلا حجت ودلیل قرار دیا ہے۔ اسکے بعد جملہ
سنیان ہندوستان کا یہ شیوہ ہوگیا ہے۔ کہ شیعون پر طعن کرتے اور آوازے
کستے اور اندھا دھند انکو سبائیہ تابع ابن سبا کہتے ہین۔ اور اتنا نہین سوچتے
کہ باوجود اس تمام بیان مذکورۂ بالا کے بھی اگر شیعہ تابع ابن سبا ہو سکتے ہین تو
سنیان اشاعرہ بھی ابو علی جبائی و واصل بن عطاء معتزلی کے تابع ہو سکتے
ہین۔ اور اجکل کے اہل الحدیث غیر مقلد۔ حنفی۔ شافعی وغیرہ کہلا سکتے ہین
بلکہ اندرین صورت جملہ مسلمانان ابوجہل بن ہشام وعقبہ بن ابی معیط دشمنان
اسلام کے تابع وپیرو ٹھہر سکتے ہین۔ یہ بھی عجیب وغریب اعتراض ہے۔ کہ
ایک فرقہ ایک شخص کو آج سے نہین قدیم الایام سے کافر ومشرک تبلائے اور
اپنے امام الائمہ سے روایات اسکے قتل وحروق کی نقل کرے۔ پھر بھی زبردستی
سے اسپر اس شخص کی متابعت وپیروی کا الزام تھوپا جائے۔ اور یہ ستم ظریفی
وہ اسکی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ کون سی عقل ودانائی ہے۔ رہا یہ امر کہ ابن
سبا مذکور سنیون کے ساتھ انکے عقیدے مین کبھی بھی شریک نہین ہوا۔ اظہار
اسلام کے بعد جو عقیدہ کہ اول اس سے ظاہر ہوا وہ قول بہ تفضیل تھا یعنی

حضرت امیر المومنینؑ کو خلفاء ثلثہ پر ترجیح و تفضیل دیتا تھا۔ پھر شیعہ تبرائی ہوکر کچھ دنون طریقۂ حقہ کا اظہار کرتا رہا بعد ازان بڑھتے بڑھتے غلوّ کے درجہ کو پہونچکر علی اللّٰہی ہوگیا۔ تو اس مین شیعون کا کیا قصور ہے جیسا کہ فرض کرو کہ اگر وہ اس زینہ پر ٹھیٹھہ سنّت کی پٹری سے چڑھنا شروع کرتا اور نہ صرف خلفاء ثلثہ کو ہی آنحضرت سے افضل کہتا۔ بلکہ معاویہ بن ابی سفیان کو بھی حضرت امیر معاویہ خال المومنین اور کیا اور کیا بناتا۔ اور پھر تفضیلی پر تبرّائی پھر شیعہ غالی ہو جاتا تو سنیون پر بھی اس سے کوئی الزام عائد نہین ہو سکتا تھا۔

## بعض ظلم ستم کہ دست جفائے بنی عباس سے اس اشرف الناس پر ہوئی۔

پیشتر گزرا کہ پہلا خلیفہ عباسیون کا عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس معروف بہ سفاح ہے۔ اس سے ۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ ہجری کو بمقام کوفہ بیعت ہوئی اور آخر ذی الحجہ ۱۳۶ھ مین کوئی پورے پانچ سال حکومت کے بعد چیچک کے مرض مین فوت ہوا۔ سفاح اسکو بوجہ کثرت قتل و خونریزی کے جو اسکے عہد حکومت مین اسکے حکم و شوق سے ہوتی رہی ہے۔ کہتے تھے۔ اسکے بعد اس کے بڑے بھائی منصور دوانیقی نے عنان حکومت ہاتھ مین لی۔ وہ آخر ۱۵۸ھ تک بائیس ۲۲ سال کامل بادشاہ رہا۔ دوانیقی یا ابا الدوانیق اسکا نام اسکی شدت

بخل و حرص مال کے سبب ہوا تھا کہ اپنے عاملون اور اہلکارون سے
درہم و دانق (دانگ) دینار پر جھگڑتا اور حساب فہمی کرتا رہتا تھا۔ اس منصور کے
ہاتھ سے اہلبیت رسالت کو بہت سے رنج و کلفت پہونچے ہین۔ صادق ع
آل محمدؐ علیہم السلام ۱۴۸ھ ہجری مین اسی کے عہد مین اسکے زہر خورانی سے
شہید ہوئے۔ آپ کے آخری ایام حیات اسکے زمانے مین بہت تردد و تلخی
مین بسر ہوئے۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے کمال درجہ حسد و عداوت رکھتا
تھا۔ اور محض اپنی خلافت کا ظاہر کر کے درپے ایذا و آزار رہتا۔ اور ہمیشہ اس گھات
مین تھا کہ کوئی حیلہ اس جناب کے قتل کا ہاتھ آئے۔ مخبر و جاسوس چھوڑ رکھے
تھے۔ کہ دم دم کی خبرین پہونچائین مصنوعی خطوط آپ کی جانب سے شیعون
کے نام لکھے جاتے۔ اور راہ مین پکڑواتا۔ اور اسکی پاداش مین سخت تکالیف
پہونچائی جاتین۔ مگر اللہ رے حوصلہ و ہمت جعفریؑ کہ سب کچھ انگیزتے اور
ذرا نہ گھبراتے اور جسطرح پر ترویج دین و نشر احادیث ختم المرسلینؐ پر خدا اور رسول
کی طرف سے مامور تھے۔ اس مین سر مو کوتاہی نہ فرماتے۔ توقیع رفیع حدّث
النّاس وافتھم ولا تخافنّ الّا اللہ (ترجمہ) حدیثین بیان کرو لوگون سے اور
فتوے دو انکو اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو پر پورا پورا عمل تھا۔

حکایت منصور کی مکاری

جس زمانے مین منصور مقہور سادات اہلبیت کے پھنسانے کو دام حیلہ و مکر
پھیلاتا اور دانہ سوغا اس پر بکھیرتا تھا۔ اسوقت کی ایک عجیب حکایت کتا ہون

مین لکھی ہے جسکو ہم یہان نقل کرتے ہین مروی ہے کہ اسنے ایک مرد
کو جسکی عقل وخیر خواہی پر اعتماد کامل رکھتا تھا۔ بلاکر کہا یا ابن مہاجر یہ روپیہ
مجھسے لے اور مدینہ جاکر جعفرؑ بن محمدؐ و عبداللہ بن الحسن وغیرہ بزرگان خاندان
سے ملاقات کر۔ اور ظاہر کر کہ مجھکو شیعیان خراسان نے یہ مال دیکر تمہارے پاس
بھیجا ہے۔ کہ ان شرائط پر تمہارے حوالے کرون۔ اور کچھ باتین اس قسم کی اسکو
بتائین کہ اگر وہ انکا اقرار کرلین تو جرم بغاوت خلیفۂ وقت ان پر ثابت ہو جائے
اور کہدیا کہ اگر مال و شرائط قبول کرلین تو یہ امور انسے تحریر کرا لے۔ راوی کہتا ہے
کہ مین مال لیکر مدینہ آیا۔ اور ان لوگون سے ملا۔ سب نے شرائط قبول کر کے
اپنے اپنے نام کا مال لے لیا۔ اور خطوط جوابی لکھدیے۔ یعنی منصور کے دھوکھے
مین آگئے۔ الا جعفر صادق انکے پاس گیا۔ تو آپ مسجد رسول اللہ مین نماز پڑھ
رہے تھے۔ مین بیٹھ گیا کہ فارغ ہون تو کہون۔ حضرت جلد جلد نماز پڑھکر وہان
سے اٹھے۔ اور روانہ ہوئے۔ مین بھی پیچھے چلا۔ تھوڑی دور چلکر میری طرف
متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے شخص خدا سے ڈر۔ اور ہماری دھوکہ دہی سے باز آ۔ اپنے
بھیجنے والے کو کہ کہ ہم اہلبیت رسالتؐ کو ناحق نہ ستائیے۔ ابھی زیادہ عرصہ
نہین گزرا ہے۔ کہ ہم بنی امیہ کے سرپنجۂ ستم سے چھوٹے ہین۔ بس سخت مفلس و
نادار ہین۔ اسکو براہ صلۂ رحم ہماری اعانت و امداد کرنی چاہیئے تھی۔ نہ کہ جھوٹی
تہمتین لگاکر مورد آفات و مبتلائی بلیات کرنا۔ مین نے کہا۔ آپ یہ کیا فرماتے

ہین۔ تب مجھے پاس بلاکر آہستہ آہستہ تمام تقریر جو منصور نے مجھسے کی تھی ہو
بہو نقل کی گویا آپ اسوقت ہمارے ساتھ اور ہم دو مین تیسرے تھے۔ مین نے
واپس جاکر یہ تمام کیفیت منصور سے بیان کی۔ اسنے کہا راست ہے ہم اہلبیت
مین ایک شخص مُحدّث (مُلہم) ہوتا ہے۔ کہ علوم نا متناہی مبدأ فیاض سے
اس پر القا ہوتے رہتے ہین۔ اس زمانے کے مُحدث جعفرؑ بن محمدؑ ہین۔ خبردار
اسکا ذکر اور کہین نہ کیجیو۔ کہتے ہین کہ یہی کلام منصور کا اس شخص کے اور اسکے کنبے
قبیلے کے تشیّع کا باعث ہوا۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ اپنے معتمد کو دشمن کے
پاس بھیجکر دھوکہ سے حال معلوم کرنا منصور کے بہت زیر مشق تھا۔ اسنے محمدؑ
بن عبداللہ معروف بہ نفس زکیہ کے پاس بھی اسیطرح دھوکہ دینے کو ایک
غلام کو بھیجا تھا۔ جسکا مفصل قصہ ابن اثیر نے کامل مین نقل کیا ہے۔ مگر یہ
دغا بازی منصور کی اپنی طبیعت کا ایجاد نہین عرب مین حکّام ظلمہ کی یہ فریب
بازی ہمیشہ چلی آتی ہے۔ عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ پہونچکر مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر جبکہ
وہ ہانی بن عُروہ کے گھر مین پناہ گزین تھے۔ اسیطرح دست رس پائی تھی۔ کیا
یعنی کہ اسنے بھی اپنے غلام معقل نام کو ایک کیسہ ہزار درہم کا دیکر بھیجا تھا چنانچہ
اسنے مسلم بن عوسجہؓ سے مسجد مین ملاقات کرکے ظاہر کیا کہ مین ایک مرد شیعیان
شام سے ہون یہ سنکر کہ یہان کوئی بزرگ امام حسینؑ کی طرف سے بیعت لینے
آئے ہین آیا ہون کہ اپنا ہاتھ انکے ہاتھ مین دون اور یہ مال انکے حوالے کرون۔ کہ

تجہیز لشکر و خرید سلاح مین کام آئے۔ غرض اس حیلے سے ہانیؓ کے گھر مین مسلمؓ تک پہونچا۔ اور مال دیگر تمام حال معلوم کیا۔ اور واپس جاکر ابن زیاد کو اس سے مطلع کیا۔ مگر مسلم عوسجہؓ و مسلم عقیلؓ و ہانیؓ بن عروہ کیسے ہی مومن کامل سہی امام تو نہ تھے۔ ابن زیاد بدنہاد کے دھوکھے مین آگئے یہان حضرت صادق امام عالم مالکون و ماکان تھے۔ لاجرم منصور نے مونہہ کی کھائی اور ندامت اٹھائی۔ غرض اسی طرح کے حیلون سے یہ ظالم نور خدا کو بجھانا چاہتے تھے۔ مگر حفظ و حمایت الٰہی شامل حال آنحضرت تھا۔ کچھ ہو نہین سکتا تھا۔ اوّل سفاح نے آپ کو مدینہ سے عراق بلایا۔ مگر معجزات امام کائنات و مکارم اخلاق اس سرور آفاق کے دیکھکر اس سے نہو سکا کہ کوئی گزند جانی حضرت کو پہونچائے۔ ناچار وطن کو واپس کیا۔ بعد ازان منصور نے خلافت پر پہونچکر کثرت اتباع و شیعیان اس جناب سے خبر پائی۔ تو براہ حسد پھر حضرت کو مدینہ سے عراق بلایا اور بارہا آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور ہر مرتبہ معجزۂ عظیم آپ سے مشاہدہ کرتا۔ اور حضرت کی بزرگی و کرامت کو دیکھکر رہا کرتا بعض قصص انمین سے کتب معتبرہ سنی و شیعہ سے اس مقام پر نقل ہوتی ہین۔

ازانجملہ روایت (۱) ۔ جلاء العیون مین ربیع حاجب منصور سے روایت ہے۔ کہ اسنے کہا کہ ایک مرتبہ منصور نے مجھے حکم دیا کہ جعفر صادق میرے پاس آئین تو مین انہین باتون مین لگاؤنگا۔ تو تیغ بکف آمادہ رہنا جسوقت میرا ہاتھ انکے ہاتھ پر پڑے۔ اسیوقت تلوار کا وار انکے لگا کر انکو قتل کرنا۔ ربیع کہ مرد نیک نہاد

مومن خوش اعتقاد تھا منصور کے پاس تبقیہ امام کے اذن و اجازت سے
بسر کرتا تھا۔ کہتا ہے کہ اسنے نطع و شمشیر تک اپنے پاس منگاکر رکھ لیا تھا پس
مجھے بھیجا کہ آنحضرتؑ کو بلا لاؤن مین روانہ ہوا۔ مگر دل مین مصمم ارادہ رکھتا تھا
کہ آخر کار اگر نوبت بہ تلوار پہونچی تو مین اسی نابکار کے تلوار مارونگا۔ کیونکہ یہ مجھسے
کبھی نہ ہو سکیگا۔ کہ امام زمان کا اسکی خاطر خون کرون۔ غرض حضرتؑ تشریف
لائے اور نظر منصور کی آپ کے جمال باکمال پر پڑی۔ تو قربان اعجاز شاہ حجاز
کے کہ دیکھتے ہی۔ آپ کو سلام بجالایا۔ اور بکمال اعزاز و اکرام آپ کو اپنے مقام
پر بٹھایا۔ اور کہا مرحباً مرحباً یا ابن رسول اللہ۔ مین نے آپ کو اسوقت اس لئے
تکلیف دی ہے۔ کہ جسقدر قرض حضرتؑ کے ذمہ ہو ارشاد کرین۔ تاکہ اسکو ادا
کردون۔ کیونکہ اعانت اہلبیت واجب ہے۔ یہ کہا اور عذر خواہی کر کے رخصت
کیا۔ اور مجھ کو تاکید کی کہ تین روز بآرام مہمان رکھکر چوتھے دن روانہ مدینہ سکینہ
کرون۔ مین حضرت کی ہمراہ گیا۔ اور عرض کی منصور نے آپ کو بارادۂ قتل طلب
کیا تھا۔ بلکہ تیغ و نطع تک بھی منگالیا تھا۔ کیا دعا حضرت نے پڑھی کہ دفعتہً اسکی
حالت بدل گئی۔ براہ بندہ پروری وہ دعا مجھکو بھی تلقین فرمائین۔ حضرت نے وہ
دعا ارشاد کی۔ بروایتے جب منصور کے پاس سے باہر آئے تو ربیع نے اس
سے پوچھا اے امیر المؤمنین یا تو تمہاری غیظ و غضب کی وہ کیفیت تھی کہ انکی قتل
پر مُصر تھے یا یہ لطف و عنایت اسکی کیا وجہ ہے۔ کہا یہ راز کی بات ہے۔ اسکا

افشانہ کرنا۔ اے ربیع قدر و منزلت جعفر صادق کی خدا کے نزدیک رفیع ہے وہ اہلبیت نبوت سے بلاشک وشبہ سزاوار مسند امامت ہین۔ جسوقت میرے پاس داخل ہوئے۔ تو دیکھا مین نے ایک بہت بڑا اژدہا ان کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے وہ اژدھا مجھسے کہتا ہے۔ اگر تو نے ذرا بھی جعفر کو ایذا دی۔ تو گوشت و پوست تیرا ہڈیون سے اوتار لونگا۔ یہ دیکھکر مارے خوف کے لرزہ میرے بدن مین پڑ گیا +

## روایت دیگر

روایت ۲

نیز ربیع حاجب کہتا ہے۔ کہ منصور نے ستر اشخاص ساحران بابل سے طلب کر کے اسنے کہا تمکو ساحری تمہارے آباء اجداد سے ورثہ مین ملی ہے۔ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے زمانے سے آجتک برابر تمہاری نسل مین ساحر ہوتی آئے ہین۔ ابو عبداللہ جعفر بن محمدؑ بھی تمہاری طرح مرد ساحر کہانت پیشہ ہین۔ اگر اپنے سحر سے ان پر غالب آئے تو بہت بڑا انعام و جائزہ تم کو دونگا۔ انہون نے مکان نشست منصور مین کچھ صورتین جانوران درندہ کی بنائین۔ اور برابر بیٹھ گئے ادہر منصور بھی تاج شاہی سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بڑے کر و فر سے بیٹھا اور حضرت کو بلوایا۔ آپنے داخل ہوکر ساحرون کے عمل پر اطلاع پائی۔ تو غضبناک ہوئے اور فرمایا وائے ہو تم پر مگر نہین جانتے تم کہ مین حجت خدا ہون جسنے تمہارے بزرگون کے سحر کو موسیٰ بن عمران کے زمانے مین باطل فرمایا پھر بآواز بلند ارشاد کیا۔ ای صورتہائے ممثلہ ہر ایک تم سے باذن حق تعالیٰ زندہ ہوکر اپنے بنانیوالون کو کھا جاؤ۔ بمجرد اسکے

معجزات

وہ تصویرین خوفناک درندے بن گئے۔اور ایک ایک جادوگر کو پکڑ کر ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا اور کھا لیا۔ حتےٰ کہ تمام کو نیست و نابود کر دیا۔منصور پر دیکھنے اس واقعہ
عجیب سے یہ ہیبت طاری ہوئی۔کہ غش کھا کر گر گیا ہوش مین آیا تو بکمال سماجت
عرض کی ای ابو عبداللہ رحم کرو اور براہ کرم میری جان بخشی فرماؤ۔ فرمایا مین نے
عفو کیا۔ کہا ان ساحرون کی بھی جان بخشی کرو۔فرمایا ہیہات اگر عصائے موسیٰؑ
ساحران فرعون کو اُگل دیتا تو یہ درندے بھی ان جادوگرون کو واپس کرتے۔
الدمعۃ الساکبۃ فی المصیبۃ الراتبۃ۔

## روایت دیگر

جناب امام بحق ناطق جعفرؑ بن محمدؑ الصادق فرماتے ہین کہ ایکبار منصور نے
مجھے طلب کیا۔ حاضر ہوا تو بہت زجر و توبیخ سے کہا۔ دیکھا تم نے اے جعفر ہم
نے محمد بن عبداللہ حسن کے ساتھ جنکو تم نفس زکیہ کہتے تھے کیا سلوک کیا
کیونکر اسکے تئین قتل کو پہونچایا۔اب مین دیکھتا ہون کہ کوئی تم سے ذراسی حرکت
کرے۔ تو فوراً اسکو مار ڈالون۔ مین نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو ایک حدیث
اپنے آبائے طاہرین سے پہونچی ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بسا اوقات
آدمی کی عمر سے صرف تین سال باقی ہوتے ہین وہ صلہ رحم کرتا ہے تو تیس ۳۰
سال اضافہ ہو کر تینتیس ۳۳ سال ہو جاتے ہین۔ اور بیشتر ایسا ہوتا ہے۔کہ تینتیس ۳۳
سال عمر باقی ہے۔ اور وہ قطع رحم کا مرتکب ہوا تو کم ہو کر تین سال رہجاتے

ہین منصور نے کہا تم کو خدا کی قسم ہے۔ کہ راست کہنا کیا واقعی تم نے یہ حدیث
اپنے پدر بزرگوار سے سنی ہے۔ مین نے کہا واللہ مین نے یہ حدیث آنحضرتؑ سے
سنی ہے۔ پس تین مرتبہ اسکا اقرار مجھسے لیا اور رخصت کیا۔ کما فی نور الابصار
فی مناقب اہل بیت النبی الاطہار۔ حقیر مؤلف کہتا ہے کہ حدیث مذکور بحار مین
بھی لفظ بلفظ اسیطرح وارد ہوئی ہے۔ جیسے اوپر نقل ہوئی ۔ معلوم ہوتا ہے
کہ منصور اس حدیث کو حضرت سے بڑے شوق سے سنتا تھا۔ اور بار بار سنتا تھا
اور ہر چند جسقدر قطع رحم کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ کمتر کوئی دنیا مین اتنا ہوا ہوگا تاہم
اسکو اس عمر بڑھجانے کے نسخے کے سننے مین مزہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ بھی حدیث
اسنے اپنے بیٹے مہدی کو آنحضرتؑ سے سنوائی تھی۔ اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے
کہ حضرتؑ اسکے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اسنے التماس کیا اے ابو عبد اللہ
وہ حدیث صلہ رحم جو تم بیان کیا کرتے تھے۔ پھر اسکو کہو۔ آپنے فرمایا ہان مجھکو بذریعہ
اپنے آباء طاہرین کے پہونچا ہے۔ کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ نیکی و صلہ
رحم باعث آبادانی عالم و درازی عمر ہے۔ کہا یہ وہ نہین فرمایا۔ ویگر رسولؐ اللہ
نے فرمایا جو چاہے کہ اسکی موت کو بھول جائین اور اسکا بدن صحت و عافیت
سے رہے۔ اسکو چاہیئے کہ اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نیکی و صلہ رحم کرے
کہا یہ بھی نہین فرمایا دیگر آنحضرت نے فرمایا مین نے رحم و قرابت کو دیکھا کہ
عرش آلہی مین لٹکا ہوا قاطع رحم کی شکایت کر رہا ہے۔ جبرائیل سے دریافت

صلہ رحم باعث درازی عمر ہے

کیا کہ انکے درمیان کتنا فصل تھا۔ کہا سات پشتون کا۔ منصور نے کہا یہ بھی وہ نہین جو مین سننا چاہتا ہون فرمایا دیگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مرد ابرار نیکوکار کو حالت احتضار تھی۔ اسکے ہمسائے مین ایک شخص قاطع رحم رہتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دریافت کیا۔ اے ملک الموت اسکی کسقدر عمر باقی ہے۔ عرض کی تینتیس سال ارشاد ہوا کہ وہ تینتیس سال اس نیک مرد واصل رحم کو دے۔ اور اسکی روح کو قبض کر۔ منصور خوش ہوا اور کہا ہان یہ وہ حدیث ہے اور غالیہ وان منگا کر آپ کے موئے سر وریش کو اپنے ہاتھ سے خوشبو کیا۔ کذا فی البحار

**روایت دیگر۔** ایک شخص ندیمان منصور سے (محمد بن عبداللہ سکندری) کہتا ہے۔ کہ مین ایک روز منصور کے پاس گیا تو اسکو محزون و غمگین پایا۔ کہا اے امیر تمہارے غم واندوہ کا کیا باعث ہے۔ کہا اے مرد مین نے اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے بہت سے آدمیون کو قتل کیا۔ اور سید و سردار انکا جعفر صادق ہنوز بحال خود باقی ہے۔ مین نے کہا وہ ایک شخص ہین کہ کثرت عبادت نے انکے بدن کو نحیف وزار کر رکھا ہے۔ انکو دنیا اور طلب دنیا کیطرف مطلق التفات نہین۔ انسے کوئی اندیشہ کا مقام نہین۔ کہا مین جانتا ہون کہ تو بھی انکی امامت کا دم بھرتا ہے۔ اور مین خود انکی شرافت و بزرگی کا قائل ہون۔ مگر ملک و بادشاہی عقیم ہے۔ مین نے قسم کھائی ہے۔ کہ آج شام سے پہلے اپنے دل کو انکے فکر سے فارغ کر لون پس جلاد کو بلایا اور کہا مین ابو عبداللہ کو طلب کرتا ہون۔ انسے باتین کرونگا۔ تو میری

روایت

طرف متوجہ رہنا۔ جسوقت اپنا ہاتھ سر پر لیجاوٗن فوراً انکو قتل کرنا پس کسی کو بھیجکر
آنحضرت کو طلب کیا۔ آپ تشریف لائے تو لبہائے مبارک دعا سے حرکت
کرتے تھے۔ پس دیکھا مین نے کہ قصر منصور ہل رہا ہے۔ مثل اس کشتی کے کہ دریا
کے بھنور مین چکر کھائے۔ اور منصور کا یہ حال ہوا کہ آپ کو دور سے آتے دیکھکر سرو
پا برہنہ استقبال کے لیئے دوڑا۔ حالانکہ بند بند اسکے بدن کا خوف سے لرزتا تھا
پس حضرت کا ہاتھ پکڑکر مسند پر اپنے جگہ بٹھایا اور کہا یا ابن رسول اللہ تمہارا اسوقت
تشریف لانے کا کیا باعث ہے۔ آپنے فرمایا مین تیرے بلانے پر آیا ہون بخود
تو نہین آیا۔ عرض کی جو حاجت آپ کی ہو ارشاد کرین۔ فرمایا میری یہ حاجت ہے
کہ پھر مجھکو نہ بلوانا تاکہ جب چاہون باختیار خود تیرے پاس آوٗن چاہون نہ آوٗن
پس حضرت وہان سے باہر تشریف لے گئے۔ تو منصور مقہور نے لباس شبخوابی
طلب کیا۔ اور آدھی رات تک پڑا سوتا رہا کہ نماز ظہر و عصر مغرب و عشا اسکی
فوت ہو گئی۔ جاگا تو نمازین قضا پڑھکر مجھکو بلوایا۔ اور کہا جسوقت جعفر یہان آئے
تو مین نے دیکھا کہ انکے ساتھ ایک اژدھا ہے۔ جسکا ایک لب زمین پر ہے دوسرا
میرے محل کی چوٹی پر۔ وہ بزبان فصیح کہتا ہے۔ کہ مجھکو خدائے تعالی نے بھیجا
ہے۔ کہ اگر تو صادق کو ذرا ایذا پہونچائیگا۔ تو مع قصر کے تجھے نگل جاوٗنگا۔ پس میرا
حال متغیر ہوگیا۔ اور خوف سے کانپنے لگا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مین نے کہا یہ سحر ہے
منصور نے کہا انسے ایسے امور جائے تعجب نہین۔ کیونکہ انکے پاس اسم اعظم ہے

جو حضرت رسولؐ خدا کے پاس تھا. کہ اسی کی وجہ سے جو چاہتے تھے. ہو جاتا تھا
یہ امور جادو سے کچھ واسطہ نہین رکھتے. شواہد النبوۃ ملا جامی +

**روایت دیگر.** (نظم) مولانا مفتی سید محمد عباس شوستری لکھنوی اپنی مشہور مثنوی بنیاد اعتقاد مین آنحضرتؑ کے حال مین رقم طراز ہین. ؎

منصور اس زمانے مین ایک بادشاہ تہا — بدخواہ اہل بیت رسالت پناہ تھا
قتل امام پر جو ہوا مستعد شریر — بھیجے ہزار شخص کیا ایک کو امیر
اس مرد سے کہا کہ تو جعفر کو قتل کر — لا جلد میرے پاس سر اسکا معہ پسر
القصہ یہ لعین اُدھر سے روان ہوئے — آگاہ اسطرف سے امام زمان ہوئے
بندھوائے در پہ شاہ نے دو مادہ اونٹ کے — خود اور اہل بیت دعا مانگنے لگے
آکر کے اس امیر نے ناقون کے سر لیئے — حاکم کے پاس جاکے وہ سر دونو دھر دیئے
غصہ سے دیکھکر کے لگا کہنے وہ لعین — یہ تو سر اونٹ کے ہین سر آدمی نہین
کی عرض اسنے کیا کہون مین جو گیا وہان — آنکھون مین آیا میرے اندھیر ایسا ناگہان
یہ دو تو ناقے آئے مجھے اس طرح نظر — جیسے کہ ایک جعفر اور ایک انکا ہے پسر
اپنے گمان مین دونو کو مین مار آیا ہون — معلوم اب ہوا سر حیوان لایا ہون
منصور اس کلام کو سُن کے کچھ ڈرا — کہنے لگا کسی سے نہ کہیو یہ ماجرے
کرتا رہا یہ قصد بہ تکرار وہ لعین — دیکھا کیا ہے معجزے ہر بار وہ لعین
لیکن نہ اسکو خوف تھا خالق کے قہر سے — آخر اسیئے مارا ہے حضرت کو زہر سے

روایت ۹

**روایت دیگر** منصور کا آنحضرتؑ کو بمقام ربذہ طلب کرنا ابراہیم بن جبلہ کہتا ہے۔ کہ جب منصور ربذہ آیا تو حضرت جعفر صادقؑ حسب الحکم اسکے پہلے سے وہاں موجود تھے۔ یہ اس سال کا ذکر ہے۔ جس مین محمد بن عبد اللہ معروف بنفس زکیہ نے معہ دیگر سادات حسنی کے خروج کیا۔ اور لشکر منصور نے ان سب کو قتل کیا پس منصور نے کہا کون ہے۔ جو میرے دل کو جعفرؑ کے دغدغہ سے خلاص کرے وہ محمد سے گو بظاہر علحدہ رہے۔ مگر خفیہ اسکے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اگر اسنے فتح پائی تو پھر خلافت لینی آسان ہے۔ کیونکہ میرے شیعہ بہت ہین اور جو مارا گیا تو مین محفوظ رہونگا پس ابراہیم مذکور سے کہا کہ جلد جا۔ اور انکی چادر انکے گلے مین ڈال کر کشان کشان یہان لے آ۔ ابراہیم کہتا ہے مین گیا۔ تو حضرت مسجد ابوذرؓ مین تشریف رکھتے تھے۔ مجھے حیا مانع آئی کہ ایسی گستاخی کا مرتکب ہون آستین پکڑ کر کہا کہ چلئے آپ کو منصور نے طلب کیا ہے آپنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اتنی مہلت دے کہ دو رکعت نماز پڑھون پس نماز پڑھی۔ اور گریان ہوئے۔ اور دعا جسکا شروع اَللّٰھُمَّ ثِقَتِیْ اَلٰخ ہے (اور منہج الدعوات مین مذکور ہے) پڑھی۔ پھر فرمایا جسطرح تجھے امر کیا ہے لے چل مین نے کہا یہ مجھسے نہوگا۔ گو وہ مجھے قتل بھی کر ڈالے۔ پس آپکا ہاتھ پکڑے لئے جاتا تھا۔ اور یہ یقین جانتا تھا۔ کہ مہلت نہ دیگا دروازہ پر پہونچے تو دعاء یا الٰہ جبرئیل الخ کو پڑھا۔ منصور نے آپ کو دیکھا تو درست ہو بیٹھا اور گردن بلند

کر کے کہا تجھکو قتل کرونگا۔ حضرت نے فرمایا اے امیرالمومنین میری عمر سے اب بہت باقی نہین میری اُور تیری مصاحبت جلد قطع ہونیوالی ہے۔ یہ چند روز میری ساتھ بملائمت و آہستگی بسر کردے۔ منصور یہ سنکر خاموش ہوگیا۔ اُور آنحضرت کو رخصت کیا۔ باہر نکلے تو عیسیٰ بن عبداللہ دوڑا آیا اُور کہا امیر پوچھتا ہے۔ کہ یہ انقطاع مصاحبت میری موت سے ہوگا یا تمہاری موت سے۔ فرمایا میری موت سے۔ یعنی حضرت نے ارشاد کیا کہ مین منصور سے پہلے دنیا سے رحلت کرونگا۔ عیسیٰ نے یہ مژدہ اسکو پہونچایا تو مسرور ہوا۔ اُور کہا صدق ابو عبداللہ راست کہا ابو عبداللہ نے ٭

## روایت دیگر

ایک روز ابو جعفر منصور نے ربیع حاجب کو کہا کہ جعفرؑ بن محمدؐ کو حاضر کر۔ ربیع نے حسب الحکم آپکو بلوایا۔ تشریف لائے تو منصور نے کہا خدا مجھکو قتل کرے کہ اگر مین تجھے قتل نکرون ای جعفرؑ تو ہی ہے کہ میری سلطنت مین عیب نکالتا اُور میری ہلاکت چاہتا ہے۔ آپنے فرمایا مین نے کوئی بات ایسی نہین کی نہ کبھی تیرا ضرر چاہا یہ امر تو نے کسی دروغ زن سے سنا ہوگا۔ اُور بالفرض جو تو نے راست ہی سنا تو یوسفؑ پر بھائیون نے ظلم کیا۔ انہون نے عفو فرمایا ایوبؑ مبتلائے بلا ہوئے صبر کیا۔ سلیمانؑ کو سلطنت ملی شکر خدا بجالائے۔ یہ سب پیغمبر ہین۔ اُور تیرا سلسلہ نسب انبیا تک پہونچتا ہے۔ تجھے بھی انکی پیروی کرنی چاہیئے۔ منصور نے کہا

تم راست کہتے ہو یہ کہکر اپنے نزدیک آنحضرتؑ کو بلایا۔ اور مسند پر اپنی جگہ بٹھایا
اور کہا فلان بن فلان نے یہ باتین تمہاری طرف سے مجھے کہین تھین۔ جناب
صادق نے کہا اے امیر اسکو یہان بلواؤ کہ میری حضور مین کہے منصور نے
اسے طلب کیا اور کہا جو کچھ تو نے جعفرؑ بن محمدؐ کی طرف سے نقل کیا۔ آیا خود
آنحضرتؑ سے سنا ہے۔ وہ بیباک بولا کہ ہان منصور نے کہا اس پر قسم کھاسکتا
ہے۔ کہا ہان۔ یہ کہکر قسم اسطرح پر کھانے لگا باللهِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ
وَالشَّهَادَةِ اتنا کہا تھا کہ امام علیہ السلام نے کہا اے امیر مین اسکو قسم دیتا ہون
اُسطرح قسم کھائے کہا جسطرح چاہین آپ قسم دین آپنے فرمایا اے شخص
یون کہہ بَرِئْتُ مِنْ حَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهٖ وَالْتَجَأْتُ اِلٰی حَوْلِیْ وَ قُوَّتِیْ لَقَدْ فَعَلَ
جعفرٌ کذا و کذا۔ یعنی مین حول و قوت خدا سے بری ہوکر اپنی قوت
وطاقت کی طرف رجوع کرتا ہون۔ کہ جعفرؑ نے ایسا اور ایسا کیا۔ اس پر ذرا جھجکا
بارے منصور کی چشم نمائی سے راضی ہوگیا۔ اور بعبارت مذکور قسم کھائی۔ قسم
کا کھانا تھا کہ دفعتہً زمین پر گرکر ٹھنڈا ہوگیا۔ منصور نے حکم دیا کہ پانو پکڑکر گھسیٹین
اور باہر لیجائین ربیع کہتا ہے مینے عرض کی کہ آپنے اسطرح جو دکیون نہ قسم کھانیدی
فرمایا مین نے نہ چاہا کہ خدا کو بزرگی و وحدانیت سے یاد کرے تاکہ حق تعالیٰ عذاب
عاجل نازل کرنے سے حیا فرماوے۔ لاجرم اس صورت سے حلف دیا اور
فی الفور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوا پھر ربیع نے عرض کی کہ حضرت جب

منصور کے پاس داخل ہوئے۔ تو لبہائے مبارک آپ کے جنبش کرتے تھے
اور جون جون لب ہلتے تھے منصور کی آتش غضب ٹھنڈی ہوتی جاتی تھی
اسکا کیا سبب اور حضرت اسوقت کیا پڑھتے تھے فرمایا مین اسوقت اپنے
جد بزرگوار علی بن حسین زین العابدین کی یہ دعا پڑھتا تھا۔ یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ
شِدَّتِیْ وَیَا غَوْثِیْ عِنْدَ کُرْبَتِیْ اُحْرُسْنِیْ بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْفِنِیْ بِرُکْنِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ
ربیع کہتا ہے کہ یہ دعا مین نے یاد کر لی اور جو مصیبت یا شدت مجھ کو پیش آتی
اسکو پڑھتا اور نجات پاتا تھا۔ کذا فی روضۃ الصفا۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ یہ روایت
کتب اہل سنت مین مشہور ہے اور روضۃ الصفا کے سوا شواہد النبوۃ و نور الابصار
وغیرہ مین مذکور ہے کہ ابن حجر نے باآن تعصب و تصلب اسکو صواعق محرقہ
مین نقل کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اپنی عصبیت کا ثبوت خفی طور سے یون دیا ہے
کہ اسکے بعد یحیی بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی سے اور انکے بھائی موسی
سے بعہد ہارون اسیطرح کا وقوعہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ انہون نے جو
زبیری اپنی غماز کو بطرز مذکور قسم دی تو اسکو جذام ہوا اور بدن پھول کر پھٹ گیا
جب قبر مین رکھا تو قبر اسکے سمیت اندر اتر گئی اور ایک سخت بدبو اس سے اٹھی
بہت سا کوڑا کرکٹ اس پر ڈالا کم نہ ہوتی تھی۔ جو ڈالتے تھے نیچے اتر جاتا تھا۔ گویا
غرض ابن حجر کی اس حکایت کے نقل کرنے سے یہ ہے۔ کہ یہ امر کچھ مختص جعفر
صادق کے نہین۔ اورون نے بھی ایسا بلکہ اس سے بڑھ کر کیا ہے۔ پھر اس

قصہ کو روایت کے رنگ پر لایا ہے۔ کہ موسیٰ مذکور نے ہارون سے کہا کہ میرے
جد امجد علیؑ ابن ابیطالب نے رسولؐ خدا سے نقل کیا ہے۔ کہ جو کوئی جھوٹی قسم
توحید و تمجید خدا کے ساتھ کھاتا ہے تو وہ سبحانہٗ حیا کرتا ہے اور اسکی عقوبت مین
تعجیل نہین فرماتا۔ برخلاف اسکے اگر حول و قوت کی اس سے نفی کر کے جھوٹی قسم
کھائی جائے تو عذاب عاجل اس پر نازل ہوتا ہے۔ اور مہلت نہین ملتی۔ ہمارے
نزدیک ابن حجر سے اتنی فروگزاشت ہوئی۔ کہ یہ قصہ کسی شبلی و جنید بغدادی
وغیرہ سے منسوب کر کے اسکو نقل کرنا تھا۔ یحییٰ و موسیٰ تو پھر بھی خاندان رسالت
سے آنحضرت کے بنی اعمام ہین۔ بحار مین اس قصہ کے بعد اسقدر اور نقل کیا ہے
کہ منصور یہ دیکھکر بہت حیران تھا۔ بعض اشخاص نے کہا کہ اس مرد کو مرگ مفاجات
ہوا۔ بعض اسکی مدح کرتے تھے اور بعض مذمت تا اینکہ غسل و کفن کر کے تابوت
مین رکھا اسوقت وہ اٹھ بیٹھا اور مونہہ کفن سے نکال کر کہنے لگا لوگو مین نے مرکر
حق سبحانہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ حال آنکہ وہ مجھپر حضرت صادق کی وجہ سے غضبناک
تھا۔ پس خدا سے ڈرو اور انکے مقدمے مین میری طرح ہلاک نہو۔ یہ کہکر کفن مین
مونہہ ڈھانپ لیا اور بدستور مردہ ہوگیا +

## روایت دیگر

روایت ۶

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نقل کرتے ہین کہ اکثر دشمنان دین نے حضرت کیطرف سے
جھوٹے خطوط اہل خراسان کے نام درباب مذمت منصور و اطاعت اپنی کے لکھکر

یہ ظاہر کیا کہ ہمنے یہ خطوط قاصدون سے خراسان کے راستہ مین چھینے ہین۔ اور انہین منصور کو دیکر قتل امام پر اغوا کیا۔ حتے کہ اسنے ربیع کو بلاکر کہا۔ آج میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ جعفر بن محمدؑ کو قتل کرون۔ تو اسیوقت جا اور جس حال مین ہون انکو میرے پاس لے آ۔ اور ہرگز مہلت نہ دینا کہ تبدیل لباس یا تغیر وضع کرین اس روز اس مقہور نے اپنی قصر معروف بقصر احمر مین جلوس کیا تھا۔ اور معمول تھا۔ کہ جب خونریزی کسی کی منظور ہوتی۔ تو اس قصر مین بیٹھتا۔ اور اس روز کا نام روز ذبح ہوتا تھا۔ ربیع کہتا ہے یہ کلام نافرجام اسکا سنکر صدمہ عظیم مجھپر ہوا۔ اور یقین ہوگیا کہ آج وہ حضرت ضرور قتل ہوجائینگے۔ پس متردد ہوا۔ کہ اگر تعمیل حکم اسکے آپ کو اسکے سامنے حاضر کرتا ہون تو قتل امام مین شریک ہوتا ہون اور آخرت میری برباد جاتی ہے۔ اور جو حکم نہین مانتا تو مجھے عیال و اطفال سمیٹ مارڈالیگا اور مال و اسباب میرا لوٹ لیگا۔ پس اسوقت میرا دل دین و دنیا مین متردد ہوا آخر دنیا کو آخرت پر اختیار کیا اور اپنے بیٹے محمدؐ کو بلاکر کہا کہ تو بہ نسبت میرے اور اپنے تین بھائیون کے قوی اور جری ہے۔ جلد جا اور دیوار خانہ سے بام پر چڑھکر داخل خانۂ جعفر صادقؑ ہو۔ اور جس حالت و ہیئت مین انکو پائے یہان لے آ وہ جوان یہ سنکر روانہ ہوا۔ اور نردبان لگاکر پشت خانہ سے کوٹھے پر چڑھا۔ پھر گھر مین اُترا۔ دیکھا تو امام انام لباس کہنہ پہنے ایک رومال کمر اطہر سے باندھے مشغول عبادت ہین۔ اور خوف و خشیہ الٰہی سے عجیب حالت اس جناب کی ہورہی

ہے۔ جرأت نہ ہوئی کہ حالت نماز مین خلل انداز ہو سلام پھیرا تو کہا جلد چلیے
آپ کو خلیفہ نے بلایا ہے۔ وہ قصر احمر مین بیٹھا آپکا انتظار کر رہا ہے۔ آپنے سنکر
حسب عادت استرجاع کیا یعنی آیہ شریفہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور فرمایا۔
کہ اسقدر مہلت دے کہ غسل کرکے لباس تبدیل کرون۔ کہا خلیفہ کا حکم نہین
اور بجبر اس برگزیدۂ انام کو مصلے سے اٹھایا اور باسر و پائے برہنہ لیچلا۔ حضرت
حسرت سے دیکھتے تھے۔ اور خاموش رہ جاتے تھے ضعف و نقاہت کا
یہ عالم تھا۔ کہ راہ چلنا دشوار تھا۔ کیونکہ سن مبارک اسوقت قریب ہفتاد سال
پہونچا تھا۔ اور مکان منصور فاصلہ پر تھا۔ جب شدت ماندگی سے قدم اٹھنے سے
رہ گئے۔ تو پسر ربیع نے آپ کو خچر پر سوار کیا تاکہ جلد حضور مین خلیفۂ خالفہ کے
پہونچائے۔ نظم۔ ظالم نے لیا بازوئے جعفر کو وہین تھام + ساتھ اسکی غریبی
سے چلے صادق ناکام + یہ ضعف و نقاہت تھا کہ گر پڑتے تھے ہر گام + آغاز
تو روتا تھا مگر ہنستا تھا انجام + گو شامل حال شہ دین فضل خدا تھا۔ پر کون سے مذہب
مین یہ ظلم ان پہ روا تھا۔ غرض اس صورت سے قصر میشوم منصور کے نزدیک پہونچے
تو وہ وقت تھا کہ خلیفہ حاجب سے کہہ رہا تھا کہ رات آخر ہوئی جاتی ہے۔ اور مطلب
میرا ہنوز حاصل نہ ہوا یعنی جعفر اب تک نہین آئے۔ یہ سنکر ربیع دروازے پر آیا
جب آپ کو اس شکل سے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر اپنا جھکا لیا۔ اور حال زار سید ابرار
پر بہت رویا۔ کیونکہ وہ بدل دوستان وہوا خواہان اس جناب سے تھا۔ حضرت نے

فرمایا اسے ربیع تو ہم کو پہچانتا ہے۔ اسقدر مہلت دے کہ دو رکعت نماز ادا
کرلون۔ ربیع نے کہا پڑھ لو۔ اَور گو منصور بہت چیختا چلاتا رہا۔ مگر حضرت نے نماز و
دعا باطمینان پڑھی۔ اسوقت داخل قصر ہوئے دیکھتے ہی آنحضرت کے وہ
مقہور آگ بگولا ہو گیا۔ اَور وہ خطوط مصنوعی سامنے ڈال کر بولا کہ اے اولاد
ابو طالب تم براہ حسد بنی عباس کی خرابی کے خواہان ہو۔ آپنے کہا جو کچھ تو کہتا ہے
درست نہین مین نے کوئی تحریک ایسے نہین کی۔ نہ کسیکو خط لکھا ہمکو جاہ و مال
کی چاہ نہین۔ فقط توکّل پر ہمارا مدار ہے۔ جبکہ عالم جوانی مین مَین نے بنی امیّہ
کا دغدغہ نہ چاہا تو اس ضعیف پیری مین بنی عباس کے کاروبار مین کیونکر خلل
انداز ہو سکتا ہون۔ بنی امیّہ کے متواتر ظلمون سے اب تک ہماری آنکھین خشک
نہین ہوئی ہین یہ فرماتے تھے۔ اَور رقت آپ پر طاری تھی۔ مگر منصور پہ ذرا اثر
نہ ہوتا تھا۔ وہ ویسا ہی شدّت غیظ و غضب سے ہونٹ چباتا اَور تلوار میان سے
کھینچتا تھا۔ ربیع کہتا ہے کہ میرا یہ حال تھا کہ حالت زار آپ کی دیکھکر تاب و
توان مجھسے رخصت ہو گئے تھے اَور قریب تھا کہ اسی کی تلوار لیکر اسکے ٹکڑے
کر ڈالون۔ اَور اپنی حرکت سابق پہ پشیمان اَور اس سے تائب تھا۔ بارے یکبیک
اس سنگدل کی حالت مین انقلاب ہوا یا تو قتل آنجناب پر تُلا ہوا تھا۔ یا بہت
نرمی اَور آہستگی سے بولا درست ہے یا ابن رسول اللہ جو کچھ آپ کہتے ہین۔
سب درست ہے خطا میری ہی جانب سے ہے۔ یہ کہکر مسند پر اپنی برابر آنحضرت

کو بٹھا لیا۔ اور غالیہ وہان منگا کر ریش مقدس کو اس سے خوشبو کیا اور مجھے
کہا کہ اسپ خاص میری سواری کا زین کرو اور دس ہزار درہم انکو دے کہ سوار
ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے جائین۔ اور تو ہمراہ ہو کر بعزت و حرمت ان کو
پہونچا آ۔ پس ہم خوشی خوشی وہان سے نکلے۔ راستے مین مین نے عرض کی
یا ابن رسول اللہ یہ اثر آپ کی دعا کا ہے۔ ایک دعا آپنے نماز کے بعد پڑھی
پھر صحن خانہ مین پہونچے۔ تو اسوقت لبہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔
حضرت نے فرمایا ہان پہلی دعا۔ دعائے کرب و شدائد تھی۔ جسکو تعقیبات
مین کہ بعد نماز معمول ہے پڑھا دوسری کہ زیر لب پڑھتا تھا۔ دعا رسول اللہ
کہ بروز احزاب جبکہ لشکرہائے مخالف نے مدینہ کو مانند نگین انگشتر ہر سمت
سے گھیر لیا تھا پڑھتے تھے۔ پھر فرمایا اگر منصور کی ناراضگی کا خیال نہ ہوتا تو
یہ تمام مال تجھ کو بخشدیتا۔ مگر اب فلان قطعہ زمین کا مدینہ مین جسکی قیمت دس
ہزار دینار ہین۔ اور تو اسقدر قیمت اسکی دیتا تھا۔ اور مین نے نہین دیا تھا تجھکو
بخشتا ہون۔ ربیع نے عرض کی یا ابن رسول اللہ غلام کو حضور کے صدقے
سے اب مال و جائداد کی حاجت نہین بندہ نوازی فرما کر وہ دونو دعائین مجھے
تلقین فرمائین۔ ارشاد کیا ہم اہلبیت جو چیز دیدیتے ہین پھر نہین لیتے مکان
پر پہونچکر دونو دعائین بھی لکھدین اور سند زمین بھی عطا کی۔ ربیع کہتا ہے کہ
حضرت کی خدمت سے نپٹ کر منصور کے پاس آیا اور اس سے سبب اس

کی گرمی اور انتہا کی نرمی کا دریافت کیا تو اسنے کہا یہ واقعہ عجیب بیان کی لائق نہین اگر شیعیان علیؑ سے کسی کو معلوم ہوگا تو حجت استوار انکو ہاتھ آئیگی مگر تجھسے چونکہ محبت زیادہ ہے۔ اور بہت بھروسہ و اعتماد رکھتا ہون اسلئے کہتا ہون کہ جب مین نے جعفرؑ کے مارنیکو تلوار میان سے نکالی تو رسول اللہؐ مجھ کو نظر آئے کہ باروئے ترش و قہر آلودہ ایک حربہ ہاتھ مین لئے فرماتے ہین۔ اگر تو جعفرؑ کو ستائیگا۔ تو مین ابھی یہ حربہ مار کر تیرے تئین ہلاک کرونگا پس خوف عظیم مجھپر چھا گیا اور سوای تکریم جعفرؑ کوئی چارہ نہ رہا۔ اے ربیع بنی فاطمہؑ کی قدر و منزلت حق تعالی کے نزدیک عظیم ہے۔ کسی مسلمان پابند شرع کو جائز نہین ہے۔ کہ انکے حقوق سے غافل و ذاہل رہے۔ تجھکو مکرر تاکید کرتا ہون کہ یہ راز سربستہ میرا افشانہ ہونے پائے۔ ورنہ تجھے قتل کرونگا۔ محمد بن ربیع کہتا ہے کہ میرے باپ نے منصور کی زندگی مین یہ روایت بیان نہین کی۔ اسکے مرنے کے بعد مجھسے کہی۔ حقیر مولف کہتا ہے کہ یہ روایت مین نے کتاب مستطاب مہج الدعوات سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے جسکا ایک نفیس قلمی نسخہ عنایت الٰہی سے میرے پاس موجود ہے تھوڑے سے اختصار کے ساتھ نقل و ترجمہ کی ہے۔ اس سے ربیع حاجب منصور کا حال اچھی طرح منکشف ہوتا ہے۔ کہ وہ مومن شیعہ معتقد امامت جناب صادقؑ تھا اور بتقیہ منصور کے پاس بسر کرتا تھا۔ اول بار جو بحکم منصور آنحضرتؑ کو سر و پا برہنہ گھر سے نکال لانے پر

احوال ربیع حاجب منصور

رضامند ہوا تو بوجہ قہر و سطوت اس اظلم کے تھا۔ کیونکہ بصورت انکار یقین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے مارے جانیکا اور تمام گھر کے لٹ جانیکا رکھتا تھا۔ سو ایسے مقام پر ثابت قدم رہنا مومنان کامل جلکہ اولیاء اللہ کا کام ہے تاہم وہ بہت جلد اپنی خطا پر متنبہ اور اس پر نادم و پشیمان ہوا اور توبہ کرکے مصمم ارادہ کرلیا کہ اگر منصور آنحضرت کی جان سے متعرض ہوا تو مین اسے قتل کئے بغیر نہ چھوڑونگا۔ چنانچہ حضرت پر بھی اسکا صدق نیت و اخلاص طبیعت ثابت ہوگیا تھا۔ تب تو آپ نے بے تامل اسکو وہ نو دعائین تلقین فرمائین جو یقیناً ایسے خطرناک حال مین جس مین کہ وہ رہتا تھا۔ (یعنی قرب و نزدیکی جبار) وقتاً فوقتاً اسکے کام آتی رہی۔ اور اسنے ان دعاؤن کی بدولت اپنی تمام زندگی عزت و آرام سے بسر کی۔ تاریخ ابن خلکان مین ہے۔ کہ ابوالفضل ربیع بن انس بن محمد ابو جعفر منصور کا حاجب تھا۔ بعد کو ابوایوب مرزبانی کے بعد اسکا وزیر بھی ہوگیا تھا۔ منصور کو اسکی طرف خاص میلان تھا۔ اور نہایت اعتماد اس پر رکھتا تھا۔ وہ ۱۷۰ھ ہجری مین فوت ہوا بغداد مین ایک بہت بڑا محلہ قطیعۃ الربیع کے نام سے اسکا آباد کیا ہوا ہے وہ جگہ منصور نے اسکو اقطاع رجاگیر) مین دی تھی۔ نیز مہج الدعوات مین روایت مذکورہ کے سوا کوئی آٹھ یا نو مرتبہ منصور کا آنحضرت کو بلوانا اور معجزہ ظاہر و بین دیکھکر باکرام تمام واپس بھیجنا علی الترتیب وارد کیا ہے

چونکہ بعض حکایات انسے بروایات دیگر بیشتر یہان نقل ہوین اسلیئے انکا ذکر نہین کیا جاتا۔ تعجب ہے کہ منصور مقہور باوجود دیکھنے ایسے عجائبات وخرق عادات کے ویساہی اپنے کفروعناد وظلم وبیداد پر مستمر تھا۔ اور اصلاً باز نہ آتا تھا۔ تاآنیکہ آخرکار اس ظالم ستمگار نے اس سید ابرار کو بے جرم وگناہ زہر ستم سے شہید کیا چنانچہ اسکا بیان آگے آتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ لوگ سب کچھ جانتے اور دیکھتے اور تمام امور کا اقرار کرتے تھے مگر حب مال وجاہ نے انکے دیدۂ بصیرت کو کور کردیا تھا اور نشۂ ریاست وحکومت مین وہ ایسے چور ہوگئے تھے۔ کہ آگا پیچھا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اسی منصور ناشکور نے ابومسلم خراسانی بانی مبانی خلافت بنی عباس یعنی اپنی محسن ومربی کی ساتھ۔ جو سلوک کیا عبرت گاہ اولوالابصار ہے یہ سب جانتے ہین کہ سلطنت عباسیون کو زور بازوے ابومسلم سے نصیب ہوئی تھی۔ اسنے انکی خاطر خوراسان مین وہ کشت وخون کئے کہ بجائے ابومسلم کے ابومجرم نام پایا چنانچہ بروایت ابن اثیر چھ لاکھ آدمی اسکے ہاتھ سے وہ مارے گئے جو معرکۂ جنگ کے کشتون کے سوا تھے۔ غرض ایک عالم کو تہ وبالا کرڈالا۔ جب کہین جاکر عباسیون کا جھنڈا گڑا۔ مگر منصور جیسا احسان فراموش خیرہ چشم بھی دنیا مین کوئی ہی ہوگا۔ جسنے اپنے ایسے محسن کے ساتھ دغا کی اور بفریب اپنے گھر بلاکر چار مشٹنڈون سے اسکا خون کرادیا۔ اور ذرا پاس ولحاظ اسکا نہ کیا کہ جس تلوار سے اسے ذبح کرتا ہون۔ وہ اسی کی ہمارے ہاتھ مین دی ہوئی ہے ہورخین

قصہ ابومسلم خراسانی

بوالعجب

نے لکھا ہے۔ کہ جب منصور نے ابو مسلم کو اثنار راہ خراسان سے بہ مکروفریب[۱] پس بلوایا وہ قریب پہونچا تو اعیان بنی ہاشم وامرا و ارکان دولت کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ داخل مجلس ہوا تو خود اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی تپاک سے اسکے ساتھ بغلگیر ہوا اور بکمال ملاطفت فرمایا کہ تو چاہتا تھا۔ کہ ہم سے ملے بغیر بالا بالا خراسان کو چلا جائے۔ پھر رخصت کیا کہ اس مکان مین جو اسکے لئے تعیین تھا۔ جاکر آرام گزین ہو۔ اگلے روز عثمان بن نہیک کو چار سرہنگون کے ساتھ مکان کی ایک گوشہ مین چھپا دیا کہ جسوقت مین ہاتھ پر ہاتھ مارون تم نکلکر ابو مسلم کا کام تمام کردینا پس اسکو تنہا بلاکر بعتاب خطاب شروع کیا۔ جو جو الزام اسکے ذمے لگا رکھے تھے۔ کہتا تھا۔ ابو مسلم انکا جواب دیتا تھا۔ آخر اسنے کہا اے امیر المومنین میری وہ جانفشانیان اور عرق ریزیان بھی جو مین نے تمہارے لئے کین اور جسقدر مصیبتین تمہاری حمایت مین جھیلین ان پر بھی نظر کرو۔ کہا اے پسر زانیہ جو کچھ تو نے کیا ہمارے بخت و اقبال سے کیا۔ اگر بجائے تیرے ایک کنیزک سیاہ فام بھی ہوتی۔ تو وہ بھی ایسا کرسکتی تھی۔ اپنے لئے اگر چاہتا تو تو ایک متنفس کو بھی قتل نہین کرسکتا تھا۔ یا ابن الفاعل تو وہی نہین کہ اپنے نام کو ہمارے نام سے مقدم لکھتا اور آمنہ بنت علی میری عمہ کے ساتھ خواہش نکاح رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ مین سلیط[۱] بن عبد اللہ عباس کا بیٹا

---

[۱] عبد اللہ کے ایک کنیز تھی۔ اسکی خدمت کرتی تھی۔ ایک بار اس سے مجامعت کی کچھ عرصہ کے بعد ایک غلام کے ساتھ اسکی شادی کردی۔ کنیز کے اس غلام سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو بدستور ابن عباس کی خدمت کرتا تھا۔ ابن عباس نے

ہون تو اپنی ہستی سے باہر ہو چلا تھا۔ اور جایگاہ عالی پر سوار ہوا چاہتا تھا پس
تالی بجائی بمجرد ا سکے چار جلاد دیو صورت شیطان سیرت تیغ بکف پس پردہ
سے نکل آئے۔ ابو مسلم نے صورت مخاطرہ کو سامنے جلوہ گر دیکھا تو تمام بہادری
بھول گیا روئے اور چلانے لگا اور دوڑ کر منصور کے پاؤن پر گر پڑا مگر ادھر سے
بجائے ترحم کے ایک ٹھوکر سر مین لگی اور سرہنگون نے مارے تلوارون کے ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا۔ اور قول حضرت صادق کہ اسکو بجز رنج و حرمان کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔
راست نکلا۔ پھر بحکم منصور اسی گلیم مین جس کے اوپر قتل ہوا تھا۔ لپیٹ کر گوشہ خانہ
مین ڈال دیا۔ اور لوگون کو اندر آنیکی اجازت دی۔ عیسی بن موسی برادرزادہ منصور
نے داخل ہوکر پوچھا ابو مسلم کہان ہے کہا ھذا ھو فی ذالک البساط وہ اس
کمبلی مین لپٹا ہوا پڑا ہے۔ عیسی نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ابو مسلم
داعی اہل البیت کو قتل کیا اور اسکے تمام احسانات پر خاک ڈال دی۔ منصور نے
اسے جھڑکا۔ پس جتا تا منصور اسے ابو مسلم کی لاش دکھاتا اور فخریہ یہ شعر پڑھتا ہ
زعمت ان الدین لا تنقضی ٭ فاستوف بالکیل ابا مجرم ٭ اشرب

اسکا نام سلیط رکھا تھا۔ بعد وفات ابن عباس سلیط کی رسائی ولید بن عبدالملک تک ہوئی۔ تو چونکہ عباسیون اور
بنی امیہ کے درمیان نزاع و تکرار رہتی تھی۔ ولید نے اسکو اکسایا کہ علی بن عبداللہ پر دعوے میراث عبداللہ کا کرے
اور محکمہ قضا سے ولید نے جبروی شہادت سلیط کو عبداللہ کا بیٹا ثابت کر دیا چنانچہ اس سے بہت سے مضرت علی بن
عبداللہ کو پہونچی۔ ابو مسلم دراصل اہل عجم سے گودرزیا بوذرجمہر کی اولاد سے تھا۔ مگر جب اسکو خراسان مین
پے درپے فتوحات حاصل ہونے لگین۔ تو اسنے عجمی الاصل ہونا اپنے لئے عیب گنکر اپنی تئین سلیط مذکور
کی اولاد سے مشہور کیا ۱۲ کذا فی روضۃ الصفا ٭

بِکَأسٍ کُنتَ تَسقِی بِھا + اَمَرُّ فِی الحَلقِ مِنَ العَلقَمِ تو خیال کرتا تھا۔ کہ تیرا قرض کسی سے ادا نہو سکیگا۔ پس یہ لے اسکو ناپ تول کر پورا کرلے + اس جام سے کہ زہر سے بھی زیادہ حلق مین تلخ معلوم ہوتا ہے۔ اور تو لوگون کو اس کو پلاتا تھا تو بھی پی +

اس قصہ کے نقل کرنے سے ہمارا یہ مدعا نہین کہ ابو مسلم نے جو کشت و خون کیے ہم ان مین اسکی تحسین کر کے اسکی ہمدردی کیا چاہتے ہین۔ حاشا کہ ہمارا یہ مقصود ہو۔ جسنے لاکھون بنی آدم کو گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکا۔ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ وہ کس انجام کا سزاوار ہے۔ اور کیا پاداش اسے ملیگا۔ وہ تو حجاج یوسف سے بھی جسکی ایسے کشتون کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی گئی ہے بہت بڑھ کر ہے۔ بلکہ ہمکو ان باتون کے ذکر سے منصور ناشکور کی ناپاک خصلت کا دکھانا منظور ہے۔ [illegible] ورحقیقت ناحق شناس خود مطلب آدمی تھا۔ کہ جب اسکا مقصود اسکے ذریعہ سے حاصل ہو چکا۔ تو مکھی کی طرح دودھ سے نکال پھینکا۔ ابو مسلم کی حرکتین گو کسی [illegible] کے حق مین سراپا فائدہ سے لبریز تھین۔ [illegible] کا ایک ذی وجاہت ممبر تھا۔ بلکہ [illegible] کے بعد [illegible] سے شمار

---

۱۵ زمخشری نے ربیع الابرار مین نقل کیا ہے۔ کہ ابو مسلم عرفات [illegible] کرتا ہون کہ میرا گمان غالب یہ ہے کہ تو میری [illegible] نہ بخشیگا۔ [illegible] کرتا ہے۔ کہا مین نے ایسے ظلم و تعدی کی بنیاد ڈالی ہے۔ کہ [illegible] سر سے دفع نہوگا جسکو کوئی ذرا سا صدمہ ہوگا [illegible]

ہوتا تھا۔ اسکے قتل ہونے پر کیسا افسوس کیا۔ پس ایسا شخص جو اپنے اتنے بڑے
محسن کے ساتھ یہ سلوک کرے۔ وہ اوروں کی ساتھ جو کرے سو تھوڑا ہے۔ یہی خبث
طینت تھا۔ جسنے اُسے رکن ایمان کے گرانے اعنی جناب صادق آل محمدؐ صلوات اللہ
علیہم کے قتل کرنے پر برانگیختہ کیا۔ ورنہ آنحضرتؑ کا کوئی قصور نہ تھا۔ نیز اسنے بہت
سے سادات آل امیر المومنینؑ کو قتل کیا۔ دیوار جامع مسجد بغداد کے تلے جو منصور نے
بنائی ہے بہت سے بنی فاطمہ اسکے حکم سے زندہ دفن کیئے گئے۔ تاریخ خلفا میں ہے
کہ منصور پہلا شخص ہے جسنے بنی عباس اور آل علیؑ کے درمیان آتش بغض و عناد کو
روشن کیا۔ ورنہ ہمیشہ یہ دونو گروہ ایک گنے جاتے تھے۔ نیز منصور مقہور جیسا ہم
پہلے لکھ آئے ہیں پرلے سرے کا کنجوس مکھی چوس تھا۔ باوجودیکہ لاکھوں کروڑوں کے
نقد و جنس کا مالک تھا۔ مگر کوڑی کوڑی پر جان دیتا تھا۔ حتےٰ کہ ابو الدوانیق اسی
لیئے لقب پایا۔ **تاریخ الخلفا** میں ہے۔ کہ سلم حادی نے ایک مرتبہ سفر میں اسکے
لیئے حُدا کہی۔ منصور اسقدر خوش ہوا کہ مارے خوشی کے جھومنے لگا حتےٰ کہ قریب تھا
کہ اونٹ سے گر پڑے۔ باوجود اسکے اسکو نصف درہم (قریب ڈیڑھ آنے کے) انعام
دیا۔ سلم نے کہا اے امیر میں نے ہشام بن عبد الملک کے لیئے حُدا پڑھی تھی اس
نے دس ہزار درہم انعام میں دیئے تھے۔ تم نیم درہم دیتے ہو۔ کہا اسنے جو کچھ دیا بیت المال
کا مال تھا۔ اسے ربیع کچھ آدمی مقرر کر کہ اس سے وہ دس ہزار درہم وصول کریں لوگوں
نے بہت منت سماجت کی جب اس شرط پر باز رہا۔ کہ آمد و رفت میں اسکے لیئے بلا

کچھ اجرت لینے کے خدا کیے۔ مروج الذہب مین ہے۔ کہ اسنے باورچی خانے کے داروغہ سے اس بات پر مصالحہ کیا تھا۔ کہ جتنے بکرے ہر روز ذبح ہوا کرین ان کی کھالین سری پائے وہ لے لیا کرے۔ اور بعوض اسکے جسقدر نمک۔ مصالحہ۔ ایندھن باورچی خانہ مین درکار ہو اپنے پاس سے ادا کرے۔ جناب صادق جب سنتے کہ اسکی قمیض مین پیوند لگے ہوئے ہین۔ تو فرماتے خدا کا شکر ہے۔ کہ اسنے منصور کو باوجود سلطنت و بادشاہی فقر و گدائی مین مبتلا فرمایا۔ بعض روایات شیعہ مین وارد ہے کہ منصور کا عذاب بروز قیامت نمرود بن کنعان فرعون خلیل اللہ و مصعب بن ولید فرعون موسیٰ کی برابر ہوگا۔ اور یہ کہ جہنم کے سات دروازے سات فراعنہ کے لیے مقرر ہین۔ ازانجملہ ایک در اسکے لیے بھی ہے +

## تتمہ

پیشتر گزرا کہ ائمہ علیہم السلام سے ہر ایک کو ایک نامہ سر بمہر عطا ہوتا ہے۔ کہ اپنی عہد امامت مین اسکی مہر توڑین اور جو کچھ اس مین لکھا پائین۔ اسکی موافق عمل پیرا ہون۔ اس مین شبہ نہین کہ جناب صادق علوم دینیہ اسلامیہ کے پھیلانے اور آثار شرع مقدس کے کہ مندرس ہو چلے تھے رواج دینے کو دنیا مین آئے تھے۔ آپ کو حکم تھا کہ حَدِّثِ النَّاسَ وَافْتِهِمْ اے جعفر احادیث نبوی کو خلائق مین رائج کرو اور احکام شرع کو ان پر ظاہر فرماؤ۔ پس وہ حضرت باوجود ہر طرح کی قابلیت و استعداد کے۔ اس ارشاد با سداد کے تعمیل مین ہمہ تن سرگرم تھے۔

تھے۔ اور حکومت و امارت کی طرف عمداً میل و رغبت نہ فرماتے تھے نہائی آرزو آپ کی یہ تھی۔ کہ ترویج دین و نشر احادیث سید المرسلینؐ کی جائے۔ اسلئے چاہتے تھے۔ کہ آپ کے تمام عقیدتمند آپ کے پاس حاضر رہین۔ اور کوئی روک ٹوک انکی تعلیم و تلقین مین نہ ہو۔ چنانچہ فرماتے تھے کہ اگر حکام جور مجھ کو منع نکرین تو ملک کے کسی گوشہ مین چلا جاؤن۔ کہ وہان ہمارے شیعہ میرے پاس جمع ہون مین انکو تعلیم کرون اور انکی قرب و نزدیکی سے انس گیر ہون اور وہ مجھسے مانوس ہون اور مکرر فرماتے تھے۔ کہ اگر یہ طاغی (منصور) مجھسے متعرض نہ ہو تو میرا مدعاء دلی یہ ہے۔ کہ ایک مکان وسیع و فراخ بنا کرون جس مین اپنے شیعون سمیت جا رہون۔ اور شب و روز درس قرآن و حدیث مین مصروف رہون۔ اور ضامن ہون اسکے لیئے کہ کوئی امر مکروہ طبع اس کا مجھے صادر نہ ہوگا یہ کلمات کہ بذریعہ راویان ثقات آنحضرت سے منقول ہین اوّل دلیل ہین اس پر کہ دلجمعی سے ایک جگہ بیٹھکر تعلیم و ترویج شرع ہی کو وہ حضرت اپنا خدمت جانتے تھے۔ اور ظلمہ وقت بانیان جور پر خروج بالسیف کا ارادہ مطلقاً دل مین نہ رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ منصور مقہور اس مین بھی آنحضرت کے ساتھ برسر پرخاش تھا۔ اور نہین چاہتا تھا کہ آپ اپنے جدّ امجد کی احادیث بھی لوگون مین شائع کرین اور بعض اوقات تو اس مقدمے مین اسقدر تشدد کرتا تھا کہ آپکے پاس کوئی آنے نہین پاتا تھا۔ فیض خدمت سے مستفید ہونا

اور اخذ مسائل کرنا تو درکنار۔ اسوجہ سے کاروبار روزمرہ مین حرج وعسر واقع ہوتے تھے۔ اور شیعون کے طلاق و نکاح کہ آنحضرت کے ارشاد پاسداو پر موقوف ہوتے تھے معطل پڑے رہتے تھے۔ باعث ان امور کا فقط منصور کی ذاتی عداوت و جبلی حسد تھا۔ وہ دیکھ نہین سکتا تھا کہ حضرت کے علوم جہان مین رواج پائین۔ اور آپ بالمعنے الاخص بھی امام کہلائین۔ منصور اچھی طرح جانتا تھا۔ اور محمد بن عبد اللہ معروف بہ نفس زکیہ کی بنائے بیعت کے وقت جیسا کہ آگے آتا ہے۔ اپنی آنکھون دیکھ چکا تھا۔ کہ آپ انکو مانع آئے اور فرمایا کہ حکومت عباسیون کے لیئے ہے۔ تم اس بکھیڑے مین نہ پڑو۔ چنانچہ اسی روز سے یہی کلمہ آنحضرتؑ سے سن کر اسکو خلافت کی دھن لگ گئی تھی۔ اور اسی سے خلیفہ ہوکر وہ آنحضرت کو صادق (راست گو) کہا کرتا تھا مگر باوجود ان سب باتون کے اپنی شرارت سے باز نہین آتا تھا۔ نیز ابو سلمہ خلال نے آپ کو نامہ[1] لکھ کر خلافت کی رغبت دی مگر چونکہ انجام کار سے مطلع تھے

[1] جن دنون ابو العباس سفاح اپنے اہل وعیال سمیت کوفہ مین روپوش تھا۔ ہنوز اسکی ساتھ بیعت بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ ابو سلمہ خلال نے ارادہ کیا کہ آل ابیطالب سے کسی ایسے کی ساتھ بیعت کرے کہ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔ بنابرین اسنے تین خط تین شخصون کے نام لکھے۔ اول جعفر بن محمدؑ صادق دوم عبد اللہ بن الحسن سوم عمر بن علی بن الحسینؑ اور انکو شیعیان کوفہ سے ایک کے ہاتھ مدینہ بھیجدیا۔ رات کا وقت تھا۔ کہ قاصد نے حضرت صادقؑ سے ملاقات کرکے نامہ پہونچایا اور جواب کا طالب ہوا۔ آپنے خادم سے کہا کہ چراغ حاضر کرے پس نامہ چراغ پر رکھکر جلادیا۔ اور فرمایا الجواب ما قد رایت۔ جواب یہی ہے۔ جو تو نے دیکھ لیا۔ وہان سے نکلکر قاصد عبد اللہ کے پاس آیا۔ وہ خط کو پڑھکر خوش ہوئے اور سوار ہوکر حضرتؑ کیخدمت مین آئے۔ کہ یہ خط ابو سلمہ کا میرے پاس آیا ہے۔ مجھکو خلافت کی ترغیب کرتا اور سب سے زیادہ احق واولے جانتا ہے۔ اور ہمارے شیعہ خراسان کے رہنے والے اسکے پاس جمع ہورہے ہین۔ حضرت نے یہ سنا تو فرمایا کہ اہل خراسان کب سے تمہارے شیعہ ہوگئے کیا تم نے ہی ابو مسلم کو خراسان بھیجا اور انکو سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا ہے آیا تم کسی ایک کا اسم نام ونشان جانتے ہو پھر وہ کیونکر تمہارے شیعہ ہو سکتے ہین۔ جبکہ نہ تم انکو

اسطرف التفات نہ فرمایا۔ اَور تجارب مین ہے کہ شیعیان کوفہ سے چند اشخاص نے حضرت
کو لکھا کہ کوفہ کا اسوقت وہ حال ہے جو زن لاوارث کا ہوتا ہے۔ کہ جو کوئی چاہے
اسکے ساتھ نکاح پڑھالے۔ علیٰ ہذا اس پر بھی اسوقت قبضہ وقابو پانا دشوار نہین
ہر ایک طرح کی مزاحمت ورکاوٹ سے خالی ہے۔ آپ اجازت دین تو ہم اس پر
قابض ہوجائین۔ غالباً یہ اسوقت کا ذکر ہے۔ جب ابراہیم بن عبداللہ نے بصرہ
مین خروج کیا تھا۔ اَور منصور کی فوجین محمّد بن عبداللہ کے ساتھ مصروف جنگ تھین
اَور منصور تنہا بیرون کوفہ پڑا ہوا تھا۔ بہرکیف آپ نے انکی درخواست منظور نہ کی اَور لکھ بھیجا
کہ اگر میری اطاعت مدنظر ہے۔ تو اس خیال سے باز رہو۔ ممکن نہین کہ یہ اخبار منصور
سے پوشیدہ ہون مگر اس پر بھی وہ حضرت کے ستانے اَور ایذا دینے سے باز نہ آتا
تھا جب چاہتا حضرت کو بلواتا اَور سخت ایذا وآزار کا باعث ہوتا۔ حتےٰ کہ آخرکار
آنحضرت کو شہید کر کے سینہ ٹھنڈا کیا جیسا کہ اسکے پوتے نارشید نے حضرت امام
موسیٰ کاظم کو شہید کیا اَور دیگر ائمہ کو انکے ہم عہد خلیفون نے قتل کیا۔ علاوہ براین
جو دیگر بے گناہ سادات کا خون منصور وہارون وغیرہ عباسیون نے پانی کی

---

جانتے ہو نہ وہ تم سے واقف ہین عبداللہ نے کہا تم براہ حسد ایسا کہتے ہو۔ حضرت نے فرمایا خدا خوب جانتا ہے۔ کہ مین
ہر مسلمان کو نصیحت کرتا ہون۔ تم سے تو کیونکر دریغ کرونگا۔ اے عبداللہ تم کو یہ باطل باتین ہرگز گرداب ہلاکت مین
نہ ڈالین یہ سلطنت عباسیون کے لیئے مقرر ہوچکی ہے۔ تم اَور آل ابیطالب کسی کے لیئے نہین میرے پاس بھی
بعینہ ایسا ہی خط آیا ہے۔ جیسا کہ تمہارے پاس آیا عبداللہ خفا ہوکر وہان سے اٹھے۔ اَور چلے گیئے۔ اَور لیکن عمر بن
علی بن الحسینؑ کے پاس خط پہونچا تو انہون نے کہا کہ مین اسکے کاتب سے واقف نہین ہون۔ اسکا کیا جواب
لکھون یعنی وہ بھی علحدہ رہے۔ ۱۲۔ ملخص ما فی عمدۃ الطالب ؁

عبارت مولوی شبلی نعمانی

طرح بہایا۔ وہ کسی ادنے سے ادنے تاریخ دان پر مخفی نہین۔ مگر مولوی شبلی نعمانی مدرس مدرسۃ العلوم علیگڑھ جوش محبت عباسیہ مین انکی تمام مظالم مین تصویب کیا چاہتے ہین۔ چنانچہ اپنی کتاب المامون مین فرماتے ہین: "خاندان عباسیہ پر عموماً سادات کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو لوگ حجرون مین بیٹھکر اعتراض کا قلم اٹھاتے ہین معذور ہین۔ مگر جو شخص پولیٹکل ضرورتون کا اندازدان ہے۔ اس اعتراض کو مشکل سے تسلیم کریگا۔" یہ عبارت مولوی صاحب کی ہے۔ اس مین وہ حجرہ نشینی پر چشمک زنی کرتے ہین۔ حال آنکہ جہان تک ہمکو معلوم ہے۔ جو شدہ بدہ آپ کو ان علوم مین حاصل ہوئی وہ انہی حجرون مین بیٹھکر اور انہی حجرون کے بیٹھنے والون کی بدولت ہوئی۔ مگر اب آپکو اس سے نفرت ہے۔ اور کوٹھی بنگلہ اور انگریزی فرنیچر مرغوب تو آپ شوق سے کوئی گول کمرہ سجائین میز کرسی لگائین۔ اور وہان بیٹھکر پولیٹکل ضرورات کی عینک چڑھا کر دیکھین اور پھر تبلائین کہ جناب صادق سے منصور کو سوائے ذاتی حسد اور جبلی عداوت کے کونسا ملکی اندیشہ تھا۔ آنحضرت کی کونسی اسکے خلاف سازش طشت از بام ہوئی تھی۔ کتنی مرتبہ آپنے اسپر خروج کیا۔ کون کون صوبے دبا لئے۔ کن کن شہرون پر قابض ہو بیٹھے۔ کہ وہ حضرت کی جان۔ مال۔ آبرو کا یون دشمن ہوگیا۔ اور مدۃ العمر ایذائین دیتا رہا۔ آخر قتل کرکے دل ٹھنڈا کیا۔

تاریخ الخلفا مین ہے۔ کہ کسینے منصور سے پوچھا دنیوی لذتون سے کوئی لذت باقی ہے

جو تجھے حاصل نہ ہوئی ہو۔ کہا ہان وہ یہ ہے۔ کہ مین مجلس درس مین بیٹھا ہون۔ اور طالبان حدیث میرے گرد جمع ہون اور مستملی[۱] مجھسے استفسار کرتا ہو کہ مَنْ ذَکَرْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ کسکا ذکر کیا تُمنے رحمت خدا ہو تم پر۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اسکے نکلے روز دیکھا ن منصور اور اسکے وزیرون امیرون کے لڑکے دوات قلم کاغذ لیکر آموجود ہوئے۔ منصور نے انہین دیکھا اور انکے آنیکی غرض معلوم کی تو کہا نہین تم وہ نہین وہ اور لوگ ہین۔ انکے کپڑے میلے کچیلے پانون کثرت اسفار سے پھٹے بال بڑھے ہوئے ہوتے ہین۔ وہ جہان کی گردش کرنیوالے اور طالبان حدیث ہین۔ انتہی۔ اِن مین جو کمی تھی ظاہر کی اپنی کوتاہی کا ذکر زبان پر لایا۔ اگر بصفت انصاف متصف ہوتا تو اتنا اور کہتا کہ شیوخ حدیث بھی وہ لوگ ہوتے ہین۔ کہ مسند افادہ پر بیٹھتے ہی دریا علم انکے پہلوؤن سے روان ہو جاتے ہین مین انکی گرد کو بھی نہین پہونچا۔ غرض اس روایت سے اسکی اس رشک وحسد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جو اساتذۂ حدیث پر رکھتا تھا۔ پس امام المحدثین و استاذ الاساتذہ امام جناب صادق کی ساتھ جو اسکی بغض وحسد کی حالت ہوگی وہ بھی بخوبی اندازہ ہو سکتی ہے۔ اور اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ یہ ہی عداوت

---

[۱] مستملی ایک شخص ہوتا تھا کہ درس حدیث کے وقت استاد کے الفاظ کو دور کے بیٹھنے والون تک پہونچاتا تھا۔ اسکی ضرورت اسوقت ہوتی تھی۔ جب طالبان حدیث اس کثرت سے جمع ہوتے تھے کہ استاد کی آواز۔ سنائی نہ دیتی تھی۔ ۱۲ منہ

آپ سے اسکو تھی۔ کوئی ملکی و پولیٹیکل اندیشہ نہ تھا۔ جیسا کہ مولوی شبلی سمجھ رہے ہین۔ اور لطف یہ ہے کہ مولوی صاحب سیرۃ النعمان مین اپنے اس قول سے بھی عدول کر گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہان اس پولیٹیکل ضرورتون کی عینک آپنے اتار رکھی ہے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے ؛

## پارۂ از ظلمہائیکہ از دست ظلمہ بنی اُمیہ و بنی عباس اقارب وعشائر آنحضرت پر ہوئے

ایک ان مین سے زید بن علیؑ بن الحسینؑ زین العابدینؑ چچا آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے ہین کہ سنہ ۱۲۱ھ مین ہشام بن عبدالملک مروانی اموی کے عہد خلافت مین اسکے حکم سے قتل ہوئے۔ یہ زید شہید مومن شیعہ راسخ العقیدہ تھے۔ اور دیگر شیعیان امامیہ کیطرح اپنی آباء طاہرین کی امامت کا صدق دل سے اعتقاد رکھتے تھے اسکے بعد اپنے برادر عالیقدر جناب محمد باقرؑ کو امام مفترض الطاعۃ جانتے بعد ازان برادرزادے امام بحق ناطق جعفرؑ بن محمد صادقؑ کی امامت کے بدستور قائل تھے لاجرم وہ حضرت بھی انکو دوست رکھتے تھے۔ و بلقب محترم یا عمّ خطاب فرماتے زید کا قول تھا۔ کہ ہم اہل بیت سے ہر زمانے مین ایک شخص خلقت پر حجت خدا ہوتا ہے۔ اس زمانے کے حجت خدا جعفر صادق ہین۔ جو انکی پیروی کریگا فلاح پائیگا انکا مخالف تباہ و گمراہ ہوگا۔ نیز زید سے منقول ہے کہ کہتے تھے مین اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ کی خدمت مین حاضر تھا۔ کہ ایک مرد نے عرض کی یا ابن

قصہ زید شہید

رسول اللہ

رسولؐ اللہ آیا رسولؐ خدا سے تم کو پہونچا ہے کہ بعد آنحضرت کے کے امام ہونگے
فرمایا ہاں بارہؑ ہونگے۔ بعدد نقباء بنی اسرائیل کے۔ کہ پانچوان انکا میرا لخت جگر
محمد باقرؑ چھٹا جعفر صادق ہے۔ نقل ہے کہ زید نے کلیب بن سورہ سے پوچھا تم کو
کیونکر دریافت ہوا کہ امام جعفر صادق بن محمدؑ ہین۔ عرض کی ہم لوگ آپ کے برادر
بزرگوار محمد باقرؑ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور مشکلات مسائل انسے تحقیق کرتے
وہ بکمال علم و معرفت بموجب قول خدا و رسولؐ ہماری تسکین فرماتے تھے۔ انکے
بعد تم اہل بیت مین یہ علم و معرفت سوائے جعفر بن محمدؑ کے کسی مین نہ پایا گیا۔
اس سے ہم نے جانا کہ وہی حضرت امام انام و حجت خدا ہین۔ زید نے ہنسکر کہا
واقعی کتب علوم کہ علیؑ علیہ السلام سے باقی رہین۔ انہی کے پاس ہین۔ نیز مروی ہے
کہ قریب زمان خروج مین زید برملا کہتے تھے۔ اَلَا مَنْ اَرَادَ الْجِهَادَ فَاِلَيَّ وَمَنْ
اَرَادَ الْعِلْمَ فَاِلٰى ابْنِ اَخِيْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ۔ کہ جسکا ارادہ جہاد کرنیکا ہو میرے
پاس آئے۔ اور جسکو علم حاصل کرنا ہو جعفر صادق میرے برادرزادے کے پاس
جائے۔ ان سب باتون سے ظاہر ہے کہ زید کے حسن اعتقاد مین سرمو فرق نہ تھا
وہ کبھی اپنے لئے مدعی امامت نہین ہوئے۔ اور بالیقین جانتے تھے۔ کہ امام زمان
جعفر صادق ہین۔ مگر وہ تلوار لیکر جہاد ؔ اعداء دین کے لئے کھڑے ہوگئے۔ جناب

---

سلہ مناقب ابن شہر آشوب مین ہے کہ زید ایکبار حضرت صادقؑ کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور خلوت مین دیر تک باتین کرتے رہے۔ راوی کہتا ہے کہ اثناء گفتگو مین آوازین بلند ہوئین۔ سنا میںنے کہ زید کہتے ہین کہ اے جعفر ان

صادق مامور بجہاد اہل عناو نہ تھے۔ خاموش بیٹھے رہتے تو بعض شیعون کو یہ شبہ ہوُا کہ وہ امام ہین سوا اس مین زید کی کچھ خطا نہین۔ اور انکے اعتقاد مین اس سے کوئی خلل نہین ہوسکتا۔ بالجملہ زید ابتدا سے اپنے جدِ بزرگوار حضرت امام حسینؑ کے واقعہ شہادت کو یاد کر کے ہمیشہ محزون و غمگین رہتے تھے۔ اور ہمیشہ اسی فکر مین تھے کہ کسی طرح ظلمہ بنی اُمیہ سے اس مظلوم کے خون کا انتقام لین۔ نیز وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین بھی خاص اہتمام رکھتے تھے۔ انکے عاملون کے ظلم و زور و فسق و فجور کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ چاہتے تھے۔ کہ انکا نشان صفحۂ دہر سے مٹ جائے یہ ڈھنگ دیکھ کر خلیفے بھی انسے کھٹکے رہتے تھے۔ اور عامل عراق کو تاکید کی تھی۔ کہ زید کی

---

باتون کو جانے دو۔ اور ہاتھ بڑھاؤ۔ کہ تمہارے ساتھ بیعت کرون۔ پھر ہم سب چلکر دین اسلام کے دشمنون پر جہاد کرین۔ تحقیق کہ تم جہاد کو چھوڑ بیٹھے۔ اور راحت و آرام مین پڑ گئے۔ شرق و غرب عالم سے تمہارے پاس مال آتا ہے۔ بیٹھے کھاتے ہو۔ حضرت صادق نے اسکے جواب مین فرمایا یرحمک اللہ یا عم یغفر لک واللہ زید نے کہا مین صبح سویرے پھر آؤنگا۔ اور ہماری وعدہ گاہ صبح ہے۔ غرض زید اٹھ گئے۔ تو بعض اصحاب انکے مقدمے مین کچھ گفتگو کرنے لگے حضرت نے انہین منع فرمایا اور کہا میرے عمو کے حق مین خیر و خوبی کے سوا کچھ نہ کہو۔ وہ اگر فتح پائینگے تو ضرور اپنا اقرار پورا کرینگے صبح ہوئی تو دروازہ کھڑکا پھر زید اندر آئے حالانکہ وہ ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے اور کہتے۔ مجھے رحم کرو تجھپر اے جعفر خدا تمکو رحم کرے اور راضی ہو مجھ سے اور بخشد و میرے تئین کہ خدا تم سے راضی ہو اور تمہارے تئین بخشدے۔ حضرت نے فرمایا رحمک اللہ وغفرلک و رضی عنک بات تو کہو اے چچا۔ زید نے کہا مین جو تمہارے پاس سے گیا اور رات کو سویا تو دیکھا مین نے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے ہین۔ علیؑ انکے آگے آگے اور حسنؑ حسینؑ داہنے بائین اور فاطمہ زہرا پس پشت ہین اور آپ کے ہاتھ مین ایک حربہ ہے کہ شعلہ ہائے آتش اس سے بلند ہین۔ اور فرماتے ہین۔ اے زید تو نے جعفر کے مقدمے مین ہمکو ایذا دی۔ قسم بخدا کہ اگر وہ تجھے عفو نکرینگا اور تجھ سے راضی نہ ہوگا تو یہی حربہ کہ میرے ہاتھ مین ہے تیرے مارونگا۔ پس مین گھبرا کر بیدار ہوُا۔ اور تمہارے پاس دوڑا آیا ہون رحم کرو مجھپر خدا تمہارے اوپر رحم کرے حضرت نے پھر فرمایا رضی اللہ عنک وغفرلک خدا تجسے راضی ہو اور تمہارے تئین بخشدے تم بیشک مارے جاؤگے اور تمہاری لاش کو دار پر کھینچینگے پھر آگ مین جلا دینگے پس وصیت کرو میرے تئین اگر کچھ وصیت کرنا چاہتے ہو زید نے اپنی

اہل و عیال ، و اولاد و قرض ، کے بارے مین آنحضرت کو وصیت فرمائی - ۱۲

طرف سے خبردار ہین اور اہل کوفہ کو انکی مجلس ہین جانے سے روکین تحقیق کہ ان
کی زبان تلوار کی دھار اور برچھی کی نوک سے تیز ہے۔ انکی لسانی اور چرب زبانی
دلون پر جادو کا اثر کرتی ہے۔ غرض یہ سب کچھ تھا مگر جس امر نے زید کو دفعۃً جنگ
وجہاد پر برانگیختہ کیا وہ یہ تھا۔ کہ وہ ایکبار شام ہین ہشام سے ملنے گئے تھے اسنے
پہلے سے انکے آنیکی خبر سنکر اہل شام کو اپنے گرد جمع کیا اور یہ کہدیا تھا۔ کہ زید آئے
تو اسے میرے قریب جگہ نہ دین۔ زید مجلس کی یہ صورت دیکھکر افروختہ ہوگئے اور
کہا اے ہشام خدا سے ڈر اور تقوے و پرہیزگاری خدا کو اپنا شعار کر ہشام نے کہا تو
ہی ہے کہ بہتری کا خیال خام پکاتا اور اپنے تئین اہل و لائق خلافت کی تجویز کرتا
ہے۔ حالانکہ قبائے خلافت تیرے بدن ہین راست نہین آسکتی کیونکہ تو لونڈی
کے شکم سے ہے۔ زید نے برجستہ جواب اس سخن کا یہ دیا کہ حضرت اسمٰعیل حاجرہ
کے شکم سے پیدا ہوئے کنیززادے تھے۔ باوجود اسکے نبوت جیسے جلیل القدر
منصب پر فائز ہوئے۔ کہ حضرت ختم المرسلین انکی نسل سے ہین۔ جب کنیززادگی
انکو مانع نبوت نہ ہوئی۔ تو مانع خلافت مجھکو کیونکر ہوسکتی ہے۔ نیز جسکا نانا محمدؐ
مصطفےٰ اور باپ علیؑ مرتضیٰ ہو۔ اسے کنیززادگی سے کیا نقصان پہونچیگا ہشام
یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا۔ اور اپنے سرہنگ کو پکارا کہ اسے یہان سے نکالو۔ خبردار کہ
ہمارے لشکر ہین نہ رہنے پائے۔ پس زید وہان سے نکلے اور کہتے تھے۔ مَا اَحَبَّ
الحیوٰة اَحَدٌ اِلَّا ذَلَّ کوئی زندہ رہنے کو دوست نہین رکھتا۔ مگر

یہ کہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ کوفہ پہونچے تو چالیس ہزار کوفیون نے جان دینے کی شرط پر انکے ساتھ بیعت کی۔ مگر بہت تھوڑون نے اس عہد کو پورا کیا۔ اسکی وجہ قطع نظر اسکے کہ عذر و بیوفائی کوفیون کے آب و گل مین داخل ہے۔ چنانچہ الکوفی لا یوفی زبان زد خاص و عام ہے۔ ایک یہ بھی تھی کہ شیعیان کوفہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت صادق فرماتے ہین کہ زید اس مُہم مین کامیاب عہدہ ہو گے بلکہ مقتول و مصلوب کئے جائینگے۔ بنابرین وہ انکی نُصرت سے باز رہے سُنّی مورخ کہتے ہین۔ کہ شیعون نے زید سے کہا ابوبکر و عمر سے تبرا کرو تو ہم تمہارا ساتھ دین۔ انہون نے کہا مین انکو دوست رکھتا ہون۔ کیونکر بیزاری کرون۔ پس انہون نے زید کا ساتھ چھوڑ دیا۔ زید نے کہا رَفَضْتُمُونِی فَانْتُمُ الروافض تم نے مجھ کو ترک کیا تم رافضی ہو۔ اسوقت سے یہ لوگ رافضی کہلائے۔ اور جو زید کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ وہ زیدیہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ مگر یہ گمان باطل ہے۔ کیونکہ زید کا شیخین کی نسبت یقیناً وہی عقیدہ تھا۔ جو انکے تمام خاندان یعنی اہل بیت رسالت کا ہے۔ اگر انہون نے کسی وقت اُنسے تبرا کرنے مین تامل کیا ہو تو وہ کسی مصلحت پر مبنی ہوگا۔ نہ کہ وہ واقعہ مین دوستدار ابوبکر و عمر تھے۔ اور مؤید اس کے ہے وہ روایت کہ مؤرخین نے نقل کی ہے۔ کہ کسی نے زید سے سوال کیا کہ شیخین کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ انہون نے اسوقت تو کچھ جواب نہ دیا مگر عین معرکۂ جنگ مین جبکہ انکی پیشانی مبارک پر تیر لگا تو فرمایا اَیْنَ سَائلی

عَنْ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ هُمَا اَقَامَانِی فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ کہان ہے وہ شخص جو ابوبکر و عمر کی نسبت مجھسے سوال کرنا چاہتا تھا۔ انہون نے ہی مجھکو اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ یہ بالکل ویسا ہی ہر جیسا کہ جناب سید الشہدا صلوات اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ مین کشتۂ روز سقیفہ ہون جس روز کہ دستِ بُردِ شیخین سے ہم اہلبیت کے ہاتھ سے خلافت چھین لی گئی۔ ایسا ہی زید کا اس کلام سے یہ مدعا تھا۔ کہ ابوبکر و عمر نے خاندان عصمت وطہارت سے خلافت غصب کی تو یہی یہ نوبت ہوئی الحاصل زید نے یکم ماہ صفر ۱۲۲ھ ہجری بمقام کوفہ خروج کیا اسوقت انکے ساتھ چالیس ہزار بیعتیون سے پانچسو اشخاص سے زیادہ نہ تھے۔ بروایتے کل ۲۲۸ مرد تھے۔ حال آنکہ یوسف بن عمر ثقفی والے عراق کے پاس افواج شام وعراق سلاح و یراق سے آراستہ و پیراستہ موجود تھی پس یوسف خود بیرون شہر ایک بلند مقام پر کھڑا ہوا فوج از پس فوج مقابلے کو بھیجتا تھا۔ ادھر جناب زید بھی لپستان شجاعت سے دودھ پی پی کر نیستان شہامت وبسالت مین پلے اور جوان ہوئے تھے انہون نے خوب خوب جوہر جوانمردی کے دکھلائے۔ اصحاب باوفا نے بھی جد وجہد مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ مگر اس جمعیت قلیل کی اس جم غفیر کے آگے کیا حقیقت تھی پرکاہ کو کوہ گران سے کون مناسبت ہو سکتی ہے۔ آخر اصحاب معرکۂ کربلا کیطرح ایک ایک کرکے پہنچنے لگے۔ جو گرتا اسکا سر کاٹ کر یوسف کے آگے لیجاتے اور انعام و جائزہ پاتے۔ حتّٰے کہ زید بن

خزیمہ ومعاویہ بن اسحاق وزیاد بن عبدالرحمٰن کہ رؤساء اصحاب زید سے تھے معہ سررشتہ وفاداروں کے جان نثار ہوئے۔ پس ایک تیر لشکر مخالف سے جانب یمین پیشانی زید پر لگا۔ کہ دماغ مین اترگیا۔ زید اسکے صدمے سے پشت زین سے بروئے زمین آئے۔ باوفا اصحاب سے ایک نے اپنی پشت پر سوار کرکے ایک شیعہ کے گھر پہونچایا تاکہ علاج معالجہ کیا جائے۔ مگر پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا تھا۔ وہ تیر نہ تھا بلکہ پیغام اجل تھا۔ لاجرم اگلے روز بتاریخ ۲ صفر سنہ ۱۲۰ھ انکی مرغ روح نے جنت الخلد کیطرف پرواز کیا۔ آپ کی عمر بیالیس ۴۲ سال کی ہوئی فرحمۃ اللہ علیہ بعد رحلت لاش کے بارے مین تردد تھا کہ کس طرح شر اعدا سے اسکی حفاظت کی جائے۔ آخر ایک مقام پر دفن کرکے اوپر پانی جاری کیا کہ گمان دفن کا وہان نہو مگر یوسف کو کسی طرح پتا لگ گیا۔ اسنے نکلوا کر سر کو بدن سے جدا کیا اور شام کو بھیجدیا کہ دمشق کے دروازے پر لٹکایا گیا۔ اور بدن کو کوفہ مین دار پر کھینچا۔ جہان چار سال بقیہ ایام خلافت ہشام رہا کوئی زبان سے بھی اس حرکت زبون پر چون نہ کرتا تھا۔ اور سنہ ۱۲۴ ہجری مین ولید بن یزید نے خلیفہ ہوکر حکم دیا۔ کہ وہان سے اتار کر آگ مین جلادو اور خاکستر اسکا ہوا مین اڑادو کہتے ہین کہ انکو برہنہ سولی پر چڑھایا تھا۔ حق تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کوئی انکے عورتین پر نگاہ کرسکے۔ ایک مکڑی نے اس مقام پر غلیظ جالا تنا کہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بروایتے شکم زید کا ڈھلک کر انکے سترگاہ پر آپڑا تھا۔ اس سے ستر پوشی ہوگئی۔ بزبان اشقیا نے قبلہ کیطرف سے مونہہ پھیر کر تختہ پر کھڑا کیا تھا

تختہ خود بخود پھر گیا۔ اور زید رو بقبلہ ہو گئے۔ پس اس جسم کو تختہ سمیت جلا کر اس کا خاکستر ہوا مین اڑا دیا۔ ان ظلمون سے غضب الٰہی جوش مین آیا۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ نے ظالمان فساق پر بنی عباس کو مسلط فرمایا انہون نے ایک سرے سے انہین نیست و نابود کر ڈالا۔ ابو العباس سفاح نے خلافت پا کر بنی امیہ کی سلطنت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا۔ حتےٰ کہ گورین بھی انکی کھدوا دین کہتے ہین کہ معاویہ کی قبر اکھاڑی تو سوائے خاک کے وہان کچھ نظر نہ آیا۔ یزید کی قبر مین ایک دوڑا خاکستر کا طول مین تھا۔ یعنی آتش جہنم نے قبر ہی مین اسکی لاش کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ سب کی کسر ہشام کی لاش سے نکالی۔ کیونکہ اسکو عنبر ملکر دفن کیا تھا۔ اس سبب سے اسکا بدن سالم نکلا۔ عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ عباس نے حکم دیا کہ پہلے اسکے تازیانے لگائین پھر دار پر کھینچین۔ بعد ازان جلا کر اسکی خاکستر کو ہوا مین اڑائین۔ یعنی جیسا انہون نے زیدؓ کی لاش کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ اسکی ساتھ کرین المختصر زیدؓ متقی زاہد فقیہ و شجاع شخص تھے۔ مدینہ مین انکو کثرت تلاوت سے حلیف قرآن کہتے تھے۔ جناب صادقؑ کو انکی وفات کی خبر پہونچی تو بہت غمگین ہوئے۔ حتےٰ کہ آثار حزن و ملال روئے اقدس پر نمایان تھے۔ بار بار فرماتے تھے۔ رحمت خدا ہو میرے عمو پر تحقیق کہ اگر وہ فتح و نصرت پاتے تو حق کو حقدار تک پہونچاتے وہ جو خلق کو دعوت کرتے تھے تو اپنی طرف نہ کرتے تھے۔ بلکہ بوقت بیعت لینے کے کہا کرتے تھے۔ ادعوکم الی الرضا من آل محمدؐ مین تم کو رضائے آل محمدؐ

کیطرف دعوت کرتا ہون۔ اس عبارت سے وہ ہمارا قصد کرتے تھے۔ پس آپنے ایک ہزار دینار ابو خالد واسطی کو دئے۔ کہ جو لوگ زید کے ساتھ شہید ہوئے انکی اہل و عیال پر قسمت کرے۔ چنانچہ عبداللہ زبیر و فضیل بن رسان کو ان ہزار دینار سے چار درہم ملے تھے+

ف ایک ہزار دینار ان لوگوں کے اہل و عیال کو دئے جو زید کے ساتھ شہید ہوئے تھے

## یحییٰ بن زید رضی اللہ عنہما

مجالس المومنین مین متوکل بن ہارون سے نقل کیا ہے۔ کہ اسنے کہا مین یحییٰ بن زید سے انکے باپ کے قتل ہونیکی بعد ملا جبکہ وہ خراسان کیطرف جارہے تھے۔ مین نے انکو عقل و فضل مین یکتا پایا۔ انکے باپ کا ذکر آیا تو کہا وہ قتل ہوئے اور کناسۂ کوفہ مین دار پر کھینچے گئے یہ کہکر رقت یحییٰ پر طاری ہوئی۔ یہان تک کہ روتے روتے غش کر گئے۔ ہوش آیا تو مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ص کس لیئے انہون نے خروج کیا حال آنکہ کوفیون کا حال اُن پر بخوبی روشن تھا کہا انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین سے سنا تھا۔ کہ حضرت رسول خدا نے سید الشہدا امام حسین سے فرمایا کہ اے حسین تیری پشت سے ایک مرد زید نام پیدا ہوگا کہ راہ خدا مین شہادت پائیگا کہ بروز قیامت وہ اور اسکے اصحاب لوگون کی سر و گردنون سے پھلانگ کر جنت مین داخل ہونگے۔ پس انہون نے چاہا ویسے ہی ہون جیسے کہ رسول اللہ نے انکا حال بیان کیا تھا۔ پھر یحییٰ نے کہا خدا ئے تعالےٰ رحمت کرے میرے باپ پر قسم بخدا کہ وہ قائم اللیل و صائم النہار

۱۸۰

تھے۔ یعنی رات کو عبادت میں بسر کرتے تھے۔ اور دن کو روزہ رکھتے تھے پھر
جہاد کیا راہ خدا میں جو کہ حق جہاد تھا۔ پس میں نے کہا اے فرزند رسول اللہ امام
کو ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسے کہ زید تھے۔ یحییٰ نے کہا اے بندۂ خدا میرے باپ
امام نہ تھے۔ مگر سادات کرام و زہاد و امام و مجاہدین اسلام سے تھے۔ میں نے کہا وہ
لاکلام دعویدار امامت تھے۔ کیونکہ مجاہد راہ خدا تھے۔ کہا اے بندہ خدا میرے باپ
نے ہرگز ناحق دعویٰ نہیں کیا وہ رضا از آل محمدؐ کیطرف خلقت کو دعوت کرتے
تھے۔ اور مراد انکی اس سے میرے ابن عم جعفر صادق تھے۔ تحقیق کہ اس زمانے
میں صاحب امر وہ ہیں۔ اور تمام بنی ہاشم میں افقہ و افضل ہیں۔ **حقیر مؤلف**
کہتا ہے کہ یحییٰ بن زید مذکور اپنے باپ سے تھوڑے ہی عرصہ بعد ولید بن یزید
کے زمانے میں شہید ہوئے۔ انہوں نے بھی نواح جرجان میں کوئی سات سو سے
آدمیوں کے ساتھ خروج کیا تھا۔ نصر بن سیار والی خراسان کے حکم سے مسلم
بن ماخور مازنی نے انکے تئیں شکست دیکر قتل کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## عیسیٰ بن زید شہیدؒ موتم الاشبال

موتم الاشبال (یتیم کنندۂ بچگان شیر) انکو اسلیئے کہتے تھے۔ کہ ایک شیر کو قتل کیا
تھا جسکے بچے تھے۔ محمد بن عبد اللہ نفس زکیہ نے خروج کیا تو یہ انکی ساتھ تھے
انکے قتل ہونیکے بعد بصرہ میں ابراہیم کے رفیق اور سپہ سالار رہے اور کہتے ہیں
کہ ابراہیم نے اپنے بعد امر خلافت انکے لیئے مقرر کیا تھا۔ ابراہیم کے قتل ہونے

پر منصور کے خوف سے مختفی ہو گئے۔ اور یہ اختفا انکا بعہد منصور مستمر رہا منصور کے بعد
مہدی اسکا بیٹا اور مہدی کے بعد ہادی اسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر یہ بدستور حالت
اختفا میں تھے۔ جیسے کہ ہادی کی عہد خلافت میں اسی حالت مین وفات پائی
جمال الدین حسنی نے عمدۃ الطالب مین روایت کی ہے۔ کہ محمد بن محمد زید نے اپنے
باپ محمد سے کہا کہ مین اپنے چچا عیسی بن زید کے دیکھنے کا مشتاق ہون۔ انہون
نے کہا تو اے فرزند تم کو چاہیئے کہ کوفہ جاؤ اور شہر مین پہونچکر فلان کوچہ کے نکڑ پر
جا بیٹھو۔ اسوقت تم کو ایک مرد دراز بالا گندم گون پیشانی پر نشان سجود وہان سے
گزرتا دکھائی دیگا۔ ایک شتر آبکش جس پر دو مشکین پانی کی لدی ہوئی ہونگی اسکے
آگے آگے ہوگا۔ ہر قدم پر ذکر تسبیح و تکبیر و تہلیل و تقدیس اسکی زبان سے جاری
ہوگا۔ وہی تمہارا عمو عیسیٰ ہے۔ آگے جاکر سلام کرنا۔ محمد کہتے ہین کہ مین کوفہ آیا
اور مقام مذکور پر پہونچکر ایک جگہ بیٹھا۔ انتظار کھینچ رہا تھا تو دیکھا مین نے کہ ایک
شخص اسی صورت و صفت کا کہ میرے باپ نے بیان کی تھی۔ آرہا ہے مین
دوڑکر انکے ہاتھون کو بوسہ دینے کو جھکا۔ وہ جھجھکے اور متوحش ہوئے مین نے کہا
مین محمد بن محمد بن زید آپکا برادرزادہ ہون۔ اندیشہ کا محل نہین بارے سکون ہوا
اور شتر کو بٹھلایا۔ اور ایک دیوار کے سائے مین بیٹھکر مجھسے باتین کرنے اور اہل و عیال کا حال
پوچھنے لگے۔ پھر مجھسے وداع کیا اور کہا اے فرزند پھر یہان نہ آئیو۔ کہ مبادا شہرت
ہوکر میری گرفتاری کا باعث ہو۔

نیز عمدۃ الطالب مین ہے۔ کہ عیسٰی نے اسی حالت تستّر و اختفا مین ایک عورت
کے ساتھ عقد بھی کر لیا تھا۔ مگر اپنا حال اس پر بھی ظاہر ہونے نہ پایا حتیٰ کہ اس عورت
سے ایک لڑکی انکے ہان پیدا ہوئی۔ وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی۔ تو سقا جسکے مشکون
مین عیسی پانی بھرتے تھے۔ اسکے بھی ایک لڑکا تھا۔ اتفاقاً وہ بھی انہی دنون مین
جوان ہوا وہ سقا عیسٰی کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا۔ اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ یہ مرد نہایت
صالح و عابد ہے ہم اپنے لڑکے کا رشتہ اسکی لڑکی سے کرلین زوجۂ عیسٰی نے یہ
سنا تو مارے خوشی کے اچھل پڑی اور خوشی خوشی اپنے شوہر سے یہ حال بیان کیا
عیسٰی نہایت پریشان تھے۔ کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا۔ کہ کیا کرین ناچار دعائے ہلاکت
لڑکی کی حق مین کی اور اسنے وفات پائی۔ تب عیسٰی کو اس ننگ مصاہرت سے نجات
ملی۔ لڑکی مرگئی۔ تو عیسٰی زار زار روتے اور بے قرار ہوتے تھے آپکے دوستان سے
ایک شخص نے کہ انکے تئین پہچانتا تھا۔ انکو کہا قسم خدا کی مین تم کو شجاع ترین
مردم جانتا تھا۔ تعجب ہے کہ ایک لڑکی کے مرنے پر اسقدر جزع و فزع کرتے ہو
عیسٰی نے کہا مین اسکے مرنے پر نہین روتا۔ اس بات کا قلق ہے کہ افسوس یہ
دختر مرگئی۔ اور اسکو آخر تک یہ معلوم نہ ہوا کہ مین رسول اللہ کی لخت جگر ہون۔
بالجملہ صاحب عمدہ نے لکھا ہے۔ کہ عیسی نے بوقت وفات حاضر کو کہ انکے اصحاب
سے بمنزلہ انکے وزیر کے تھا وصیت کی۔ چنانچہ وہ انکی وفات کے بعد انکے دو
صغیر السن بچون احمد و زید کو لیکر ہادی خلیفہ کے پاس گیا اور بذریعہ حاجب اطلاع

کرائی۔ ہادی کو سخت تعجب ہوا اندر بلوایا اور جب معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے قضا کی تو سجدۂ شکر مین جھک گیا اور دیر تک سجدے مین پڑا رہا۔ پھر دونو بچون کو اپنے زانو پر بٹھایا اور روتا رہا۔ بعد ازان حاضر سے کہا ہم کو عیسیٰ بن زید کی زندگی مین تمہاری طرف سے اندیشہ تھا اب وہ مرگئے تو تمہارا گناہ معاف کرتا ہون اور کچھ مال انکو دینا چاہا مگر حاضر نے قبول نہ کیا اور چلے گئے۔ **ایک بیٹے جناب زیدؓ کے حسین بن زیدؒ** تھے وہ اپنے باپ کی شہادت کے بعد جناب صادقؑ کی خدمت مین رہے۔ اور وہین پرورش پائی اور علم و فضل اس سرچشمۂ فضل و کمال سے حاصل کیا منصور کے زمانے مین جب محمدؐ و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن نے خروج کیا تو وہ بھی انکے ہمراہ معرکہ قتال مین شریک تھے۔ پھر انکی شہادت کے بعد بھی بدستور آنحضرت کیخدمت مین رہتے رہے۔ انکو کثرت گریہ سے ذالدمعہ یعنی اشکبار کہتے تھے۔

## قصہ محمد بن عبداللہ بن الحسن المثنی بن الحسن المجتبیٰ المعروف بنفس زکیہ

بعض سادات اہل بیت کہ عہد ہائے بنی امیہ و بنی عباس مین امر خلافت پر نزاع کرتے اور اس مین کام آتے رہے ہین۔ اسکا زیادہ تر باعث یہ تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ اور لوگ انکے ساتھ ذرا ذرا سے ادعائے رشتے نکالتے اور اسکی بدولت سلطنت و بادشاہی پاتے رہے ہین۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے جو بروز سقیفہ انصا

سے میدان مارا تو اسی قرابت رسول اللہ کے دعویٰ سے مارا۔ پھر بنی اُمیہ
کوئی سو برس جہان مین کوس لمن الملکی بجاتے رہے۔ تو انھون نے بھی حمقاء
شام کو یہی فریب دیا تھا۔ کہ ہمارے سوا کوئی دوسرا آنحضرتؐ کا قرابت دار
نہین بعد ازان بنی عباس کا تمام تردار و مدار اسی قرابت رسول اللہ پر تھا
وہ برملا کہتے تھے۔ کہ ہم پسر عم رسول اللہ اور آنحضرتؐ کے ورثا ہین۔ جتنے کہ
جو لوگ انکی طرف سے بلاد و امصار مین بعیت ستانی پر معین تھے وہ اہلبیت
رسالت کیطرف سے خلقت کو دعوت کرتے تھے۔ پس آنحضرت کو کمال قلق
اس بات کا تھا کہ ہمارا ہی نام لیکر تو یہ لوگ اس رتبہ کو پہونچے ہین پھر الٹا ہمین
کو ستاتے اور آزار دیتے ہین۔ خصوصاً جسوقت ان خلیفون کا فسق و فجور
ظاہر و علانیہ دیکھتے تھے۔ تو سوائے حضرات ائمہ معصومین کے کہ انکی تو حالت
ہی دیگر تھی۔ کیونکہ وہ تو بہرحال تابع امر مولے و راضی برضائے خدا تھے جس
وقت جو مصلحت الٰہی ہوتی تھی۔ ٹھیک اس پر کاربند ہوتے تھے۔ دیگر سادات
بنی فاطمہ نعل در آتش ہو جاتے تھے۔ کہ یہ ہمارے جد امجد کے کیسے خلیفہ کہلاتے
ہین۔ کہ آنحضرتؐ کی پاک مسند کو بدنام کرتے ہین پس بعض کو اسنے بارا ہی ضبط
نہ رہتا تو کچھ اعوان و انصار ساتھ لیکر ان پر چڑھائی کرتے اور اپنی جان دے
ڈالتے تھے۔ اسی جوش غضب مین زید شہیدؓ نے خروج کیا اور ہشام کے عامل
یوسف بن عمر کے ساتھ لڑکر جام شہادت نوش فرمایا۔ چنانچہ انکا حال ابھی گزرا

ایسا ہی محمد بن عبداللہ منصور کے زمانے مین مدینہ مین امر بالمعروف کی غرض
سے نکلے۔ انکا قصہ بہت طویل ہے۔ مگر ہم بطور خلاصہ کے یہان مختصر طور سے
لکھتے ہین۔ واضح رہے کہ محمد مذکور حسنؑ مجتبےٰ کے پڑوتے حسن بن الحسنؑ معروف
بحسن مثنیٰ کے پوتے عبداللہ بن الحسنؑ کے بیٹے ہین۔ آپ کے باپ عبداللہ
محض آخر عہد بنی امیہ مین بنی ہاشم خاصکر اولاد امام حسنؑ مین ایک سربرآوردہ
شخص گنے جاتے تھے۔ خود محمد قوت شجاعت شکل و شباہت ہیبت جلالت
مین اپنے ہمچشموں مین ممتاز تھے۔ چونکہ زمانہ بنی امیہ کے ظلموں سے بہ تنگ
آگیا تھا ان لوگون نے صلاح کی کہ محمد سے بیعت کر کے اموی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ
پھینکین۔ امام وقت جناب صادق نے زید کیطرح انکو بھی انجام کار سے مطلع
فرماکر اس سے باز رہنے کی صلاح دی۔ مگر شنوائے نہوئی لاجرم نتیجہ وہی ہوا
جسکا بیان آگے آتا ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب مقاتل الطالبین ابوالفرج
اصفہانی سے نقل کرتے ہین کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن امیرالمومنینؑ
علیہ السلام نے کہا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم وغیرہ سے مقام ابوا پر جو مابین مکہ و مدینہ ہے
جمع ہوئے۔ ازانجملہ عبداللہ بن الحسن المثنیٰ اور انکے دو بیٹے محمد و ابراہیم۔ و
ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ عباسی اور اسکا بھائی ابوجعفر منصور بن محمد اور
انکا چچا صالح بن علی اور محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان وغیرہ وغیرہ تھے صالح
بن علی عباسی نے کہا ایہا الناس تم اسوقت اتفاق سے یہان جمع ہوگئے ہو

روایت ابوالفرج اصفہانی

یہ تو تم خوب جانتے ہو کہ تمام خلقت کی آنکھین اسوقت تمہاری طرف لگی ہوئی ہین۔ کہ تم کیا کرتے ہو تاکہ سب اسکی پیروی کرین پس تمکو لازم ہے کہ آپنے درمیان سے ایک شخص کو انتخاب کر کے اسکے ساتھ بیعت کرلو۔ اور پیمان استوار کرو کہ کبھی اس سے تجاوز نکرینگے حتیٰ یفتح اللہ وھو خیر الفاتحین پس عبداللہ بن حسن نے اٹھکر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا۔ لوگو تم جانتے ہو کہ میرا بیٹا محمد بن عبداللہ مہدی امت ہے۔ اٹھو اور اسکی ساتھ بیعت کرو۔ ابو جعفر منصور (جسنے خلافت پاکر محمد اور انکے باپ اور بھائیون کو قتل کیا) نے عبداللہ کے کلام کی تائید کی اور کہا قسم خدا کی مجھے معلوم ہے۔ کہ لوگ اس جوان یعنی محمد بن عبداللہ سے زیادہ کسی کی طرف مائل و راغب نہونگے۔ پس جملہ حاضرین نے اس پر اتفاق کیا اور محمد کے ساتھ بیعت ہوگئی۔ عیسیٰ بن عبداللہ مذکور کہ راوی حدیث ہے۔ کہتا ہے کہ اسکے بعد عبداللہ بن الحسن نے میرے باپ عبداللہ بن محمد اور جعفر بن محمد الصادق کے پاس کسی کو بھیجکر پیغام دیا کہ ہم یہان جمع ہوئے ہین۔ پیرو اپنے کسی اور نے حضرت کے بلانے کی تحریک کی۔ تو عبداللہ نے کہا انکو نہ بلاؤ کیونکہ امید نہین کہ وہ ہماری ساتھ متفق ہون۔ بلکہ اندیشہ مخالفت و خلل اندازی کا ہے۔ بروایت اول حضرت تشریف لائے۔ تو عبداللہ نے اپنی کلام سابق کا آنحضرتؑ کے سامنے اعادہ کیا۔ آپنے فرمایا اے عبداللہ تمہارا بیٹا مہدی موعود نہین ہے۔ ابھی مہدی کا زمانہ بہت دور ہے۔ اور اگر راہ خدا مین غضبناک

ہوکر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی راہ سے خروج کرنا چاہتے ہو۔ تو بزرگ ورئیس ہمارے تم ہو تم کو چھوڑکر تمہارے بیٹے سے کیونکر بیعت کیجائے۔ عبداللہ کو یہ جواب ناگوار ہوا اور کہا تم اپنے برادر ابن عم پر حسد کرتے ہو حضرتؑ نے فرمایا واللہ مین حسد کی راہ سے نہین کہتا۔ اور ابوالعباس کے جو بعد کو سفاح مشہور ہوا شانے پر ہاتھ رکھکر فرمایا خلیفہ یہ ہوگا۔ اور اسکا بھائی اور انکی اولاد کو خلافت پہونچیگی۔ ہان تمہارے یہ دونو فرزند اس مین قتل ہو جائینگے۔ پھر عبدالعزیز بن عمران زہری کا ہاتھ پکڑکر اُٹھے۔ اور فرمایا تونے اس زرد چادر والے (منصور) کو دیکھا۔ عرض کی ہان دیکھا۔ فرمایا قسم خدا کی یہ محمدؔ کو قتل کریگا۔ عبدالعزیز مذکور کہتا ہے کہ مجھکو بھی اس کلام سے گمان ہوا کہ براہ حسد ایسا کہتے ہین اور یہ گمان میرا مستمر رہا۔ جب تک کہ مین نے عہد خلافت منصور مین محمدؔ و ابراہیم دونو کو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتا نہین دیکھ لیا۔ حضرتؑ کے اُٹھنے پر اور لوگ بھی متفرق ہوگئے۔ مگر عبدالصمد و ابوجعفر منصور حضرتؑ کے ساتھ ساتھ آئے۔ اور عرض کی جو کچھ آپنے عباسیون کی سلطنت کی بابت خبر دی راست ہے؟ فرمایا یہ درست و راست ہے۔ اور قسم بخدا کہ ایسا ہی ہوگا۔ ابوالفرج مذکور بعد نقل روایت بالا کہتا ہے۔ کہ مجھکو روایت پہونچی ہے کہ ابوجعفر منصور کہا کرتا تھا کہ مین گھر کو گیا تو اسیوقت سے کاروبار کی دیکھ بھال و ترتیب اعمال اسطرح پر شروع کردی گویا مین خلیفہ ہوگیا ہون۔ جب خلیفہ ہوا اسنے جعفر کا نام صادق رکھا۔ جسوقت آنحضرتؐ سے کوئی حدیث نقل کرتا۔ تو کہتا

قَالَ لِی الصَّادِقُ جعفر بن محمد کذا و کذا یعنی جعفر صادق نے ایسا اور ایسا کہا ہے
بروایت ہے کہ جسوقت وہ حضرت محمد بن عبداللہ کو دیکھتے تو آنکھون مین آنسو بھر
لاتے اور دل ہی دل مین فرماتے کہ لوگ اسکی نسبت ایسا اور ایسا کہتے ہین
حالانکہ یہ مقتول ہوگا۔ تحقیق کہ کتاب علیؑ مین اس امت کے خلیفون کی
فہرست مین اسکا نام درج نہین۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نقل روایات مذکورہ کے
بعد بہت بجا ارشاد فرماتے ہین کہ یہ اخبار و آثار کہ علماء اخیار کو انکی صحت پر اعتماد
و اعتبار ہے حجت کافی و برہان شافی ہین۔ صحت امامت جناب صادق پر کہ
وہ حضرت مثل انبیاء کے امور آئندہ کی اس وثوق کے ساتھ خبر دیتے تھے جنکا
اسوقت شان و گمان بھی نہ تھا اور جسطرح وہ حضرت کہتے تھے۔ ویسا ہی ہوتا تھا
القصہ عباسیون نے اس معاہدہ کا جو انکی اپنی تحریک و تائید سے منعقد ہوا تھا
ذرا لحاظ نہ رکھا اور تھوڑی ہی دنون بعد جبکہ بنی امیہ کی جور و ستم کی عمر خاتمہ پر آئی تو
انہون نے ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس کو بلقب امام موسوم کرکے اپنا
پیش رو بنایا اور جب وہ مروان حمار آخر خلفاء بنی امیہ کی قید مین مر گیا تو اسکے چھوٹے
بھائی ابو العباس سفاح کے ساتھ بیعت کی۔ اور جسطرح علم الٰہی مین گذرا تھا ابو مسلم
کی جلادت و جانفشانی و تیغ زنی و سر افشانی کی بدولت بادشاہت عباسیون پر
قرار پاگئی۔ تو سفاح نے اپنی عہد خلافت مین محمد بن عبداللہ سے زیادہ پرخاش
نہین کی۔ یا یون کہو کہ اسکو اسطرف متوجہ ہونیکی زیادہ فرصت نہین ملی۔ مگر منصور نے

سلطنت پاتے ہی تمام بنی فاطمہ کی بیخ کنی پر کمر کسی اولاد امام حسنؑ کہ محمد کے ساتھ بیعت ہو چکنے کے بعد خلافت و حکومت کو اپنا حق جانتے تھے۔ اور منصور وغیرہ کو پیمان شکن ناکث عہد کہکر واجب القتل ٹھیراتے تھے۔ انکی خلافت پر راضی نہوتے تھے۔ اور در پردہ خروج کی تیاریاں کرتے تھے۔ تا اینکہ سنہ ۱۴۰ھ مین منصور حج کے بہانے سے مکہ اور وہان سے مدینہ آیا تو اسنے تمام آل ابوطالب کو جمع کیا سب حاضر ہوئے۔ الا محمد و ابراہیم پسران عبداللہ مختفی ہوگئے پس منصور نے حکم دیا کہ عبداللہ بن الحسن انکے باپ کو معہ دیگر سادات بنی حسنؑ کے اسیر کر لین چنانچہ وہ قید کر لیے گئے بقولے اسوقت صرف عبداللہ قید ہوئے تھے۔ بعد چندے کسی نے منصور کو صلاح دی کہ تو محمد و ابراہیم کو گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اولاد حسنؑ جن مین ایک ایک مرد شیر بیشہ شجاعت ہے اور رعب و جلالت مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ آزاد پھرتے ہین۔ جب تک وہ سب اسیر نہونگے تیرا

---

ابراہیم غمر بن الحسن المثنیٰ برادر عبداللہ محض کہ وہ بھی کشتگان منصور سے ایک تھے۔ سفاح انکی بہت توقیر کرتا تھا۔ جن دنون محمد و ابراہیم کی تلاش درپیش تھی۔ تو سفاح اکثر عبداللہ محض سے ان دونو کا حال پوچھتا اور بہت اکنو ایذا دیتا کہ انکا پتا بتلا دین۔ ایک دن اسنے ابراہیم بن غمر سے بھی انکی بابت استفسار کیا تو انہون نے کہا اے امیر المومنین کب تک اسطرح کی گفتگو کرو جیسا کہ کوئی بادشاہ وقت کے ساتھ کیا کرتا ہے یا جیسی کہ ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی ابن عم سے کرتا ہے۔ سفاح نے کہا نہین تیرے بھائیون ہی کی طرح کہو کہا تو اے امیر المومنین تمہی صاحب ہو یہ کہ اگر تمکو ان دونو (محمد و ابراہیم) کو امر خلافت سے بہرہ ور کرنا ہے۔ تو تم آیا اگر تمام عالم انکا ہو کر انکو اس سے باز رکھنا چاہیگا تب بھی وہ باز نہ رہینگے اور ضرور اسیر خائز ہونگے۔ سفاح نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ ابراہیم بن غمر نے کہا تو پھر کیون اس شیخ (عبداللہ محض) کو انکی بابت سوال کر کر تنگ کرتے ہو۔ سفاح نے کہا اب مین کبھی ان کا تذکرہ عبداللہ سے نہ کرونگا چنانچہ جبتک وہ زندہ رہا انکا ذکر زبان پر نہ لایا۔ ۱۲ خلاصہ ما فی عمدۃ الطالب ۱۲

مدعائی دلی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا پس اسنے حکم دیا۔ کہ سب کو پابجولان کر کے زندان میں رکھیں۔ یہ زمانہ محمد و ابراہیم اور انکے اصحاب خاص کے لیئے بہت خوف و خطر کا تھا۔ وہ پہاڑون جنگلون مین مارے مارے پھرتے تھے۔ اور غارون اور ویرانون مین پناہ گزین ہوتے اسی بھاگا بھاگ مین حجاز سے عدن اور وہان سے سندھ گئے۔ جب وہان کشود کار نہ دیکھی تو کوفہ چلے۔ اور وہان بھی آرام نہ پاکر پھر مدینہ آئے تا اینکہ ۱۴۴ھ مین پھر منصور ادھر آیا۔ اس دفعہ مدینہ نہین آیا۔ بالا بالا مکہ گیا۔ اور وہان سے حاکم مدینہ کو لکھا کہ جو بندیان آل حسن تیرے پاس مقید ہین انکو لیکر عند المراجعت اثناء راہ مین ہم سے ملحق ہو جائے۔ چنانچہ وہ ان سب کو لیکر مقام ابذہ مین منصور کے کیمپ مین پہونچ گیا۔ جو حال اس اسیر قافلہ کی مدینہ سے روانگی کا کتابون مین لکھا ہے۔ اسکو دیکھکر اشک خونین آنکھون سے ٹپکتے ہین۔ اور قلم اسکے لکھنے مین اپنا سینہ چاک کئے لیتا ہے۔ وہ جوانان حسین و شکیل جنکا نظیر و عدیل چشم فلک نے بھی نہین دیکھا تھا۔ گلے مین طوق ہاتھ پاؤن مین زنجیر پہنے شتران برہنہ پر مثل اسیران ترک و دیلم بیٹھے سر نہوڑائے گردن جھکائے خاموش چلے جا رہے ہین۔ ایک زمانہ انکو دیکھ رہا ہے۔ کوئی اُف تک نہین کرتا کیون اے چرخ کج رفتار غدار تو ہی بتا کہ کبھی بھی آل محمدؐ کا یار و مددگار ہوا ہے۔ ہم نے تو جہان دیکھا تجھکو انکا مخالف ہی پایا۔ کل کی بات ہے۔ کہ سبط احمد ابو عبداللہ الحسینؑ کو معہ انکے تمام اعوان و اقربا کے میدان کربلا مین تین دن کا بھوکا پیاسا گوسفندان

قربانی کی طرح ذبح کیا اور انکے زنان و اطفال خوردسال کو شتران بے کجاوہ و پالان پر سر و پا برہنہ کوفہ و شام تک لے گئے۔ آج آل حسینؑ کی ساتھ انکے یہ سلوک ہین۔ اچھا اس امت جفاکار نے اپنے ہادی و مرشد کا حق ادا کیا۔ انکی اولاد کو خوب اجر رسالت و ہدایت پہونچایا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ اسوقت حضرت صادق ایک ایسے مقام پر جہان وہ حضرتؑ انکو دیکھین اور وہ آپ کو نہ دیکھ سکین کھڑے بنگاہ حسرت دیکھ رہے تھے۔ اور زار زار چون ابر بہار گریان اور جوئے اشک آپ کی ریش مقدس پر سے روان تھے اور کچھ دعا زیر لب پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب کہ تو مدینہ دارالامان نہین رہا۔ لازم نہین کہ اسکے بعد حق تعالیٰ اپنے ان دوحرمون کی حفاظت فرمائے۔ اور بموجب روایت ابوالفرج کہ بحار مین نقل ہوئی ہے۔ فرمایا حرمت خدا آج کے بعد محفوظ ہو گی قسم بخدا کہ انصار نے جو اقرار رسولؐ اللہ سے کیا تھا اسکو پورا نہ کیا۔ بتحقیق کہ انہون نے بروز بیعت عقبہ عہد کیا تھا کہ آنحضرتؐ کی اور انکی ذریت طاہرہ کی اسی طرح حفاظت و حمایت کرینگے۔ جیساکہ اپنی بیوی بچون کی کرتے ہین۔ قسم بخدا کہ انہون نے اپنا قول پورا نہ کیا۔ حتے کہ آنحضرت نے رحلت کی اب اولاد انصار موجود ہے۔ اور کوئی ہاتھ انکی ذریت کی حفاظت کو نہین اٹھتا۔ پھر فرمایا اللھم اشدد وطاتک علی الانصار یعنی پروردگارا تو انصار سے سخت مواخذہ کر۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے کافی مین نقل کیا ہے کہ جب یہ قافلہ اسیرون کا مسجد رسولؐ سے باب جبرئیل کے پاس پہونچا

توحضرت ابو عبداللہ دروازے پر کھڑے انکو دیکھ رہے تھے۔ حال آنکہ شدت اندوہ والم سے رداودوش مبارک سے گر گئی تھی۔ پس تین مرتبہ فرمایا اے معاشر انصار رحمت خدا تمکو ادراک نہ کرے۔ آیا اسی اقرار کے ساتھ تمنے رسول اللہ سے بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا مین انکی نصرت پر بہایت حریص تھا مگر قضا و قدر سے چارہ نہین یہ کہکر وہان سے گھر کی سمت روانہ ہوئے۔ حال آنکہ بند نعلین کے ٹوٹ جانے سے ایک جوتی پانون مین اور ایک ہاتھ مین تھی۔ اور رداء اقدس زمین پر گھسٹتی جاتی تھی۔ وہان پہونچے تو صعوبت رنج والم سے بخار چڑھ آیا جس مین بہتیل روز تک مبتلا رہے۔ با این شب و روز اس درد جان کاہ مین نالان و گریان رہتے تھے حتے کہ حضرت کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ نیز کلینی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ کہ جب لہائے اسیران مسجد رسول اللہ کے قریب آئے تو حضرت ابو عبداللہ مسجد سے برآمد ہوئے اور اس محمل کی طرف جس مین عبداللہ بن الحسن سوار تھے مائل ہوئے تاکہ انکے ساتھ کچھ باتین کرین۔ مگر ایک بدبخت سرہنگ نے آکر آپکو ہاتھ سے پرے ہٹا دیا اور کہا یہان سے چلے جاؤ پس وہ قطار شتران کوچہ مین داخل ہوگئی۔ اور حضرت گھر کو پھرے۔ مگر ابھی یہ لوگ جنت البقیع تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ وہ سرہنگ جفا کار اپنے کیفر کردار کو پہونچا۔ ایک ناقہ شتران قافلہ سے بھڑکا۔ اور اس زور سے اسکے لات ماری۔ کہ زمین پر گر کر ٹھنڈا ہوگیا۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ روایات مذکورہ سنی و شیعہ سے بحسن وجوہ ظاہر ہے۔ کہ عبداللہ بن الحسن

اور انکے بیٹون کا قصہ زید شہید کے قصے سے کچھ مختلف نہین بہت اس سے
ملتا جلتا ہے۔ اعنی یہ جملہ حضرات بھی مومن شیعہ ائمہ معصومین سابقین ولاحقین
اور امام وقت کے پہچاننے والے اور انکی امامت کے قائل تھے۔ تب تو جناب
صادق دل وجان سے ان پر مہربان اور انکی حالت زار دیکھکر مضطرب وگریان
تھے۔ انہون نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی نیت سے جہاد اہل عناد پر
کمر ہمت باندھی تھی۔ آپ چونکہ انجام حال سے واقف تھے۔ مانع آئے وہ اس
پر کاربند نہ ہوئے پس ہوا جو کچھ کہ ہوا لا مرد لقضائه پس بیش بر این نیست کہ
مخالفت امام سے بمقتضائے بشریت ایک معصیت کے مرتکب ہوئے۔ ابن
اثیر کی روایت مین گزرا کہ جسوقت انکو دیکھکر آپ رو رہے تھے۔ تو آہستہ آہستہ
کوئی دعا بھی پڑھتے تھے کیا عجب ہے کہ وہ یہی دعا ہو کہ خداوندا ان لوگون نے
جو مخالفت امام مین اپنے نفسون پر ظلم کیا اسکو بخشدے چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ
الرحمہ ایک روایت طولانی مثل روایت مذکورہ بالا کے بعد کتاب اقبال مین لکھتے
ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرات سب کے سب حضرت صادق کے
نزدیک معذور و ممدوح و مظلوم تھے۔ اور حقوق ائمہ کے عارف اور اسپر اذعان
کامل رکھتے تھے۔ پھر خلاد بن عمر کندی مولائے حجر بن عدی سے روایت
کرتے ہین۔ کہ اسنے کہا مین حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے
فرمایا تجھے کچھ حال آل حسن کا معلوم ہے! ہر چند مجھکو ان کی قتل کی خبر پہونچ

نقل روایت ابن طاؤس

چکی تھی۔ مگر پہنچا کہ یہ خبر بد حضرت اول مجھسے سنین۔ عرض کی امید ہے
کہ وہ خیر و عافیت سے ہون۔ فرمایا عافیت انکے لئے کہان ہے۔ یہ کہا اور
ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے۔ ہم بھی آنحضرتؑ کی ساتھ روتے تھے۔ پھر فرمایا
میرے پدر بزرگوار نے فاطمہ بنت الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے
اپنی پارہ جگر فاطمہؑ سے کہا اے فاطمہ تمہاری اولاد سے کچھ لوگ دریائے فرات
کے کنارے شہید ہونگے کہ سابقین انکے رتبون سے بڑھنے نہین پائینگے
اور لاحقین انکے مدارج کو نہین پہونچ سکین گے۔ پس اے پسر عمر اب اولاد
فاطمہ سے ان لوگون کے سوا کوئی باقی نہین۔ جناب سیدؒ فرماتے ہین کہ بندیان
آل حسنؑ کی مدح و منقبت کی یہ صحیح و صریح شہادت ہے۔ اس سے صاف
عیان ہے کہ وہ حرکر خدا سے منعام و اشرف مقام سعادت و اکرام کو پہونچے
ابو الفرج اصفہانی نے یحییٰ بن عبد اللہ حسن سے جو منجملہ انکے سلامت رہ
گیا تھا۔ روایت کی ہے کہ اسنے کہا کہ جب ہم منصور کے زندان مین تھے۔ تو
عبد اللہ بن فاطمہ صغریٰ نے بواسطہ اپنے پدر بزرگوار کے اپنی جدۂ ماجدہ
فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے روایت کی کہ اس جناب نے فرمایا کہ میری اولاد
سے سات اشخاص بر لب دریائے فرات شہید ہونگے۔ مَا سَبَقَهُمُ الْاَوَّلُوْنَ
وَلَمْ يُدْرِكْهُمُ الْآخِرُوْنَ راوی کہتا ہے کہ مین نے کہا ہم تو اسوقت یہان آٹھ
ہین۔ عبد اللہ نے کہا مین نے جیسا سنا تھا۔ بیان کر دیا۔ پس در زندان کھولا

گیا۔ توان سب کو مردہ پایا۔ سوائے میرے کہ رمق جان باقی تھی مجھے پانی پلایا
میرے دم مین دم آیا۔ اور بچ رہا۔ اسکے بعد جناب سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین ۔
اور بنی حسن نے جو محمد بن عبداللہ کو مہدیؑ کا لقب دیا تھا۔ تو اس سے انکا مقصود
مہدی معہود جسکا ذکر احادیث و اخبار مین ہے نہ تھا۔ چنانچہ یحیی بن الحسین الحسنی الحسینی
نے کتاب امالی مین بسند خود روایت کی ہے۔ کہ کسینے ابراہیم بن عبداللہ برادر محمد سے
پوچھا کہ تمہارے بھائی کو جو مہدی کہتے ہین۔ آیا اس سے مراد مہدی موعود ہین جنکی
رسول اللہ نے خبر دی ہے۔ تو ابراہیم نے کہا کہ مہدی ایک وعدہ ہے کہ حق تعالی
نے رسول اللہ کے ساتھ کیا ہے کہ آنحضرت کی اولاد مین ہوگا۔ کوئی تعین اسکی اور
اسکے زمانے کی نہین فرمائی۔ میرے بھائی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیئے
قائم ہوئے ہین کہ ان پر فرض تھا اگر حق تعالی اپنے فضل و کرم سے انکو مہدی
موعود کردے تو یہ اسکا لطف و کرم ہے یوتیہ من یشاء ورنہ وہ تو فرض خدا امر
بالمعروف کے ادا کرنیکو کھڑے ہوئے ہین جسکے لیئے انکو کسی انتظار کی حاجت
نہ تھی۔ نہ کوئی وقت اسکے لیئے معین تھا۔ پھر جناب سیدؒ بسند خود روایت کرتے
ہین کہ حضرت ابوعبداللہ موسم حج مین زیر میزاب دعا مانگ رہے تھے۔ آپ کے
دہنے ہاتھ پر عبداللہ بن حسن اور بائین پر حسن بن حسن اور پس پشت جعفر بن حسن
تھے۔ اسوقت عباد بن کثیر بصری نے کچھ تذکرہ مہدی موعود کا کیا۔ آپنے اپنے
سینہ مبارک کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ میری اولاد سے ہوگا۔ اور دشمنان دین

سادات بنی حسن کا مہدی موعود کے بارے مین یہی عقیدہ تھا جو علمائے شیعہ کا ہے

اسلام

کو اسطرح قتل کریگا جسطرح عاد و ثمود فرعون ذی الاوتاد کو حق تعالیٰ نے قتل کیا اسوقت عبداللہ نے کہا صدق ابو عبداللہ راست کہا۔ ابو عبداللہ نے اور تمام نے اس قول کی تصدیق فرمائی۔ پس سیدرہ نے فرمایا کہ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ یہ جملہ حضرات مہدی دین و حق الیقین کے عارف تھے*

القصہ ابن اثیر کہتا ہے۔ کہ راہ مین محمد و ابراہیم اعراب کے لباس مین قافلہ اسیران مین آتے اور اپنے باپ عبداللہ کے ساتھ باتین کرتے۔ اور کوئی انکے تئین نہ پہچانتا۔ عبداللہ سے خروج کی بابت مشورہ کرتے تو وہ کہتے جلدی نہ کرو موقعہ کے منتظر رہو۔ نیز عبداللہ نے اپنے دونو نور چشموں سے کہا میرے پیارو ہمت نہ ہارو۔ دیکھو اگر منصور تمکو عزت سے زندگی کرنے نہین دیتا تو عزت کے ساتھ مرجانے سے تو نہین روکتا۔ الغرض پہونچکر یہ قافلہ منصور کے لشکر کے ساتھ ساتھ کوفہ کو روانہ ہوا نقل ہے کہ ایک روز منصور اپنے مرکب تیز و تند پر شاہی کر و فر کے ساتھ عبداللہ کے سامنے سے گزرا حال انکہ شدائد سفر بر پشت شتران برہنہ نے انکو بہت ایذا دی تھی۔ انہون نے پکار کر کہا اے ابو جعفر کیا بروز بدر ہمنے تمہارے اسیرون کے ساتھ بھی سلوک کیا تھا۔ جو آج تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو یعنی عباس بن عبدالمطلب کو مسلمانون نے بروز بدر معرکہ جنگ سے قید کیا کچھ گھنٹون ہی قید رہنے پائے تھے کہ حضرت رسول اللہ نے انکو رہا کر دیا تھا تم نے آنحضرت کی اولاد کو اسطرح ایذا دے رکھی ہے۔ اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ اور خاموش آگے بڑھ گیا

حتےٰ کہ کوفہ پہونچکر انکو ایک تہ خانے مین زیر زمین محبوس کیا۔ جہان شدت تیرگی
سے رات دن مین فرق محسوس نہین ہوتا تھا۔ یہ قیدی وہان رہتے رہتے حتےٰ کہ
یکے بعد دیگرے سب وہین نیست و نابود ہو گئے۔ اور بجز معدودی چند کے
کوئی متنفس اسنے زندہ باہر نہ آیا کہتے ہین کہ انہون نے تلاوت قرآن کو پانچ حصون
پر قسمت کیا تھا۔ ان حصص کے اختتام سے اوقات نماز کا اندازہ لگاتے تھے
بعض کو ان سے مکانون کی چھتین گراکر شہید کیا بہتون پر دیوارین اور منارے
چنوائے انکے تلے دبکر جان بحق ہوئے۔ چونکہ بھنورون کے اندر جو مرتا تھا۔
اسکی لاش کو وہان سے نہین نکالتے تھے۔ بہت سی لاشون کے سڑنے اور
بدبو پھیلنے سے مارے تعفن کے مر گئے۔ کیونکہ یہ لوگ اس جگہ وضو وغیرہ کرتے
تھے۔ تو اس سے ہوا اس جگہ کی بگڑکر سم قاتل ہوگئی تھی۔ پس انکے پانو ورم کرجاتے
اور وہ ورم بڑھتے بڑھتے دل تک پہونچتا۔ اور صاحب ورم کو ہلاک کرتا۔ عبد اللہ
بن الحسن کو انکے بیٹے محمد کے قتل ہونیکی خبر پہونچی تو انکا دل شق ہوگیا۔ اور
وفات پائی۔ بروایتے منصور نے زہر پلواکر مارا مروی ہے۔ کہ ابراہیم بن عبد اللہ کا
سر کاٹ کر لائے تو منصور مقہور نے ربیع حاجب کے ہاتھ اسکو باپ کے پاس قید
خانے مین بھیجدیا۔ عبد اللہ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے ادریس بن حسن انکے بھائی
نے کہا اے ابو محمد نماز کو کوتاہ کرو۔ عبد اللہ نے سلام پھیر کر بیٹے کا سر دیکھا تو بیتاب
ہو گئے۔ اور دوڑکر اس سر بریدہ کو گود مین لے لیا اور کہا اھلاً و سھلاً یا ابا القاسم

پھر کہا اے ابوالقاسم تم آیہ شریفہ الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق
کے درست مصداق ہو۔ ربیع نے کہا اے عبداللہ تم ابوالقاسم کے حق مین
کیا کہتے ہو۔ کہا وہ کہتا ہون جو کچھ کہ شاعر نے کہا۔ ؎ فتی کان یحمیہ من الذل
سیفہ + ویکفیہ ان یاتی الذنوب اجتنابھا یعنی وہ ایک
جوان مرد تھا کہ اسکی تلوار ذلیل و خوار ہونے سے اسکی حمایت کرتی تھی۔ اور اسکی
پرہیزگاری گناہون کے ارتکاب سے اسے بچاتی تھی۔ پھر ربیع سے کہا اپنے
صاحب سے کہنا کہ ہمارے ایام مصیبت بسر آئے۔ اب اسکی باری ہے۔ فردا
قیامت حق تعالی کے سامنے ہماری اور اسکی ملاقات ہوگی ؎ وانست ستمگر
کہ ستم برما کرد + برگردن او بماند برما بگزشت۔ ربیع کہتا ہے۔ کہ یہ پیغام مین نے
منصور کو پہونچایا تو ایسی حالت رقت و شکستہ حالی کی اس پر طاری ہوئی۔ کہ
مین نے کبھی پہلے نہ دیکھی تھی۔ ہکذا فی المروج الذہب +

## قتل محمد بن عبداللہ وابراہیم بن عبداللہ

محمد نے آخر جمادی الثانیہ ۱۴۵ھ ہجری مین مدنیہ مین ظہور کیا اور ابراہیم نے شروع
ماہ رمضان سال مذکور بصرہ مین۔ حال آنکہ بموجب قرارداد دونو بھائیون کو ایک ساتھ
ہی نکلنا چاہیے تھا۔ لیکن طلب و تلاش عاملان منصور سے تنگ آکر محمد نے
عجلت کی۔ بروایتے محمد نے جلدی نہین کی۔ ابراہیم انھی ایام مین بعارضہ چیچک
بیمار ہوگئے تھے پس تاخیر انکی جانب سے ہوئی۔ بہرکیف یہ اڑھائی تین مہینے

کا فاصلہ ان دونوں کی کامیابی مین بہت کچھ حارج ہوا۔ الحاصل منصور کو ظہور محمد کی خبر پہونچی۔ تو اسنے عیسٰے بن موسٰے بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس کو چار ہزار فوج دیکر روانہ کیا۔ ابن اثیر کہتا ہے۔ کہ اسوقت منصور کہتا تھا لا ابالی ایھما قتل صاحبہ کہ جوکوئی ان دونو یعنی عیسٰے و محمد بن عبداللہ سے دوسرے کو قتل کرے تو مجھے کچھ پرواہ نہین۔ یہ اسلیئے کہ ابو العباس سفاح نے عیسٰے مذکور کو منصور کے بعد خلافت پر نامزد کیا تھا۔ منصور چاہتا تھا کہ سلطنت اسکے بیٹے مہدی کو ملے۔ اسلیئے وہ عیسٰے کے دفعیہ کا خواستگار تھا۔ تاکہ حسب دل خواہ اپنے بیٹے کو ولی عہد کرے۔ اسی لیئے اسکو ایسے خطرناک مہمون مین بھیجتا تھا۔ یہی حال ہے اس ملک و بادشاہی۔ دنیا کا کہ اس مین یگانہ و بیگانہ اور حق و ناحق کا کچھ لحاظ نہین ہوتا۔ خصوصاً منصور نامشکور کہ بنہایت خود غرض تھا وہ صرف اپنے ہی تئین چاہتا تھا۔ جب اسنے ابو مسلم جیسے محسن کو اس بیدردی سے مار ڈالا۔ تو عیسٰے بیچارہ کیا تھا۔ الغرض جب وہ سخت جانی سے نہ مرا اور یون اسکا مدعا پورا نہوا تو کھلم کھلا اسکو کہدیا کہ اپنے تئین خلع کرکے مہدی کے ساتھ بیعت کرے چنانچہ مجبوراً عیسٰے کو ایسا کرنا پڑا۔ حال آنکہ یہ دو عظیم مہمین محمد و ابراہیم کی اسکی کوشش سے سرہوئین تھین۔ بالجملہ مدینہ مین اکثر اولاد مہاجرین و انصار نے محمد کی امارت پر حکومت و اتفاق کرکے انکی ساتھ بیعت کرلی تھی۔ اور مدینہ اور اسکے گرد و نواح پر انکا کامل تصرف ہوگیا۔ بلکہ عمال بھی روانہ

کوشل مکہ و یمن کے بھیجے گئے تھے۔ کہ عیسٰے نے مقام فید پر پہونچکر کاغذی گھوڑے دوڑانے شروع کر دئے: تااینکہ بہت سے ارکان و امراء محمد کو بخوف طمع اسنے توڑلیا۔ تاہم محمد نے ایک معقول جمعیت کے ساتھ شہر سے نکلکر مقام احجار الزیت پر عیسٰے کا مقابلہ کیا۔ اور کمال شجاعت کہ انکا جوہر آبائی تھا دکھایا۔ مگر اقبال عباسیون کا برسر یاری تھا۔ کچھ پیش رفت نہ ہوئی۔ اور وہ مغلوب ہوکر معہ اپنے اکثر یاران وفادار کے سعادت شہادت پر فائز ہوئے۔ محمد بن قحطبہ نے انکا سر قلم کرکے عیسٰے کے سامنے پیش کیا تو اسقدر زخم روئے انور پر لگے تھے۔ کہ عیسٰے پہچان نہ سکا۔ یہ واقعہ روز دوشنبہ ۱۴ رمضان مبارک سنہ ۱۴۵ھ ہجری کو کوئی اڑھائی مہینے اُنکے ظہور کے بعد واقع ہوا۔ عیسٰے نے مظفر و منصور ہوکر تمام اموال و جائداد بنی اولاد حسنین علیہم السلام کی ضبط کرلین چنانچہ جناب صادق کے باغات و اراضیات بھی اس عیسٰی گردی مین نکل گئے۔ ہر چند آپنے استغاثہ کیا مگر مطلق شنوائی نہ ہوئی۔ ہذا کلہ فی تاریخ ابن اثیر۔ اور کشف الغمہ مین ہے۔ کہ جس زمانے مین محمد نے خروج کیا تھا۔ تو جناب صادق اپنے علاقہ پر مقام فرع کو چلے گئے تھے۔ اور وہان سے مراجعت نہین فرمائی۔ جب تک کہ قتل محمد کی خبر نہین پہونچ لی۔ بعد قتل جب شہر مین امن و امان ہو گیا۔ اسوقت تشریف لائے +

ابراہیم نے شروع ماہ رمضان سنہ ۱۴۵ھ مین اسعد ان لوگون کے جنہون نے

انکے ساتھ بیعت کی تھی۔ بصرہ مین خروج کیا۔ اور کثرت بالعین سے
دارالامارہ و بیت المال پر قبضہ پاکر شہر پر تسلط ہوگیا عامل منصور سفیان بن معاویہ
قید کر لیا گیا۔ اس سے فارغ ہوکر عمال اہواز و واسط۔ فارس پر بھیجے چنانچہ وہ
ان مقامات پر پہونچکر قابض ہوگئے۔ منصور بیرون کوفہ جمعیت قلیل کے ساتھ
پڑا ہوا تھا۔ یہ اخبار سنکر نہایت تلملایا۔ کیونکہ فوجین مہمون پر گئی ہوئی تھین۔
خبرین آتی نہین کہ آج اہواز ہاتھ سے نکل گیا۔ کل واسطہ گیا گزرا ہوا۔ فارس
پر غنیم نے قبضہ کر لیا۔ سواد کوفہ کی طرف سے بڑا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ درون شہر
ایک لاکھ آدمی ایسے تھے۔ کہ ذرا سی ہل چل پر انکے بگڑ جانیکا اندیشہ تھا۔ مگر
حیلہ و تدبیر کا شاطر تھا۔ چال مین ذرا نہ چوکا دو ہزار آدمیون سے ترفیع جیسے شہر کو
قابو کیے رہا۔ مگر اصلی باعث وہی حضرت ابو عبد اللہ کا اہل کوفہ کو منع کرنا تھا
جیسا کہ پہلے گزرا۔ القصہ ایک قاصد منصور نے عیسے کیطرف دوڑا دیا کہ جلد
بصرہ کیطرف کوچ کرے وہ مدینہ سے فراغت پاکر مکہ کو عمرہ ادا کرنیکے لیے
گیا تھا کہ یہ خبر پہونچی۔ عمرہ کو تیرباد کہکر وہان سے الٹا پھرا۔ ادھر ابراہیم کوفہ کی
سر سرا ہٹ لیکر اسطرف کو روانہ ہوگیا تھا۔ کہ اثنا ے راہ مین بمقام باخمرا کوئی
لشولہ فوج پر کوفہ سے آتی طرفین ہوئی۔ جنگ عظیم کا سامنا تھا۔ بڑا گھمسان
ہوا پہلے پورا غلبہ ابراہیم کی فوج کا تھا۔ مگر آخر کا پاسا الٹ گیا۔ کہتے ہین کہ
منصور نے بستر نرم پر لیٹنا چھوڑ دیا۔ دن بھر مصلے پر بیٹھا رہتا۔ رات ہوتی تو

وہین سوجاتا۔ ایک میلا کرتا پہن رکھا تھا۔ جسکے گریبان پر میل ظاہر دکھائی دیتا تھا۔ باہر آتا تو تھوڑی دیر کو عباء سیاہ اس پر ڈال لیتا۔ اندر جاکر پھر اتار کر رکھتا۔ حتے کہ پچاس روز کامل اسی سراسیمگی مین گزارے۔ غرض عیسٰی کے لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ تو افواج ابراہیم نے انکا تعاقب کیا۔ اسی اثناء مین ابراہیم کی طرف سے منادی ہوگئی۔ کہ بھاگے ہوؤن کا تعاقب نہ کرو۔ یہی منادی انکے حق مین سم قاتل ہوگئی۔ لشکر منادی کی آواز سنکر الٹا پھرا۔ عباسیون نے انکو پشت پھیرتے دیکھا تو سمجھے کہ انکو ہزیمت ہوئی یہ جانکر مڑے اور دم کے دم مین زمانے کا رنگ بدل گیا۔ اصحاب ابراہیم یا تو مظفر و منصور تھے یا شکست یاب ہوئے۔ کہتے ہین کہ منصور کو اپنے لشکر کے شکست کی خبر پہونچی۔ تو بہت گھبرایا اور اسی حالت اضطراب مین بار بار زبان پر لایا۔ کہ کہان گئی انکے صادق کی وہ خبر کہ سلطنت عباسیون کے ہوگی۔ اور انکے لڑکے اس سے اسطرح کھیلین گے۔ جیسے کہ بچے گیند سے کھیلتے ہین۔ اسکے بعد ھی خبر ظفر موصول ہوئی۔ اور ابراہیم کا سر طشت مین رکھا ہوا اسکے سامنے پیش ہوا۔

ابراہیم اپنے خروج سے کوئی پونے تین مہینے بعد بروز دوشنبہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۴۵ھ کو شہید ہوئے۔ وہ عقل و تدبیر ہمت و حوصلہ مین یکتاء روزگار تھے چستی و چالاکی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پانچ سال کامل منصور سے روپوش

رہے۔ کہ اسنے بآن تسلط و تجبر کوئی دقیقہ انکی طلب و تلاش مین اٹھا نرکھا مگر انکی گرد کو بھی نہ پہونچا۔ طرفہ یہ کہ اکثر اسکے آس پاس لگے رہتے۔ بلکہ بعض اوقات خود اسکے لشکر مین داخل اور کبھی اسکی دسترخوان پر اسکے ساتھ شریک طعام ہوتے اور اسکے فرشتون تک کو خبر نہ ہوتی*

مسعودی نے مروج الذہب مین نقل کیا ہے۔ کہ محمدؒ نے جیسا کہ ابراہیم کو بصرہ پر تعینات کیا تھا ایسا ہی اپنی اور بھائیون اور بیٹون کو دیگر مقامات مین بھیجا کہ خلائق کو انکی خلافت و امامت کیطرف دعوت کرین۔ چنانچہ ایک بیٹا انکا علی بن محمد مصر کو گیا۔ اور وہان مقتول ہوا۔ ایک عبداللہ بن محمد خراسان پہونچا۔ وہان تلاش ہوئی۔ تو سندھ کارخ کیا۔ چنانچہ وہان پہونچکر جان بحق ہوا۔ ایک حسن بن محمد یمن مین قید ہوکر اسی قید مین تمام ہوا۔ علےٰ ہذا ایک بھائی موسیٰ بن عبداللہ جزیرہ کو دوسرا یحییٰ رے و طبرستان کو گیا یہ دونو ہارون رشید کے زمانے تک وہان تھے۔ اور ایک بھائی انکا ادریس بن عبداللہ مغرب کو گیا۔ اور وہان کے رہنے والون نے اسکی دعوت کو قبول کرلیا۔ مگر منصور نے کسی کو بھیجکر بدغا اس کے تئین شہید کرایا پس اسکا بیٹا ادریس بن ادریس قائمقام پدر ہوا۔ چنانچہ وہ شہر ان دو باپ بیٹون کے نام سے مشہور رہے*

مولوی شبلی صاحب سیرۃ النعمان مین دو سفاح و منصور کی سفاکیان ۱؎ کی سرخی کے نیچے انکے ظلمون کی تعداد مقام پر فرماتے ہین۔ اور بے رحمیان تو تھین

ہی منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کی۔ اس مین شبہ
نہین۔ کہ سادات ایک مدت سے خلافت کا خیال پکار ہے تھے۔ اور ایک
لحاظ سے انکا حق بھی تھا۔ تاہم سفاح کی وفات تک انکی کوئی سازش ظاہر
نہین ہوئی تھی۔ صرف بدگمانی پر منصور نے سادات علویین[1] کی بیخ کنی شروع
کی۔ جو لوگ ان مین ممتاز تھے۔ انکے ساتھ زیادہ بے رحمیان کین۔ محمد بن ابراہیم
کہ حسن و جمال مین یگانۂ روزگار تھے۔ اور اسوجہ سے دیباج کہلاتے تھے۔ انکو
زندہ دیوار مین چنوا دیا۔ ان بے رحمیون کی ایک داستان ہے۔ جسکے بیان کرنے
کو بڑا سخت دل چاہیئے۔ آخر ان ظلمون سے تنگ آکر ۱۴۵ھ مین انہی مظلوم
سادات سے محمد نفس زکیہ نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ مدینہ منورہ مین
خروج کیا۔ انتہی یہان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو اپنا وہ المامون والا
قول کہ عباسیون پر سادات کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو لوگ حجرون مین بیٹھ
کر اعتراض کرتے ہین معذور ہین مگر پولٹیکل ضرورتون کا اندازہ وان اسکو مشکل سے
تسلیم کریگا۔ یاد نہین رہا۔ کیونکہ اس بیان سے منصور کی پورے سرے کی بیبا کی
اور سفا کی عیان ہے۔ کہ صرف بدگمانی پر ان بزرگون کی بیخ کنی شروع کر دی اور
جو لوگ ان مین زیادہ ممتاز تھے۔ انکو زیادہ ستاتا تھا۔ مثلاً حضرت صادق آل محمد

[1] سادات علویین وہ ہین۔ جو حضرت علی کی اولاد سے سوائے جناب فاطمہؑ کے اور ازواج سے ہون یہان
یا علویین و فاطمیین کہنا چاہیئے تھا۔ یا صرف فاطمیین فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ

کو سخت تکلیفین دیتا تھا۔ ہم نہین جانتے کہ اگر سفاح کی وفات تک کوئی سازش انکی نہ تھی تو پھر خلافت پاتے ہی انکی بیخ کنی مین اسکا مصروف ہوجانا کونسی مصلحت ملکی کا تقاضا تھا۔ اور جب خلافت سادات کا حق تھا تو اس سے انکو بازرکھنا اس اظلم کو کیونکر روا ہوا۔ مولوی صاحب کہتے ہین کہ نفس زکیہ نے جو مدینہ مین خروج کیا تو منصور کے ظلمون سے تنگ آکر کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ انکے اس خروج کا باعث بھی منصور مقہور ہی ہوا۔ پس جو قتل و قمع ان لڑائیون مین ہوا۔ اسکا وبال بھی اسی کی گردن پر رہا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہان یہ پولیٹیکل ضرورتون کا اندازہ دان حجرہ کے بیٹھنے والون سے بھی ایک نمبر آگے نکل گیا۔ القصہ کہتے ہین۔ کہ منصور جب باہر آنے کے لیۓ کپڑے پہنتا تو اسکا چہرہ آتش غضب سے افروختہ ہوجاتا اور آنکھین مانند وکاسۂ خون سرخ ہوجاتین۔ دربار مین بیٹھتا۔ تو ادنے اسزا اسکی آدمیون کا قتل کرنا تھا کسی نے کہا اے امیر تم اسطرح عقوبت کرتے ہو کہ گویا عفو و بخشش کا لفظ کبھی تمہارے کان مین بھی نہین پڑا۔ کہا کل کی بات ہے کہ ہم ان لوگون مین عام رعایا کیطرح بسر کرتے تھے۔ ہمارا رعب ان مین اسی طرح قائم ہوسکتا ہے۔ کہ سخت سخت سزائین دین اور عفو و بخشش کا نام بھول جائین۔ نیز لکھا ہے۔ کہ ایک روز اس کے لیئے ہڈیون کے گودے کا خاگینہ قند ڈالکر تیار کیا تھا۔ اسکو مزے لے لے کر کھاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ کہ ابراہیم چاہتا تھا کہ مجھکو اس سے اور مثل اسکی اور

لذیذ کھانوں سے محروم کرے۔

## قصّہ دردناک

مجلسی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے۔ کہ جس زمانے مین منصور بغداد کی عمارتین بنواتا تھا۔ اسکو حضرت امیرالمومنین اور اہل بیت طاہرین کی عداوت نے ایسا مجبور کیا تھا کہ آنحضرت کو تلاش کرا کر پکڑواتا اور دیوارون اور ستونون کے درمیان کھڑا کر کے خشت اور چونےسے چنوا دیتا کہ دم گھٹ کر وہین شہید ہوجاتے ایک روز ایک پسر خوش رو آراستہ موکو اولاد امام حسنؑ سے لائے۔ اور معمار کو سونپا کہ اس امام زادے کو ستون کے درمیان کھڑا چن دو اور ایک شخص کو مقرر کیا۔ کہ اسکے سامنے یہ عمل واقع ہو۔ معمار نے حسن وجمال اس بدر آسمان کمال کا دیکھا تو اسکے دل نے گوارا نہ کیا کہ اسکو لباس ہستی سے عاری کرے چننے کے وقت ایک سوراخ کہ اس سے ہوا اسکو پہونچتی رہے چھوڑ دیا اور آہستہ سے کہدیا کہ اے نور چشم گھبراؤ نہین مین جلدی ہی تمہارے پاس آکر اس مہلکہ سے چھوڑاؤنگا۔ رات کو سب سو گئے۔ تو وہ معمار اس ستون کے پاس آیا۔ اور شاہزادے کو وہان سے نکال کر کہنے لگا کہ اب تم مجھپر رحم کرو اور میرے اور تمام عملے کے خونریزی کے باعث نہ ہو۔ مدعا یہ کہ یہ تبدیل صورت یہان سے کسی طرف نکل جاؤ۔ تاکہ کوئی تم کو نہ پہچان سکے۔ مین جو اس شب تاریک مین یہان آیا اور اپنے تئین اس خوف اور اندیشہ

مین ڈالا۔ تو اسلئے کہ فردائے قیامت تمہارے جدِ امجد میرے ساتھ بخصومت
پیش نہ آئین۔ پس ہر دو گیسو اس صاحبزادے کے کاٹ لئے۔ اور ماں
کے پاس واپس جانے سے اُسے منع کیا۔ اسنے کہا تو نے مجھپر بڑا احسان
کیا۔ کہ موت کے مونہہ سے نجات دی اب اگر مصلحت یہی ہے کہ مین اپنی
ماں سے نہ ملون تو اتنا سلوک اور کر کہ اس عمزدیدہ محنت ہجران کشیدی کو کہ
میری مفارقت مین ماہی بے آب کی طرح بیتاب ہے۔ میری زندگی کی خبر
کردے۔ اور یہی میری زلفین بطور نشانی اسکے پاس بھجوادے۔ یہ کہکر وہ جوان
وہان سے چلا گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہان گیا۔ معمار پتا لگا تا اسکے مکان
پر گیا تو صدائے گریہ سے اس بی بی کو پہچانا جب خبر زندگانی فرزند کی سنی تو
تو شاد ہو گئی اور اس مرد بنا کو دعائین دینے لگی۔

داؤد بن الحسن بن الحسنؑ۔ جس زمانے مین منصور نے عبداللہ بن الحسن
کو معہ دیگر ساوات بنی الحسنؑ وغیرہ مقید و محبوس کیا تھا۔ تو داؤد بن الحسن
المثنے بن الحسنؑ بھی کہ حضرت صادقؑ نے ان کی ماں کا دودھ پیا تھا۔ بنابرین
حضرت کے رضاعی بھائی ہوتے تھے۔ انکے ساتھ گرفتار ہوئے۔ اور
گلے مین طوق اور ہاتھون پاؤن مین زنجیر پہنکر عراق کو گئے۔ اور وہان زندان
زیرزمین مین سب کے ساتھ مقید ہو گئے۔ مادر داؤد کہتی ہین۔ کہ داؤد کی
غیبت کو طول ہوا اور مجھ کو کچھ خبر اسطرف کی نہ ملی تو قلق و اضطراب نے مجھ

پر غلبہ کیا شب و روز آہ و زاری و نالہ و بیقراری مین گزرتی تھی۔ اور بکمال
تضرع و نیاز درگاہ کریم کارساز مین اسکی رہائی کی دعائین مانگتی تھی۔ اور صلحاء
و اتقیاء کے پاس دعا کی التجا کرتی تھی۔ اتفاقاً انھی ایام مین ایک روز میرا گزر
خدمت مین اپنے مولا و آقا جعفر صادق کے ہوا۔ آپ بیمار تھے مین عیادت کو
گئی تھی۔ مزاج پرسی کے بعد دعاء صحت آنحضرتؑ کے لئے کی۔ حضرت نے
داؤد کا حال پوچھا۔ عرض کی اے سید و سردار میرے اسکو تو مدت ہوئی۔ کہ
عراق مین منصور کے قید خانے مین قید ہے۔ حضرت نے فرمایا تو دعاء استفتاح
کس لئے نہین پڑھتی۔ بتحقیق کہ دروازے آسمان کے اسکے لئے کھل جاتے
ہین۔ اور اثر اجابت علی الفور ظاہر ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا اس دعا کا رحمت
الٰہی مین داخل ہوتا ہے اور گناہ اسکے بخشے جاتے ہین۔ پس حضرت نے
تمام ترکیب اس دعا کی ارشاد فرمائی۔ ماہ رجب نزدیک تھا۔ مادر داؤد نے
تمام عمل متعلق اس دعا کے حسب فرمودۂ امام پورا کیا۔ پس آخر شب پانزدہم
جبکہ غنودگی نے اس پر غلبہ کیا تو اسنے حضرت رسالت پناہؐ کو معہ جملہ ملائکہ
و انبیاء کے جن پر اس دعا مین درود و سلام بھیجا تھا۔ دیکھا کہ اسکو بشارت
حصول مدعا کی دیتے ہین اور فرماتے ہین۔ کہ ببرکت اس دعا کی حقتعالیٰ
نے تیری اور تیرے پسر کی حفاظت کی۔ اب وہ تیرے پاس واپس آتا
ہے۔ یہ خواب دیکھ کر ام داؤد چونک پڑین۔ پھر اسقدر توقف ہوا کہ جتنے

عمل ام داؤد

عرصے مین کوئی تیز رو سوار عراق سے حجاز مین آوے۔ اسکے بعد داؤد بخیریت مدینہ پہونچ گئے تھے۔ حقیر مؤلف کہتا ہے کہ عمل ام داؤد کتب اعمال شیعہ مین مشہور و مصرح ہے۔ جو چاہے اسکو وہان دیکھے۔

بحار مین ہے۔ کہ منصور نے اعمش کو بلوایا تو وہ غسل و کفن و حنوط سے فراغت کر کے اسکے پاس حاضر ہوا۔ کہا اے اعمش ہم سے ذرا وہ حدیث تو بیان کر جو تو نے جعفر صادق کی زبان سے سنی ہے۔ اسنے کہا کونسی حدیث کہا وہی ارکان جہنم والی۔ اعمش نے کہا اس سے تو امیر المؤمنین معاف ہی رکھین۔ کہا یہ نہین ہوسکتا۔ لابد بیان کرنی ہوگی۔ لاجرم اعمش نے کہا۔ جعفر بن محمد نے بواسطہ اپنے آباء طاہرین کے رسول اللہ سے نقل کیا کہ جہنم کے سات دروازے سات فرعونون کے واسطے ہین۔ نمرود بن کنعان۔ فرعون ابراہیم مصعب بن ولید فرعون موسے۔ ابوجہل بن ہشام و اول و ثانی اور چھٹا انکا یزید قاتل حسین فرزند رسول الثقلین ہے۔ اتنا کہکر اعمش خاموش ہوگیا۔ منصور نے کہا اور ساتوان فرعون۔ کہا ساتوان ایک مرد ہے۔ خلفاء بنی عباس سے مسمی بمنصور ملقب بہ دوانیقی کہا۔ راست کہا تو نے ایسا ہی بیان کیا۔ ہم سے جعفر نے۔ یہ کہکر سر بلند کیا۔ تو ایک لڑکا بے ریش کہ اسکی مانند حسن و جمال مین کمتر کسی نے دیکھا ہوگا۔ اسکی پشت کی جانب کھڑا تھا اسکی جانب اشارہ کر کے کہا کہ جب ایک دروازہ جہنم کا مجھسے مخصوص ہے۔ تو

کسلیئے اسکو زندہ چھوڑون وہ لڑکا کہ علوی حسینی تھا۔ بولا اے امیر المومنین
بتصدق محمد مصطفےٰ اور انکی آل نجبا کے مجھکو آزاد کرو کہا یہ نہین ہو سکتا
اور جلاد کو اشارہ کیا۔ اسنے ہاتھ اسکے پکڑنے کو بڑھایا۔ اسوقت اس صاحب
زادے نے کچھ زیر لب پڑھا کہ مسموع مگر مفہوم نہوتا تھا۔ اور فی الفور ایک
طائر بنکر اڑ گیا۔ سب دیکھتے رہ گیئے۔ اعمش کہتا ہے کہ ایک عرصہ کے
بعد اثناء راہ مین ملاقات ہوئی تو مین نے کہا صاحبزادے تم کو حضرت
امیر المومنین کا واسطہ دیتا ہون کہ وہ دعا مجھے تعلیم کرو۔ فرمایا وہ دعائے
محنت ہے ہم اہلبیت کی۔ امیر المومنین نے بروز ہجرت حضرت رسول خدا
آنحضرت کے بستر پر لیٹ کر اسکو پڑھا تھا۔ پس اس دعا کو پڑھا +
نیز اعمش ناقل ہے۔ کہ منصور نے ایک مرد کی نسبت سخت اور شدید
حکم قید رکھنے کا دیا کہ کسی اور وقت اسکا کام فیصل کرے۔ دروازہ کھولا
تو وہان اسکو نہ پایا۔ نگہبانون سے پوچھا تم نے اسکو کچھ پڑھتے ہوئے سنا
ہے۔ کہا ہان وہ کہتا تھا۔ یَامَنْ لَا اِلٰهَ غَیْرُہٗ فَادْعُوْہُ وَلَا رَبَّ سِوَاہُ
فَارْجُوْہُ نَجِّنِیْ السَّاعَةَ کہا خدا کی قسم اسنے کریم کی درگاہ مین استغاثہ کیا
اسنے نجات بخشی +

ترجمہ اے وہ شخص کہ کوئی اسکے سوا خدا نہین جس سے مین دعا مانگون اور کوئی پروردگار دوسرا
نہین کہ اس سے امید وار ہون۔ مجھکو اسی وقت نجات دے ۱۲

## مناظرات واجوبۂ سوالات

جو بحث اور گفتگوئین مخالف وموالف اور اس سرچشمۂ علوم و معارف کے درمیان ہوئین بکثرت ہین اور طول طویل قصے انکے کتب تاریخ وحدیث مین نقل ہوئے ہین۔ مگر ہم یہان تھوڑا سا اسنے حسب مذاق اہل زمانہ نقل وترجمہ کرتے ہین۔ زیادہ لکھنے مین اندیشہ ہے کہ ناظرین کی نازک طبیعین نہ گھبرا اٹھین۔ نقل ہے۔ کہ جعد بن درہم نے کچھ مٹی اور پانی ایک شیشہ مین رکھ چھوڑے تھوڑے عرصے مین اسکے اندر کرم پیدا ہو گئے تو دعوے کیا کہ مین نے انکو پیدا کیا ہے۔ کیونکہ باعث وعلت انکے خلق کا مین ہون حضرت نے یہ سنا تو فرمایا۔ اگر اسنے پیدا کیا ہے تو تبلائے کہ وہ تعداد مین کتنے ہین اور کس قدر نر ہین اور کتنی مادہ اور ہر ایک کا وزن بیان کرے۔ اور جو ایک سمت کو جارہا ہے اسے امر کرے کہ دوسری جانب کو پلٹ جائے۔ اس پر بند ولاجواب ہو کر بھاگا۔

ایضاً۔ مسجد الحرام مین تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ استلام حجر اسود کے بارے مین کیا فرماتے ہین۔ فرمایا سنت رسول اللہ ہے۔ وہ حضرت استلام کرتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ طواف کو اٹھے تو حجر سے گزر گئے۔ اور استلام نہ فرمایا۔ ابنائے زمان کا بھی عجب حال ہے۔ ذرا سا موقعہ خردہ بینی کا ملے تو چوکنے والے نہین وہ شخص (بموجب بعض روایات سفیان ثوری تھے) کھڑا

دیکھ رہا تھا کہنے لگا آپ تو سنت بتاتے تھے۔ خود استلام نہ کیا۔ فرمایا ہجوم مین
خوف ہے کہ مجھکو ایذا ہو یا کسی اور کو مجھسے تکلیف پہونچے۔ رسولؐ اللہ کا لوگ
ادب اور لحاظ کرتے تھے۔ انہین دیکھکر علیحدہ ہو جاتے تھے میرا حق نہین پہچانتے
ایضاً۔ بنی اعمام سے ایک شخص نے کہا مین شجاعت و سخاوت و علم مین تم سے
بڑھا ہوا ہون۔ فرمایا شجاعت کے واسطے تو کوئی معرکہ ہنوز پیش نہین آیا جس مین
ہماری بہادری و تمہاری بزدلی کا امتحان ہو۔ اور سخاوت یہ ہے۔ کہ جو مال آدمی کے پاس
ہو۔ اسے اسکے موقعہ مناسب پر خرچ کرے۔ سو مجھکو کبھی شام سے صبح اور صبح سے
شام نہین ہوئی بغیر اسکے کہ مال کو اسکے ٹھکانے پر نہ لگایا ہو۔ علم کا اگر دعویٰ
ہے۔ تو ہمارے جدّامجد علیؑ بن ابیطالب نے ہزار بندے کدّ ید سے آزاد کیئے
تم اپنے پانچ ہی کا نام و نشان تبلادو۔ یا مین ان کی پشتین حضرت آدمؑ تک بتا
سکتا ہون اس ناانصاف چچازاد نے یہ سنا تو کہا بیشک تم مرد صحفی (صحیفون یعنی
کتابون کے دیکھنے والے) ہو۔ آپنے فرمایا واقعی صحیفون کا دیکھنے والا ہون
مگر کن صحیفون کا۔ صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ۔

آپ طواف خانۂ کعبہ مین مصروف تھے۔ عباد بن کثیر بصری نے پیچھے سے دامن
ردا کھینچا کہ اے جعفرؑ تم یہ لباس پہنے ہو۔ باوجود اس قرب و قرابت کے علیؑ
کے ساتھ۔ فرمایا یہ کپڑا اچھال کا بنا ہوا ایک دینار کی خرید ہے۔ امیر المومنینؑ جس
زمانے مین تھے۔ اس مین ایسے امور سے کچھ تعرض نہ تھا۔ اب اگر مین اپنی

حیثیت سے کم کا لباس پہنون تو لوگ کہین کہ ریاکار ہے۔ مثل عباد بن کثیر بصری کے۔

نیز یہی عباد بصری ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا۔ ابن شریح فقیہ اسکے ساتھ تھا۔ آپ پاس اسوقت میمون قداح مولائے امام محمد باقر حاضر تھا۔ عباد نے سوال کیا کہ کتنے پارچون مین رسول اللہ کو کفن دیا۔ فرمایا تین مین دو ثوب صحاری اور ایک چادر حبری۔ برد یمانی اسوقت کمیاب تھی۔ عباد اس مین متامل تھا۔ حضرت ع نے فرمایا کہ نخلۂ مریم کہ آسمان سے اترا تھا عجوہ تھا۔ جو درخت اس سے پیدا ہوئے عجوہ ہین باقی لقاط (گرا ہوا فرومایہ) باہر گئے تو عباد نے کہا مین اس کلام کو نہ سمجھا جو ابو عبد اللہ نے اس موقعہ پر کہا۔ رسول اللہ کے کفن کی مسئلے کو کھجور کے پیڑ سے کیا مناسبت میمون نے کہا۔ تم اتنی موٹی بات کو نہ پہونچے۔ اس مثال سے مدعا یہ ہے۔ کہ اولاد رسول اللہ ہم ہین۔ آنحضرت کے امور جو ہم کو معلوم ہین۔ وہ صحیح ہین باقی غلط۔ عامیانہ باتین ہین۔

ابو شاکر دیصانی کہ منکر خدا زندیق دہریہ تھا۔ ایک مرتبہ ہشام حکم سے کہنے لگا۔ کہ قرآن مین ایک آیہ ہے۔ کہ ہمارے عقیدے کے موافق تمہارے خلاف ہے کہا کون سی وہ آیت ہے۔ بولا وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ یعنی وہ خدا وہ ہے۔ کہ آسمان مین خدا ہے اور زمین مین خدا ہے۔ ہشام نے پہلے اس آیہ مین غور نہ کیا تھا خاموش ہوگئے۔ مگر مدینہ آئے تو خدمت مین تذکرہ کیا۔ فرمایا بڑا

خبیث ہے اسکا سوال کرنیوالا۔ اب تجھسے ملے تو کہنا کہ تیرا نام کوفہ مین کیا ہے
وہ بتلائیگا پھر کہنا اور بصرہ مین کیا ہے۔ وہ وہی کہیگا۔ اسوقت کہنا۔ کہ ایسا ہے
ہمارا رب و پروردگار ہے۔ کہ آسمان مین بھی خدا ہے اور زمین پر بھی وہی خدا ہے
اور خشکی و تری و دشت و جبل مین وہی ایک خدا ہے۔ ہشام نے کوفہ آکر دیصانی
سے یہ بیان کیا تو کہا ھذا ما نقلتہ الابل من الحجاز یہ تمہارا جواب نہین۔ یہ
اونٹون پر بار ہو کر حجاز سے آیا ہے۔

نیز اسی دیصانی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی اے جعفر بن محمدؑ مجھ کو ضلالت
و گمراہی سے نکالو۔ اور معبود برحق کیطرف راستہ دکھاؤ۔ فرمایا ذرا صبر کر اور بیٹھ جا۔ اتنے
مین ایک لڑکا بیضہ مرغ خانگی ہاتھ مین لئے وہان سے گزرا۔ حضرت نے اسے بلایا
اور بیضہ اسکے ہاتھ سے لیکر کف مبارک پر رکھا۔ اور فرمایا اے دیصانی دیکھ یہ
ایک قلعہ مستحکم و استوار ہے۔ کوئی درز و دروازہ اس مین نہین۔ اوپر ایک جلد
سخت و سطبر ہے۔ اسکے نیچے ایک باریک نرم جھلی دونو کے اندر ایک سفید و
زرد شے مثل طلا و نقرۂ مائعہ کے الگ تھلگ ہے۔ نہ زردی سفیدی مین مخلوط
ہو سکتی ہے۔ نہ سفیدی زردی مین۔ یہ دونو شے اسی حالت پر ہین نہ کوئی اصلاح
کرنے اور سنوارنے والا ان مین داخل ہوتا ہے۔ نہ بگاڑنیوالا اس سے باہر آتا ہے
کچھ معلوم نہین کہ نر اس سے پیدا ہوگا۔ یا مادہ کہ دفعتہً وہ شق ہوتا ہے۔ اور ایک
طائر خوشنما برنگ طاؤس اس سے باہر آتا ہے۔ آیا تیری عقل باور کرتی ہے۔

کہ یہ سب کچھ بغیر صانع علیم قدیر ولطیف خبیر کے آپ سے آپ وجود مین آگیا۔ دیصانی نے یہ سنکر سر جھکا لیا۔ اور قدرے تامل کے بعد کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ جل شانہ اور محمدؐ اسکے رسول و فرستادہ برحق ہین۔ اور تم حجت خدا و نائب رسول اللہ ہو مین اپنے عقیدۂ فاسد سے تائب ہوا ہوں۔

ہشام بن حکم کہ خواص اصحاب آنحضرت سے تھے کہتے ہین کہ مین نے اسماء خدا و اشتقاق لفظ اللہ کی بابت آنحضرت سے سوال کیا فرمایا اے ہشام اللہ اِلٰہ سے بنا ہے۔ اسکے معنے معبود ہین۔ اسکے لئے ایک مالوہ (عابد) درکار ہے۔ حال آنکہ مُسمّائے اِلٰہ اور اسکے معنون کو اسکی ضرورت نہین پس یہان سے معلوم ہوا۔ کہ اسم اللہ جدا شے ہے اور اسکا مُسمّٰی یعنی معنی جدا پس جو کوئی اسم کی پرستش کرے بغیر مُسمّٰی کے وہ کافر ہے اور جو اسم و مُسمّٰی دونوں کو پوجے وہ مشرک و دو خدا کا قائل ہوا۔ پس اصل توحید یہ ہے کہ تو مُسمّائے اللہ یعنی ذات خدا کی عبادت کرے۔ آیا سمجھا تو اسکے تئین اے ہشام عرض کی اور روشن تر ارشاد فرمائی فرمایا حق تعالیٰ کے ننانوے نام ہین۔ اگر اسم و مُسمّٰے ایک شے ہوتی۔ تو ہر ایک جدا معبود ہوتا۔ پس معبود صرف ذات خدا ہے جس پر یہ اسماء دلالت کرتے ہین۔ اور یہ اسماء اس سے علیحدہ شے ہین۔ جیساکہ روٹی کھانیکی شے کا نام ہے اور پانی پینے کی شے کا۔ اور کپڑا پہننے کی چیز کا اور آتش جلانیوالی کا۔ اسکو خوب سمجھ

لو اور اسی سے اعداء دین سے جو اللہ کے ساتھ اور چیزون کو شامل کرتے ہین
مناظرہ کرو۔ عرض کی اب مین اچھی طرح سمجھ گیا۔ فرمایا حق تعالی تجھے اس سے منتفع
کرے اور ثابت قدم رکھے۔ ہشام کہتے ہین کہ اسکے بعد مین توحید مین کسی سے
مغلوب نہین ہوا۔

نیز ہشام ناقل ہین۔ کہ ایک زندیق مصر کا رہنیوالا حضرت ابو عبد اللہ کا شہرۂ
علم و فضل سنکر مدینہ آیا۔ آپ مکہ تشریف رکھتے تھے۔ لہذا مکہ کیطرف متوجہ ہوا
مجلس ہمایون مین پہونچا تو آپنے اسکا نام پوچھا کہا عبد الملک اور کنیت ابو عبد اللہ
تبلائی۔ فرمایا یہ ملک جسکا تو عبد اور بندہ ہے۔ آیا ملوک آسمان سے ہے۔ یا
ملوک زمین سے اور وہ اللہ جسکا تیرا بیٹا بندہ ہے۔ خدائے سموات ہے۔ یا
مالک ارضین۔ زندیق نے کچھ جواب اسکا نہ دیا۔ اور خاموش ہو گیا۔ آپنے فرمایا
تو کبھی زیر زمین گیا ہے۔ کہا نہین کہا کچھ معلوم ہے کہ اسکے نیچے کیا ہے۔ کہا
نہین مگر گمان ہے۔ کہ کچھ نہ ہوگا۔ فرمایا گمان کا کام نہین یہان یقین درکار ہے۔ پھر
پوچھا فوق آسمان بھی کبھی چڑھا ہے؟ کہا نہین فرمایا جانتا ہے۔ کہ وہان کیا ہے
کہا نہین۔ فرمایا مشرق و مغرب کی سیر کی ہے۔ اور اس سے پرے کا کچھ حال تجھ
کو دریافت ہوا ہے۔ کہا نہین فرمایا تعجب ہے کہ تجھکو زیر زمین و بالائے آسمان
اور پشت مشرق و مغرب کا حال معلوم نہین۔ باوجود اسکے وجود باری سے انکار
کرتا ہے۔ اے مرد جاہل نادان کو عالم دانا پر حجت نہین۔ بعد ازان فرمایا تو دیکھتا

ہے۔ کہ چاند۔ سورج۔ رات۔ دن یکسان طریقہ پر روان ہین۔ ضرور وہ مضطر و مجبور ہونگے۔ جو اس طریق سے تجاوز نہین کر سکتے۔ اگر مقدور ہوتا۔ تو ایکدفعہ جا کر واپس نہ آتے۔ اگر مجبور نہین تو کس لیئے رات کی جگہ دن اور دن کے مقام پر رات نہین ہو جاتی۔ تو اس آسمان بلند و زمین پست پر غور نہین کرتا کہ کیون آسمان زمین پر نہین آرہتا۔ اور کس واسطے زمین اوپر نیچے نہین دب جاتی کس نے انہین تھام رکھا ہے۔ وہ ہی قادر مطلق جسنے انکو تھام رکھا ہے ہمارا اور انکا خدا ہے پس زندیق نے کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا +

عبد اللہ دیصانی نے ہشام بن الحکم سے کہا کیا تمہارا خدا ہر شئے پر قادر ہے۔ کہا ہان وہ قادر و قاہر ہے۔ کہا کیا قدرت رکھتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو ایک بیضہ کے اندر داخل کرے۔ حالانکہ نہ بیضہ بڑھنے پائے اور نہ دنیا سکڑ کر چھوٹی ہو ہشام نے یہ مسئلہ آنحضرت ؑ سے پوچھا۔ فرمایا بیشک حق تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اسکے نزدیک ایسا کرنا کوئی بڑی بات نہین۔ مگر نہین دیکھتے وہ کہ مردمک چشم مقدار مین دانۂ عدس سے زیادہ نہ ہوگی۔ باوجود اسکے آسمان زمین جنگل پہاڑ شہر دریا وغیرہ پر جو اسکے سامنے ہون محیط ہو جاتی ہے۔ پس جو خدا قادر ہے۔ کہ اس چھوٹی سی پتلی کے اندر ان تمام اشیاء کو داخل کردے۔ وہ اگر تمام عالم کو ایک بیضہ مین سمادے تو اس سے کیا بعید ہے +

نیز۔ ابو لیلی قاضی سے مسجد رسول ؐ خدا مین مقابلہ ہوا۔ فرمایا تو ہی ہے کہ ایک کا مال

دوسرے کو دلواتا اور زن و شوہر مین مفارقت ڈالتا ہے۔ اور ان امور مین نہایت بیباک ہے۔ عرض کی ہان مین (بحیثیت قاضی) یہ کام کرتا ہون۔ فرمایا کس حجت و دلیل سے فرمان نافذ کرتا ہے۔ کہا بموجب ان احادیث کے کہ حضرت رسولخدا اور ابو بکر و عمر سے پہونچی ہین۔ فرمایا تجھکو یہ حدیث بھی آنحضرتؐ سے پونچی ہے کہ اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ بَعْدِیْ کہ میرے بعد تم سب سے علم قضا کا جاننے والا علیؑ ہی کہا ہان پہونچی ہے۔ فرمایا پھر آنحضرت کے طریقۂ انیقہ کو چھوڑ کر کس لئے اورون کی تقلید کرتا ہے۔ جبکہ یہ حدیث تیرے نزدیک ثابت ہے۔ ابولیلی کا رنگ زرد ہو گیا۔ کچھ جواب نہ دے سکا۔ آپنے فرمایا روز قیامت اسکا جواب پیش رب الارباب تجھے دینا ہوگا۔ قسم خدا کی مین اب تجھسے کلام نہین کرونگا۔

ایضاً۔ قوم نصاری سے کچھ لوگ حاضر خدمت ہو کر کہنے لگے۔ کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمد مصطفےٰ رتبہ مین برابر ہین۔ کیونکہ تینون کو ایک ایک کتاب عطا ہوئی ہے اور علحدہ علحدہ شریعت رکھتے ہین آپنے فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ علم و فضیلت مین انسے بڑھے ہوئے ہین۔ کیونکہ حق تعالی نے انکو وہ علم دیا ہے۔ کہ دوسرے کو نہین دیا۔ عرض کی آیۂ قرآنی سے اسکا ثبوت دیجئے۔ فرمایا ہان حق تعالی حضرت موسیٰؑ کے حق مین فرماتا ہے۔ وَکَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہم نے ہر شے سے تھوڑا اسا اسکے لئے تختیون مین لکھا۔ اور عیسیٰؑ کی طرف سے اشارہ ہے۔ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ

کہ جن باتون مین تم اختلاف کرتے ہو انسے بعض کو مین بیان کرونگا اور آنحضرتؐ کے باب مین فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ یعنے تیرے اوپر وہ کتاب نازل کی جس مین بیان اور شرح ہے ہر شے کی اور فرماتا ہے وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا احصا و احاطہ کیا ہر شے پر از روئے تعداد کے

ایضاً۔ زنادقہ سے ایک نے سوال کیا۔ ابوجعفر احول سے کہ حق تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً اگر تم کو خوف ہو۔ کہ ان ازواج کے درمیان عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت رہنے دو۔ زیادہ نہ کرو۔ پھر دوسری جگہ کہتا ہے لَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ تم کو قدرت نہین کہ عورتون کے درمیان عدل رکھ سکو۔ پس اگر عدل کرنا درمیان ازواج کے ممکن ہی نہین تو پھر زیادہ کی اجازت کیسی ابوجعفر اسکا جواب ندے سکے لامحالہ مہلت طلب کی اس شخص سے اور اس بحر علم و فضل کیطرف مراجعت فرمائی۔ آپنے لکھ بھیجا کہ آیۂ اول مین عدل سے وہ عدل مراد ہے۔ کہ نان نفقہ مین ہو۔ یہ ممکنات سے ہے۔ دوسری مین جو مقدور بشر نہین۔ دل بستگی و میلان خاطر مراد ہے۔ کہ اسکی تکلیف نہین دی گئی۔ یہ جواب سائل سے بیان کیا گیا۔ تو تو کہا یہ تمہارا جواب نہین یہ وہ ہے کہ پشت شتران پر حجاز سے آیا ہے۔

عبدالمومن انصاری نے کہا مین نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ کہ میری امت کا اختلاف موجب رحمت ہے

جب انکا اختلاف باعث رحمت ہوا تو اتفاق باعث عذاب ہوگا۔ آپ نے فرمایا
یہ بات نہین جو تو خیال کرتا ہے کہ دین مین اختلاف کرنا موجب رحمت ہو۔ دین
تو ایک ہے۔ اس مین اختلاف کیسا۔ یہان اختلاف سے مراد اختلافٌ فی البلدان
یعنی بلاد اسلامیہ مین آمد و رفت کرنا واسطے طلب علم دین کے کہ یہ باعث رحمت
ہے۔ کیونکہ حق تعالی نے مسلمانون کو حکم کیا ہے کہ تحصیل علم کے لیئے حضرت
رسول خدا اور انکی نواب ائمہ و علماء کے پاس آئین اور فراغت پاکر واپس اپنے
اپنے گھر کو جائین۔ اور جو کچھ سیکھا ہے۔ اسکو وہان شائع کرین۔ چنانچہ آیہ
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ اس پر دال ہے۔ پس اس مقام
پر یہ اختلاف یعنی آمد و رفت مراد ہے۔ کہ کسب علوم و ترویج دین کے لیئے امت
کرے خاکسار کہتا ہے۔ کہ جو کچھ حضرت صادق آل محمد صلوات اللہ علیہ نے
معنی حدیث مین ارشاد کیا نہایت ہی انسب ہے۔ اور شیخ محمد بن بابویہ قمی
علیہ الرحمہ نے اسطرح پر اسکی شرح کی ہے۔ کہ ائمہ اہل بیت کے احکام مین اختلاف
نہین ہوتا۔ وہ اپنے شیعون کو خالص حق و صدق کیطرف رہنمائی کرتے ہین
اور گاہ گاہ جو ان کے امور مین اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ بوجہ تقیہ کے ہے
اور شک نہین کہ تقیہ رحمت خدا ہے شیعون کے لیئے۔

ایضاً۔ عمر بن حنظلہ نے عرض کی دو مومن شیعہ کے درمیان قرضہ یا میراث
وغیرہ مین نزاع ہو تو انکو جائز ہے کہ سلطان وقت یا قاضی شہر سے داد خواہ ہون

فرمایا شیعون کو جائز نہین - کہ کسی امر حق یا باطل مین حکام جور کیطرف رجوع کرین عرض کی پھر فصل خصومات و رفع تنازعات کیونکر ہو - فرمایا علماء شیعہ کہ ہماری احادیث کو روایت کرین اَور ہمارے حلال و حرام کو جانین ہمارے احکام سے واقف ہون - ہماری طرف سے عام شیعون پر حاکم ہین - انکو چاہیئے کہ اپنے جملہ خصومات انکے آگے پیش کرین - اَور جو کچھ وہ حکم کرین اسے مانین - اَور رد نہ کرین تحقیق کہ رد کرنیوالا انکے حکمون کا ایسا ہے - گویا اسنے ہمارے احکام کو رد کیا - اَور رد کرنیوالا ہمارے احکام کا مثل الرّاد علے اللہ والرّسول کافر ہے کہا ہر ایک نے مدعی و مدعا علیہ سے ایک عالم کو حکم قرار دیا - مگر ان دونو کے حکمون مین اختلاف ہے تو کِسکا حکم مانین - فرمایا جو فقہ عدالت - صدق و امانت ورع و تقوے مین دوسرے سے ممتاز ہو - اسکا حکم قبول دوسرے کا رد کرین عرض کی اگر دونو اوصاف مذکورہ مین برابر ہون - فرمایا تو اس روایت کو جس سے انہون نے تمسک کیا ہے نظر کرین جو ان مین مشہور بین الاصحاب و مجمع علیہ ہو اسکو اختیار کرین - کہا اگر دونو متفق علیہ و مشہور روایت کردہ ثقات معتبرین ہون ارشاد کیا تو دیکھین کہ کونسی اسنے کتاب خدا و سنت رسول اللہؐ سے زیادہ موافق اَور مذہب عامہ کے خلاف ہے - اسے ترجیح دین - کیونکہ حق ہمیشہ

---

[1] پس کیون نہین جاتے ہر گروہ سے ایک جماعت ان مین سے تاکہ تفقہ اَور دانش پیدا کرین دین مین اَور ڈرائین دین اپنی قوم کو جبکہ رجوع کرین طرف ان کی شاید کہ وہ ڈرین -

انکے برخلاف ہوتا ہے۔ عرض کی اگر دونوں روایتین کتاب و سنت کے موافق عامہ کے مخالف ہون۔ فرمایا ایسا ہو تو توقف کرین۔ جب تک کہ امام وقت سے ملاقات ہو۔ یہ درصورت امکان ملاقات امام ہے۔ زمانہ غیبت مین جبکہ آنحضرت تک پہونچنا ناممکن ہے اختیار ہے۔ جس روایت کی موافق چاہین عمل کرین۔ جیساکہ امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے۔ اور روایت عامہ کے خلاف کو حق اسلیئے فرمایا کہ انکے موافق روایت مین تقیہ کا احتمال ہے برخلاف مین نہین۔

ایضاً۔ احتجاج مین ہے۔ کہ مخالفین سے ایک مرد نے حضرت صادق کی حضور مین ایک شیعہ مومن سے پوچھا تو عشرہ مبشرہ کے حق مین کیا کہتا ہے۔ کہا مین ان کے حق مین وہ سخن حسن کہتا ہون جو باعث میرے گناہون کے گرنے اور درجات کے بلند ہونیکا ہے۔ سائل نے کہا خدا کا شکر ہے۔ کہ تیرا بغض میرے دل سے دور ہوا مین تجھکو رافضی مبغض صحابہ خیال کرتا تھا۔ اس مرد نے کہا جو ان دس صحابیون سے ایک کے ساتھ عداوت رکھے وہ ملعون ہے۔ اسنے کہا اس کلام مین شاید تو نے کوئی تاویل کی ہو۔ صاف صاف یون کہہ کہ جو دسون صحابیون کو دشمن رکھے اسپر خدا کی لعنت ہے۔ مرد شیعہ نے کہا ہان جو دسون صحابہ کو دشمن رکھے اس پر خدا اور جملہ ملائکہ کی لعنت ہے۔ یہ سنکر تو وہ مرد اچھل پڑا۔ اور سر اور پیشانی کو شیعہ کی بوسہ دیکر کہا۔ کہ مین نے جو تجھکو رفض سے متہم کیا تو اسے

معاف کرنا۔ یہ کہکر وہان سے چلا گیا۔ ناصبی مجلس سے اٹھ گیا۔ تو جناب صادق
نے اس مرد مومن سے کہا لِلّٰہِ دَرُّکَ تیرے حُسن توریہ نے ملائکہ آسمان کو
تعجب مین ڈالا کیا خوب کلام تھا تیرا کہ ایک لفظ بھی اپنے عقیدے کے خلاف
نہ کہا۔ اور دشمن کے ضرر سے محفوظ رہا۔ خدا ہمارے مخالفون کی کرمی کوری کو
زیادہ کرے تاکہ وہ ہمارے شیعون کے مدعا کے پانے مین ناکام رہین۔ حاضرین
سے ایک شخص نے کہا یا ابن رسول اللہ ہمکو تو اسکے کلام مین کوئی بات
ایسی نہین دکھائی دیتی۔ جو کچھ وہ کہتا تھا۔ اسیطرح اقرار کرتا تھا۔ فرمایا اگر تم
اسکو نہین سمجھے تو مین تو سمجھا۔ اسنے جو کہا عشرۂ صحابہ کے حق مین قول
باعث رفع درجات و حط سیئات کہتا ہون۔ اس سے یہ مقصود تھا کہ جہان
مین جیسا ہے اسکی نسبت ویسا ہی کہتا ہون۔ اور دیندار کو بیشک یہی چاہیے
کہ بھلے کو بھلا اور برے کو برا کہے۔ ضرور اس سے گناہ دور ہوتے اور ثواب
ملتے ہین۔ دوسرے کلام سے یہ مدعا تھا کہ جو دس سے ایک کو دشمن رکھے
یعنی امیر المومنینؑ کو وہ ملعون ہے۔ تیسری بار کہا جو دسون سے بغض رکھے
یعنی آنحضرتؐ کو بھی عداوت مین شامل گردانے۔ اسپر خدا اور ملائکہ کی لعنت
ہو۔ اور یہ ایسا توریہ تھا۔ جیسا کہ حزقیل مومن آل فرعون نے فرعون کے سامنے
کیا۔ عرض کی وہ کس طرح پر ہے۔ فرمایا حزقیل فرعون کے قریبی رشتہ دار لیکن
اسکے دعوے خدائی پر دل سے بیزار مومن موحد تھے۔ موسیٰؑ کی نبوت کا

تقیہ

حضرت حزقیل مومن آل فرعون

اعتقاد

اعتقاد رکھتے اور محمد مصطفےٰ کو ختم المرسلین اور انکی اولاد طاہرین کو پیشوایان
دین جانتے تھے۔ غمازوں نے فرعون سے انکی چغلی کھائی۔ کہ یہ ایسا اور ایسا
شخص ہے۔ فرعون نے کہا خرقیل میرا چچازاد بھائی میرا معین و مددگار و ولیعہد
ہے۔ اگر وہ واقعی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ تو بوجہ کفران نعمت وہ عذاب
کا مستحق ہوگا۔ نہیں تو تم کو بدرجہا اس سے زیادہ سزا دونگا۔ کیونکہ تم میرے خیرخواہوں
کی مجھسے بدی کرتے اور میری ملک و پادشاہی مین خلل ڈالتے ہو۔ یہ کہ کر
خرقیل کو طلب کیا۔ اور یہ حال انکی روبرو بیان کیا۔ خرقیل نے کہا اے بادشاہ
تونے کبھی کذب و دروغ مجھسے مشاہدہ کیا ہے۔ کہا نہین۔ کہا تو ان سے
پوچھ کہ انکا پروردگار انکا خالق انکا رازق اور کافل انکے امور کا اور دافع ان
کی مکروہات و مصائب کا کون ہے۔ انہون نے کہا فرعون ہے۔ خرقیل نے
کہا۔ تو اے ملک مین تم کو اور جو اس مجلس مین حاضر ہین ان سب کو گواہ کر کے
کہتا ہون کہ جو انکا پروردگار ہے۔ وہ میرا پروردگار ہے۔ اور جو انکا خالق و
رازق ہے وہی میرا خالق و رازق ہے۔ اور جو انکے امور معاش کا کافل
اور انکے مکارہ و مصائب کا دافع وہی میری معاش کا کافل اور میری مصائب
و مکروہات کا دافع ہے۔ خرقیل یہ کہتے تھے۔ اور اس سے اپنا پروردگار حقیقی
اور خالق و رازق و کافلِ مہمات و دافعِ بلیات یعنی خدائے احد و صمد کا ارادہ
کرتے تھے۔ مگر فرعون اور حاضرین پر یہ بات مخفی رہی۔ اور وہ انسے رضامند

ہوگیا اور غماز چغل خوروں کو بڑی اذیتوں سے قتل کیا۔

ایضاً۔ ابو جعفر احول کہتے ہین۔ کہ ایک زندیق نے مجھسے سوال کیا کہ زکوٰۃ
مال اڑھائی فیصدی کیون مقرر ہوئی۔ کم و بیش کیون مقرر نہوئی۔ مین نے
کہا یہ بھی کوئی سوال ہے۔ شرعیات مین چون وچرا کو کیا دخل اب اگر کوئی
کہے۔ کہ عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین کیون ہوین تو اسکا جواب کیا۔ مین
نے تو یہ کہدیا۔ مگر حضرت کے سامنے اسکا ذکر آیا تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مال
داروں کے مال اور فقراء و مساکین مستحقین زکوٰۃ کا اندازہ لگا کر یہ مقدار مقرر
فرمائی ہے۔ کیا معنے کہ اگر جملہ اغنیا اپنے اموال کی زکوٰۃ نکال کر فقراء پر
قسمت کرین تو مسلمانون مین کوئی گرسنہ و محتاج نہ رہے۔ اگر وہ سبحانہ اس
سے کم یا زیادہ کی ضرورت دیکھتا تو اسیقدر مقرر فرماتا۔ زندیق کو یہ کلام آنحضرتؑ
پہونچا تو کہا قسم بخدا اگر مجھے کسی کی تبعیت منظور ہوتی تو اس کلام کی
صاحب کی متابعت کرتا۔

...ب المطلب سفاح حیرہ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے تو ایک روز عیسیٰ
...موسیٰ عباسی کے پاس بیٹھے تھے۔ ابن شبرمہ قاضی نے کہا۔ اے ابوعبداللہ
...نے مجھسے سوال کیا ہے۔ کہ تحریر وثائق و دستاویزات کا کب سے رویہ
...مین نکلا۔ مجھکو اسکی بابت کچھ معلوم نہین آپ ارشاد کرین۔ فرمایا حضرت
...م کے سامنے انکی اولاد کو عالم ارواح مین پیش کیا۔ تو مومن۔ کافر۔ فقیر

بادشاہ۔ انبیاء واوصیاء علٰحدہ علٰحدہ آنحضرت پر عرض کیئے گئے۔ اور انکی عمرین بتلائین گیئن۔ جب داؤد علیٰ نبیّنا و علیہ السّلام کی نوبت آئی۔ تو انکی عمر کل چالیس سال کی لکھی تھی۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا داؤد کہ تیرا نبی وبرگزیدہ ہے۔ اسکی عمر بہت کم ہے۔ حکم ہوا کہ اَنَا اَمحُو مَا اَشَاءُ وَ اُثبِتُ وَعِندِیْ اُمُّ الکِتَابِ یعنی جس بات کو چاہون محو کرون جسے چاہون ثبت فرماؤن میرے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ اے آدمؑ اگر تم چاہو تو اپنی عمر سے داؤد کو دی سکتے ہو۔ عرض کی پروردگارا مین نے ساٹھ سال اپنی عمر سے اسکو بخشے تاکہ پورے سَو سال ہو جائین۔ ارشاد باری ہوا کہ اے جبرئیل ومیکائیل واے ملک الموت عزرائیل۔ آدمؑ عنقریب اپنے اس اقرار کو بھول جائیگا۔ پس اس بارے مین تم ایک کتبہ کرو اور مہر وگواہیون سے اسکو مسجّل کرو الغرض یہ پہلا اقرارنامہ تھا جو زمین پر لکھا گیا۔ بعد ازان حضرتؐ نے فرمایا کہ وقت رحلت حضرت آدمؑ قریب آیا تو واقعی وہ حضرت اپنا اقرار فراموش کر گئے تھے۔ ملک الموت ان کی قبض روح کو ان کے پاس آئے۔ تو کہا ہنوز میری عمر تمام نہین ہوئی۔ ساٹھ سال اس سے باقی ہین۔ پس وہ اقرارنامہ انہین دکھایا گیا۔ اس لیئے ضرور ہوا۔ کہ جو کوئی اقرار کرے تو وہ اقرار اس سے لکھوالین +

## سوالات متفرق معہ جوابہائے آنہا

شیطان عدو خدا ہے تو اسکو کیون پیدا کیا

ایک زندیق نے آنحضرت ؑ سے بہت سے مختلف انواع کے سوالات کرکے انکے مدلل جواب پائے یہان بعض انسے بطور انتخاب و التقاط نقل و درج ہوتے ہین۔ ازانجملہ عرض کی شیطان عدو خدا ہے سزاوار نہین کہ کوئی حکیم و دانا اپنا دشمن آپ برانگیختہ کرے حال آنکہ بقول تمہارے خدا نے شیطان کو پیدا کیا اور اپنے بندون پر اسکو تسلط بخشا کہ اغوا کرے اور اطاعت کے راستہ سے ہٹائے اور عصیان کی راہ دکھائے۔ اور وسوسہ کرے انکے تئین کہ وحدانیت خدا کے منکر ہوکر اپنا دین و یقین کھو بیٹھین۔ فرمایا شیطان دشمن خدا ہے۔ مگر نہ ایسا کہ اسکی دوستی سے اس جل شانہ کو کوئی نفع یا اسکی دشمنی سے کسی نوع کا نقصان پہونچے خوف اور اندیشہ اس دشمن سے ہوتا ہے جس سے نفع یا ضرر کی امید یا بیم ہو حق تعالی نے اسکو مثل اپنے دیگر بندون کے عبادت کے لئے پیدا کیا۔ ہرچند اسکا مآل کار علم الٰہی مین موجود تھا۔ پس وہ ملائکہ سموات کے ساتھ مشغول عبادت پروردگار رہا۔ حتے کہ سجدۂ آدم ؑ کے معاملے مین اسکا امتحان ہوا۔ تو حسد اس پر غالب آیا اور امتثال امر الٰہی سے انکار کر بیٹھا۔ پس صفوف ملائکہ سے نکالا اور مردود و مطرود ہوکر پستی زمین مین ڈال دیا گیا۔ جہان کہ وہ اولاد آدم ؑ کا دشمن ہوگیا۔ مگر صرف اسیقدر کہ انکے دلون کو وسوسہ کرے اور بہکائے اسکے سوا کسی طرح کا تسلط اور قدرت اسکو نہین

بخشنا۔ اور باوجود عصیان و نافرمانی اسنے خدا کی ربوبیت کا اقرار کیا ہے عرض کی سواء خدا کے سجدہ اور کے لیئے جائز ہے! فرمایا نہین۔ کہا پھر وہ آدمؑ کو کیون سجدہ کرتا۔ فرمایا جو سجدہ حکم خدا سے ہو وہ خدا کو سجدہ ہے پس اسکے حکم سے آدمؑ کو سجدہ کرنا خدا کو سجدہ کرنا ہے۔ نیز عرض کی روا ہے۔ کہ کوئی وضع خدا اور اسکی کاریگری مین عیب نکالے یا جو اس نے پیدا کیا ہے سب عین حکمت و مصلحت ہے۔ فرمایا جو اسنے پیدا کیا عین حکمت و مصلحت ہے کسی کو اس مین عیب نکالنا جائز نہین۔ کہا پھر تم کسلیئے ختنہ کر کے صنع خدا کو بگاڑتے ہو۔ اور ختنہ نا کردہ کو عیب لگاتے ہو۔ فرمایا اس سے اسکی خلقت مین عیب نہین نکالا جاتا۔ ختنہ کرنا خود اس سبحانہ نے سنت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ پیدا ہونے کے وقت بچّے کے ناف کو قطع کرنا سنّت ہے اور اگر اسکو بحال خود رہنے دین تو موجب فساد ہے جیسا کہ ناخن اور بالون کا لینا سنّت مقرر کیا اور اپنے حال پر رہنے دینا انکا مکروہ فرمایا حال انکہ اگر چاہتا تو اس صورت پر انکو پیدا کرتا کہ کبھی ضرورت قطع و برید کی نہ پڑتی۔ اور مقدار معین سے تجاوز نہ کرتے علاوہ بعض حیوانات ہین کہ انکا خصّی کرنا قرین مصلحت ہوتا ہے۔ حال آنکہ حق تعالی نے انہین اپنی حکمت سے نر پیدا کیا۔ کیا وہ حق سبحانہ انکو اوّل ہی خصّی نہین پیدا کر سکتا تھا۔

عرض کی غسل جنابت کیون فرض ہوا۔ آدمی نے حلال کام کیا تو اس مین

سجدہ آدمؑ

ختنہ کرنا صنع خدا مین عیب نکالنا نہین

غسل جنابت

غسل جنابت

نجاست کیسی۔ فرمایا جنابت بھی مثل حیض کے ہے۔ کیونکہ منی درحقیقت خون
ہے۔ کہ پختہ نہین ہوا۔ نیز جماع مین سخت حرکت کرنی پڑتی ہے۔ جس سے سانس
چڑھ جاتا ہے۔ فارغ ہوتا ہے۔ تو ایک بدبو اسکے جسم سے پیدا ہوتی ہے۔ اسکے
دفع کرنیکو غسل کی ضرورت ہے۔ نیز غسل جنابت ایک امانت خدا ہے بندون
کے پاس جس سے وہ سبحانہ انکی آزمائش و امتحان کرتا ہے۔ مجوس کے مقدمے
مین چند سوال وجواب کے بعد پوچھا کہ دین حنفیہ سے وہ قریب تر ہے۔ یا اہل
عرب ایام جاہلیت کے فرمایا عرب جاہلیت مین دین حنیف سے قریب تر تھے

دین حنیف سے مجوس اقرب تر ہیں یا عرب ایام جاہلیت

مجوس جملہ انبیا اور انکی کتابون کو نہین مانتے اور انکی حجتون اور دلیلون کی پرواہ
نہین کرتے تھے۔ کیخسرو انکے بادشاہ نے زمان پیشین مین تین سو نبیون کو
قتل کیا۔ نیز مجوس غسل وکفن نہین کرتے تھے۔ عرب اسکو کرتے تھے۔ اور غسل
جنابت خالص سنت انبیا ہے اور مجوس ختنہ نہین کرتے تھے۔ عرب کرتے
تھے۔ اور سب سے پہلے جسنے ختنہ کی ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ نیز مجوس اپنے
مردون کو غسل وکفن نہین کرتے جنگلون مین غارون مین پھینک آتے تھے
عرب مین ہمیشہ سے غسل وکفن کرتے اور زیر زمین مدفون کرتے تھے مردونکا
گاڑنا حضرت آدمؑ کے زمانے سے چلا آیا ہے۔ نیز مجوس ماں بہنون سے مقاربت
کرتے تھے اور بیٹیون تک کو نہین چھوڑتے تھے۔ عرب اسکو حرام جانتے تھے
اور وہ منکر بیت اللہ تھے۔ حتے کہ اسے شیطان کا گھر کہتے تھے۔ عرب اسکی

تعظیم بجالاتے ۔ اور خانہ خدا تبلاتے تھے ۔ اور انجیل و توریت کا اقرار رکھتے تھے
اور کبھی کبھی اہل کتاب سے کوئی مسئلہ بھی پونچھ لیتے تھے ۔ پس ان وجوہ سے
عرب دین حنیف سے اقرب تھے ۔ بہ نسبت مجوس کے ۔ عرض کی بہنوں سے
نکاح کرتے ہین تو وہ آدمؑ کے زمانے سے حجت لاتے ہین فرمایا اور مان بیٹیون کے
ساتھ کرتے مین کون سی حجت انکے پاس ہے ۔ پھر عرض کی شراب کو شرع
مین کیون حرام کیا وہ تو بڑی لطف کی شئے ہے ۔ فرمایا شراب امّ الخبائث
واصل شرور اور جڑ ہے ۔ تمام بدیون کی شراب خوار کی عقل سلب ہو جاتی ہے
وہ خدا کو نہین پہچانتا ۔ اور کسی قسم کا فسق و فجور اس سے چھوٹنے نہین پاتا اور
کسی طرح کا پاس و لحاظ اسے نہین رہتا ۔ اسکی باگ شیطان کے ہاتھ مین
ہوتی ہے ۔ وہ جس طرح چاہے ۔ اسکو نچائے ۔ چاہے تو بتون کو اس سے سجدہ
کرائے ۔

کہا خون ذبیحہ کیون حرام ہوا ۔ فرمایا اسکا کھانا موجب قساوت و سنگدلی ہے دل
سے رحم کو دور کرتا ہے ۔ بدن کو گندہ و بدبو اور رنگ کو بگاڑتا ہے ۔ اکثر جس انسان
کو جذام کی بیماری ہوتی ہے ۔ خون کے کھانے سے ہوتی ہے ۔ کہا میتہ اور ذبیحہ
مین کیا فرق ہے ۔ کیون اسکو حرام اسے حلال قرار دیا ۔ فرمایا بڑا فرق ہے ۔ وہ
نام خدا لیکر حلال کیا جاتا ہے کہ تمام شرائع و ادیان مین مطلوب ہے ۔ اور میتہ کا
چونکہ خون نہین نکلتا ۔ اس مین جذب ہو جاتا ہے ۔ تو اسکا گوشت ثقیل اور غیر گوارندہ

حرمت شراب

حرمت خون ذبیحہ

ہوتا ہے۔ کہا مچھلی کو ذبح نہین کرتے۔ وہ بھی تو میتہ ہے۔ فرمایا اس مین خون نہین
ہوتا اسکا ذبح کرنا بھی ہے۔ کہ زندہ پانی سے نکالین اور رہنے دین کہ خود مر
جاے۔ علیٰ ہذا ملخ مین بھی لہو نہین ہوتا تو اسکے ذبح کرنیکی بھی ضرورت نہین
عرض کی بروز قیامت اعمال بندگان کیونکر تولینگے فرمایا عمل کوئی مجسم شے نہین
کہ اسکو وزن کرین۔ وہ اوصاف و اعراض ہین کہ قابل وزن نہین۔ علاوہ برابن
ضرورت وزن وہان ہوتی ہے۔ جہان اشیاء کی مقدار اور وزن مبہم ہو۔ خدائے
علیم و خبیر کو جو ہر امر کے وزن و تعداد سے آگاہ ہے۔ کیا ضرورت تولنے جوکھنے
کی ہے۔ عرض کی پھر میزان کیسی ہے۔ فرمایا وہ عدالت حق سبحانہ تعالے ہے
کہا توفَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ (پس بھاری ہون اوزان جسکے) کے کیا معنے
فرمایا جسکے اعمال راجح ہون۔ کہا دوزخیون کے عذاب کرنیکو آتش جہنم کافی
نہ تھی۔ کہ ضرورت سانپ بچھوؤن کی ہوئی۔ فرمایا یہ انکے لئے ہے۔ جو خدا کو تنہا
انکا پیدا کرنیوالا نہین جانتے۔ اورون کو اسکا شریک گردانتے ہین۔ انکو سانپ
بچھو کاٹینگے۔ کہ اپنے اس عقیدے کا مزہ چکھین۔ کہ کوئی شے اس نے اکیلے
پیدا نہین کی۔ پھر کہا اہل بہشت غذا کھائینگے اور فضلہ انسے جدا نہوگا۔ فرمایا
انکی غذا لطیف و رقیق ہوگی جس مین ثقل نہوگا۔ بلکہ سا پسینہ آکر خالی ہو جائینگے
اور بھوک لگ جائیگی۔ عرض کی حورین ستر ستر حلّے ایک پر ایک پہنے گین۔
اور مغز استخوان انکا دکھائی دیگا۔ فرمایا یہ انکی منتہاے لطافت و نفاست

وزن اعمال

غذاے اہل بہشت

حوران

بدن و لباس سے ہے۔ جیسا کہ صاف شفاف پانی مین کوئی پیسہ گرا دے
اور وہ نیزہ بھر نیچے سے نظر آئے۔ کہا بہشتیون کو ان کی عیش و عشرت مین
کیا مزہ آئیگا۔ جبکہ انکے عزیز قریب دوست آشنا جو وہان نہونگے یاد آئینگے
اور جانے گے کہ وہ دوزخ مین چلے گئے۔ فرمایا حق تعالے انکی یاد کو انکے
دلون سے محو کردیگا۔ یا انکو امید رہیگی کہ وہ بھی ہمارے پاس آجائینگے۔ یا خیال
ہوگا کہ وہ اعراف مین بین الجنۃ و النار ہین۔

## سوال عمرو بن عبید معتزلی و جواب آن از آنحضرت صلوات اللہ علیہ

شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے بسند خود روایت کی ہے۔ کہ
ایک بار عمرو بن عبید معتزلی حضرتؑ کی خدمت مین داخل ہوا۔ اور پس از سلام
اپنے محل و مقام پر بیٹھکر اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ
الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ الخ پھر کہا مین چاہتا ہون کہ گناہان کبیرہ کو کلام اللہ
سے معلوم کرون۔ حضرت نے تبسم فرماکر اسطرح سے انکا بیان شروع کیا۔ کہ
اکبر کبائر شرک بخدا ہے۔ خدائے تعالے فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ
فَقَدْ حَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ پھر مایوس ہونا رحمت خدا سے بھی گناہان کبیرہ
سے ہے۔ دلالت کرتا ہے۔ اس پر قول حق سبحانہ تعالے اکا وَلَا یَیْئَسُ
مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ نیز ایک گناہ کبیرہ آمن ہے۔ مکر خدا
سے بموجب آیہ وافی ہدایہ وَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ

ایک عقوق والدین ہے۔ بتحقیق کہ عاق والدین کو حق تعالے نے جبّارًا شقیًّا کہا ہے۔ ایک کبیرہ قتل ناحق ہے۔ اسکی نسبت ارشاد ہے۔ فجزاءہ جہنّم خالدًا فیھا کہ بدلا اسکا جہنم ہے۔ کہ ہمیشہ رہیگا اس مین۔ ایک قذف محصنہ یعنی زن شوہردار کو زنا کی تہمت لگانا بھی بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تہمت لگانے والون کی نسبت فرماتا ہے۔ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کہ لعنت کئے گئے ہین وہ دنیا و آخرت مین اور انکے لئے ہے عذاب دردناک۔ ایک مال یتیم کا کھانا ایسے لوگون کے حق مین ارشاد ہے۔ اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا کہ یہ ہے اور بجز اسکے اور کچھ نہین کہ وہ اپنے شکمون مین آتش کو کھاتے ہین۔ اور عنقریب جہنم مین جھونکدئے جاینگے۔ ایک فرار کرنا معرکہ جہاد سے ہے۔ فرمایا حق سبحانہ تعالے نے وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور جو پشت پھیرے انکی جانب سے اس روز سوائے اسکے کہ پھرے وہ لڑائی کی طرف یا واسطہ جا نگیر ہونے درمیان کسی گروہ کے۔ پس پھرا وہ طرف غضب خدا کے اور جائے پناہ اسکی جہنم ہے۔ اور برا ٹھکانا ہے۔ اور کھانا سود کا (مسلمان سے) حسب ارشاد جناب باری اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ

اور سحر اور جادو کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے ولقد علموا
لمن اشتراہ ما لہ فی الآخرۃ من خلاق اور زنا کرنا بموجب قول
خدائے تعالےٰ کے ومن یفعل ذٰلک یلق اثاما ویخلد فیہا مہانا
اور قسم دروغ کھانا دلالت کرتا ہے۔ اس پر قول حق سبحانہ تعالےٰ الذین
یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لہم فی الآخرۃ
اور غل وغش کرنا خرید وفروخت میں بموجب آیہ شریفہ ومن یغلل یات بما
غل یوم القیامۃ اور روکنا اور ندینا زکوٰۃ واجب کا۔ بموجب آیہ فتکویٰ بہا
جباہہم وجنوبہم وظہورہم یعنی داغ دئے جائینگے ساتھ اس سونے
اور چاندی کے انکی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پشتوں پر۔ اور کتمان وپوشیدہ
کرنا شہادت کا بموجب قول حق تعالیٰ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ جو
چھپاوے اور پوشیدہ رکھے اسکو پس گنہگار ہے دل اسکا۔ اور پینا شراب
کا تحقیق کہ حق تعالےٰ نے اس سے ایسا ہی منع کیا ہے جیسا کہ بتوں کے
پوجنے سے۔ اور چھوڑنا نماز ہائے واجب کا دیدہ ودانستہ رسول اللہ نے
فرمایا فقد برء ذمۃ اللہ ورسولہ منہ تحقیق کہ بری ہے ذمہ خدا و
رسول اس سے۔ اور نقض عہد وقطع رحم بموجب قول حق سبحانہ تعالےٰ
لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار کہ ان پر لعنت ہے اور انکے لیے برا گھر ہے راوی
کہتا ہے کہ جب یہ بیان شافی عمرو نے اس بحر علم سے سنا تو روتا جاتا تھا۔ اور

کہتا تھا۔ هَلَكَ مَنْ قَالَ بِرَائِهٖ وَ نَازَعَكُمْ فِي الْفَضْلِ وَ الْعِلْمِ کہ ہلاک ہوا جو قائل ہوا ساتھ رائے کے اور جسنے علم و فضل مین تمہارا مقابلہ کیا نیز کافی مین ہے۔ کہ عمرو بن عبید۔ واصل بن عطا۔ حفص بن سالم مولائے ابن ہبیرہ وغیرہ رؤسائے معتزلہ حضرت صادقؑ کی خدمت مین داخل ہوئے یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ جبکہ بعد قتل ولید شام مین فتنہ و فساد پھیل رہا تھا۔ یہ لوگ کچھ کچھ بولنے اور چق بق کرنے لگے۔ تو حضرت نے فرمایا مین تم سب کے ساتھ کلام نہین کر سکتا اپنے درمیان سے کسی ایک کو جسے مناسب جانو اختیار کرو کہ تمہاری طرف سے گفتگو کرے۔ سب نے عمرو بن عبید کیطرف اشارہ کیا۔ اسنے کلام شروع کیا کہ اہل شام نے اپنے خلیفہ کو مار ڈالا۔ لہذا مسلمانوں کے کام مین ابتری واقع ہوئی۔ ہم چاہتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن پر کہ مرد و بیدار صاحب عقل و مروت ہین۔ مجتمع ہون۔ اور بیعت کرین انکے ساتھ اور عامۂ خلائق کو اسطرف دعوت کرین۔ جو اسکو قبول کرے۔ لَهٗ مَا لَنَا وَ عَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا ہر نفع و نقصان مین ہمارا شریک ہے اور جو مخالفت کرے اس سے بقدم جنگ و جہاد پیش آئین۔ چونکہ تم جیسے اشخاص کا کہ توابع و لواحق رکھتے ہو ایسے امور مین شریک ہونا ضروریات سے ہے۔ لہذا اول تم پر اسکو عرض کرتے ہین۔ اور چاہتے ہین۔ کہ آپ اس مین شرکت فرماوین حضرت نے فرمایا تم سب کا یہی مدعا ہے جو عمرو نے ظاہر کیا کہا ہان پس حضرت

سوال عمرو بن عبید

[illegible]

نے حمد و ثنائے الٰہی ادا کی اور حضرت رسالت پناہ پر درود و سلام بھیجا۔ بعد ازان فرمایا۔ اے عمرو بالفرض اگر تمام اُمّت بلا جنگ و نزاع اجتماع و اتفاق کر کے امر خلافت کو تیرے حوالے کرے کہ تو اپنی خواہش کی موافق جسکو چاہے خلیفہ بناوے تو تو کسکو اس کار کے لیئے اختیار کریگا۔ کہا کسی ایک کو اختیار نہ کرون بلکہ اس کو شورائے مسلمین کیطرف راجع کرون۔ فرمایا تمام مسلمانون عرب۔ عجم قریش وغیر قریش عالم و جاہل کی طرف کہا ہان فرمایا اے عمرو تو ابوبکر و عمر کو دوست رکھتا ہے۔ یا اُنسے برأت و بیزاری چاہتا ہے۔ کہا انکی ساتھ تولا رکھتا اور خلیفہ راشد جانتا ہون فرمایا مگر یہ تیرا عمل انکے خلاف ہوگا۔ کیونکہ عمر نے ابوبکر کے ساتھ بیعت کی تو کسی کے مشورے سے نہیں کی۔ علیٰ ہذا ابوبکر نے جو عمر کو خلیفہ مقرر کیا۔ تو کسی کی بات نہین پوچھی۔ عمر نے اپنے بعد کے لیئے بیشک شورائے مقرر کیا تھا۔ لیکن وہ تیرے اس شورے سے بالکل مختلف تھا۔ کیونکہ اسنے صرف چھ اشخاص کے درمیان اسکو محدود و منحصر فرمایا تھا۔ باقی جملہ انصار و مہاجرین و کافہ مسلین کو علیحدہ رکھا۔ اور ان چھ کے لیئے بھی ایسی وصیت کی کہ امید نہین کہ تو کسی مسلمان کے حق مین ویسی وصیت روا رکھے۔ کہا وہ کیا وصیت تھی۔ فرمایا صُہیب رومی کو مقرر کیا کہ تین روز مسلمانون کو نماز جماعت پڑھائے اس اثنا مین وہ چھ اشخاص باہم مشورہ کر کے ایک کو اپنے درمیان سے خلافت کے لیئے انتخاب کر لین۔ اور جو تین روز گزر جائین اور معاملہ یکسو نہو۔ تو جملہ حضار مہاجرین و انصار کو امر کیا کہ ان چھون

وصیت عمر خلیفۂ ثانی

کو قتل کر ڈالین علیٰ ہذا اگر چار ایک طرف اور دو ایک طرف ہون تو دو قتل کیئے جائین آیا تم اس صورت مین مسلمانون کا خون کرنا جائز جانوگے۔ اسنے کہا نہین فرمایا اسے بھی جانے دو۔ مانا کہ جسے تم خلیفہ بنایا چاہتے ہو اور مجھکو اسکی طرف دعوت کرتے ہو تمام امت بے چون وچرا اس پر متفق ہو جائے۔ تو تمام حلال وحرام کا علم کہان سے لاؤگے۔ یہ کہکر چند مسائل اخذ جزیہ کے کفار سے پھر چند مسائل تقسیم غنائم کے عمرو عبید سے استفسار کیئے جنکے جواب وہ نہ دے سکا اور سوا لا ادری کہنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا حضرتؑ نے کہا خدا سے ڈرو اے لوگو تحقیق کہ مین نے اپنے پدر بزرگوار سے کہ بہترین اہل ارض تھے۔ اور کتاب خدا وسنت رسول اللہ کے سب سے اچھے جاننیوالے تھے سنا ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ سے روایت کرتے تھے کہ جو کوئی لوگون کے درمیان تیغ زنی کرے اور انکو اپنی بیعت کیطرف بلائے حالآنکہ انکے درمیان اس سے بڑھکر عالم ودانا موجود ہو تو خود گمراہ ہے اور ناحق اورون کو ایذا دیتا ہے +

## مناظرات آنحضرتؑ با ابوالعوجاء

کچھ تو اعوجاج اسکی اصل خلقت مین تھا ہی کہ اسپر اسکا نام دلالت کرتا ہے اور کچھ حضرت حسن بصری کی خدمت مین رہکر انکی تلون مزاجی اور زنگار رنگ کے عقیدون سے ایسا بھڑکا۔ اور اثنا اسلام سے متنفر ہوا کہ پھر اسطرف رجوع نہوا یہ شخص دہریت اور بیدینی کے علاوہ مونہہ پھٹ بدزبان بھی انتہا درجہ کا تھا۔ اس سے

کوئی اسکے ساتھ بحث و مناظرے کا روادار نہ تھا۔ اسی تمرّد و انکار کے جوش مین مکہ آیا اور وہان ایک جماعت اپنے امثال و نظرا کی ساتھ لیکر مجلس افادہ جناب صادق مین داخل ہوا۔ اور بولا اے ابوعبداللہ مجالس ادب و لحاظ کی جگہ ہین مگر جس شخص کو سرفہ آئے وہ کھانسے بغیر نہین رہ سکتا۔ آپ مجھے اذن کلام دیتے ہین۔ فرمایا کہ جو کچھ کہ چاہے تو اسنے کہا کب تک یہ لوگ اس زمین کو پاؤن مین روندینگے اور کہان تک ان پتھرون کو اپنا ملجاء و ماوائے بنائینگے۔ اور کتنے عرصے تک پتھرون ڈھیلون کی پرستش کرتے اور شتران رم خوردہ کیطرح انکی گرد گھومتے رہینگے۔ اگر غور کرین تو ان پر منکشف ہو جائے کہ یہ تمام جاہلون نادانون کے افعال ہین تم مسلمانون کے سید و سردار اور بانئے اسلام کے لخت جگر ہو کوئی ٹھکانے کی بات کہو۔ اور کوئی مصلحت ان حرکات کی بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا جو چاہ ضلالت مین گر پڑے اور دیدۂ بصیرت اسکا کور ہو جائے۔ تو حق صریح اسکی نظر مین باطل و قبیح دکھائی دیتا ہے۔ اور شیطان کہ اسکا رفیق و ہمدم ہے اسطرح پر گرداب غوایت مین اسکو ڈھکیلتا ہے۔ کہ پھر سر نہین ابھار سکتا۔ بتحقیق کہ یہ خانۂ خدا ہے کہ وہ سبحانہ اسکے ذریعہ سے اپنے بندون کی بندگی کا امتحان و اختیار کرتا ہے۔ پس اسکی تعظیم کی تاکید اور زیارت کی ترغیب فرمائی ہے۔ اور اسکو محل انبیا و قبلۂ نماز گزاران ٹھہرایا ہے۔ وہ ایک شعبہ ہے۔ اسکی رحمت و رضوان کا اور ذریعۂ بخشش و غفران ہے۔ کہ

یہ عظمت و جلال و استواء کمال بسط زمین سے دو ہزار سال پہلے اسکو خلق فرمایا۔ لازم ہے۔ کہ ہم اس جل شانہ کے حکم کی پیروی کرین اور جیسا اسنے اسکو بنا کیا ویسا ہی سمجھین۔ اس ملحد مردود نے کہا۔ تمنے خدا کا ذکر کیا اور غائب شے پر اپنی کلام کی بنیاد رکھی۔ فرمایا وائے ہو تجھپر کیون کر وہ غائب ہو سکتا ہے ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر اور شہرگ گردن سے قریب تر ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہماری باتین سنتا اور ہمارے اشخاص کو دیکھتا اور دل کی پوشیدہ باتون سے خبردار ہے۔ کہا خدا ہر جگہ حاضر ہے یہ کیسے از زمین مین ہے تو آسمان پر کیونکر گیا اور آسمان پر ہوا تو زمین مین کہان سے آیا۔ فرمایا ایک مکان مین ہو تو وہ اس سے پُر ہو۔ دوسرا خالی۔ یہ صفات مخلوق سے ہے۔ خدائے جلیل الشان عظیم البرہان اس سے بزرگ و برتر ہے۔ کہ کوئی مکان اسے احاطہ کرے۔ یا ایک جگہ ہو تو دوسری اس سے خالی رہے۔ وہ لطیف خبیر ہر مقام مین موجود اور ہر شے کے حال سے واقف و دانا ہے۔ تمام ہوئی روایت احتجاج طبرسی کی۔ اور ارشاد مین ہے

روایت ارشاد

کہ ابن ابی العوجاء۔ ابن طالوت۔ ابن اعمی۔ ابن مقفع وغیرہ چند ملاحدہ زنادقہ ایام حج مین مسجد الحرام مین جمع تھے۔ ایک طرف حضرت صادق اپنے شیعون کے ساتھ حلقۂ درس مین بیٹھے تکرار مسائل و تفسیر قرآن بہ حجت و برہان فرما رہے تھے حضرت کو دیکھکر آتش حسد و کینہ انکے کانون سینہ مین بھڑکی اور ابن ابی العوجاء سے کہا تو دیکھتا ہے کہ کسطرح یہ لوگ اس شخص کے گرد جمع ہین۔ اسکا باعث بجز کثرت علم کے

اور نہین معلوم ہوتا۔ اگر تو اس جماعت کے سامنے اسکو بند و لاجواب کرے۔ اور معتقدون اور مریدون کے روبرو انکے امام کو (نعوذ باللہ منہ) فضیحت و رسوا فرمائے تو بہت بڑا کام تیری ہاتھ سے نکلے۔ پس ابن ابی العوجاء بکمال نخوت و غرور داخل مجلس اقدس ہوکر حلقون کو چیرتا آنحضرت کے نزدیک پہونچا۔ اور اسکے اور آنحضرت کے درمیان وہی سوال جواب ہوئے۔ جو اوپر مذکور ہوئے۔ بعد ازان حضرت نے فرمایا کہ یہ کیسی بڑی دلیل وجود باری تعالی کی ہے کہ اسنے محمد مصطفےٰ ا جیسا برگزیدہ نبی اپنی بندون پر مبعوث فرمایا۔ اگر کوئی شبہ آنحضرت کی نبوت پر رکھتا ہو تو بیان کر کہ اسکو بہ بیان واضح روشن کرون حضرت یہ فرماتے تھے۔ اور ابن ابی العوجاء چون نقش دیوار ساکت بیٹھا تھا۔ آخر وہان سے اٹھا۔ اور اپنے اصحاب اخوان الشیاطین سے جاکر کہا کہ مین تو تمہاری فرمائش کو کھیل سمجھتا تھا۔ مگر واقعی تم نے آتش سوزان مین مجھے جھونک دیا تھا۔ انہون نے کہا خاموش رہ تیرے اس حیران و لاجواب رہجانے نے ہم کو رسوا کیا کوئی ایسا ذلیل و حقیر نہوگا۔ جیسا کہ تو آج اس شخص کے سامنے ہوا۔ اسنے کہا کیسی باتین کرتے ہو۔ مگر نہین جانتے تم کہ یہ کون ہے۔ یہ اسکا فرزند ہے۔ جسنے ان سب (حاضرین حجاج کیطرف اشارہ کیا) کے سر منڈوائے ہین۔ یعنی رسول اللہ کا بیٹا ہے۔

ہشام بن حکم ناقل ہین کہ ابن ابی العوجاء ایک مرتبہ حضرت کی خدمت مین حاضر تھا۔ فرمایا اسے پسر ابی العوجاء تو مصنوع و مخلوق خدا ہے۔ یا غیر مصنوع کہا مین

کسی کا مصنوع نہین فرمایا اگر مصنوع ہوتا تو کیسا ہوتا۔ اسکا کچھ جواب نہ دے
سکا اور شرمسار ہو کر اٹھ گیا۔

نیز۔ ایک مرتبہ آنحضرتؑ نے اسکو فرمایا۔ کہ اگر جو کچھ تو کہتا ہے۔ کہ حشر و نشر حساب
و کتاب بہشت و دوزخ کچھ بھی نہین۔ صحیح ہے تو تو نے بھی نجات پائی۔ اور
ہمارے لئے بھی کوئی وجہ اندیشہ کی نہین اور جو یہ غلط نکلا۔ اور ہمارا عقیدہ درست
رہا تو تیرے واسطے کوئی صورت نجات کی نہ ہوگی۔

نیز۔ حفص بن غیاث کہتا ہے۔ کہ مین سید جعفر جعفرؑ بن محمدؑ باقر کی خدمت مین
حاضر تھا کہ ابن ابی العوجاء زندیق نے کہا کہ تم اس آیہ مین کیا کہتے ہو۔ کُلَّمَا
نَضِجَتْ جُلُوْدُھُم بَدَّلْنَاھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا جب انکی
یعنی اہل جہنم کی کھالین جل جائینگی تو ہم ان کو اور کھالین بدل دینگے۔ جن جلدون
نے معصیت کی تھی وہ جل گئین۔ غیر کا کیا قصور۔ فرمایا غیر وہی پہلی ہونگی۔ صرف
صورت کی الٹا پلٹی سے انکو غیر کہا جیسا کہ خشت خام کو کوئی توڑے تو وہ مٹی
ہو جائیگی۔ پھر اسکو تر کر کے سانچے مین ڈھالنے سے خشت ہوگی۔ ایسا ہی جلدیں
اہل دوزخ کی جلنے کے بعد بحکم خدائے قدیر تر و تازہ ہو جائینگی۔ اور پھر جلائی
جائینگی و علیٰ ہذا۔

نیز اسنے سوال کیا کہ آدمیون کو طرح طرح سے موت آتی ہے۔ کوئی مرض شکم
سے مرتا ہے کوئی سل سے کوئی دق سے۔ اگر ایک مرض موت کے لئے مقرر

ہوجاتا ۔ تو کیا برا تھا۔ فرمایا ایسا ہوتا تو خلائق ایمن اور بیخوف رہتے اس مرض کے حادث ہونے تک اور حق تعالی پسند نہین کرتا کہ کوئی اسکا بندہ کسی وقت موت سے بیخوف رہے۔ ؎ غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمین نفس نفس واپسین بود +

نیز عرض کی کیا باعث ہے۔ کہ دل سبزی کی طرف زیادہ مائل وراغب ہے بہ نسبت کسی دوسری رنگ کے فرمایا دل کو خدا نے سبز پیدا کیا ہے۔ اور ہر شے اپنی ہمجنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ شرح حدیث مین فرماتے ہین کہ دل کا سبز ہونا اشارہ ہے۔ اسکے محل علم و حکمت ہونے اور راز ہار معرفت اس مین کھلنے سے +

## مناظرہ سفیان ثوری با آنحضرتؑ

سفیان ثوری کبراء اہل سنت و بزرگان دین و ائمۂ مجتہدین انکے سے ہین بلکہ کہتے ہین کہ وہ اپنے عہد مین آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اوّل سرآمد علماء عمر خطاب تھے۔ پھر عبد اللہ عباس ہوئے۔ پھر شعبی۔ پھر سفیان ثوری۔ کما فی وفیات الاعیان لابن خلکان ۔ افسوس جو واقعی سرآمد علماء تھے اور عمر خطاب کی راہ دکھانیوالے اور بار بار انکو ہلاکت سے بچانیوالے انکا ذکر تک نہین۔ یہ انتہا کا تعصب نہین تو کیا ہے۔ کہ امیر المومنین کو عمر کی برابر بھی علم نہ تھا۔ استغفر اللہ غرض یہ سفیان بھی حضرت صادق کے خوان علم و معرفت

کے زمرہ رباؤن یعنی آپ کے شاگردون سے شمار ہوتے تھے۔ جیساکہ پہلے
گزرا مگر حب مال وجاہ بُری بلا ہے۔ وہ اپنا جدا رنگ جمانا چاہتے تھے۔ بنابران
آنحضرتؑ کا فروغ نہ دیکھ سکتے تھے حضرت مسجد الحرام مین تشریف رکھتے تھے
اور لباس سفید و باریک بدن اقدس پر تھا کہ سفیان نے آپ کو دیکھکر اپنے
اصحاب سے کہا مین جاتا ہون اور اس شخص کو کہ امام روافض کہلاتا ہے۔ بند اور
لاجواب کرتا ہون۔ یہ کہکر حضرت کی خدمت مین آئے۔ اور عرض کی یا ابن رسول اللہ
کیا ایسے جامہائے بیش قیمت حضرت کے جدا مجد سید المرسلینؐ بھی پہنتے تھے
آپنے جواب معقول اس اعتراض کا یون فرمایا کہ اے سفیان وہ زمانہ مسلمانون
کی رفاہیت و ثروت کا نہ تھا۔ لاجرم حضرت رسول خدا عامہ مسلمانون کی رعایت
فرماتے۔ اور گرانبہا لباس نہین پہنتے تھے۔ اب وہ بات نہین رہی۔ تو اس لباس
کے پہننے مین بھی کوئی مضائقہ نہین۔ نیز مین نے یہ لباس محض برائے اظہار شکر
و امتنان خالق الانس و الجان بنظر ظاہر پہنا ہے۔ اپنی لئی دامن قبا کو اٹھاکر دکھایا کہ
یہ پیرہن خشن (موٹا کرتا بالون کے کپڑے کا بنا ہوا) ہے۔ پھر دست مبارک بڑھاکر سفیان
کا دامن کہ موٹے کپڑے کا تھا اٹھایا اور فرمایا تو نے برخلاف اسکے از روئے ریا خلقت
کے دکھانے کو یہ درشت لباس پہنا ہے۔ اور اسکے نیچے یہ لباس باریک اسائش
بدن کے لیئے پہنا ہے۔ پس سفیان بجائے اسکے کہ حضرتؑ کو بند اور لاجواب کرتے
خود بھرے مجمع مین ذلیل و رسوا ہوئے۔ سچ کہا ہے۔ ؎ با آل نبیؐ ہر کہ در افتاد بر افتاد

حکایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

مثل اسکے ایک حکایت حضرت امام محمد باقرؑ کے عہد مین آنحضرت کے ساتھ گزری ہے۔ جسکو ہم نشاط ناظرین کے غرض سے یہان درج کرتے ہین۔ محمد بن منکدر کہتا ہے۔ کہ ایک بار دیکھا مین نے کہ وہ حضرت دو غلامون کے سہارے عین دوپہر کو تمازت آفتاب کے وقت اپنی کسی باغ کو باغہائے خرما سے تشریف لے جارہے ہین۔ چونکہ آپ جسیم تھے۔ تو بدن اطہر زحمت رفتار سے تمام پسینے پسینے ہورہا تھا۔ مین نے کہا یا ابن رسول اللہؐ بہتر ہوتا کہ یہ زحمت آپ اپنے اوپر گوارا نہ فرماتے۔ اگر حکم خدا (موت) اسوقت آئے۔ حال آنکہ آپ طلب دنیا مین مشغول ہین۔ تو کیسی بُری بات ہے۔ امامؑ نے یہ کلام نا فرجام اسکا سنا تو ٹھہر گئے اور دست مبارک اپنے غلامون کے شانون سے اٹھا کر فرمایا یا ابن منکدر۔ اگر حکم خدا اسوقت پہونچے تو کچھ مضائقہ نہین۔ کیونکہ اسوقت مین ایک عبادت مین عبادات خدا سے مصروف ہون جاتا ہون کہ اپنے تئین اور اپنی عیال کو تجھ جیسے لئیمون کے پاس سوال کرنے سے بچاؤن۔ طلب معاش بقدر ضرورت عبادت خدا ہے۔ اس مین مشغول ہونا طلب دنیا نہین۔ پھر فرمایا خوف کا مقام اسوقت تھا جبکہ کسی معصیت مین مبتلا ہوتا۔ ابن منکدر نے یہ سنا تو کہا یرحمک اللہ مین آیا تھا۔ کہ آپکو نصیحت کرون۔ مگر تم نے مجھے نصیحت کی۔ مؤلف کہتا ہے۔ کہ حدیث سفیان کے جناب صادقؑ سے معترض ہو کر خفت اٹھانے کی کتب شیعہ مین متواتر سے ہے۔ کہ بطرق متعددہ منتشرہ وارد ہوئی ہے۔ بعض روایات مین ہے۔ کہ حضرت

نے فرمایا اے سفیان مین نے باوجود اس حال کے کہ تو دیکھتا ہے کبھی صبح سے
شام اور شام سے صبح نہین کی کہ کوئی حق حقوق خدا سے میرے ذمے باقی ہو۔ یا
جو مال میرے پاس ہو اسکو اسکے مصرف مین خرچ نہ کیا ہو۔ اور بعض کتب مین ہے
کہ ایک جماعت زہاد وریائی کی کہ ترک دنیا کے پردے مین طالب دنیا تھے۔ اس واقعہ
کے بعد حضرت ع کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی سفیان آپکا جواب نہ دے سکا
ہم اسکی اور اپنی طرف سے آپ سے محاججہ کرنے آئے ہین۔ کیا زہد و ترک دنیا آپ
کے نزدیک مذموم ہے۔ حالانکہ حق تعالی بعض اصحاب پیغمبر کی اس پر مدح
وثنا کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کہ وہ
غیرون کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہین۔ گو خود ان پر تنگی و گرسنگی ہو۔ نیز فرمایا وَيُطْعِمُونَ
الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا کہ کھانا
دیتے ہین اور اطعام کرتے ہین وہ دوستی خدا مین مسکین و یتیم و اسیر کو۔ حضرت نے
فرمایا کہ یہ آیتین ہم اہلبیت کے شان مین نازل ہوئین اور ہمارا ہی بیان حال ان
مین مقصود ہے۔ تم لوگ ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ قرآن کو نہین پہچانتے۔ اسلیے
گمراہ ہوتے ہو۔ سنو اور سمجھو کہ جنکے حق مین یہ آیات نازل ہوئین۔ انکو ایسا کرنا حلال
و مباح تھا۔ اور اس پر ماجور و مثاب بثواب بحساب ہوئے۔ مگر حق تعالی نے مومنون
کے حال پر رحم و شفقت کرکے تاکہ انکو اور انکی عیال کو ضرر نہ پہونچے۔ انکا حکم
منسوخ فرمادیا۔ کیونکہ ان مین کم سن بچے اور ضعیف و ناتوان بوڑھے اور عاجز

عورتین ہین۔ اگر ایک روٹی جسکے سوا اور کچھ پاس نہو۔ خیرات کردین۔ تو یہ امر انکی
ہلاکت کا باعث ہوگا۔ اسی واسطے حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ جسکے پاس پانچ
دانے خرما یا پانچ درہم یا مثلاً پانچ روٹیان ہی ہون۔ وہ انکو خرچ کرنا چاہے۔ تو چاہئے
کہ ایک اسمین سے اپنی مان باپ کو دے۔ دوسری اپنی اور اپنی عیال پر اتفاق کرے
تیسری سے محتاج اقرباء و رشتہ داران کی خبر لے۔ چوتھی کو پریشان ہمسایون کو
بخشے۔ پانچوین کو راہ خدا مین خیرات کرے۔ یہ پانچوان مقام ان پہلے چارون کی
نسبت پست رتبہ و کم ثواب ہوگا۔ نیز ایک مرد انصاری کے پاس چار پانچ لونڈی
غلام تھے۔ انکے سوا اسکی ملکیت مین کوئی اور شے نتھی مرتے وقت ان سب
کو آزاد کردیا اور اپنے صغیر السن بچون کے واسطے کچھ نچھوڑا حضرت رسول خدا
نے یہ سنا تو فرمایا وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچون کو چھوڑ گیا کہ بھیک مانگین اگر مین
پہلے سے یہ جانتا تو اسکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہونے دیتا۔ نیز حق تعالے
فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا
یعنی ایسے لوگون کی مدح کرتا ہے۔ کہ اتفاق مین اسراف اور تقصیر کو راہ نہین دیتے
اور درمیانی راستہ اختیار کرتے ہین۔ پس دیکھو اتم نے کہ جس امر کی تم مدح کرتے ہو
اور اسکے ترک کو عیب و قابل مذمت گنتے ہو حق تعالی نے اسکا نام اسراف رکھا
ہے۔ اور چند مقام پر فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ خدا دوست نہین
رکھتا۔ اسراف کنندون کو۔ اور حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت مین چند

اشخاص ہین۔ کہ انکی دعا قبول نہین ہوتی۔ ایک وہ کہ والدین کو نفرین کرین۔ اور بد عادے۔ دوسرے جو اپنا مال کسی کو بطور قرض یا بطرز دیگر کہ ارادہ اسکے واپس لینے کا رکھتا ہو دیوے اور وثیقہ نہ لکھوائے اور کسی کو گواہ نہ کرے اور گیرندہ مال اسکو نہ دے اور یہ اسکے لئے بدعا کرے۔ تیسرے جو اپنے عورت کو لعن ونفرین کرے۔ حال آنکہ حق تعالی نے اسکے طلاق دینے اور علیحدہ کرنیکا اختیار دیا ہے چوتھے جو گھر مین بیٹھے رہے اور تلاش معاش نہ کرے اور حق تعالی سے رزق حلال طلب کرے تو وہ سبحانہ اسکے جواب مین ارشاد فرماتا ہے۔ آیا مین تجھے ہاتھ پاؤن ودیگر اعضا وجوارح نہین بخشے۔ اور راہین طلب معاش کی تیرے واسطے کشادہ نہین کین۔ پانچوین جسکو حق سبحانہ بہت مال عنایت کرے اور وہ بیحساب بخشش مین لٹاکر مفلس قلاش ہوجائے۔ اور خدا سے دعا کرے کہ مجھے روزی عطا کر۔ حق تعالی فرماتا ہے۔ کہ مین نے تجھے مال کثیر نہین دیا تھا۔ باوجودیکہ منع کیا تھا۔ مگر تو نے اسراف وفضول خرچی کی۔ نیز پیغمبر خدا کے پاس کسی قدر طلا آیا تھا۔ آپنے نہ چاہا کہ رات سے صبح ہو اور قلیل وکثیر کچھ اس سے آپ کے پاس باقی رہے۔ اسلیئے تمام کو خیرات کردیا۔ دوسرے روز ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ کچھ پاس نہ تھا کہ اسکو دین سائل نے ابرام واصرار کیا حضرت ازبسکہ رقیق القلب ورحیم تھے ملول ہوئے۔ حق تعالی نے آنحضرت کو تادیب وتفہیم کیا اور فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

چند اشخاص کی دعا قبول نہین ہو[تی]

فَتَقۡعُدَ مَلُومًا مَّحۡسُورًا یعنی نہ ایسا ہو کہ اپنے ہاتھوں کو گردن مین باندھ
لے کہ کوڑی کسی کو نہ دے۔ اور نہ بالکل انکو کھول دے۔ کہ ملامت کردہ و مغموم
بیٹھے۔ پھر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیات و احادیث کہ ایک دوسرے
کی تصدیق و تائید کرتی ہین۔ آیا ان افعال کے ناسخ ہین جن سے تم تمسک کرتے
ہو یا نہ۔ اور اسکے ابوبکر جنکو تم صدیق کہتے ہو۔ باوجودیکہ حق تعالی نے ثلث
مال کا اختیار مریض مرنے والے کو دیا ہے۔ مگر انہون نے اپنے مال سے ایک
چہارم کی وصیت کی۔ اور کہا یہ بھی زیادہ ہے۔ اگر ثلث کو بہتر جانتے تو اسکی وصیت
کرتے بلکہ اگر تمام کا خیرات کر دینا حق تعالی کے نزدیک اچھا ہوتا۔ تو ثلث کی حد نہ
لگائی جاتی اور زائد از ثلث سے سلب اختیار نہ ہوتا۔ علی ہذا سلمان فارسیؓ باوجود
اس فقر و قناعت کے جب انکا حصۂ عطایا برآمد ہوتا۔ تو اس مین سے قوت سالیانہ
نکال لیتے باقی کو تصدق فرماتے بعض کم خرد کوتہ اندیش معترض ہوئے کہ
اے ابوعبداللہ آپ باوجود اس زہد و تقوے کے یہ کیا کرتے ہین۔ کیا تمکو سال
بھر زندہ رہنے کا یقین ہے۔ جو سال کی خوراک رکھ چھوڑتے ہو۔ فرمایا اگر تم میرے
دوست ہو تو کس لئے میری حیات کی امید نہین کرتے۔ اور کیون مرنے کے
احتمال کو ترجیح دیتے ہو۔ اے نادانو تم نہین جانتے کہ جب آدمی کے پاس سال
بھر کا گزارہ موجود ہوتا ہے۔ تو وہ دنیا و آخرت کے کام مین دل جمعی سے مصروف
رہتا ہے۔ اور خالی ہاتھ ہمیشہ پریشان حال ہوتا ہے۔ کوئی کام دنیوی و اخروی

حال سلمان فارسیؓ

اس سے اچھی طرح سے نہین ہو سکتا ہے خداوند روزی بحق مشتغل +
پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ پھر آپنے فرمایا۔ ابوذر رضی کو دیکھو کہ با وصف اس فقیری
و گوشہ نشینی کے محض تہیدست رہنا گوارا نہ تھا۔ چند شتر و گوسفند رکھ چھوڑے
تھے۔ جنکو اپنی عیال اور مہمانون پر انفاق کرتے تھے۔ اور اعراب قرب وجوار
سے جسکو فقیر و محتاج پاتے اسکے ساتھ مواسات فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ
شتر یا گوسفند ذبح کیا ہے۔ اور اسکا گوشت تمام پر تقسیم فرمایا اور اتنا ہی حصہ
اپنے لئے رہنے دیا۔ حال آنکہ یہ وہ لوگ ہین جنکا زہد و تقویٰ ایسا ثابت ہے کسی
کو گنجائش شک و شبہ کی اس مین نہین۔ اور حضرت رسول اللہ نے بھی انکی مدح
و ثنا کی ہے۔ اس پر کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ کچھ انکے پاس نہ ہو۔ یا جو کچھ پاس ہو
اسے دیکر نادار محض ہو جائین۔ جیسا کہ تم لوگون کو بنانا چاہتے ہو نیز تم کو معلوم ہے
کہ مین نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے۔ اور انہون نے اپنے آباء طاہرین سے
روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اگر مومن کا بدن مقراضون سے
ریزہ ریزہ کیا جائے۔ تب بھی اسکے لئے مصلحت ہے۔ اور اگر بادشاہی روئے
زمین کی اسے دیدی جائے۔ وہ بھی مصلحت ہے۔ حق تعالیٰ جو کچھ بندۂ مومن کے
حق مین اصلح جانتا ہے عمل مین لاتا ہے۔ پھر فرمایا آیا کافی ہے تم کو جو کچھ کہ مین نے
بیان کیا۔ یا کچھ اور کہون۔ سنو حق تعالیٰ نے اول مومنون پر فرض کیا کہ اپنے سے
دس گونہ کفار کے ساتھ جہاد کرین پھر ان پر رحم فرمایا اور اس تعداد مین تخفیف کی

ابوذر غفاری رضی

یعنی دوگونہ کے ساتھ جہاد پر مامور فرمایا۔ پس اس آخری تخفیف نے اول حکم
کو منسوخ کردیا۔ نیز اگر کوئی عورت قاضی کے پاس استغاثہ کرے کہ میرا شوہر مجھے نفقہ
نہین دیتا اور قاضی حکم کرے شوہر کو نفقہ دینے کا ہرچند وہ عذر کرے کہ مین
زاہد ہون کوئی شے مال دنیا سے اپنی پاس نہین رکھتا وہ اسکا عذر نہ سنے اور
مجبور کرے اسکے تئین۔ تو وہ قاضی تمہارے نزدیک ظالم ستمگار ہے یا عادل
دیندار اگر کہو کہ ظالم ہے تو مسلمان تم کو ظالم کہینگے اور جو عادل کہو گے تو یہ تمہارے
رائے کے برخلاف ہے۔ دیگر یہ کہ اگر تمام عالم زاہد تارک الدنیا ہو جائے اور
کوئی دوسری کی مال کی پروا نہ کرے تو یہ صدقات و خیرات کہ حق تعالی نے
فرض و مستحب کئے ہین۔ اور اسقدر ثواب ہائے عظیم ان پر مقرر فرمائے
یعنی زکوٰۃ۔ کفارات۔ نذرین۔ خیرات۔ سونا چاندی۔ خرما۔ مویز۔ گندم بشتر گاو
گوسفند وغیرہ کس کو دین اور کہان سے انکے مستحق پیدا کرین۔ پس درحقیقت
تم نے کتاب خدا و سنت رسول خدا کو نہین سمجھا اور بباعث اپنی کوتہ نظری کے
کنہ حقیقت اسکی کو نہین پہونچے۔ نہ اسکے ناسخ و منسوخ کو جانا اور نہ امر و نہی مین
تمیز کی۔ دیگر یہ کہ تم کو معلوم ہے کہ سلیمان بن داؤدؑ پیغمبر خدا تھے۔ انہون نے
خدائے تعالے سے ایسی بادشاہی چاہی جو کسی کو نہ ملی ہو۔ اور حق تعالے نے
دعا انکی قبول کی اور ویسی ہی بادشاہی ان کو عنایت فرمائی۔ کسی نے اس پر اعتراض
نہ کیا۔ ایسے ہی انکے باپ داؤدؑ بادشاہ تھے۔ اور یوسفؑ پیغمبر نے مصر مین کہا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ پروردگارا مجھکو خزانہائے روئے زمین پر مسلط فرما۔ چنانچہ وہ عزیز مصر ہو گئے۔ علیٰ ہذا سکندر ذوالقرنین خدا کے پیارے بندے تھے۔ اور اسباب سلطنت انکے لئے آمادہ و حکومت شرق و غرب انکو عطا ہوئی۔ تاہم کسی نے انکو ملامت نہ کی۔ پس اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور آداب الٰہی سے متادب ہو۔ اور اسکے امر و نہی پر کاربند ہو۔ اور جس امر کو نہ جانو اور تم پر مشتبہ ہو اسکو اسکے اہل کے لئے چھوڑ دو۔ تاکہ خدا کے نزدیک معذور رہو اور ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ قرآنی کا علم حاصل کرو اور حلال و حرام مین تمیز کرو۔ کہ اہل علم جاہلون کی نسبت کم ہین وفوق کل ذی علم علیم۔

## حکایت دلچسپ

حکایت روٹی و انار چرانی والے کی

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے جد امجد حضرت جعفر صادق سے تفسیر آیہ کریمہ اِھْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مین منقول ہے کہ مراد اس سے یہ ہے۔ کہ ہم حق تعالیٰ سے دعا کرین کہ پروردگارا راہ راست و درست ہم کو ہدایت کر تاکہ تیری سچی اور واقعی متابعت کرین۔ اور نتیجہ ہوا و ہوس مین ہم کو گرفتار نہ کر مثل اس شخص کی جسکی نسبت ہم نے سنا کہ عوام اسکی بہت توقیر کرتے ہین پس ہم نے چاہا کہ اسکو اس طریق سے دیکھین کہ وہ ہم کو نہچانے تاکہ محل و مرتبہ اس کے علم و دانش کا ہم کو تحقیق ہو۔ اتفاقاً ایک روز ہمین مل گیا۔ ایک جم غفیر اراذل و اوباش و عامہ ناس کا اسوقت اسکے گرد جمع تھا۔ ہم ذرا علیحدہ اس سے کھڑے

ہو گیے۔ اور اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا۔ اور آنکھین کھلی رکھین پس دیکھا ہم نے کہ وہ مرد اُسنے خلاف کرتا ہے۔ اور نزاع و تکرار اُنکے باہم ہو رہا ہے پس بیک ناگاہ اُسنے جدا ہو کر ایک سمت کو چل دیا اور وہ مجمع متفرق ہو گیا حضور فرماتے ہین۔ کہ مین بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا تاکہ دیکھون کہان جاتا اور کیا کرتا ہے۔ تھوڑی دور جا کو ایک نان بائی کی دوکان پر ٹھہرا اور اُسے غافل پا کر دو روٹیان دوکان سے اُڑالین اور بغل مین داب کر آگے بڑھا۔ مین نے اپنے دل مین کہا شاید اس نان بائی کے ساتھ کوئی معاملہ اسکا ہو کہ ہم کو معلوم نہ ہو۔ آگے جا کر ایک کنجڑے کی دکان پر ٹھٹکا۔ اسنے ذرا ہی پشت موڑی تھی۔ کہ اس مرد نے دو انار اسکے اچک لیئے۔ اور آگے چلا۔ اب تو مجھے گمان غالب ہو گیا کہ یہ دزد عیار پیشہ ہے۔ نہین تو اس طرح دوکاندار کی آنکھ بچا کر چیز اٹھانے اور چھپانے کے کیا معنے غرض مین اسکی ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ تا اینکہ ایک غریب بیمار کے پاس پہونچا اور وہ دو انار اور روٹیان اسکو دیدی اور خود آگے چلا۔ چلتے چلتے بیرون شہر ایک مقام پر پہونچکر ٹھہرا اسوقت مین نے نزدیک جا کر کہا اے بندۂ خدا مین نے تیری بہت تعریف سنی تھی۔ اسلیئے تیرے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ بارے آج تجھے دیکھا تو عجیب امر تجھسے مشاہدہ کیا۔ جسنے مجھے حیرت و فکرت مین ڈالا۔ پس روٹیون اور انارون کے چرانے اور مریض محتاج کو دینے کے حکایت بیان کی اسنے کہا قبل اسکے کہ اس سوال کا جواب تجھے دون یہ تو بتا کہ تو کون ہے۔ مین نے

کہا۔ ایک مرد ہون امت محمدیہ سے۔ کہا کس قبیلہ سے۔ مین نے کہا اہل بیت رسول خدا
سے۔ پوچھا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ کہا اسی مدینہ کا۔ کہا شاید جعفر بن محمدؑ تو ہی
ہے۔ مین نے کہا ہان۔ اسنے کہا تو یہ شرافت نسب تمہارے کس کام کی ہے جبکہ
تم اپنے آباء و اجداد کے علوم سے اسقدر نابلد ہو۔ مین نے کہا کونسے علم سے
نابلد ہون۔ کہا قرآن شریف سے جو تمہارے جد امجد پر نازل ہوا۔ کہا کیونکر قرآن
سے نابلد ہون۔ کہا تم کو معلوم نہین کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا جو شخص
ایک نیکی کرتا ہے۔ اسکو دس گونہ ثواب ملتا ہے۔ اور جس سے ایک گناہ سرزد
ہوتا ہے۔ تو ایک ہی بدلا پاتا ہے۔ مین نے دو روٹیان چرائین تو دو گناہ کیے اور
دو انار اٹھائے تو دو اور گناہ ہوئے۔ پس یہ چار گناہ کل مجھسے ہوئے۔ اور جب
ان چارون چیزون کو راہ خدا مین خیرات کر دیا تو چہل حسنے حاصل ہوئے پس چالیس حسنے چار گناہون کے مقابل
سمجھ لو پھر بھی چھتیس ۳۶ خالص نیکیان میرے لیئے باقی رہین۔ حضرت فرماتے ہین
کہ مین نے یہ کلام اسکا سنا تو کمال تعجب ہوا اسکی فقہ و بصیرت پر اور کہا ثَكِلَتْكَ
اُمُّكَ (تیری مان تیرا ماتم کرے) تو ہی ہے جاہل قرآن مجید سے مگر نہین سنا تو
نے قول حق سبحانہ کا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ قبول نہین کرتا اللہ نیکی
کو مگر پرہیزگارون سے جب تو نے دو روٹیان چرائین تو دو گناہ کیئے۔ دو انار
لیئے تو دو گناہ اور صادر ہوئے۔ اور جب ان چارون کو خیرات کیا تو چار اور معصیتین

تجھسے سرزد ہوین کہ مال غیر مین تصرف کیا پس یہ آٹھ خالص معصیتین تونے
کین۔ بغیر اسکے کہ کوئی حسنہ بجالایا ہو۔ اس پہ نزاع و مکابرہ کرتے لگا مین نے اسکو
وہین چھوڑا اور مراجعت کی۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ یہی حال ہے اکثر اہل دنیا
کا اسوقت بھی کہ بہت سی بدیون کے بعد ایک نیکی کرتے ہین یعنی لیسا اوقات بدی ہی
کو ذریعہ نیکی کا گردانتے ہین اور اسپر فخر و استکبار کرتے ہین۔ مثلاً کسب مال مین
کچھ لحاظ حرام و حلال کا نہین رکھتے۔ پھر اس سے امور خیر صدقات نذر و نیاز
حج وغیرہ عمل مین لاتے ہین۔ اور نہین جانتے کہ جب اصل ہی اس مال کی نجس
و ناپاک ہے تو جو عمل خیر اس سے ہوگا وہ کیونکر محمود و مطہر ہوسکتا ہے ع بر پاک
نآید ز تخم پلید۔ اور یہ ایسا ہے کہ جیسا امیر معاویہ نے شام مین اپنے مال سے
کہ مال مسلمانان مین خیانت کرکے جمع کیا تھا مسجد بنانی شروع کی حضرت
امیر المومنین کو یہ معلوم ہوا تو انکو لکھا کہ مین نے سنا ہے[له] کہ تو مال حرام سے مسجد
بناتا ہے۔ پس ہرگز توفیق الٰہی تیری شامل حال نہ ہوگی اور اسکی مثال ایسی ہوگی
جیسے کہ ایک زن زانیہ مسماۃ زمنان نے اپنی زنا کی کمائی سے ایک مطعم اکھانیکا
لنگرخانہ جاری کیا تھا وہ خائن متصدق کے لئے ایک مثال ہوگیا۔ حضرت رسول خدا
نے یہ سنا تو فرمایا لک الویل لا تزنی ولا تتصدقی یعنی وبال اور عذاب ہو تجھ پر

له اشعار یہ ہین ۔ سمعتک تبنی مسجداً من خیانة * وانت بحمد الله غیر موفق * کمطعمة الایتام
من کسب فرجها * بحملنا و للغائث المتصدق * فقال لها اهل البصیرة والتقی * لک الویل لا تزنی

نہ تو زنا کرنہ خیرات دے+

## مکالمات و مناظرات بالو حنیفہ نعمان بن ثابت

مسند ابو حنیفہ سے منقول ہے۔ کہ حسن بن زیاد نے کہا کسی نے ابو حنیفہ سے پوچھا
کہ تم نے سب سے زیادہ فقیہ دنیا مین کس کو پایا کہا جعفرؑ بن محمدؑ کو جس زمانے مین
حسب الطلب منصور کوفہ مین تشریف لائے۔ تو حیرہ مین فروکش تھے۔ کہ منصور نے
مجھے بلا کر کہا کہ اے ابو حنیفہ دیکھتے ہو کہ یہ لوگ کس طرح اس شخص پر مفتون ہین چند
مشکل اور دقیق مسئلے تیار کرو تا کہ ان سے استفسار کرو مین نے مختلف مسائل
انتخاب کر رکھے۔ پس منصور کا آدمی مجھکو بلانے آیا۔ گیا تو دیکھا۔ کہ حضرت صادقؑ
اسکی دہنی طرف تشریف رکھتے ہین آپ کو دیکھکر ایسا رعب مجھپر چھایا کہ کبھی منصور
کا بھی نہین ہوا تھا پس سلام کیا مین نے منصور نے اشارہ بیٹھنے کا کیا۔ اور
حضرت کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ ابو حنیفہ ہے۔ فرمایا مین جانتا ہون پھر مجھسے
کہا اے ابو حنیفہ اپنی مسائل ابو عبد اللہ سے دریافت کرو مین ایک ایک مسئلہ پوچھتا
تھا اور وہ حضرت جواب مین فرماتے تھے۔ کہ تمہارا اس مین یہ قول ہے۔ اور اہل
مدینہ کا یہ قول اور ہم یہ کہتے ہین کبھی انکا فتوے ہماری موافق ہوتا۔ کبھی اہل مدینہ
کے۔ کبھی دونو کے خلاف۔ یہان تک کہ کل چالیسون مسئلون کے جواب ارشاد فرمائے
پس ابو حنیفہ نے کہا اعلم وافقہ وہی ہے کہ مسائل سے معہ انکے اختلافات کے
باخبر ہو۔ انتہی۔ یہ روایت جامع مسانید ابو حنیفہ تالیف ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی

سنی کی ہے۔ جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام صاحب نے باقرار خود بارادۂ بند ولا جواب کرنے امام بحق ناطق جعفر صادقؑ مسائل مشکلہ آنحضرت سے پوچھنے کو مہیا کیئے۔ اور اس پر بھی بس نہ کی کے منصور مخذول کی حضور مین انکو حضرت کے سامنے پیش کیا۔ مولوی شبلی امام صاحب کو آنحضرتؑ کا شاگرد بتلاتے ہین۔ اور شاہ عبد العزیز تحفہ مین فرماتے ہین۔ کہ ابو حنیفہ بصحبت وخدمت حضرت صادقؑ افتخار مینمود و کلمہ لولا السنتان لھلک النعمان (اگر دو سال آنحضرت کی خدمت نہ کرتا تو نعمان ہلاک ہوگیا تھا) از وے مشہور ست انتہی گیا شاگردون اور صحبت پر فخر کرنیوالے خادمون کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے مخدومون اور استادون کو لوگون کی نظرون مین خوار و خفیف کرنا چاہین۔ اور اعتقاد مردم کو ان کی طرف سے ہٹائین۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے محمد بن سائب کلبی سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت صادقؑ عراق مین تشریف لائے۔ تو ابو حنیفہ نے حاضر حضرت ہو کر بہت سے مسائل آنحضرتؑ سے دریافت کیئے۔ از انجملہ ایک یہ بھی سوال تھا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا معروف وہ معروف ہے کہ زمین مین اور آسمان کے اوپر معروف ہے وہ ذات خاص حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہے پس امر بالمعروف سے مراد لوگون کو آنحضرت کی مودت اور ولایت کا امر کرنا ہے۔ جیسا کہ منکر سے دشمنان آنحضرتؑ جنہون نے آپ کا حق غصب

کیا۔ اور غیر لوگون کو گردنون پر سوار کیا مقصود ہین۔ نہی عن المنکران سے خلقت کو روکنا اور برأت و بیزاری کرانا۔ عرض کی نہی عن المنکر یہ نہین کہ کسی کو برائی مین مشغول دیکھے اس سے مانع آوے فرمایا نہین وہ صرف ایک نیک کام ہے جسے آدمی بجالائے۔ پھر عرض کی آیہ شریفہ ولتسئلن یومئذٍ عن النعیم مین کون سی نعمات مقصود ہین جن سے بروز قیامت سوال ہوگا۔ فرمایا تم کون نعمتین مراد لیتے ہو۔ کہا یہی صحت بدن قوت اعضا اکل و شرب وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا اگر حق تعالےٰ ہر ایک کھانے پینے کا حساب لے تو عرصۂ دراز اسکے لیئے درکار ہو۔ عرض کی پھر آپ فرمائیے کہ کون نعمات یہان مقصود ہین۔ ارشاد کیا نعماتِ خدا جنسے وہ جل شانہ سوال کریگا۔ ہم ہین جن کے ذریعہ سے حق تعالےٰ نے خلائق کو ضلالت و گمراہی سے نجات دی۔ اور کوری جہالت کو دور کیا اور نور ہدایت القا فرمایا۔ **روایت ہے** کہ ابو حنیفہ حضرت کی خدمت مین داخل ہوئے تو فرمایا اے ابو حنیفہ مین نے سنا ہے کہ تو مسائل شرعی مین قیاس کرتا ہے۔ کہا ہان۔ فرمایا اسکو ترک کر کیونکہ سب سے پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس لعین ہے۔ جبکہ حق تعالےٰ نے سجدہ آدمؑ پر مامور کیا تو اسنے کہا خلقتنی من نارٍ وخلقتہٗ من طینٍ کیونکر مین آدمؑ کو سجدہ کرون حالانکہ تو نے اسکو مٹی سے پیدا کیا ہے اور مجھکو آگ سے۔ پس حضرتؑ نے فرمایا کہ اسنے آگ اور مٹی مین قیاس کیا اور نورانیت آدمؑ و نور آتش کا اندازہ نہ کیا اگر یہ اندازہ کرتا تو نور و نار کا

فرق اس پر آشکار ہو جاتا۔ کہ کسقدر ایک دوسرے سے نفاست وصفائی مین زیادہ ہے۔ نیز ایک مرتبہ امام صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ تو پوچھا کون ہے عرض کی ابوحنیفہ فرمایا ابوحنیفہ مفتی اہل عراق عرض کی نعم۔ فرمایا کس شے کی رو سے فتوے دیتا ہے۔ کہا بروئے کلام اللہ فرمایا کلام اللہ کو جانتا اور اسکے محکم متشابہ وناسخ ومنسوخ سے واقف ہے۔ کہا ہان جانتا ہون۔ فرمایا حق تعالے ارشاد کرتا ہے۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيْرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ مقرر کیا ہے ہمنے اس مین چلنے پھرنے کو راتون اور دنون کو امن واطمینان کے ساتھ یہ کون سی جگہ ہے۔ کہا مکہ اور مدینہ کے درمیان کا راستہ۔ آپنے حاضرین مجلس کی طرف خطاب کرکے کہا تم لوگ مابین مکہ ومدینہ سفر کرتے ہو آیا آپ وہان جان ومال کا خطرہ نہین۔ سب نے کہا کیونکر خطرہ نہین بلکثیر جان سے مارے جاتے ہین۔ اور مال لٹ جاتے ہین۔ فرمایا اے ابوحنیفہ قول خدا لغو اور باطل نہین ہوتا۔ پھر فرمایا۔ خبر دو مجھے قول حق سبحانہ تعالےٰ سے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا کہ جو اس مین داخل ہوا امن مین ہوگیا وہ کیا مکان ہے جس مین جاکر آدمی امان مین ہو جاتا ہے۔ کہا بیت اللہ الحرام۔ حضرت نے پھر حاضرین سے خطاب کیا۔ تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیر وسعید بن جبیر اس مین داخل ہوئے اور انکو امن نملا سب نے کہا یہ بالکل درست ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ فرمایا اے ابوحنیفہ کلام آلہی بیہودہ نہین ہوتا۔ ابوحنیفہ نے کہا مین کتاب خدا سے

آگاہ نہین احکام مین قیاس کرتا ہون اور بروئے قیاس فتوے دیتا ہون فرمایا
تمہاری قیاس کی رو سے قتل سخت وشدید ہے یا زنا کہا قتل فرمایا قتل دو
گواہون سے ازروئے شرع ثابت ہوتا ہے۔ اور زنا کے واسطے چار گواہ درکار
ہین۔ پھر فرمایا نماز ضروری ہے یا روزہ۔ کہا نماز۔ فرمایا زن حائض کو حکم ہے۔
کہ روزے کو قضا کرے۔ اور نماز کی قضا واجب نہین۔ پھر فرمایا ازروے قیاس
منی زیادہ نجس ہے یا پیشاب عرض کی پیشاب فرمایا منی کے واسطے غسل کی
ضرورت ہے پیشاب کو صرف دھوڈالنا کافی ہے۔ پھر فرمایا عورت زیادہ ضعیف
ہے یا مرد کہا عورت۔ فرمایا عورت کے لئے میراث مین ایک سہم مقرر ہوا ہے۔ مرد
کے واسطے دو۔ ابوحنیفہ نے کہا مین قیاس کا پابند نہین اپنی عقل ورای کی
موافق کام کرتا ہون۔ فرمایا اے ابوحنیفہ تمہاری اس مقدمے مین کیا راے ہے۔
کہ ایک شخص کے غلام تہا۔ اسنے اپنا نکاح کیا اور اپنی ساتھ ہی غلام کا بھی نکاح
کردیا۔ چنانچہ دونو ایک ہی شب اپنی اپنی بیویون سے ہم بستر ہوئے۔ پھر وہ سفر مین
چلے گئے۔ عورتین باہم رہینا کچھ عرصے بعد اسنے دو لڑکے پیدا ہوئے بعد ازان
عورتین ایک مکان کی چھت گرنے سے دب کر مرگئین دونو لڑکے موجود ہین مگر
یہ معلوم نہین کہ کون ان مین سے مالک کا ہے اور کونسا مملوک کا۔ کہا مین تنہا حدود و
تعزیرات کو جانتا ہون فرمایا ایک اندہے نے دو آنکھون والے کی ایک آنکھ پھوڑ
دی اور مقطوع الید نے صحیح کا ہاتھ توڑ ڈالا۔ تو ان پر حد کیونکر جاری کی جائیگی۔

کہا مین بعثت ہائے انبیاء کو جانتا ہون اور کچھ معلوم نہین۔ فرمایا حق تعالے نے
موسٰی و ہارون کو فرعون پر مبعوث کیا تو کہا لعلہ یتذکر او یخشی شاید وہ متذکر
ہو اور ڈرے۔ لعل زبان عرب مین حرف شک ہے مگر خدا کا کسی امر مین
شک و شبہ کرنا کیسا امام صاحب نے زچ ہو کر کہا مین کچھ نہین جانتا۔ فرمایا تو نے
پہلے کہا مین قرآن کا جاننیوالا ہون اسکی موافق فتوے دیتا ہون دریافت کرنیسے
معلوم ہوا کہ مطلق اسکو نہین جانتا۔ پھر کہا قیاس کرتا ہون حال آنکہ اول من قاس
ابلیس ہے دین اسلام کی بنیاد قیاس پر نہین رکھی گئی۔ پھر کہا اہل الرای ہون۔
اور رای صرف رسول اللہؐ کی صواب تھی اورون کی رای مین احتمال خطا ہے
چنانچہ حق تعالے نے آنحضرت کو فرمایا فاحکم بینہم بما اراک اللہ یعنی حکم کر
انکے درمیان بموجب اسکے کہ خدائے تعالے تیری رای مین لایا۔ پھر تو نے کہا
کہ حدود و تعزیرات سے باخبر ہون اور علم حدود و تعزیرات کا ٹھیک ٹھیک
اسی کو ہے جس پر کہ وہ نازل ہوئے ہین۔ پھر مباعث انبیا کے جاننے کا دعوے
کیا اور یہ علم بھی کما حقہ انبیا اور انکے اوصیا کو ہونا چاہیئے۔ مجھکو اگر یہ اندیشہ نہ
ہوتا کہ لوگ کہینگے کہ فرزند رسول اللہؐ کے پاس گیا اور انہون نے کچھ نہ پوچھا۔ تو
البتہ مین تجھسے کسی قسم کا سوال نہ کرتا۔ اب جو تیرا جی چاہے کراو۔ قیاس و رای
کی موافق جس طرح خوشی خاطر ہو حکم فرما۔ امام صاحب نے کھسیانا ہو کر کہا مین
عہد کرتا ہون۔ کہ آئندہ کسی مسئلہ شرعی مین رای و قیاس کو دخل ندونگا۔ فرمایا یہ

ہو نہین سکتا حُبّ جاہ و ریاست تجھے ہرگز باز نہ رہنے دیگی۔ جیسا کہ اگلون کو نہین رہنے دیا ہے

ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا اے ابو حنیفہ اس مقدمے مین کیا کہتے ہو۔ کہ کچھ لوگ سقف چاہنے کے گر جانے سے دب کر مر گئے۔ دو طفل صغیران سے زندہ رہے ایک آزاد ہے ایک مملوک مگر معلوم نہین کہ کونسا انسے مالک ہے کونسا مملوک۔ انہون نے کہا دونو کو نصف آزاد اور نصف مملوک جانکر آدھا آدھا مال دینگے۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہین بلکہ قرعہ ڈالینگے جسکے نام کا قرعہ نکلے وہ آزاد ہے اور دوسرے کو آزاد کر کے اسکے موالی سے قرار دینگے۔ مگر ابو حنیفہ اس کے کب ماننے والے تھے۔ وہ تو قرعہ کو جو حضرت رسول خدا کا معمول یہ تھا۔ قمار فرماتے تھے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے مروی ہے۔ کہ ایک روز آپ حضرت صادق ع کے ساتھ کھانا کھانے مین شریک تھے فارغ ہوئے تو حضرت ع نے فرمایا الحمد للہ رب العالمین خداوندا یہ کھانا تیرے اور تیرے نبی کی طرف سے ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا اے ابو عبد اللہ تم خدا کا شریک و سہیم قرار دیتے ہو۔ فرمایا وائے ہو تجھپر مگر نہین سنا تو نے قول حق سبحانہ کا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ اور نہین کینہ کیا انہون نے مگر یہ کہ بے نیاز کر دیا انکو اللہ اور اسکے رسول نے اپنی فضل سے اور اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ اور اگر راضی

ہوتے وہ اس چیز پر کہ دی ہے انکو اللہ اور رسول نے اور کہتے ہین کافی ہے ہمارے لئے خدا عنقریب دیگا ہم کو خدا اپنی فضل سے اور رسول اسکا تحقیق کہ ہم خدا کی طرف رغبت کرنیوالے ہین۔ ابو حنیفہ نے کہا قسم خدا کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ دونو آیتین مین نے کبھی پہلے نہیں سنی تھین۔ فرمایا مقرر تو نے سنی اور پڑھی ہین مگر تو ان لوگون سے ہے جنکے حق مین خدا تعالے فرماتا ہے۔ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یا انکے دلون پر اسکے قفل لگے ہوئے ہین۔ اور فرماتا ہے۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ہرگز نہین بلکہ زنگ باندھا ہے ان کے دلون پر اس چیز نے کہ وہ کرتے رہے ہین۔

نیز حضرت ابو حنیفہ نے ایک مرتبہ در دولت پر حاضر ہو کر اندر آنیکی اجازت چاہی آپنے ندی۔ تو بیرون در بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر مین ایک گروہ شعیان عراق کا حاضر ہوا انکو اجازت ملی تو امام صاحب بھی انکی ساتھ ہی اندر چلے آئے۔ اور قریب آنحضرتؑ کے بیٹھکر کہا یا ابن رسول اللہ مین کوفہ مین دس ہزار آدمیون سے زیادہ ایسے چھوڑکر آیا ہون جو اصحاب رسول اللہ کو سب وشتم کرتے ہین۔ اگر آپ انکو کہلا بھیجین تو اس حرکت زبون سے باز رہین۔ آپنے فرمایا کون کسی کا کہنا مانتا ہے جو وہ میرا کہنا مانینگے۔ عرض کی البتہ آپ کا کہنا مانینگے۔ آپ مطاع و مقبول القول ہین۔ کیونکہ فرزند رسول ہین کون ہے جو آپ کے کہنے پر عمل نہ کرے۔ فرمایا ایک تو یہ ہے کہ میرا کہنا نہین مانتا۔ مین نے منع کیا تھا تجھ کو اندر آنے سے باوجود اسکے

تو اندر چلا آیا اور بلا میری رضامندی کے کلام کرتا ہے۔ ابو حنیفہ خجل ہوکر خاموش ہو گئے۔ لطیفہ۔ قاضی ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات الاعیان مین نقل کیا ہے۔ کہ حضرت صادقؑ نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ تم اس مُحرِم کے بارے مین کیا کہتے ہو۔ جسنے رباعیہ (چوکا دانتون کا) ہرن کا توڑ ڈالا ہو۔ کہا یا ابن رسُول اللہ مجھ کو تو معلوم نہین۔ کہ اسکا کیا کفارہ ہے۔ حضرت نے فرمایا تم اپنے تئین بڑا عالم جانتے ہوا۔ اور آج تک اتنا معلوم نہین ہوا۔ کہ ہرن کے چار دانت نہین ہوتے اسکے ہمیشہ دو دانت ہوتے ہین +

لطیفہ

حضرت ابو حنیفہ نے جناب صادقؑ کی حیات مین امام موسیٰ کاظمؑ کی صغیر سنی مین انسے متعرض ہوکر جو خفت اٹھائی اسے بھی نشاط ناظرین کے لیئے یہان نقل کرتے ہین۔ بحار مین روایت ہے۔ کہ ایک روز امام صاحب حضرت کی دہلیز مین بانتظار اذن باریابی بیٹھے تھے کہ امام موسےٰ کاظمؑ کہ اسوقت کم سن بچے تھے کھیلتے کھیلتے وہان آنکلے۔ ابو حنیفہ نے پوچھا صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے فرمایا موسےٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؐ۔ عرض کی اگر کوئی مسافر تمہارے اس شہر مین وارد ہو۔ تو اپنی حاجت ضروری کہان رفع کرے۔ آپنے فرمایا کنارہ ہائے انہار و زیر درختان میوہ دار سے پرہیز کرے صحنہائے مساجد و شارع عام سے بچے۔ پس دیوار یا زیر چادر اپنے تئین مستور کرے۔ روبقبلہ و پشت بقبلہ نہ ہو۔ پھر جہان چاہے رفع حاجت کرے یعنی آپنے تمام امور واجب و حرام و مکروہ و مستحب بیت الخلا

تعرض ابو حنیفہ بہ امام موسیٰ کاظمؑ

[illegible]

جاننے کے بیان فرما دئے۔ ابو حنیفہ نے یہ سنا تو حیران رہ گئے۔ اور بدانست خود ایک وقیق مسئلے کیطرف رجوع کر کے کہا ممن المعصیۃ یعنی یہ غور دار معصیت کس سے سرزد ہوتی ہے۔ فرمایا اگر خدا خود بندہ کے ہاتھ سے گناہ کرائے تو یہ کمال ناانصافی ہے۔ کہ پھر اس گناہ پر اسکو عذاب کرے۔ اور جو بندے اور خدا کی شرکت سے صدور اس فعل کا فرض کرین تب بھی ٹھیک نہین۔ کیونکہ فعل اس صورت مین شریک قوی کی طرف منسوب ہوگا۔ بس سزاوار نہین۔ کہ شریک قوی شریک ضعیف کو اس پر عذاب کرے۔ پس کوئی صورت نہین بجز اسکے کہ کہین کہ گناہ بندے سے اسکی قدرت و اختیار سے ہوتا ہے۔ اور وہی اسکا ذمہ دار ہے۔ ابو حنیفہ نے یہ سنا تو واپس چلے گئے۔ اور اس روز اسی فیضیابی پر قناعت کی۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ مذہب حقہ یہی ہے۔ کہ خیر و شر جس پر نفع و ضرر آخرت موقوف و منحصر ہے۔ بندے کی طرف سے ہے صرف توفیق و خذلان خدائے منان کی طرف سے القا ہوتا ہے مگر حضرت ابو حنیفہ نے آخر تک اسکے سمجھنے کی توفیق نہ پائی۔ وہ یہی کہتے رہے۔ کہ جو کچھ کرتا ہے حق سبحانہ کرتا ہے۔ اور صریح ظلم کو اس جل شانہ کی طرف منسوب کرتے رہے۔ چنانچہ اشاعرہ اہل سنت کا اول سے یہی قول ہے۔ اور وَالقدرُ خیرہٖ وَ شرّہٖ مِنَ اللہ الخ کا وظیفہ انکی ورد زبان۔ سعدی شیرازی بھی انکی مذاق پر فرماتے ہین۔ ؎ خدایا بغفلت شکستیم عہد چہ زور آورد با قضا دست جہد

چہ برخیزد از دست تدبیر ما + ہمین نکتہ بس عذر تقصیر ما + ہمہ ہرچہ کردم تو برہم زدی + چہ قوت کند با خدائے خودی + نہ من سر ز حکمت بدر مے برم + کہ حکمت چنین مے رود بر سرم - اس مقام پر ہم کو وہ نہایت لطیف و پر معنی صحبت کہ بہلول دانا و امام ابو حنیفہ کے درمیان گذری یاد آگئی - جسکی اسجگہ ذکر کئے بغیر ہم نہین رہ سکتے وہی ہذہ امام صاحب اپنے مقتدیون کے درمیان بیٹھے وعظ و پند کر رہے تھے کہ بہلول دانا وہان سے گزرے - آپنے ایک ڈھیلا مٹی کا اٹھا کر اس زور سے امام صاحب کے لگایا - بیٹھا گئے اور عند المواخذہ فرمایا کہ ابو حنیفہ کہتے تھے - کہ مین حضرت صادقؑ سے تین مسئلون مین اختلاف کرتا ہون ایک یہ کہ حق تعالے کا دیدار نہین ہو سکتا - مین کہتا ہون کہ ممکن نہین کہ جو شے موجود ہو نظر نہ آئے - تو جو درد و تکلیف اس ڈھیلے کے لگنے سے انکو ہوا ہے اسکو دکھائین - نیز انہون نے کہا کہ دوم یہ قول انکا کہ شیطان کو بروز قیامت آتش جہنم سے عذاب کرینگے مین نہین مانتا جبکہ شیطان آگ کا بنا ہوا ہے - تو اسکو آگ سے کیا عذاب ہوگا - بموجب اسکے انکو کہ مٹی سے بنے ہوئے ہین ڈھیلے سے کچھ تکلیف نہین ہو سکتی - تیسرے اس قول حضرت صادقؑ کی کہ نیک و بد کاموں مین بندہ کو دخل ہے - بڑے زور سے تردید کرتے تھے - اور کہتے تھے کہ فاعل جملہ امور کا حق تعالے ہے - اگر یہ قول انکا درست ہے - تو میری کس بات کی شکایت اور کاہیکو مجھسے مواخذہ کرتے ہین - مین نے کوئی ڈھیلا ویلا انکے نہین مارا جو کچھ کیا

حکایت لطیفہ

خدا نے کیا۔ ابو حنیفہ مونہہ دیکھتے رہ گئے۔ اور بہلول ویسے ہی اپنی مصنوعی جنون کے گھوڑے پر سوار وہان سے چلدئے۔

نیز ایک مرتبہ آپنے عرض کی کہ مین موسےٰ کاظمؑ کو دیکھا۔ کہ نماز پڑھ رہے ہین اور لوگ انکے سامنے سے گزرتے ہین۔ وہ انکو منع نہین کرتے۔ نمازی کے آگے چلنا پھرنا تو اچھا نہین۔ حضرت نے امام موسےٰؑ کو بلایا۔ کہ ابو حنیفہ تمہاری شکایت کرتے ہین کہ نماز پڑھتے ہو اور آگے سے گزرنیوالون کو نہین روکتے۔ عرض کی اے پدر مین اس خدائے بے نیاز کے آگے کھڑا ہوا راز کہ رہا تھا۔ جو ان لوگون کی نسبت مجھسے نزدیک تر ہے۔ خود فرماتا ہے۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم آدمی سے شہرگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہین۔ پھر مجھے کسی کے آنے جانے سے کیا اندیشہ۔ درحقیقت نمازی کے آگے سے گزرنا جو مکروہ سمجھا گیا ہے۔ تو اسی لئے کہ باعث انتشار طبع ہو کر حضور قلب مین خلل انداز ہو۔ جو ہمہ تن محو یاد الٰہی اور استغراق کی حالت رکھتا ہو۔ اسکے نزدیک کسی کا آگے آنا نہ آنا برابر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ جواب سنکر جناب صادقؑ نے اپنے لخت جگر کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ فدا ہوں تجھپر تو مُودعِ اسرار و رازدار کردگار ہے۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ حضرت ابو حنیفہ کا ائمہ معصومین اور انکی اولاد طاہرین سے الزام اٹھانا تو کوئی بڑی بات نہین آپنے تو آنحضرات عالیات کے بساط بوسون و حاشیہ نشینون اعنی بہت سے مصاحبون خانہ زادون

سے الزام اٹھائے ہین ۔ اصحاب آنجناب نے جو انکو بار ہا بند و لاجواب کیا اسکا ذکر آگے آتا ہے۔ یہان جو ایک غلام نے غلامان جعفری علیہ السلام سے حضرت کو خفیف کیا اسکا ذکر کرتا ہون۔ بحار مین شیخ شہید علیہ الرحمہ کی ہاتھ کی لکھی ہوئی روایت اسطرح پر نقل ہوئی ہے۔ کہ ابو حنیفہ نے کہا مجھکو منا مین حلاق یعنی نائی کی ضرورت تھی ایک حجام ملا اسکے آگے سر کھول کر بیٹھا۔ اسنے کہا رو بقبلہ ہو اور جانب راست سر کو میری طرف کرو اور بسم اللہ کہو۔ ابو حنیفہ کہتے ہین۔ کہ یہ تین باتین حلق سر مین اس حلاق سے مجھے معلوم ہوین جو آگے معلوم نہ تھین اس سے پوچھا تو آزاد ہے۔ یا کسی کا مملوک کہا غلام ہون جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام کا وا تاا قول افسوس کہ یہ روایت بھی غاصبون کی دست برد غصب سے نہین بچی۔ تاریخ ابن خلکان مین اس حلاق کو عطاء ابن ابی رباح کا شاگرد بتایا ہے ۔ اور روایت کو یون نون مرچ لگایا ہے۔ کہ امام صاحب نے کہا مجھکو مناسک حج مین اس حجام نے پانچ باتین بتائین۔ اوّل سر منڈائی کی اجرت چکانے لگا۔ تو اسنے کہا مناسک حج مین یہ اشتراط جائز نہین پھر تین امور مذکورہ بالا ذکر کئے۔ مگر بجائے بسم اللہ کے یہان اللہ اکبر کہلوایا اور آخر حجامت تک اسکے تکرار کرتے رہنے کا امر کیا ہے پانچوین حجامت کی فراغت کے بعد حضرت امام اعظم سے اس حجام نے دو رکعت نماز پڑھوائی ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرات کو گوارا نہوا کہ یہ فضیلت حضرت صادق علیہ السلام کے لئے ثابت ہو۔ اسلئے عطاء کے سر تھوپی۔ بہرکیف علماء اہل سنت کو

اس حکایت پر اسقدر جوش آیا کہ انکے قلم سے بے اختیار یہ کلمات نکل پڑے
فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ واصحابہ فی المناسک وغیرہا
کیف یقلد فی احکام اللہ فی المواریث والفرائض والصلوٰۃ والزکوٰۃ
وامور الاسلام انتہی کہ جو شخص ایسا ہو کہ اسکے پاس مناسک
حج وغیرہ مناسک سے سنتین رسول اللہؐ اور انکے اصحاب کی اسقدر بھی ہنون
جتنی کہ اس حجام کو معلوم تھین تو کیونکر احکام خدا میراث نماز زکوٰۃ وغیرہ امور اسلام
مین اسکی تقلید کیجائے۔ یہ قول حمیدی کا ہے۔ کہ بقول محمد بن اسمعیل بخاری
امام حدیث تھا اور بقول حاکم ابو عبداللہ وہ حجاز مین ایسا تھا جیسا کہ عراق مین
امام احمد بن حنبل۔ اور خود بخاری ہی نے یہ قول اس سے نقل کیا ہے۔ مولوی
شبلی صاحب اس واقعہ کو امام صاحب کی ابتدائی زمانہ کا واقعہ خیال کرتے
ہین مگر امام الحدیث حمیدی کا علم مولوی صاحب کے علم سے بہت بڑھا ہوا
تھا۔ اگر انکو اسکے ابتدائی ہونیکا وہم بھی ہوتا۔ تو اس بیباکی سے انکی ہتک

سلہ یہ عطاء ابن ابی رباح ہین جو اسطرح آسمان پر چڑھایا ہے۔ ہر چند ابو حنیفہ فہری کا چیدہ زادہ ہے مگر بزرگان فقہا
اور امامان و پیشوایان اہلسنت سے ہے۔ حتیٰ کہ خلفاء بنی امیہ نے ایک زمانے مین منادی کرادی تھی کہ اسکے سوا
کوئی فتوی نہ دینے پائے۔ چنانچہ اسیکا فتوی رائج تھا۔ مگر ابن خلکان نے اس حجۃ الاسلام کے حال مین یہ بھی لکھا
ہے۔ کہ وہ باجازت مالکان کنیزون سے جواز جماع کا فتوی ہی نہین دیتا تھا۔ بلکہ اپنی کنیزین اپنے مہمانون کے پاس انکی
حاجت روائی کیلئے بھیجتا تھا اصل عبارت ابن خلکان کی یہ ہے۔ نقل اصحابنا عن من هبه انه كان
يرى اباحة وطی الجواری باذن اربابهن وحکی انه کان یبعثها ـ عبارت اصحابنا ـ یہ مذہب نقل کیا ہے۔
اسکے نزدیک کنیزون کے ساتھ باجازت انکے مالکوں کے جماع کرنا روا تھا بلکہ مروی ہے کہ وہ اپنی لونڈیون کو مہمانون کے پاس بھیجتا

حرمت نہ کرتے۔

## مزید حالات جناب ابو حنیفہ

آپ ۸۰ھ ہجری یعنی عین سال ولادت حضرت صادق آل محمدؐ مین - یا تین سال
قبل آنحضرت کے پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ مین آپ کے دو سال بعد وفات پائی
پس اس حساب سے وہ آنحضرتؑ کے مدۃ العمر کے رفیق ہین - بلکہ دو یا پانچ
سال علی اختلاف الاقوال آپ سے زیادہ دنیا مین رہنے کا فخر خاص رکھتے
ہین - نیز چونکہ وہ اپنے قیاسی مسائل سے تازہ شریعت ایجاد کرکے اس فکر مین
تھے - کہ مسلمانون کے فقہ و احکام کا روز قیامت تک کے لئے ٹھیکہ لے لین
اسلئے جیسا کہ عام اہل جماعت کی رائے کو اپنا گرویدہ بنانے کے درپے تھے
ویسا ہی حقیقی امام بانی اسلام کے قائمقام کے ساتھ انکا مقابلہ و مجادلہ پیش
آنا ایک قدرتی و ضروری امر تھا چنانچہ انہون نے سرمو اس مین کوتاہی نہین
فرمائی - اور اس مین ذرا شک نہین کہ حکام وقت کی طرف سے بھی انکو اس
خصوص مین ترغیب و تحریص ہوتی رہی - تا اینکہ وہ حضرت صادق آل محمدؐ کے
فریق مخالف و مدمقابل بن گئے - نظر بر این امور انکے حالات کو آنحضرتؑ کی تاریخ
سے بہت کچھ لگاؤ ہے - اسلئے اگر ان کے مزید حالات سے اس جگہ تعرض کیا
جاوے تو کوئی نامناسب بات نہین مثل مشہور ہے تعرف الاشیاء باضدادھا

مخفی نہ رہے۔ کہ انکا نام نعمان بن ثابت بن زوطائی کابلی ہے مگر ابن خلکان
نے لکھا ہے۔ کہ زوطی کی نسبت مین اختلاف ہے۔ بعض کابل سے بعض بابل
و دیگر انبار دیگر نسا و دیگر ترمذ سے اسکو منسوب کرتے ہین پس جسکے محل سکونت
ہی کا ٹھکانا نہو۔ اسکے آبا و اجداد کا کیا پتا۔ بہر کیف زوطی مذکور بنی تیم اللہ بن ثعلبہ
کا زرخرید غلام تھا۔ جسے بعد کو انہون نے آزاد بھی کر دیا تھا۔ کہتے ہین۔ کہ پدر ابو حنیفہ
مسلمان ہونیکے بعد اس سے وجود مین آئے۔ خود حضرت ابو حنیفہ کو اس ننگ
غلامی سے آخر تک عار نہ تھا۔ چنانچہ کوئی امتناع و انکار انسے ظاہر نہین ہوا۔ نہ
انکے بیٹے حماد بن نعمان نے کبھی اس بارے مین لب کشائی کی۔ مگر انکے پوتے
اسمعیل بن حماد کو پستی نسب سے شرم آئی۔ انہون نے اپنا نسب نامہ یون پڑھا
کہ مین ہون اسمعیل پسر حماد بن بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور مرزبان
اہل فارس سے ایک مرد آزاد تھا۔ قسم خدا کی کہ ننگ غلامی نے کبھی اس سلسلہ کو
مس نہین کیا۔ یہ نہایت عجیب بات ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی
عمر بھر کبھی سیادت کا دعوے نہین کیا نہ انکے باپ جنگ دوست نے حسینی
سید بننے کی کوشش کی۔ نہ بیٹے بیٹیوں سے کسی کے مونہہ پر یہ لفظ آیا۔ اول جس
نے اسکا ادعا کیا وہ قاضی نصر بن ابی بکر بن عبد القادر انکے پوتے ہین۔ کما قر
غرض میان اسمعیل نے اپنی رجز خوانی یہین تک ختم نہین کی۔ عبارت سابق
کے آگے فرماتے ہین۔ کہ ثابت بن نعمان پدر ابو حنیفہ صغر سنی مین حضرت امیر المومنین

علیؑ ابن ابی طالب کے پاس گئے اور آنحضرتؐ نے انکے اور انکی اولاد کے حق مین دعائے خیر و برکت فرمائی ہم کو امید ہے کہ وہ دعا انکی ہمارے حق مین مستجاب ہوئی۔ دیکھو اپنی غرض کو اپنی بزرگی و برتری جتانے کو کس طرح اس شخص نے حضرت امیرؑ کے ساتھ صلح کرلی کہ آپ کی ایک سرسری دعا کا اپنے حق مین پشتون تک کے لئے موثر ہونا قبول کرتا ہے۔ اگر بجائے اسکے کوئی خاص فضیلت آپ کی ذات سے متعلق ہوتی تو اسکے ماننے مین سو سو طرح کی حجّتین نکالتے ۔ اور جب تک ویسی یا اس سے بڑھکر کوئی فضیلت خلفائ سابق کے لئے نہ ثابت کرلیتے کبھی اسکو قبول نہ کرتے۔ بعد ازان امام صاحب کے پوتے اور غضب ڈھاتے اور تہمت کا طوفان یہ اٹھاتے ہین کہ انکے دادا کے دادا نعمان بن مرزبان یعنی ایک فرضی شخص نے حضرت امیرالمومنینؑ کے واسطے بروز نوروز فالودہ تحفۃً بھیجا تھا جسکو کھاکر وہ حضرت اسقدر خوش ہوئے کہ ارشاد کیا مھرجونا کل یوم ہم کو ہر روز ایسا ہی فالودہ بھیجا کرو۔ چہ خوش حضرت امیرؑ اور اس فرضی شخص کا بھیجا ہوا فالودہ کھانا۔ اور اس پر یہ کہنا کہ ہر روز ہم کو ایسا فالودہ بھیجا کرو۔ ذرا مونہہ دھو رکھیئے۔ بالجملہ حضرت ابوحنیفہ حسب تصریح ابن خلکان خزازی کا کام کرتے تھے یعنی پارچہ خز (ایک جانور کا نام ہے اسکی پشم سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی خز کہتے ہین) کی فروخت کیا کرتے تھے۔ اس سے حضرت خلیفہ اوّل ساتھ انکی کمال مجانست و مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی

پارچہ فروشی کرتے تھے۔ پس دونو بزرگ ہم پیشہ تھے۔ وہ بزاز تھے تو یہ خزاز
کیون نہ ہو وہ خلیفہ اوّل تھے تو یہ امام اعظم۔ روایت ہے کہ آپ نے خواب مین
دیکھا تھا کہ قبر مبارک حضرت رسولؐ خدا کو نبش کر کے استخوان مبارک نکال
لئے ہین۔ یہ دیکھکر کمال ترسان و لرزان خواب سے بیدار ہوئے۔ مگر ابن سیرین
نے یہ کہکر انکی تسلی کردی۔ کہ صاحب اس خواب کا علم بنہایت حاصل کریگا
مگر یہ نری طفل تسلی تھی۔ قبر مبارک کو اودھیڑنے اور ہڈیان نکالنے کو علم سے
کیا نسبت اسکی تو صاف تعبیر یہ ہے۔ کہ ابو حنیفہ آنحضرت کی شرع شریف کو کہ
عالم مین شائع اور قلوب مین مرتکز ہے۔ اکھاڑ پھینکے اور اپنی تازہ قیاسی شریعت
جہان مین پھیلائینگے۔ چنانچہ انکی تاریخ سے ظاہر ہے۔ اور ایک طرح ابن سیرین
بیچارہ نے بھی درست کہا کہ وہ ایسا علم حاصل کرینگے۔ جو انسے پہلے کسی نے
نہین حاصل کیا ہوگا۔ کیونکہ اصل عبارت اسکی یہ ہے۔ صاحب هٰذه الرؤیاء
یثور علمًا لم یسبق الیه احد یعنی انہین انوکھا علم حاصل ہوگا جو پہلے
کسی کو نہ ہوا تھا۔ وہ وہی انکی خود رائے اور قیاسی فقہ تھی۔ اب ذرا امام صاحب
کے دیگر علوم چھوڑ کر علم فقہ اختیار کرنیکی داستان بھی خود انکے بیان لطافت
عنوان سے سنئے اور آپ کی زیرکی اور مآل اندیشی کی داد دیجئے۔ فرماتے ہین
ابتدا مین جبکہ علوم کو باعتبار انکے فوائد و عواقب کے جانچنے لگا۔ تو اول مین نے
کہا علم القران حاصل کرون اور اسکو حفظ کرلون۔ تو کیا فائدہ اس سے مجھے ہوگا

کہا گیا کہ بجز اسکے کہ ملا بنکر مسجد مین بیٹھو۔ اور طفلان خورد سال کو اسکی تعلیم دو اور اس مین کیا دھرا ہے۔ اس مین بھی اگر کوئی لڑکا حفظ قرآن مین تم سے بڑھکر یا تمہاری برابر نکل آیا تو تمہاری بزرگی وبڑائی خاک مین مل جائیگی۔ مین نے کہا تو مجھ کو اس علم کی حاجت نہین۔ پھر کہا علم حدیث حاصل کرون اور اس مین کمال بہم پہونچاؤن جواب ملا پیر و ناتوان ہو جاؤگے تو کچھ لڑکے اور جوان تمہارے گرد حدیث سننے کو جمع ہونگے۔ اسوقت نقل حدیث مین کوئی خطا ہوئی۔ تو جھوٹے کذاب کا خطاب ملیگا۔ کہ پشتون تک دھوئے نہین دُھلیگا۔ کہا اسے بھی جانیدو اچھا اگر نحو سیکھون کہا اسکا انجام بھی معلمی اطفال ہے۔ کہ دو تین دینار زیادہ سے زیادہ مہینے مین مل رہا کرینگے۔ مین نے کہا دو تین دینار بھی کوئی چیز ہین۔ اسے بھی دور کرو۔ پھر کہا شعر شاعری اختیار کرون اور شاعران زمان پر کوئی سبقت لے جاؤن۔ کہا اسوقت امرا و ملوک کی خوشامدی بھاٹ بنوگے خوش ہوئے اور نقد اسپ و خلعت سے کچھ دیدیا تو فبہا ورنہ انکی ہجو و مذمت لکھوگے۔ اور قذف محصنات (شوہر دار عورتون کو متہم بزنا کرنا) تمہارا کام ہوگا کہا علم کلام کی طرف رجوع ہون کہا مشکل ہے کہ نظر و فکر مین غلطی نہو ایسا ہوا تو کفر و زندقہ کے فتوے دئے جائینگے۔ اور تم گرفتار یا قتل کئے جاؤگے اور اگر شاید سلامت بچ نکلے تو ملوم و مذموم زندگی کرنی ہوگی۔ پھر کہا علم فقہ پڑھون جواب ملا ہان اس مین خلقت تمہاری محتاج ہوگی۔ مسئلے پوچھینگے

فتوے دوگے۔ اور بلا انتظار پیری شہرون مین قاضی ہونے کے لئے بلائے جاؤ گے۔ علم فقہ سے زیادہ کوئی علم نافع نہین۔ پس مین نے یہ جواب پاکر فقہ کو اختیار کیا۔ اور اسکو سیکھنا شروع کردیا۔ اس روایت سے کہ مختصر تاریخ بغداد سے لی گئی ہے۔ خود امام صاحب کے قول کی موافق ظاہر ہے۔ کہ حضرت کی غرض کسب علوم سے محض تحصیل زخارف دنیا وحبّ جاہ ومال تھی قربۃً الی اللہ وہ کوئی علم حاصل کرنا نہین چاہتے تھے۔ نہین تو تفسیر وحدیث جیسے شریف علمون سے کیون اعراض واکراہ فرماتے۔ اب ذرا ان احادیث کو دیکھا جائے۔ جن مین علوم کو بلا قصد قربت محض مرجعیت خلائق کی غرض سے حاصل کرنیکی مذمت آئی ہے۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ امام صاحب اس صورت سے فقہ اختیار کرنے سے کس وعید شدید کے سزاوار ہوئے ہین مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان مین روایت مذکورہ بالا کو بدینوجہ قبول نہین فرماتے۔ کہ وہ مستلزم اسکے ہے۔ کہ دیگر علوم سے آپ بے بہرہ رہے حالانکہ مولوی صاحب کے نزدیک وہ ان مین بھی پایۂ گاہ عالی رکھتے تھے۔ خاکسار کو مولوی صاحب کی اس توجیہ مین بڑا تامل ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس کافی وجوہ اس امر کے باور کرنیکی ہین۔ کہ حضرت امام صاحب علم حدیث مین بہت ہی گرے[1] ہوئے تھے۔ اکثر علماء اہل سنت نے انکو ضعیف الحدیث کہا ہے

[1] محدثین کے دفترمین کہین ابوحنیفہ کا نام نہین اور صحاح ستہ مین انکی روایت کا نشان نہین ملتا حنفیہ جو کہتے ہین

یحیی بن معین کہتے تھے۔ کہ انکی روایت کی ہوئی حدیث کو لکھنا نہین چاہیے
علی بن عبداللہ المدینی استاد بخاری کا قول تھا کہ ابو حنیفہ ضعیف الحدیث ہین
پچاس حدیثین مدۃ العمر مین انہون سنے روایت کین اور تمام مین خطا کی۔ ابو حفص
عمرو بن علی نے کہا ابو حنیفہ حدیث کے حافظ نہ تھے مضطرب الحدیث بلکہ واہی
الحدیث تھے۔ ابو بکر بن ابی داؤد کہتے تھے کہ انسے کل ایک سو پچاس حدیثین
روایت ہوئی ہے۔ نصف مین خطا کی هکذا فی استقصاء الافحام نقلا عن المنتظم لابن الجوزی
یہ حال حدیث کا ہے۔ نحو اور عربیت مین آپ کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ ابن خلکان
نے لکھا ہے۔ کہ ابو حنیفہ مین عربیت کی بڑی کوتاہی تھی۔ انہون نے ایک موقعہ
پر بجائے بابی قبیس کے باباقبیس کہا تھا انتہی۔ یہ ایک ایسی فاش غلطی امام صاحب

۴۰

۴ کہ انہون نے تین سے مشائخ اسے استماع حدیث کیا۔ اور تمام استاد انکے چار ہزار اشخاص تھے۔ یہ حنفیہ کی خانہ سازباتین ہین کوئی انکو مان نہین سکتا۔ اور دل سے تراشی ہوئی باتون کو سنا نہین چاہتا۔ بلکہ خود بعض احناف ان کے قائل نہین انہین اپنی بھائیون کی ایجاد کردہ باتین جانتے ہین۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون حضرمی اپنی کتاب تاریخ عبر فی دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین لکھتے ہین۔ کہ امام صاحب کی روایت کردہ کل سترہ حدیثین ہین زیادہ نہین۔ اور مولوی صدیق حسن خانصاحب جو آجکل بباعث کثرت تصنیف و تالیف کے پہلے علماء پر گوئے سبقت لے گئے ہین۔ اتحاف النبلاء مین لکھتے ہین۔ کہ جمعے از اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے (ابو حنیفہ) در حدیث مزجاۃ (قلیل) است و آنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وے چہار ہزار نفر است محتاج سند است و از ہمین مبالغہا است کہ خطیب و ابن جوزی وغیرہ ہمہ پردہ ہا ازین گردہ (؟). وابو نعیم در حلیۃ الاولیا اورا ذکر نفرمودہ انتہے ملخص از ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین نیز ظفر المبین مین ہے۔ کہ حنفیون نے جب دیکھا کہ دیگر ائمہ کی مسانید موجود ہین۔ ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہین تو ابو المؤید محمود بن محمد خوارزمی نے ۶۶۵ھ ہجری مین پورے پانچسو چھبیس سال بعد وفات ابو حنیفہ ایک کتاب لکھ کر اسکو مسند ابو حنیفہ مشہور کیا۔ جائے غور ہے جس حدیث کا ایک راوی بھی چھوٹا ہو تو وہ مرسل ضعیف کہلاتی ہے۔ یہ جیسے مسند امام کی ہے جسکے راویون کا پانچسو چھبیس سال تک پتہ ندارد ہے کہ کون کون ہے۔ سچ کہا ہے۔ پیران نمے پرند مریدان مے پرانند ۱۲ منہ عفی عنہ

نے کی کہ طفل دبستان بھی اسکے مرتکب نہین ہوتے ہ

نور الابصار فی مناقب النبی وآلہ الاطہار مین ہے۔ کہ ابو حنیفہ منصور کے دربار مین پہونچے۔ تو اسنے پوچھا تمنے کس سے علم حاصل کیا۔ کہا عمر خطاب و علی ابن ابیطالب وعبد اللہ بن عباس سے انکے اپنے اپنے راویون کے ذریعہ سے اور آخر مین یہ بھی کہا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر روئے زمین پر نہ رکھتے تھے۔ یہ امام صاحب نے بڑی ہوشیاری کی کہ یہ باتین بنائین اور عبد اللہ بن مسعود کا کہ بقول انکے مقلدون کے آپ کی تمام فقہیات کا سلسلہ ان تک ختم ہوتا ہے۔ ذکر تک زبان پر نہ لائے غرض اس خوشامد آمیز کلام سے جیساکہ امید تھی منصور خوش ہوگیا۔ اور کہا تو نے اپنا علم مضبوط نبیاد پر قائم کیا ہے۔ بروایتے بہت خوش ہوکر کہا بخ بخ لقد استوثقت العلم شاباس شاباس تیرا علم بڑا پکا ہے۔ اور منصور کے دل مین انکی جگہ ہوگئی۔ چنانچہ پھر جو امام صاحب اسکے پاس گئے تو عیسے بن موسے کہ منصور کا بھتیجا اور منصور کے بعد ہر امر مین جملہ خاندان عباسیہ مین ممتاز تھا۔ اسکے پاس بیٹھا تھا۔ اسکو دکھا کر کہا۔ ھذا عَالِمُ الدُّنْیَا یہ زمانے کا علامہ ہے۔ ظاہرا اسیوقت سے وہ لوگون کو امام صاحب کیطرف رجوع کرنیکی تاکید کرنے لگا تھا۔ پس تذکرۃ الائمہ مین جو لکھا ہے کہ ابو حنیفہ سے جو مسئلہ پوچھتا منصور اسے ایک اشرفی دیتا اور حضرت صادق سے پوچھنے والے پر ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا۔ کما مر سابقا یہ غالبا اسی زمانے کا ذکر ہے

امام صاحب کے بعض نادان ہوا خواہون نے آپ کے فضایل مین ایسی خلاف

امام صاحب کی بے سروپا فضیلتین

واقع باتین تراشی ہین۔ کہ جنکا کہین سر اور پانو نہین ملتا۔ مثلاً آپ ہر شب ہزار
رکعت نماز پڑھتے تھے۔ یا چالیس سال تک عشا کی وضو سے نماز صبح پڑھا کرتے
یا جس مقام پر وفات پائی وہان ستر ہزار قرآن ختم کر چکے تھے۔ یہ ایسی لغو اور بیہودہ
باتین ہین۔ کہ اصل حقیقت سے ذرا جوڑ نہین کھاتین کہان ابو حنیفہ اور کہان یہ
امور آپ تارک الدنیا ہرگز نہین تھے۔ اور اس مین ذرہ برابر بھی شک نہین۔ کہ عام
دنیا دارون کی طرح مال و مرتبہ کے طلبگار عیش و آرام کے خواہان تھے۔ علم فقہ بھی
حاصل کیا تو بقول خود بغرض تحصیل مال وجاہ و بامید رجوع خلائق حاصل کیا تھا
پس ایسی ریاضیات شاقہ نہ انسے ہونیوالی تھین نہ انکا وہ ارادہ رکھتے تھے پھر
نہ معلوم کہ ان غلو اقوال کے بمفاد مدعی سست گواہ چست ان مفتریات کی کون ضرورت
داعی ہوئی مولوی شبلی عشا کی وضو سے صبح کی نماز پڑھنے اور ستر ہزار بار ختم قرآن فرمانیوالی
روایت اور اور چند ایسی ہی روایتین نقل کر کے لکھتے ہین کہ یہ مبالغہ کی رنگ آمیزیان ہین تاریخ
کے اصول سے یہ واقعات ثابت نہین ہوتے نہ انسے کسی شرف پر دلیل لائی جا سکتی ہے تا اینکہ
کہتے ہین کہ امام کی دانشمندی دقیقہ سنجی نکتہ شناسی پر جب نگاہ پڑتی ہے تو ان واقعات پر یقین
کرنا مشکل ہے جو رہبانیت و بے اعتدالی کی حد سے متجاوز ہین انتہی۔ بنا برین صفات مذکورہ
بالا آپ مین ثابت کرنا انکی دانشمندی دقیقہ سنجی نکتہ شناسی پر پانی پھیرنا ہے دوسری
جگہ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مزاج مین تکلف تھا۔ قاقم و سنجاب تک کے جبے پہنتے تھے اور
بعض اوقات نہایت قیمتی چادر و قمیص چار سو درہم تک پہنے ہوتے تھے۔

یہان تک توخیریت ہے۔ مگر آگے بڑھ کر جو ایک حکایت بڑلکا اپنے یہ لکھی ہے
کہ امام صاحب کہین جانیکو تیار تھے۔ نصر بن محمدؐ آگئے انکی چادر مستعار لیکر زیب
تن کی گھر واپس آئے تو اس پر جھنجلائے کہ تمہاری چادر لیکر ناحق مجھ کو شرمندہ ہونا
پڑا یہ تو گندہ ہے۔ حیرت گاہ اولی الابصار ہے۔ کیا اس بزرگوار کا کہ مقتدائے
عالم بنا چاہتا تھا۔ بغیر مانگی کی چادر کے گزارہ نہین ہو سکتا تھا اور کیا برا بھلا
جو کپڑا اسوقت آپ کے پاس موجود تھا۔ بمفوائے کہن خرقۂ خویش پیراستن +
بہ از جامۂ عاریت خواستن۔ اس سے بہتر نہین تھا۔ اور بالفرض تنگے تھے اور
کوئی پارچہ اسوقت موجود نہ تھا۔ اسلیئے مستعار مانگا تو پھر پیچھے کر مالک پر خفا
ہونے کے کیا معنے اگر وہ چادر گندہ تھی تو پہلے ہی کیون نہ واپس کردی۔ کہ
ناحق شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔ اور یہ نہ کھلا کہ وہ شرمندگی کیسی تھی۔ کیا کوئی حضرت
پر معترض ہوا تھا کہ ایسا گھٹیل کپڑا کیون پہنا۔ لطف یہ ہے کہ بقول مولوی صاحب
مالک نے وہ چادر پانچ اشرفی کو خریدی تھی۔ اور بڑا اسکو اس پر ناز تھا۔ مگر امام
صاحب کے نزدیک جو تیس۳۰ دینار کی چادر کا استعمال رکھتے تھے اسکی کیا
حقیقت تھی۔ کہان تھے سفیان ثوری و عباد بصری اسوقت جو حضرت صادق
آل محمدؐ پر کہ اظہاراً لانعم اللہ باریک سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اعتراض
کرنے دوڑے وہ دیکھتے کہ امام اعظم کی یہ صورت انکی اعتراض کے لیئے
موزون تھی۔ یا حضرت صادقؑ کی بالجملہ دعوے ہائے بے سروپا زہد و اتقا کے

اس بزرگوار پر کسی صورت چسپان نہین ہو سکتے ۔
مولوی شبلی صاحب ایک اور عجیب حکایت یوں سناتے ہین۔ کہ امام صاحب کے محلے مین ایک پنہارا شیعہ مذہب رہتا تھا۔ جسکے دو خچر تھے۔ براہ تعصب اسنے ایک کا نام ابوبکر دوسرے کا عمر رکھ چھوڑا تھا۔ اتفاق سے ایک خچر نے لات ماری کہ اسکا سر پھٹ گیا اور اسی صدمہ سے مرگیا۔ امام صاحب نے سنا تو فرمایا دیکھنا اسی خچر نے مارا ہوگا۔ جسکا نام اسنے عمر رکھا تھا دریافت کیا تو واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے ظاہراً یہ حکایت امام صاحب کی ذہانت اور طبّاعی کے ثبوت مین[1] نقل کی ہے۔ کمترین کہتا ہے۔ کہ مانا اس سے امام کی گونہ طبّاعی ثابت ہوئی مگر کیا انکی یہ طبّاعی خلیفہ ثانی کی کمال منقصت پر دال نہین۔ کیا

سلہ نظیر اس ذکاوت و طبّاعی کی ایک اور حکایت ابن جوزی نے کتاب الاذکیاء مین وارد کی ہے۔ اور مولانا مفتی السید محمد عباس طاب ثراہ نے روائح القرآن و مشابہ الاسلام مین اسکو نقل فرمایا ہے۔ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ ایک شخص ایک زن مرفہ الحال صاحب جمال پر عاشق ہوگیا اور اسی پریشانی مین حضرت امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ مین مفلس و تنگدست ہون اگر اہالی عورت اس پر واقف ہونگے تو ہرگز مجھسے اسکے نکاح کرنے پر رضامند نہ ہونگے۔ آپ کوئی تدبیر فرماوین۔ امام صاحب نے کہا تو اپنا احلیل بارہ ہزار درہم پر میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ کہا نہین فرمایا تو جا اور انکو کہ کہ ابو حنیفہ میرے حال سے واقف ہین۔ پس اس نے شادی کی درخواست کی تو وہان سے یہی جواب ملا کہ تم کو کوئی پہچانتا بھی ہے۔ کہا ہان ابو حنیفہ نعمان بن ثابت خوب جانتے ہین۔ آپ کے پاس پوچھنے کو آئے۔ تو فرمایا البتہ مین اسقدر جانتا ہون کہ ایک شے میرے پاس بیچنے کو لایا تھا۔ مین بارہ ہزار درہم دیتا رہا فروخت نہ کی واپس لے گیا انکو یقین ہوگیا کہ وہ آسودہ حال ہے۔ فوراً نکاح پڑھا دیا۔ لیکن زوجہ کو اپنے شوہر کی تنگدستی اور اسپر اسکا انفعال دریافت ہوا تو کہا کچھ فکر نہ کرو ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ بھی تیرا ہی مال ہے ہمکو مال درکار نہین۔ پھر ایک روز زیور و لباس سے آراستہ ہو کر امام صاحب کے گھر گئی اور کہا مین ایک آفت مین مبتلا ہون کہ بجز تمہارے کوئی مجھ اس سے رہائی نہین دے سکتا یہی شخص لاکر گلی کے سرے پر رہتا ہے۔ مین اسکی بیٹی ہون عمر ہونے آئی وہ بھلا آدمی میرا نکاح نہین کرتا۔ جو درخواست کرتا ہے اسے کہدیتا ہے کہ میری لڑکی کانڑی کنجی

اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ خلیفہ صاحب کے نام سے اگر کسی جانور کو
بھی موسوم کرین تو اس مین بھی شرارت بدخوئی۔ نافرمانی۔ ایذارسانی محسن
کشی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ایسی طبّاعی کے نقل سے کیا فائدہ*

## بعضے از مسائل امام ابو حنیفہ

اب ہم حضرت کی قیاسی شریعت کے بعض مسائل نقل کرتے ہین۔ جسنے
شریعت حقہ محمدیہ کے چول چول ہلا دی۔ سب سے اول واعلے شے اسلام
مین نماز ہے۔ ؎ روز محشر کہ جان گداز بود * اولین پرسش نماز بود
سو اس نماز کا امام صاحب نے وہ حال بنایا ہے۔ کہ الٰہی توبہ۔ ابن خلکان

لنبی ہے۔ اور زمین گیر ہے۔ یہ کہ کر اپنا مونہہ کھولدیا اور بمراکر باہین دکھلائین اور ساقون سے کپڑا اٹھاکر دکھایا۔ ابو حنیفہ اُسکے یہ جمال بے مثال دیکھ کر مونہہ مین پانی بھر آیا اور بولے تو میرے ساتھ نکاح پڑھانے پر رضامند ہے۔ عورت نے بالو امام کے قدم لیئے اور کہا مین تو تمہاری غلامون کے لائق بھی نہین ہون مگر قسمت جو ایسا ہو۔ فرمایا اچھا تو گھر کو سدھار وہ گئی تو آدمی بھیجکر کنجڑے کو بلایا اور کہا مین تمہاری بیٹی سے عقد کرنا چاہتا ہون۔ یہ پچاس اشرفی نقد لو اور سو کا رقعہ لکھے دیتا ہون۔ کنجڑا بولا مین ہر طرح سے حاضر ہون مگر میری لڑکی تو ہرگز حضرت کے لائق نہین۔ فرمایا وہ کانڑی کنجی لنجی زمین گیر ہے۔ مجھے سب قبول ہے۔ غرض ڈیڑہ سو اشرفی مہر پر نکاح ہو گیا۔ رات ہوئی تو کنجڑے نے اپنی لڑکی کو آپ بڑے ٹوکرے مین اٹھاکر رکھا اور ایک طرف سے آپ اس ٹوکرے کو پکڑا۔ دوسری جانب سے اپنے غلام سے پکڑوایا اور اس طرح سے دار الامامت مین حاضر کی۔ ابو حنیفہ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ کہ یہ کیا۔ کنجڑے نے کہا اسکی مان کو میری طرف سے تین طلاق اگر میرے اسکے سوا اور لڑکی ہو۔ فرمایا تو ہی طالق ثلثا اسکو تین طلاق وہ رقعہ مجھے دو پچاس اشرفی مین نے چھوڑی۔ مگر اس کے بعد بہت حیران پریشان رہتے ایک مہینے کے بعد وہ عورت پھر آئی۔ امام نے فرمایا یہ کیا کیا تم نے کہا جو تم نے کیا تھا۔ کہ ایک فقیر فالج کو میرے گلے ڈالا۔ یہ کہکر پچاس دینار نکالے اور ان کے آگے پھینک کر چلی گئی۔ انتہی یہ نقل چالاکیان امام صاحب کی۔ اسکو ذکاوت ذہانت۔ طباعی جو چاہے سو کہئے۔ مگر اس کی ساتھ ہی یہ ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ عورتین بھی ان صفات مین آپ سے زیادہ تھین ۱۲ منہ عفی عنہ*

نے ابوالمعالی عبدالملک جوینی معروف بہ امام الحرمین کی کتاب مغیث الخلق الی اختیار الحق سے نقل کیا ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی ہر چند ابتدا میں ابوحنیفہ کا مذہب رکھتا تھا مگر برعکس انکے علم حدیث کا شائق تھا علماء و مشائخ سے حدیثین پڑھواتا اور انکو سنتا۔ اور کبھی کبھی استفسار بھی کرتا۔ پس اکثر احادیث کو شافعی مذہب کے موافق پایا تو اسکے دل مین اس مذہب کی محبت پیدا ہوگئی پس اسنے مرو مین فقہا کو جمع کیا اور شافعی و حنفی مذہب ایک کے دوسرے پر تفضیل و ترجیح کا اسنے طلبگار ہوا تو سبنے اس پر اتفاق کیا کہ وو وو رکعت نماز دونو مذہبون کی موافق پڑھنی چاہیئے۔ سلطان ان دونو نمازون مین غور و فکر کرکے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے پس قفال مروزی نے شافعی کی نماز شروع کی۔ پہلے وضو کو بشرائط ادا کیا اور لباس پاکیزہ پہنکر روبقبلہ کھڑا ہوا۔ اور نماز کو پورے ارکان و آداب و فرائض و سنن سے بجالایا۔ اور ایسی نماز پڑھی کہ جس سے شافعی کے نزدیک کمتر کرنا درست نہ تھا۔ اسکے بعد دو رکعتین اور بموجب مذہب ابوحنیفہ پڑھنے کا قصد کیا۔ تو کتے کی کھال دباغت کی ہوئی پہنی۔ اور اسکے چوتھے حصے کو نجاست سے آلودہ کیا۔ اور کھجور کی نبیذ سے بلا نیت وضو کیا۔ ایسے موقعہ پر کہ موسم گرما اور مقام فراخ و کشادہ تھا۔ پس مکھیان اور مچھر اس پر جمع ہوگئے اور وضو بھی الٹا کیا۔ کیا معنے کہ پہلے بایان ہاتھ پھر دہنا دھویا پھر چوتھائی سر کا الٹا مسح کیا بعد ازان الٹا مونہہ دھویا کہ نیچے سے پانی اوپر لے گیا۔ پھر استنشاق

نماز ابوحنیفہ

پھر مضمضہ پھر نماز شروع کی۔ تو بغیر نیت کے اور تکبیر فارسی مین کہی کہ "خدا بزرگ است" اور بجائے قرأت قرآن فارسی مین دو برگ سبز یعنی ترجمہ مُدْہَامَّتَان کا کہا پھر بجائے دو سجدون کے دو ٹھونگین مرغ کی طرح زمین پر مارین۔ بغیر فصل فیما بین اور بغیر رکوع و تشہد کے اور آخر مین بجائے سلام پھیرنے اور السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ کہنے کے۔ بلا نیت سلام گوز مارا اور کہا اے بادشاہ یہ نماز ابو حنیفہ کی ہے۔ کہ اس سے اقل اسکے نزدیک جائز نہین۔ حقیر مترجم کہتا ہے کہ یہ حضرت کی نماز ہے۔ جو کہ اپنی رائے وقیاس سے استنباط فرمائی ہے۔ کوئی دیندار اسکو عبادت خدا نہین کہ سکتا چہ جائے کہ یہ کہا جائے۔ کہ حق تعالے نے اسکے کرانے کے واسطے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو خلقت پر مبعوث فرمایا۔ غرض محمود کو یہ نماز دیکھکر طیش آیا۔ اور قفال سے کہا اگر اسطرح کی نماز ابو حنیفہ کی مذہب کے موافق روا نہوئی۔ تو مین تجھے قتل کرونگا۔ ایسی نماز تو کوئی دیندار جائز نہین رکھتا پس حنفیون نے ابو حنیفہ کی اسطرح کی نماز ہونے سے انکار کیا۔ قفال نے کتب مذہب ابو حنیفہ طلب کین۔ اور بادشاہ نے ایک نصرانی ذی علم کو حکم دیا کہ شافعی اور حنفی دونو مذہبون کی کتابون کو دیکھے تو ابو حنیفہ کی نماز ویسی ہی پائی گئی جیسی کہ قفال نے پڑھکر دکھائی تھی۔ بادشاہ نے ابو حنیفہ کے مذہب کو چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کیا۔ انتہی۔

امام صاحب نے اسی پر بس نہین کیا۔ نماز مین اور تصرفات بھی برخلاف سنت رسول خدا

رفع یدین

اپنی رای و قیاس کی رو سے فرمائی ہین۔ مثلاً رفع یدین یعنی ہاتھون کا بلند کرنا
قبل رکوع و بعد رکوع کے اور قبل و بعد سجود کے ایسا ہی سنت ہے۔ جیسا کہ بہ
وقت تکبیرۃ الاحرام کے۔ مگر آپنے بوقت تحریمہ تو اسکو روا رکھا۔ اور دیگر اوقات مین
منع فرمایا یا مثلاً قنوت کا پڑھنا نماز ہائے واجبی اور سنتی کی دوسری رکعت مین سنت

قنوت

ہے۔ جیسا کہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ مین رائج ہے اپنے اسکو منع فرمایا حالانکہ بموجب
احادیث سنیہ بھی کم از کم نماز صبح و نماز مغرب مین اسکا پڑھنا مسنون ہے مگر امام صاحب
نے فقط ایک نماز وتر مین رکھا باقی سب جگہ منع کر دیا۔ یا جمع بین الصلوتین یعنی ظہر و

جمع بین الصلوتین

عصر اور مغرب و عشا کو اکٹھا پڑھنا۔ کنز الدقائق مین ہے۔ کہ دو نمازون کا ایک وقت مین جمع
کرنا نہین چاہئے گو بارش یا سفر کیون نہو یعنی بوقت ضرورت اس سے منع کیا۔ حالانکہ
رسول اللہ سے انکا جمع کرنا عند الضرورت تو کیا بلا ضرورت بھی احادیث صحیحہ مین وارد
ہے۔ صحیح مسلم مین دو حدیثین اس مضمون کی آئی ہین کہ آنحضرت نے بغیر کسی سفر مرض
اور بارش کے عذر کے دو نون نمازین ملا کر پڑھی ہین۔ راوی نے ابن عباس سے پوچھا۔ کہ
کسلیئے آپنے ایسا کیا۔ کہا تاکہ آنحضرت کی امت پر کوئی عسر و حرج نہو جسطرح چاہین وہ پڑھ
لیا کرین۔ انتہی۔ بخاری و دیگر صحاح مین بھی حدیثین اسکی جواز کی مذکور ہین مگر مقلدان امام
صاحب باوجود اسکے بھی شیعون کو جمع بین الصلوتین کرتے ہین معترض ہوتے ہین اور
یہ نہین جانتے کہ جب یہ امر احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ تو شیعہ امام صاحب کی فتوی
کی کب پروا کرنیوالے ہین۔ نیز امام صاحب کے نزدیک قرآن کا پیشاب خون وغیرہ نجس

[illegible]

اشیا سے لکھنا اور جلد تتیہ پر اسکو تحریر کرنا روا ہے۔ اگر بہ نیت حصول شفا ہو۔ جیسا کہ فتاوای قاضی خان مین مصرح ہے۔ گویا کہ شفا حاصل کرنیکے لیئے اسی طرح پر لکھا جانا ضرور ی تھا اور پاک اشیا سے لکھنے سے شفا نہین ہوتی تھی۔ کہ یہ اجازت دی گئی۔ دیکھئے اس مین کلام پاک کی کسقدر تحقیر و توہین ہے۔ نعوذ باللہ۔ نیز فتاوای قاضی خان مین ہے۔ کہ اگر کوئی چارپایہ ایک فرسخ کے لیئے مثلاً کرایہ کرے۔ اور اسکو سات فرسخ تک استعمال مین لاوے تو کرایہ فقط اس ایک ہی فرسخ کا اسکے ذمہ واجب ہوگا۔ فاصلہ زائد کا کرایہ واجب نہین گو وہ بسبب اس زیادتی کے غاصب و گنہگار ہے۔

اور ہدایہ و شرح وقایہ وغیرہ کتب مذہب حنفیہ مین لکھا ہے۔ کہ نبیذ کھجور کی اور انگور خشک کی شراب اس مقدار تک پی لینی درست ہے۔ کہ نشہ نہ لاوے لیکن لہو و طرب کے قصد سے نہین قوت حاصل کرنیکے لیئے پیئے۔ اور فتاوای عالمگیری مین ہے کہ

اذا شرب تسعة اقداح من نبیذ التمر فاوجر الیه العاشر فسکر فلم یحد لکن الحد السابعة یعنی کھجور کی نبیذ کے اگر نو پیالے پیئے اور نشہ نہ آئے دسوان پیالہ پینے کے بعد نشہ آوے تو حد نہ لگائی جائیگی۔ جیسا کہ سراجیہ مین ہے۔ کیونکہ حد اسوقت واجب ہوتی ہے۔ کہ استقدر نشہ ہو کہ زمین و آسمان کو نہ پہچان سکے یا ہذیان بکنے لگے۔ یہ صریح مخالف ہے[1] شرع مقدس حضرت مصطفوی کی

[1] یہ جنے اصلی و حقیقی شریعت کے موافق جملہ مسکرات کے قلیل و کثیر کو حرام سمجھا۔ امام صاحب پر ایراد کر دیا۔ مگر خاص نبیذ

کہ بموجب اسکے جملہ اقسام مسکر کی قلیل وکثیر سب حرام ہے ؟

اور مناکحات مین تو حضرت امام صاحب نے اور بھی غضب ڈھایا ہے۔ وہان تو شریعت غرا حضرت مصطفوی کو بالکل اٹھا کر طاق مین رکھدیا اور آنکھین بند کرکے جو کچھ دل مین آیا کہتے چلے گئے ہین مثل اسکے کہ آپ کا فتوے ہے۔ کہ زن زانیہ جو کچھ خرچی چکا کر حاصل کرے وہ اسکو حلال ہے۔ چنانچہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے۔ اِنَّ مَا اَخَذَتہُ الزَّانِیَۃُ اِنْ کَانَ بِعَقْدِ الاِجَارَۃِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الاَعْظَمِ

یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کے اگر لیا ہے۔ اسکو مقرر کرکے۔ یعنی یعنی جسطرح کسبیان اپنی خرچی زنا کرنیوالے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہے۔ امام اعظم کے نزدیک انتہی یہی وجہ ہے۔ کہ انکے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر عورت سے زنا کرے اسپر حد واجب نہین ہوتی۔ چنانچہ فتاوای قاضی خان وکنز الدقائق وغیرہ مین مذکور ہے۔ لَوِ اسْتَاجَرَ امْرَأَۃً لِیَزْنِیَ بِھَا لَا یُحَدُّ فِی قَوْلِ اَبِی حَنِیْفَۃَ

یعنی اگر خرچی دے عورت کو واسطے زنا کرنیکے اسکے ساتھ پھر زنا کرے اس سے تو بموجب قول ابوحنیفہ کے اسکو حد نہ لگائی جائیگی۔ اور منخول مین امام غزالی صاحب لکھتے ہین وَاَمَّا الْفَرْجُ فَاِنَّہٗ مَھَّدَ الْقَوَاعِدَ اَسْقَطَ بِھَا الْحَدَّ مِثْلُ الاِجَارَۃِ وَزَعَمَ اَنَّھَا دَارِیَۃٌ یعنی ابوحنیفہ نے جو قواعد شرعی کہ عصمت فرج کے لیے

کی نسبت امام صاحب کے مقلد کہہ سکتے ہین۔ کہ اسکو حلال جاننا آپ سے مخصوص نہین خلیفہ ثانی آخری وقت تک نبیذ پیتے رہے ہین۔ حتے کہ ضربت لگنے کے بعد بھی انہون نے اسکا استعمال فرمایا کہ ان کے زخمون کے راہ باہر نکل آئی تھی۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

مسائل ابوحنیفہ دراہ

اجرت زانیہ حلال ہے

واجرت دیکر زنا کرنا ابوحنیفہ کے نزدیک

شارع نے مقرر کئے تھے انکو منہدم کردیا۔ اور اسقاط حد کے قاعدے بنائے جیسا
کہ اجارۂ فروج کو سقوط حد کے لئے جائز جانا اور اسکو صحیح وشائع قرار دیا۔ دیکھئے اس
مسئلہ سے کھلا ہوا زنا جائز ہوگیا کوئی روک ٹوک اسکے لئے باقی نہ رہی۔ پس مژدہ ہو زنان
بازاری کو جو اجرت لیکر زنا کراتی ہین۔ کہ انکی کمائی بی خلش ہے۔ اور زنا کرنیوالے بھی
دل جمعی رکھین کہ کوئی مواخذۂ شرعی بموجب امام اعظم اسلام کے ان پر نہین ہے
نیز ایک مسئلہ آپکا یہ ہے جو ہدایہ مین لکھا ہے کہ کوئی جان بوجھکر بھی اپنی ماں بہن
بیٹی وغیرہ سے جنکو حق تعالی نے اس پر حرام کیا ہے۔ کسی کی ساتھ نکاح کرے اور
صحبت کرے اسکے ساتھ اس پر حد لازم نہین۔ اسلئے کہ محل شبہ ہے۔ کیونکہ تمام
بیٹیاں آدم کی موضوع ہین۔ اولاد کے لئے۔ اور وہ مقصود اسجگہ حاصل ہے۔ بھلا یہ
بھی کوئی شبہ ہے۔ کہ جان بوجھکر ان کی ساتھ نکاح اور پھر مباشرت کی۔ اگر اپنی ماں
کو بیوی جان کر اس پر جا پڑے۔ یا کسی اور طرح اصل حال مخفی ہو پھر ایسا کر بیٹھے تب
شبہ کا مقام کہا جاسکتا ہے۔ عمداً نکاح اور جماع کرنے مین شبہ کہان رہا صاف کیون نہ
کہا کہ ہمارے نزدیک ماں بہنون سے نکاح اور وطی کرنا جائز ہے۔ واضح رہے کہ اس
مسئلہ مین امام صاحب منفرد نہین حضرت سفیان ثوری و امام زفر کا بھی یہی قول ہے
صاحب تحفہ حضرت شاہ عبدالعزیز خدا و رسول سے نہ ڈرے۔ اور حضرات ائمہ معصومین
کی روح پر فتوح سے شرم نہ آئی۔ کہ مسائل امامیہ اثنا عشریہ کو کہ آنحضرات کی احادیث
اور کلام الٰہی سے ماخوذ ہین انکو شریعت یہود و نصاریٰ و پنڈایت و شاستر و ساتیر

صاحبین فرمادیا ان مسائل کا امام صاحب کے ذرا خیال آپ کو نہ رہا کہ کیسی کیسی
باتین مخرب دین و شریعت آپ رائج فرما گئے۔ بالجملہ یہ مسئلہ حلت محارم کا گبرون مجوسیون
کی شریعت کا ہے۔ اصول اسلامیہ سے اسے کوئی مناسبت نہین اسلام کے موافق
ایسا آدمی جو یہ کار کرے فوراً قتل کر دینے کی لائق ہے نیز کتب مذہب حنفیہ مین مثل
فتاوای عالمگیری و در المختار وغیرہ کے لکھا ہے۔ وکل شیٔ قضیٰ به القاضیٰ
فی الظاهر بتحریمه فهو فی الباطن کذالك عند ابی حنیفه وکذا اذا
قضیٰ باحلال یعنی جس امر کا قاضی حکم کرے ساتھ حرام ہونے اسکے کے۔ پس وہ حکم
باطن مین اسی طرح ہے نزدیک ابو حنیفہ کے اور اسی طرح جبکہ حکم کرے ساتھ حلال
کرنے کسی شے کے مثلاً کوئی شخص کسی عورت پر جھوٹا دعویٰ کرے کہ یہ میری زوجہ
ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت جاوے اور عورت
اسکو ملجاوے تو جیسے بحسب ظاہر اسکو حلال ہو گئی ویسے ہی واقعہ مین بھی بینہ و
بین اللہ حلال ہو گئی کوئی مواخذہ اسکے ذمے باقی نہین رہا اسی طرح مکان جائداد
حویلی کا جھوٹا دعویٰ کر کے قاضی کی عدالت سے ڈگری پانے سے یہ چیزین در حقیقت
اسکا مال ہو جاتی ہین نیز فتاوای قاضی خان مین ہے جبکہ جماع کرے ساتھ چارپائے
یا زن مردہ کے یا مشت زنی کرے اور یا جماع کرے سوائے فرج زن کے اور ان
سب صورتون مین انزال نہو تو روزہ اسکا نہین ٹوٹتا اور انزال ہو تو صرف قضا لازم ہے
کفارہ نہین۔ لوجود قضاء الشهوة بصفة النقصان کیونکہ اسلئے قضاء

شہوت کیا ہے۔ ساتھ صفت نقصان کے۔ ایسی ہی سوئی ہوئی عورت اور مجنون کے ساتھ جماع کرنے سے قضاء و کفارہ کچھ نہین اور زفر نے کہا کہ اُنکا روزہ بھی نہین بگڑتا کیونکہ وہ مثل حالت نسیان کی ہے۔ یعنی جیسا کہ کوئی بھول کر کچھ کھا لیوے۔ اس سے روزہ نہین ٹوٹتا اس جماع زن خوابیدہ سے بھی دونوں کے روزہ کو زنج نہین آتی پس جب جی چاہا عورت کو سلا دیا اور جماع کر لیا کام کا کام ہوگیا اور روزہ بھی سلامت رہا اس سے بھی غریب تر یہ کہ ایک شخص نے زن باکرہ یا ثیبہ سے نکاح کیا اور اسکو چھوڑ کر سفر کو چلا گیا اور وہان اسکو عرصہ دراز مثل بیس سال کا ہوگیا عورت نے پیچھے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا۔ پس جو اولاد اس مرد کی دوسرے شوہر سے ہوگی وہ شوہر اول سے ملحق ہوگی۔ اور اسی کے ساتھ باہمی توارث ہوگا۔ کذا فی فتاوی السراجیۃ۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ صدہا ہزارہا مسائل ایسے ہین جن مین شرع مقدس کی کھلم کھلا مخالفت کی گئی ہے۔ کالا مونہہ ہو اس خود رائے کا اور برا ہو اس قیاس کا کہ اسکے سامنے احادیث ختم المرسلین کی ذرا پروا نہین کی حتے کہ اپنی جُدی شریعت بنالی گئی۔ زمخشری نے بیع الابرار مین یوسف بن اسباط سے نقل کیا ہے کہ اسنے کہا ابوحنیفہ نے رسول اللہ صلعم کی چار سَو حدیث یا اس سے زیادہ حدیثین رد کی ہین کسی نے کہا یہ کیسے کہا اسطرح کہ آنحضرت صلعم نے گھوڑے کے دو سہم اور سوار کا ایک قرار دیا تھا۔ ابوحنیفہ نے کہا مین چوپائے کا حصہ مرد مومن کے حصہ سے زیادہ نہین مقرر کر سکتا ہو۔

نیز رسول اللہ صلعم اونٹ کو مکہ مین قربانی کرنے کے لئے بھیجتے۔ تو اسکو اشعار کرتے

یعنی اسکے کوہان کو زخم کرکے خون آلودہ کرتے۔ ابوحنیفہ نے کہا یہ عقوبت پہونچانا اور مثلہ بنانا ہے اسکے تئین۔ نیز حضرتؐ نے فرمایا بائع و مشتری کو اختیار فسخ بیع ہے جب تک کہ مجلس بیع سے اٹھکر ایک دوسرے سے جدا نہو جائین ابوحنیفہ نے کہا بیع واجب ہوگئی تو پھر فسخ کا اختیار کیسا کہ کسی کو یہ اختیار نہین رہتا۔ نیز حضرت رسولخدا سفر مین جاتے تو ازواج کے رلئے قرعہ ڈالتے جسکا نام نکلتا اسکو ہمراہ لیجاتے آپ کے بعد صحابہؓ کا بھی قرعہ پر عمل رہا ہے۔ ابوحنیفہ نے اس سے منع کیا اور کہا یہ قمار ہے۔ یہان دیکھا جائے کس بیباکی اور شوخ چشمی سے حضرت خاتم الانبیاؐ کی احادیث کو رد فرمایا ہے۔ ابن جوزی المنتظم فی تاریخ الملوک والامم مین انس بن مالک سے روایت کرتے ہین۔ کہ ایک یہودی نے ایک دختر کا سر پتھر سے توڑا تھا پیغمبر خدا نے اس یہودی کا سر دو پتھرون کے درمیان رکھکر توڑوا دیا۔ ابوحنیفہ نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ قبیل ہذیان سے ہے۔ تاریخ بغداد مین ابواسحاق فرازی سے نقل کیا ہے کہ اسنے کہا مین ابوحنیفہ کے پاس حاضر ہوتا اور اس سے غزا و جہاد کے مسائل استفسار کرتا ایک روز ایک مسئلہ دریافت کیا انہون نے جواب دیا مین نے کہا۔ یہ تو رسول اللہ

---

۱ شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ اشعار سنت ہے جمہور ائمہ کے نزدیک سوائے ابوحنیفہ کے کہ وہ مکروہ جانتے ہین اور کہتے ہین۔ کہ یہ مثلہ کرنا اور عذاب دینا ہے حیوان کا جو کہ حرام ہے اور حضرت رسول اللہ نے جو کیا تو اسلئے کہ مشرکین باز نہین آتے تھے اور متعرض ہوتے تھے آنحضرت سے بغیر اشعار کرنیکے شیخ صاحب کہتے ہین کہ لوگون نے امام صاحب کے اس حکم پر بہت تعجب کیا ہے۔ اور کہتے ہین کہ وہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جو اشعار کے بارے مین وارد ہین اور مثلہ کرنا نہین بلکہ فصد و حجامت و ختنہ و داغ دینے کے حکم مین ہے جو مصلحۃً کیے جاتے ہین اور تعرض مشرکین کا جواب بھی درست نہین کیونکہ اسلام اسوقت قوت و شوکت ہوگئی تھی مشرکین کا مقدور نہ تھا کہ آپکے فعل پر متعرض ہوتے ۱۲ ردائج القرآن

کی فلان حدیث کے خلاف ہے۔ تو فرماتے کیا ہین کہ دَعْنَا عَنْ هٰذَا کہ ہم پر گرفت نہ کیا کرو اس سے باز رہو نیز ایک روز اتفاق ایک اور مسئلہ کا ہوا انہون نے کچھ جواب دیا حضار مجلس سے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ سے تمہارے اس قول کے برخلاف مروی ہوا ہے۔ فرمایا حُکَّ هٰذَا بِذَنَبِ الْخِنْزِیْرِ اس حدیث کو خنزیر کے دُم کے بالون سے مٹا دو آہ افسوس یہ حضرات ان کی یہ دریدہ دہنی اور گستاخیان جانتے اور کتابون مین دیکھتے ہین۔ پھر انکو امام کہتے اور ان کی تقلید پر مٹے جاتے ہین کہان گئی حمیت دینی اور غیرت مذہبی کو کون لے گیا قاضی ابن خلکان کو دیکھو کہ ان باتون پر پردہ ڈالتا اور انکو ڈھانپنا چاہتا ہے۔ چنانچہ وفیات الاعیان مین کہتا ہے ثُمَّ اَعْقَبَ ذٰلِكَ بِذِكْرِ مَا كَانَ الْيَقُ تَرْكُهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْهُ یعنی پہلے خطیب نے امام کے کچھ فضایل لکھے ہین مگر ان کے بعد وہ باتین ذکر کی ہین جنکا ترک کرنا اور اسنے اعراض کرنا لائق تھا۔ فَمِثْلُ هٰذَا الْاِمَامِ لَا يُشَكُّ فِيْ دِيْنِهٖ وَلَا فِيْ وَرَعِهٖ وَحِفْظِهٖ ابو حنیفہ جیسے امام کی دینداری پرہیزگاری اور نگہداری مین شک و شبہ نکرنا چاہیے۔ بھلا اسنے تو اتنا کہا بھی مولوی شبلی صاحب نے سیرة النعمان لکھ ڈالی۔ اور آزادانہ مورخ ہونیکا دعوے رکھتے ہین۔ مگر کہین بھول کر بھی ان کی ان گستاخیون سے تعرض نہ کیا۔ کاش ان کو نقل کرکے رد کرتے۔ یا تکذیب ہی فرماتے مگر ذکر تو کرتے۔ لیکن خطیب بغداد کو ان باتون پر ایسا جوش آیا کہ ان سے رہا نہ گیا لاجرم یہ کلمہ ان کی قلم سے نکل پڑا ✦

ابن خلکان

انّہ کذّابٌ دجّالٌ وانّہ ما ولِد فی الاسلام مولود اضرّ منہ بیشک وہ دجال ہے۔ اور بلا شبہ اسلام
مین کوئی اس سے زیادہ ضرر رسان مولود پیدا نہین ہوا۔ وانا اقول بیشک نظر بحالات
ومقامات مذکورہ خطیب نے کوئی مبالغہ اس مین نہین کیا وہ اسی کے مستحق تھے
جزاہ اللہ خیراً لطائف مقام سے ہے کہ ایک بزرگ نے نقل کیا کہ مین بغداد کے
ایک باغ مین بیٹھا وضو کر رہا تھا چونکہ مقام تخلیہ کا تھا اور کوئی مخالفین سے وہان
موجود نہ تھا تو باطمینان تمام بموجب قواعد شرعیہ امامیہ بجالایا اور پاؤن کو مسح کیا اتنے
مین سر جو اٹھاتا ہون تو ایک شخص کو مخالفین مقتدر سے دیکھا کہ وہان کھڑا ہے
جھٹ پاؤن دھونے لگا اسنے کہا یہ کیسا وضو ہے تمنے پہلے پاؤن کا مسح کیا
اب انکو دھوتے ہو مین نے کہا جناب یہ ایک مسئلہ ہے جس مین امام اعظم والہ العالم
کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ حق تعالیٰ تو اپنی کتاب محکم مین مسح پا کا امر کرتا
ہے۔ ابوحنیفہ پاؤن کو دھلواتے ہین۔ سو مین نے خدا کے خوف سے مسح کیا اور
سلطان وقت کے ڈر سے جو حنفی ہے انکو دھو ڈالا وہ امیر ہنسا اور وہان سے چلا گیا

لطیفہ

## پارۂ از اقوال افاضل علماء اہلسنت دربارۂ ابوحنیفہ

خطیب نے جو کچھ حضرت کے حق مین فرمایا وہ ابھی ابھی گزرا انکا پورا نام ابوبکر احمد بن
علی بن ثابت بن احمد بن مہدی معروف بہ خطیب بغدادی ہے۔ آپ حافظ کبیر محدث
شام وعراق ہین ان کی کتاب جس مین کلمہ مذکورہ درج ہے تاریخ بغداد ہے۔ جن کی مدح
مین شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین مین لکھتے ہین دیکے از بزرگان آن عہد گفت کہ

من روزے در بغداد بخواب بودم دیدم گویا نزد خطیب حاضریم ومیخواہم کہ تاریخ بغداد
بنابر عادت نزد او میخوانیم بردست راست ایشان بزرگے دیگر نشستہ بسیار بجلالت
وہیبت کہ چشم از جلالش خیرہ میشود گفتم کہ این بزرگ کیست گفتند ایشان حضرت
رسول خدا برای شنیدن این تاریخ تشریف آوردہ اند واین شرف عظیم است
خطیب را رحمۃ اللہ علیہ افسوس اس بلند رتبہ کی تاریخ اور اس مین امام صاحب
کے حق مین وہ کلمہ درج ہو بالجملہ صاحب استقصاء الافحام اعلی اللہ مقامہ نے
جستہ جستہ عبارات تاریخ بغداد سے نقل کیا ہے۔ کمترین بہت جزوی اس سے یہان
درج کرتا ہے۔ لکھا ہے کہ ایوب سجستانی وسفیان ثوری وسفیان عیینہ وابوبکر عیاش
سے کچھ روایتین ہم کو پہونچی ہین کہ مدح وثناء ابوحنیفہ پر دال ہین۔ مگر محفوظ ناقلان
حدیث وائمہ متقدمین مذکورین وغیر مذکورین سے اس مدح کے برخلاف ہے۔ یعنی
معتبر ومحفوظ ہمارے نزدیک اشخاص مذکورین وغیرہم سے ذم وتنقیص امام کی ہی
بوجہ ان امور شنیعہ کے جو ان سے سرزد ہوئے ہین۔ بعد ازان ان سب لوگون کے نام
لکھے ہین جنہون نے طعن وتشنیع کیا ہے کل اکسٹھ ۶۱ اشخاص بزرگان واعلام دین
سے ذکر کیے ہین معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری نے بھی کہ باعتبار علم وفضل
کے اپنے عہد کے عمر خطاب تھے۔ کما مر سابقا من ابن خلکان ذم ونکوہش امام
مین کوتاہی نہین فرمائی چنانچہ آپ کا قول تھا کہ ابوحنیفہ کو دو مرتبہ یا زیادہ کفر سے توبہ
کرائی گئی ہے۔ اور بخاری نے اپنی تاریخ صغیر مین نقل کیا ہے۔ کہ سفیان کو ابوحنیفہ کی

وفات کی خبر پہونچی تو شکر خدا بجالائے اور فرمایا کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ کہ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑتا تھا۔ ما ولد فی الاسلام مولود اشام منہ مسلمانون مین اس سے زیادہ شوم و منحوس دوسرا پیدا نہین ہوا۔ نیز خطیب نے نقل کیا ہے۔ کہ ابوحنیفہ کے آگے کسی نے حضرت رسول خدا کی شان مین کوئی کلمہ خلاف ادب کہا انہون نے اسکو سرزنش نکیا بلکہ کہا ھذا مومن حقا۔ حمیدی استاد و شیخ بخاری نے یہ سنا تو کہا کہ ابوحنیفہ بسبب اسکے کافر ہو گئے۔

نیز خطیب نے کہا کہ ابوحنیفہ جہم بن صفوان کے مذہب پر تھے۔

اور حجۃ الاسلام غزالی نے منخول مین امام صاحب کے بارے مین بہت ہی چھان بین کی ہے۔ ایک مقام پہ فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ نے اپنے ذہن کے کبوتر کو تصویر مسایل و تقریر مذاہب مین بہت اونچا اوڑایا لاجرم خلل و خبط انکا متزاید ہوا یہی وجہ ہے کہ ابویوسف و محمد تک نے انکا اتباع چھوڑ دیا اور بقدر دو ثلث کے انکے مذہب سے ہاتھ اٹھایا۔ کیونکہ اس مین ان کو صریح خبط و خلط معلوم ہوا اور متناقض امور مین داخل ہونا پڑا۔ پھر آگے چلکر امام مالک و شافعی کا ذکر کرکے کہتے ہین۔ فاما ابوحنیفہ فقد قلب الشریعۃ ظہرا لبطن و شوش مسلکہا و غیر نظامہا یعنی اور لیکن ابوحنیفہ پس انہون نے شریعت کو الٹ دیا یعنی رو کو پشت اور پشت کو رو کر ڈالا اور اسکی راہون مین تشویش و خلل کو دخل دیا اور اسکے انتظام کو متغیر کیا۔ پھر چند مسائل حنفی مذہب کے اپنی دعوی کی ثبوت مین نقل کرکے کہتے ہین کہ ان تمام کے بعد انکا ایک ایسا قاعدہ ہے

ف ابویوسف و محمد نے حنفی مذہب کا دو ثلث مذہب چھوڑ دیا ہے

جس نے شرع محمدی کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیا وہ یہ ہے کہ اگر شاہدان زور قاضی کے
آگے کسی کی زوجہ کی نسبت غیر مرد کے ساتھ نکاح ہونیکی جھوٹھی گواہی دین اور قاضی
غلطی سے ان کی گواہی کی موافق حکم کر دے۔ تو وہ عورت اس مرد مشہود لہ کے لئے
حلال ہو جائیگی گو وہ ان کی فریب سے آگاہ ہو۔ اور شوہر اصل پر حرام واقعہ مین ہو جائیگی
اور مجتہدین اسلام کا ذکر کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہین لیکن ابو حنیفہ مجتہد نتھے
کیونکہ وہ زبان عرب سے ناآشنا تھے۔ ولالت کرتا ہے۔ اسپر قول ان کا ولو رماہ بابو
قبیس علی ھال حدیث سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔ تب تو انہون نے احادیث
ضعاف سے تمسک کیا اور صحاح کو پس پشت ڈالا۔ نیز فقیہ النفس بھی نہ تھے بلکہ
تکالئس (بتکلف اپنے تئین زیرک دکھانا) بے محل اصول شرعی کے توڑنے کے
لئے عمل مین لاتے تھے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہین ہم مخالفت ابو حنیفہ کی ذرا پروا
نہین کرتے کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ انہون نے اپنے طریقون مین جہان جہان اور دین
کی مخالفت کی ہے۔ اس مین ۹/۱۰ تو عشر ان کی رای خطا پر ہے۔ کیونکہ قیاس کو حدیث
پر ترجیح دیتے ہین۔ اور استحسان رای کی طرف جسکا کوئی مستند نہین رجوع ہے
پھر کہا ہے۔ کہ عشر باقی مین بھی وہ اپنی مخالفون کی ساتھ متساوی الاقدام نہین بلکہ
شاید مخالفون کو ترجیح ہو۔ اسکے بعد غزالی صاحب استحسان کے بارے مین امام
شافعی کا قول نقل کرتے ہین۔ کہ من استحسن فقد شرع اعنی جسنے شرع مین
استحسان کو دخل دیا۔ اسنے اپنی جُدی شرع بنائی۔ اور حقیقت استحسان کی بقول

اصحاب ابی حنیفہ یہ لکھی ہے۔ کہ الاستحسان مذھب لا دلیل علیہ وھذا کفر من قائلہ وممن یجوز التمسک بہ بلا دلیل الی آخر کہ استحسان ایک مذہب ہے۔ کہ کوئی دلیل اسپر نہین وہ صرف اسکے قائلین کا کفر ہے اوران لوگون کا جو اس سے تمسک کرنیکو بلاحاجت دلیل روا رکھین۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ جب آنحضرت نے دیکھا کہ منخول مین امام صاحب کی بری طرح قلعی کھولی گئی ہے تو اپنا نفع اس مین پایا۔ کہ اس کے غزالی کی تصنیف ہونی سے انکار کیا چنانچہ صاحب منتہی الکلام نے ایسا کیا ہے مگر لن یصلح العطار ما افسد الدھر بیچارے حیدر علی کی قدرت سے باہر تھا کہ وہ دن کو رات کر دکھاتے۔ منخول ایک کتاب ہے جو صدہا ہزارہا عالم فاضل محدث مجتہد اور فقیہون کی نظر سے گزری ہے۔ سیکڑون حنفیون شافعیون نے اسکا مطالعہ کیا۔ اور مصنفون نے اسکی عبارتین نقل کین بھلا یہ سفید جھوٹھ کیونکر فروغ پا سکتا تھا۔ صاحب استقصاء علیہ الرحمہ نے کوئی بیس اکابر علماء اہل سنت کی تحریری شہادتین اس مقدمے مین پیش کین اور روز روشن سے بھی زیادہ اس مضمون کو آشکار کر دیا۔ فشکر اللہ مساعیہ +

نیز حضرت عبد القادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین زیر حدیث ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ الخ فرماتے ہین کہ اصل ان تہتر فرقون کی کل دس فرقے ہین اہل سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ پھر ہر فرقہ کی شاخین بیان کرتے کرتے فرقۂ مرجیہ کی بارہ شاخین بتلاتے ہین

اور فرقہ حنفیہ (امام صاحب اور ان کی تابعین) کو مرجیہ کی ایک شاخ کہکر اہلسنت سے خارج اور غیر ناجی قرار دیتے ہین۔ چنانچہ فرماتے ہین۔ امّا الحنفیّۃ فھم اصحاب ابوحنیفہ نعمان بن ثابت زعم انّ الایمان ھو المعرفۃ والاقرار باللّٰہ ورسولہ وبماجاءبہ من عندہٖ جملۃً کہ فرقہ حنفیہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کے پیرو ہین ابوحنیفہ کا قول تھا کہ ایمان معرفت خدا ہے۔ اور اقرار خدا و رسول کا اور اقرار اسکا جو رسول خدا کے پاس سے لائے مجملاً۔ سبحان اللہ جب قطب ربانی و غوث صمدانی حضرت عبدالقادر جیلانی آپ کو اہلسنت سے خارج مرجی غیر ناجی قرار دین۔ تو پھر کس کا مقدور ہے کہ آپ کو ناجی کہ سکے۔ مگر مرجی ہونا امام اعظم کا حضرت غوث الاعظم ہی کی ارشاد باسداد پر موقوف نہین اور بزرگون نے بھی اسکی تصریح کی ہے۔ ابن قتیبہ دنیوری کہ نہایت ثقہ و مستند شخص ہے۔ اپنی کتاب معارف مین آپ کو معہ حضرت کے استاد حماد بن ابی سلیمان و دو شاگرد رشید ابویوسف و محمد بن الحسن کے فرقہ مرجیہ مین شمار کرتا ہے۔ اور سلیمانی نے بھی کہ استاد حدیث ثقہ و سند ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے سب سے عجیب یہ کہ قاضی القضاۃ حضرت ابویوسف شاگرد رشید امام صاحب خود اسکے قائل ہین۔ ایک سائل کے جواب مین حضرت کے مرجی و جہمی ہونیکی تصدیق فرمائی بلکہ خارجی ہونا اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ جب اس شخص نے کہا آپ ایسا کہتے ہین حالانکہ وہ آپ کے استاد تھے تو فرمایا کنّا ناتیہ یدرّسنا الفقہ ولم نکن نقلّدہ فی دیننا کہ ہم علم فقہ کا سبق لینے کو انکے پاس جاتے تھے

بعض حضرت جیلانی امام صاحب کو غیر ناجی جانتے

اپنی دین مین ان کی تقلید روا نہ رکھتے تھے۔ کذا فی مختصر تاریخ بغداد۔ جب یہ
معلوم ہوا تو جاننا چاہیئے کہ ارجاء کے معنے جسکا کہ مرجی اسم فاعل ہے۔ لغت مین
امیدوار کرتا ہے۔ فرقہ مرجیئہ کا قول ہے۔ کہ جو کلمۂ شہادتین کا اقرار کرے پھر چاہے
تمام جہان کے گناہون کا مرتکب کیون نہ ہو کبھی جہنم مین نہ جائیگا۔ اور یہ قول
ان احادیث کثیرہ کے خلاف ہے۔ جن مین اہل توحید آتش جہنم مین داخل ہو کر پھر
نکالے جانیکی تصریح کی گئی ہے۔ اسی لیئے ابن عقیل کا قول تھا کہ ارجاء کا وضع
کرنیوالا قطعی زندیق لامذہب تھا کیونکہ سزا اور وعید کا اعتقاد باعث اصلاح عالم
ہے جب مرجیہ سے وجود باری کا باندیشہ مخالفت انکار نہوسکا تو ثمرۂ وجود باری
یعنی خوف وخشیہ سے انکار کیا اور سیاسات شرعی کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔
پس یہ فرقہ سب سے زیادہ اسلام کا دشمن ہے۔ یہ عبارت تلبیس ابلیس ابن
جوزی کی ہے۔ اور صحیح ترمذی مین ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا صنفان من امتی
لیس لھما من الاسلام نصیب احدھما مرجی والاخر قدری کہ دو طرح
کے اشخاص کو میری امت سے اسلام مین بہرہ وری نہین۔ ایک مرجی دوسرا قدری

**قاضی ابو یوسف** ۔ امام صاحب کے حال سے فراغت ہوئی تو مناسب
ہے کہ ان کی شاگرد ان رشید کا بھی کہ ارکان مذہب حنفیہ ہین کچھ حال لکھا ہے
امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ ابو یوسف آخر سال مین اپنا مال اپنی بیوی
کو ہبہ کر دیا کرتے تھے۔ اور اسکا مال اس سے اپنے نام ہبہ کرا لیتے تاکہ دونو سے

زکوٰۃ ساقط ہو جاوے۔ یہ بات کسی نے ابو حنیفہ سے نقل کی تو فرمایا یہ امر انکی
فقاہت سے ہے۔ اور تاریخ الخلفا مین عبد اللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے
کہ اسنے کہا ہارون رشید نے ابو یوسف سے کہا کہ مین نے ایک کنیز خریدی ہے
اس سے اسی وقت یعنی بلا انتظار انقضائے عدہ جماع کرنا چاہتا ہون تمہارے
پاس کوئی حیلہ ایسا ہے جس سے وہ کنیز ابھی مجھپر حلال ہو جائے۔ قاضی
صاحب نے کہا ہان اسکو اپنے بیٹون سے ایک کو ہبہ کرو و پھر اس سے نکاح
پڑھالو اور ربیع الابرار زمخشری مین یہ قصہ اسطرح پر مذکور ہوا ہے۔ کہ ابو یوسف کو
رشید کے دروازے پر ایک سال گزر گیا۔ اندر رسائی نہ ہوتی تھی۔ اتفاقاً ایک
قضیہ پیش آیا کہ ہارون زبیدہ کی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ اور ادھر زبیدہ نے قسم کھائی
کہ نہ اسکو ہبہ کرونگی۔ نہ فروخت کرونگی۔ علماء پایہ تخت پر اسکا حکم دشوار تھا
کہ حاجب کے ذریعہ سے یہ بھی پہونچے اور فرمایا اے امیر المومنین یہ امر کچھ
مشکل نہین ان کو کہو کہ نصف کو فروخت اور نصف کو ہبہ کردین ان کی قسم نہین
ٹوٹیگی۔ رشید نے کہا یہ تو ہوا لیکن مین اسی وقت اسکی ساتھ وطی کرنا چاہتا ہون
کہا آزاد کر کے عقد کر لو اس سے قدر و منزلت ان کی رشید کے نزدیک بڑھ
گئی۔ اور سیوطی نے اسحاق بن راہویہ سے روایت کی کہ ہارون رشید نے ایک
رات ابو یوسف کو طلب کیا پس اسنے (کسی ایسی ہی صورت مین) اسکو فتوی
دیا تو ہارون نے ایک لاکھ درہم اسکو دینے کا حکم دیا ابو یوسف نے کہا۔ کہ

امیر المومنین اگر حکم دین کہ اسی وقت یہ مال ملجائے تو انسب ہے۔ حضار سے
ایک نے عرض کیا کہ اسوقت خزانچی گھر ہے۔ دروازے بند ہین اب کیونکر مل سکتا
ہے۔ ابو یوسف نے کہا جب مجھے بلایا تھا تب بھی تو دروازے بند تھے۔ آخر کھل گئے
نہ ویسے ہی اب بھی کھول دو۔ اور ابن مبارک سے نقل کیا ہے کہ ہارون خلیفہ ہوا
تو اسکے باپ مہدی کی کنیزون سے ایک کنیز اسکی منظور نظر ہو گئی اس سے ارادہ
مقاربت کا کیا تو اسنے کہا ای امیر المومنین مین تمہاری لائق نہین ہون مین تمہارے
باپ کی مدخولہ کنیز ہون یہ سنکر بھی وہ اپنی ارادہ سے باز نہ آیا بلکہ فریفتگی اور زیادہ ہوئی
کسی کو بھیجکر ابو یوسف قاضی کو بلوایا اور کہا کوئی حیلہ تمہارے پاس ٔ اسکے
لئے ہے کہا اے امیر المومنین کیا ضرورت ہے کہ جو کچھ کنیز کہے تم اسکی تصدیق کرو ہرگز
اسکی بات کو نہ مانو اسکا کیا اعتبار ہے۔ ابن مبارک یہ نقل بیان کرتے تو کہتے تھے
کہ مین نہین جانتا کہ ان مین کس سے تعجب کرون آیا اس مرد سے کہ مسلمانون کی جان
و مال کا مالک بنا اور اس مین ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔ کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت
کرتا ہے۔ یا اس کنیز سے کہ خلیفہ وقت اور امیر المومنین کی قربت سے روگردانی کرتی
ہے۔ یا اس فقیہ عالم اور قاضی روی زمین سے جسنے کہا کہ اپنے باپ کی حرمت کو خاک
مین ملا اور اپنی شہوت پوری کر عذاب اسکا میری گردن پر ہے۔

## محمد بن الحسن الشیبانی

یہ فقہ حنفیہ کے بانی ہین۔ بے شک انسے مذہب حنفی کی بہت کچھ تائید ہوئی

الا مولوی شبلی کا یہ کہنا کہ امام صاحب نے جو مجلس تدوین فقہ مرتب کی وہ اسکے
ممبر تھے سراسر غلط ہے۔ کیونکہ محمد خود مولوی صاحب کے قول کی موافق ۱۳۵ھ
مین پیدا ہوئے پھر ان کی شرکت سے وہ مجلس کیونکر مرتب ہو سکتی ہے جو ۱۲۱ھ
مین منعقد ہوئی۔ علی ہذا ابویوسف کی پیدائش بھی حسب تصریح ابن خلکان ۱۱۳ھ
مین ہے۔ تو بوقت انعقاد مجلس انکا سات یا آٹھ سال کا سن تھا۔ نیز امام زفر ۱۱۰ھ
مین پیدا ہوئے علے ما فی ابن خلکان تو انکا ۱۲۱ھ مین گیارہ سال کا ہوا۔ پس اس
سن کے آدمی ایسے اعظم مہتم بالشان کے کیونکر ممبر ہو سکتے تھے پس مولوی صاحب
کا ان کی نسبت یہ لکھنا کہ امام صاحب نے ان لوگون کی شرکت سے مجلس مرتب
کی،، آپ کی کمال تاریخ دانی کی ایک کامل دلیل ہے۔ بالجملہ ابن قتیبہ کا قول پیشتر
گزرا کہ محمد مع اپنے استاد ابوحنیفہ اور استاد الاستاد حماد اور پیر بھائی ابویوسف کے فرقہ
مالکیہ مرجیہ مین داخل ہے۔ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان مین لکھتے ہین کہ شریک قاضی شہادت
فرقہ مرجیہ کی روا نہ رکھتے تھے۔ ایک مقدمہ مین محمد بن الحسن نے ان کی حضور مین گواہی
دی تو انہون نے کہا مین کبھی ان لوگون کی گواہی روا نہ رکھونگا۔ جو کہتے ہین کہ نماز جزو
ایمان نہین۔ اور ابن عدی نے تصریح کی ہے۔ کہ محمد کو علم حدیث کیطرف ذرا توجہ نتھی
یہی وجہ ہے کہ محدثین اسکی حدیث کے اخراج کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ نیز ابن عدی
مذکور نے محمد کی منقصت کو ابویوسف تک سے نقل کیا ہے۔ اور ابو اسمعیل ترندی
نے کہا کہ احمد بن حنبل کا قول تھا کہ محمد بن الحسن ابتدا مین مذہب جہم رکھتے تھے اور

ابوزرعہ رازی استاد نجاری نے کہا کہ محمد بن الحسن جہمی تھے۔ علے ہذا انکے استاد ابوحنیفہ
جہمی تھے۔ ہان ابویوسف تجہم سے دور تھے۔ اور ابن حزم نے کتاب محلےٰ مین نقل
کیا ہے۔ کہ عبداللہ بن مبارک سے کسینے پوچھا کہ ابویوسف وامام محمد مین کون فقیہ
تر تھا۔ تو انہون نے کہا یون پوچھ کہ کون ان دونون مین کاذب تر تھا۔ حقیر مولف کہتا ہے
کہ یہ عبداللہ بن مبارک وہ شخص ہین جنکی نسبت مولوی شبلی سیرۃ النعمان مین لکھتے
ہین یہ کہ امام جسکی امامت وجلالت پر ہر باب مین عموماً اجماع کیا گیا جسکے ذکر سے خدا کی
رحمت نازل ہوتی ہے۔ جسکی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔ حدیث مین
ان کا وہ پایہ تھا کہ امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے تھے + وغیرہ وغیرہ +

## مناظرات اصحاب آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ

واضح ہے کہ علماء شیعہ سے جو لوگ اس طریقہ حقہ کی سیف زبان سے حمایت کرتے
اور ضعفاء شیعہ کو اہل بدعت وضلالت کے پنجون سے چھوڑ لیتے اور ان کی شرارت و
شبہات کو ان سے دفع فرماتے ہین۔ ان کی فضیلت مین بہت سی احادیث واخبار ائمۃ
اطہار صلوات اللہ علیہم سے وارد ہوئے ہین۔ ازانجملہ امام حسن عسکری نے فرمایا کہ ہمارے
جد امجد جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ علماء شیعہ اس مذہب حقہ کے اس سرحد
کے پاسبان ہین جس پر ابلیس اور اسکا لشکر شیاطین نواصب وخوارج کا منڈلاتا پھرتا
ہے۔ یہ ان کو حد کے اندر قدم نہین دھرنے دیتے تاکہ ضعیف شیعون پر مسلط ہوکر
گمراہ نکرنے پائین۔ آگاہ رہو کہ ہمارے شیعون سے جو شخص اس اہم کار کے لئے استوار

ہوا وہ ہزار ہزار مرتبہ ان لوگون سے بہتر ہے۔ جو روم و ترک و خزر کے ساتھ جنگ و جہاد مین مصروف ہو کیونکہ وہ ہمارے شیعون کی ادیان کی حفاظت کرتا ہے مجاہدین فقط ان کے ابدان کے نگہبان ہین۔ اس چھوٹی سی تمہید کے بعد ہم اصحاب کی معرکہ آرائیان جو انہون نے مخالفین کے ساتھ کین مختصر طور سے ذکر کرتے ہین مگر اسقدر کہے دیتے ہین کہ جسقدر حث و ترغیب اس بارے مین آئی ہے۔ وہ انہی لوگون کے لیئے ہے۔ جو بہمہ وجوہ اسکی قابلیت رکھتے ہون۔ ورنہ ناقص الاستعدادون کے لیے کہ مخالفون کے شبہات کو دفع نہ کر سکین مناظرہ کرنا منع ہے۔ کتاب مستطاب احتجاج طبرسی مین ہے کہ ابراہیم نخعی کی مجلس مین شیعہ و سنی فریق کے کچھ لوگ جمع تھے۔ ابو جعفر محمد معروف بہ مومن الطاق بھی ان کے درمیان تھے۔ ابن ابی خدرہ نے کہا اے معشر شیعہ ابو بکر مین چار فضیلتین ایسی ہین جنکو کوئی دفع نہین کر سکتا وہ دلیل ہین اس پر کہ ابو بکر علیؑ اور جملہ اصحاب رسول اللہؐ سے افضل تھے۔ اول وہ ثانی رسول اللہ ہین کہ حجرۂ طاہرہ آنحضرت مین آپ کے ساتھ دفن ہین۔ دوم ثانی اثنین ہین غار مین۔ سوم ثانی آنحضرت ہین امامت نماز مین کہ بعد آپ کے نماز بجماعت مسجد رسول اللہ مین پہلے انہون نے پڑھائی۔ چہارم ثانی صدیقین اس امت کے ہین۔ مومن الطاق نے کہا اے پسر ابی خدرہ مین ثابت کرتا ہون کہ علیؑ انہی چار خصائل مذکورہ بالا مین ابو بکر و جملہ اصحاب پیغمبرؐ سے اعلیٰ و افضل تھے۔ اور یہ چارون باتین ابو بکر کے لیئے باعث عیب و منقصت ہین اور لازم کرتا ہون تیرے اوپر اطاعت امیر المومنین

علیؑ علیہ السّلام کو از روئی کلام اللہ و سنّت رسول اللہؐ و دلیل عقل و اتفاق
رای ابراہیم نخعی و ابو اسحاق سبیعی و سلیمان بن مہران اعمش کے یا ابن ابی خدرہ
بیوت النبی کہ بنص قران انحضرت کا مال تھے۔ بعد وفات آپ کی آپ کے ورثہ کو
پہونچی یا تمام مسلمانون پر صدقہ و خیرات ہوئے۔ ابن ابی خدرہ سوچنے لگا۔ ابو جعفر نے
کہا اگر ارث ان مین جاری ہوا تو عائشہؓ تو بیبیون سے ایک بی بی تھین ان کو نوان حصہ
آٹھوین کا اس مکان سے جس مین ابو بکر دفن ہین پہونچا جو پورا ہاتھ بھر بھی نہین ہوتا
اور جو بطور تصدیق تمام مسلمانون کا مال ہوا تو اور بھی دشواری ہے کیونکہ اسوقت
ابو بکر کا حق اس مین ایک ادنی سے ادنی مسلمان سے بھی زیادہ نہین ہوسکتا پھر
وہ وہان دفن ہوئے تو کیونکر ہوئے۔ خانہ پیغمبرؐ مین تو آپ کی زندگی مین اور وفات
کے بعد بدون اجازت کسی کو داخل ہونا روانہ تھا۔ بجز ایک علیؑ کے اور ان کی اولاد
کے کہ ان کو اس مین وہ امور جائز تھے۔ جو خود پیغمبرؐ کو جائز تھے۔ دیکھو مسجد کی طرف
سے سب کے دروازے بند ہوگئے مگر علیؑ کا دروازہ کھلا رہا۔ ابو بکر نے ایک سوراخ
کی درخواست کی اسکی بھی اجازت نہ ہوئی۔ عباسؓ عم رسول اللہؐ کو اس پر بہت غصہ
آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ دروازے مین نے نہین بند کئے خدائے تعالے نے بند
کیئے ہین جیسے کہ اس سے پہلے موسئے کی مسجد مین تمام بنی اسرائیل کو سونا اور
جنب ہونا منع ہوا تھا اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کے لیئے یہ امور جائز رکھے گئے تھے
ایسے ہی اس مسجد مین مجھ کو اور علیؑ کو جائز ہین۔ فانّ علیًّا منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

سب نے اسکی تصدیق کی۔ مومن الطاق نے کہا یا ابن ابی خدرہ تمہارا رُبع دین گیا
نزرا۔ کیونکہ یہ علیؑ کی منقبت ہے۔ اور ابوبکر کے لئے عیب و منقصت۔ پھر کہا اور قول
حق سبحانہ تعالےٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار الخ پس یہ تو تبلاؤ کہ سوائے غار کے جب
پیغمبر پر انزال سکینہ ہوا تو اور مومنین کو بھی اس مین شامل گردانا یا نہین۔ کہا ہان شریک
لیا ہے۔ کہا تو یہان ابوبکر کو انزال سکینہ مین شامل نہین فرمایا بلکہ ان کو مخصوص بغم
اضطراب رکھا پس کہان حضرت علیؑ کا بستر رسول اللہؐ پر لیٹنا اور اپنی جان گرامی
کو انحضرت پر نثار کرنا۔ اور کہان ابوبکر کا غار مین آپ کے نزدیک گھبراتا اور تلملاتا
حاضرین نے اس مین بھی ابوجعفر کی تصدیق کی۔ ابوجعفر نے کہا ذھب نصف
دینک یا ابن ابی حذرہ پھر کہا اور یہ بات کہ وہ دوسرے صدیق اس امت
کے ہین درست نہین کیونکہ حق تعالےٰ نے ان پر واجب کیا ہے۔ کہ علیؑ کے لئے
استغفار کرین قولہ تعالےٰ وَالّذین جاؤ من بعد ھم یقولون ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان الخ یعنی جو لوگ بعد مین ایمان لائے
وہ کہین اے پروردگار ہمارے بخشدے تو ہم کو اور ہماری بھائیون کو جو ہم سے
پہلے ایمان لائے۔ نیز ابوبکر کا خدا نے صدیق نام نہین رکھا۔ لوگ ان کو کہنے لگے
امیرالمومنینؑ کے صدق کی خدائے تعالےٰ نے تصدیق کی ہے۔ اور آپ نے
منبر بصرہ پر فرمایا انا الصدیق الاکبر۔ مین ہون صدیق اکبر کہ ابوبکر سے پہلے ایمان
لایا ہون۔ حضار نے کہا صدقت راست کہا تم نے اے ابوجعفر۔ ابوجعفر نے کہا

ای ابن ابی حذرہ تمہارا تین چوتھائی دین گیا۔ پھر کہا اور امامت نماز وہ بجائی اسکے کہ کوئی فضیلت ہو نری تہمت ہے۔ اگر رسول اللہؐ نے امام کیا تھا۔ تو معزول کیوں فرمایا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ابوبکر نماز پر کھڑے ہوئے۔ تو حضرتؐ نے آکر ان کو وہاں سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھائی۔ پس یا تو یہ امامت خود ابوبکر کی کارستانی تھی رسول اللہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو باوجود ضعف مرض مسجد میں تشریف لائے اور ان کو علحدہ کر دیا تاکہ ثانی الحال حجت نہو۔ اور یا آپ ہی نے انہیں مامور فرمایا تھا۔ تو یہ ویسی ہی صورت ہوگی جیسی کہ ابلاغ آیات برات میں حضرت نے مامور کیا پھر جبرئیل پیغام لائے۔ کہ اسکو تم خود یا تمہارا اپنا کوئی آدمی پہونچائے۔ پس علیؑ کو اس پر مقرر کیا اور ابوبکر کو معزول فرمایا۔ بہر کیف یہ کوئی فضیلت نہ ہوئی صرف ایک ناقابلیت کا اظہار ہوا اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو امامت نماز بھی نکر اسکے وہ خلیفہ کیا خاک ہوگا۔ پس صدائے صدقت صدقت بلند ہوئی اور ابوجعفر نے کہا یا ابن ابی حذرہ تمہارا تمام دین باطل ہوا اور بجائے مدح کے تم نے اپنے صاحب کو فضیحت اور رسوا کیا۔ پس لوگوں نے دلیل وجوب اطاعت امیر المومنینؑ طلب کی تو کہا حق تعالیٰ نے بموجب آیہ فی ہدایہ کونوا مع الصادقین صادقوں کی اطاعت کا امر کیا ہے۔ اور دوسرے مقام پر صادقوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون خلاصہ یہ کہ جو تعب و مصیبت میں صبر کرتے ہیں۔ وہی صادق ہیں اور وہی متقی پس امیر المومنینؑ نے جہاد کی سختی

سہی اور دیگر صحابہ کی طرح معرکہ جنگ سے مونہہ نہ موڑا تو وہ بے شک صادقون سے ہین۔ اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے حدیث ثقلین اور حدیث سفینۃ النوح کو پیش کیا اس سے وجوب اطاعت ثابت فرمایا۔ پھر عقلی حجت پر آئے۔ تو کہا ہر کوئی جانتا ہے۔ کہ اطاعت اعلم کی کرنی چاہیئے۔ سو امیر المومنینؑ بالاتفاق اعلم صحابہ تھے۔ تمام صحابہ حل مسائل مین انحضرت کے محتاج تھے ان کو کسی کی احتیاج نہ تھی۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ نیز آیہ قرآنی افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدیٰ فما لکم کیف تحکمون ناطق ہے کہ اتباع اعلم ہی کا کرنا چاہیئے۔ راوی کہتا ہے۔ کیا ہی خوب دن تھا وہ دن بہت لوگون نے مذہب حقہ اختیار کیا۔ فللّٰہ الحمد ٭

کلینی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ زید شہیدؓ نے ابو جعفر مومن الطاق سے اپنی بیعت کے لئے کہا تو انہون نے عذر کیا کہ امام اور حجت خدا ارادہ خروج کرتے تو مین حاضر تھا۔ زید نے کہا اے محمد تم قائل ہو کہ اہل بیتؑ سے ہر عہد مین امام مفترض الطاعت ایک ہوتا ہے۔ انہون نے کہا ہان فدا ہون تم پر علیہ کہ تمہارے باپ زین العابدینؑ اپنے زمانے کے امام تھے۔ اور اسوقت تمہارے برادر زادے جعفر صادقؑ ہین۔ زید نے کہا ایسا ہوتا تو کیا میرے باپ مجھے اس سے آگاہ نہ کرتے۔ بسا اوقات کھانا گرم ہوتا تو لقمہ ٹھنڈا کرکے میرے مونہہ مین دیتے آیا ہو سکتا ہے کہ لقمہ کی گرمی سے مجھے بچائین اور آتش جہنم سے

سے بچانیکی فکر نہ کرین۔ مومن الطاق نے کہا ممکن ہے۔ کہ خیال کیا ہو کہ آگاہ کیا
اور اطاعت نہ کی تو مستوجب عذاب ہونگے اور گنجایش شفاعت کی باقی نہ رہیگی
اور جو معاملہ گو مگو رہنے دیا تو ہم شفارش کر سکینگے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ
کو منع کیا کہ اپنے بھائیون سے خواب کو بیان کرین جب نبیؑ کو جائز تھا کہ مصلحۃً ایسے
خواب کو کہ امارات نبوت سے تھی مخفی رکھین۔ تو امام کو امامت کا مصلحۃً پوشیدہ
رکھنا بطریق اولے جائز ہوگا۔ حقیر مؤلف کہتا ہے کہ یہ گفتگو زیدؒ کی کوفہ مین اپنے
خروج سے پہلے اسوقت کی ہے۔ جبکہ شیعہ و تابعین بہم پہونچانے پر بغایت حریص
تھے۔ یہ تجاہل الخا حجۃ اللہ و امام زمان سے اہل مجلس کے سامنے کہ خاص و عام
سے مشحون رہتی تھی۔ مصلحۃً و توریۃً تھا ورنہ حاشا کہ وہ اس سے جاہل ہون جیسا کہ
کسی نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ تو انہون نے مصلحۃً
خاموشی اختیار کی مگر بوقت آخرین جبکہ ان کی پیشانی پر تیر لگا اور امید حیات منقطع
ہوگئی۔ تو اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ کما مرّ سابقاً۔ اور تتمہ روایت مذکورہ یہ ہے۔ کہ مومن
الطاق نے کہا آخر زیدؒ نے مجھے معذور رکھا اور اظہار محبت و ولایت جناب صادقؑ
اور ان کی کرامت کا کر کے رخصت فرمایا۔

نیز۔ ایک مرتبہ حضرت مومن الطاق خوارج کے پنجون مین پھنس گئے تھے۔ ان سے کہا
تم علیؑ سے کس امر پر بیزار ہو کہا انہون نے دین خدا مین حکم مقرر کئے ولا حکم الا للہ
پس وہ کافر ہو گئے۔ ابو جعفر نے تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی باتین کر کے کہا مین تمہارے

ساتھ مناظرہ کرنا چاہتا ہون ضحاک خارجی نے کہ انکا سردار تھا کہا کیا مضائقہ ہم موجود ہین کہا کوئی اور بھی ہو کہ ہمارے نیک و بد مین تمیز کرے اور خطا و صواب مین فرق تبلاوے۔ خارجی اندھا ہو گیا اور اس گرفت کو نہ پاسکا اپنے اصحاب سے ایک کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بڑا منصف مزاج ہے۔ یہ اسکار کے لئے رہا مومن نے کہا مناظرہ ختم ہوا۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کیا۔ انہون نے دیگر خوارج سے خطاب کر کے کہا کہ تمہارے صاحب نے بھی دین خدا مین حکم مقرر کیا۔ پس تمہارے عقیدے کی بموجب دین سے نکل گیا خارجی اسکو سرزنش کرنے اور برا کہنے لگے۔ اور مومن نے ان سے نجات پائی۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ بموجب اسی قاعدہ مقررۂ اہلسنت کے کہ علوم و فضائل اہل بیتؑ و شیعیان کو اپنی علماء و امامان کیطرف منتقل کر لیتے ہین۔ صاحب سیرۃ النعمان نے اس مناظرۂ مومن الطاق کو حضرت ابو حنیفہ سے منسوب کیا ہے۔

## امام ابو حنیفہ کے ساتھ مومن الطاق کے مناظرے

ایک مرتبہ امام صاحب نے براہ شماتت مومن الطاق سے کہا مَاتَ اِمَامُكَ کہ تیرا امام (جعفر صادقؑ) مر گیا مومن نے فی البدیہ کہا۔ نعم ہان۔ وَلٰكِنْ اِمَامُكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ یعنی مگر تیرا امام (شیطان) روز قیامت تک مہلت دیا گیا ہے وہ نہ مریگا نیز۔ امام صاحب نے براہ طنز کہا ای ابو جعفر تم رجعت کے قائل ہو۔ مجھے اسوقت ایک ہزار روپیہ قرض دیدو۔ ہنگام رجعت جبکہ ہم تم دونو

زندہ ہونگے۔ اسوقت لے لینا۔ مومن نے کہا کچھ مضائقہ نہین مگر تم کسی کو ضامن دو کہ آدمی ہی کی شکل مین رجعت کروگے۔ سؤر اور کتا ہوکر تو نہ اٹھوگے۔ سؤر اور کتے کی صورت اختیار کی تو مین کیونکر تم کو پہچانونگا۔ اور اپنا مال کس سے لونگا۔ ابوحنیفہ خاموش ہوگئے۔ ایک مرتبہ دونو صاحب ساتھ ساتھ ایک کوچہ مین کوچہ ہائے کوفہ سے جا رہے تھے۔ ایک شخص نے پکار کر کہا من یدلنی علی صبی ضال کوئی مجھکو ضال (گم شدہ) بچے کا پتہ ونشان تبلاوے۔ مومن الطاق نے کہا صبی ضال کا تو حال معلوم نہین شیخ ضال (بوڑھا گم راہ) درکار ہو تو یہ لے ہمارے ساتھ ہے نیز ایک مرتبہ حضرت امام صاحب نے فرمایا ای معشر شیعہ مین نے سنا ہے۔ کہ تمہارے ہان کوئی مرتا ہے تو اسکا بایان ہاتھ توڑ ڈالتے ہو۔ تاکہ نامہ اعمال خواہی نخواہی اسکے دست راست مین دیا جائے۔ ابوجعفر مومن الطاق نے کہا یہ تو دروغ بیفروغ ہے۔ مگر اے گروہ مرجیہ تم اپنے مردون کے شکم مین براہ مقعد بقدر ایک سبوچہ آب چڑھا دیتے ہو کہ تشنگی روز قیامت سے امان مین رہے۔ ابوحنیفہ نے کہا دونو جھوٹھی باتین نری تہمت وافترا ہین۔ ایک روز فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالب کا کوئی حق خلافت مین تھا تو بروز وفات رسول اللہ کیون اسکو طلب نہ کیا مومن نے کہا خاف ان یقتله الجن کما قتلوا سعد بن عبادہ بسهم المغیرۃ بن شعبہ یعنی ان کو خوف ہوا کہ کہین سعد بن عُبادہ کی طرح کوئی جن مغیرہ بن شعبہ کے تیر سے انہین بھی نہ مار ڈالے۔

نیز فرمایا ای ابوجعفر تم متعہ کو حلال جانتے ہو تو کیون اپنی کنیزون کو امر نہین کرتے۔
کہ لوگون سے متعہ کرین اور کمائی تم کو لا کر دین۔ مومن نے کہا کہ ضرور نہین کہ ہر حلال
شے مرغوب فیہ بھی ہو تمہارے نزدیک بھی نبیذ (جو کی شراب) حلال ہے۔ پھر کیون
نہین کہتے کہ تمہاری کنیزین ساقی نشاط انگیز بنکر آتش شوق مردان کو تیز کرین اور
تم مالامال ہو جاؤ۔ ابوحنیفہ نے کہا واحدۃ بواحدۃ تمہارا یہ سوال مطابق ہمارے سوال
کے ہے۔ وسہمك انفذ مگر تمہارا تیر آرپار ہو جانیوالا ہے۔ پھر کہا اے ابوجعفر
آیہ کہ سورہ سائل سائل مین ہے تحریم متعہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور رسول اللہ سے
بھی اسکی ممانعت روایت ہوئی ہے۔ ابوجعفر نے کہا سورہ سائل سائل کی ہے اور
آیہ متعہ مدنی اور روایت تمہاری شاذ وردی۔ ابوحنیفہ نے کہا آیہ میراث بھی متعہ
کے منسوخ ہونے پر دال ہے۔ ابوجعفر نے کہا نکاح بغیر میراث ثابت ہے کہا یہ
کیونکر کہا اگر کوئی مسلمان زن کتابیہ سے نکاح کرے تو کیا وہ عورت اسکے بعد
اسکی وارث ہوگی کہا نہین کہا تو بس یہین سے ثابت ہے۔ کہ نکاح بغیر میراث
ہو سکتا ہے۔ **نقل** ہے کہ اصحاب اطیاب حضرت صادق سے چند اشخاص
شریک[1] بن عبداللہ کے پاس گئے اور کہا ای ابوعبداللہ اجازت دیتے ہو کہ کوئی

---

[1] بقول ابن خلکان عالم۔ فقیہ۔ ذکی۔ فہیم۔ دو فطنت تھے ابتدا مین تقوے و تقدس زور ون پر چڑھا ہوا تھا تو قبول عمل سے انکار تھا۔ ایک روز مہدی عباسی کے پاس تھے کہا اسے کہا یا قضا کو قبول کرو یا میرے لڑکے کو حدیث کا درس دو یا ہمارے ہان کھانا کھاؤ۔ کہا کھانا کھانا بہت آسان ہے مہدی نے باورچی کو اشارہ کیا کہ روز سے زیادہ کھانے

مسئلہ دربارۂ نماز تم سے دریافت کرین کہا پوچھو جو کچھ کہ چاہو انہون نے کہا مگر شرط
یہ ہے۔ کہ جواب حدیث رسول اللہ سے ہو زید و عمر کا قول کا نقل نہو۔ کہا نماز کا مسئلہ
ہے تو مضائقہ نہین۔ پوچھا قصر نماز مین کتنے فاصلے پر ہوتا ہے۔ کہا۔ ابن مسعود
کہتے تھے۔ لا یغرنکم سوادنا ہذا دھوکہ نہ دیوے تم کو ہماری یہ سیاہی۔ اور
فلان و فلان کا یہ قول ہے۔ انہون نے کہا ہم پہلے ہی شرط کر چکے ہین کہ جو کچھ
کہو قول پیغمبرؐ سے کہو۔ شریک کچھ جواب نہ دے سکا۔ اور بولا بڑے شرم کی بات
ہے کہ مجھ جیسا شیخ نماز کے مسئلے مین حدیث پیغمبر نہ لا سکے اور اس سے بھی
زیادہ قباحت اس مین ہے کہ مین انحضرتؐ پر جھوٹھ باندھون۔ انہون نے کہا ہم
ایک اور مسئلہ پوچھتے ہین شریک نے پھر کہا اگر نماز کا ہے تو پوچھو۔ کہا نماز جمعہ
کتنے آدمیون پر واجب ہوتی ہے۔ شریک اس مین بھی عاجز رہ گئے۔ انہون
نے ارادہ اٹھنے کا کیا تو شریک نے کہا تمنے جو یہ سوال کئے تو تمہارے پاس ضرور
حدیث ہو گی۔ کہا ہان محمد بن مسلم ثقفی نے روایت کی ہے۔ کہا وہی ریش دراز
ثقفی کہا ہان وہی کہا وہ ناموس و معتمد فی الحدیث ہے ہرچند لوگ کہتے تھے
کہ وہ حبشی ہے۔ کہو اسنے کیا کہا۔ کہا اسنے محمد باقرؑ سے روایت کی کہ انہون

---

مین اہتمام ہو حسب الایما باورچی نے بہت لطیف و لذیذ کھانے پکا کر کھلائے۔ شریک کھا کر فارغ ہوئے۔ تو
باورچی نے کہا یا امیر المومنین اب شیخ کبھی فلاح نہ پاوےگا۔ چنانچہ اسکے بعد قضا بھی قبول کی اور معلم بھی رہے ان
کی تنخواہ ایک صراف کی دکان پر تنخواہ دی تھی صراف اکثر ٹالا کرتا تھا ایک دن بہت تقاضا کیا تو صراف نے کہا تم تو ایسا تقاضا
کرتے ہو کہ گویا کوئی شے فروخت کی ہے۔ کہا شے کیا مین نے شے سے بھی بہتر یعنی دین کو فروخت کیا ہے۔ ۱۲ امنہ عفی عنہ
فرائد

نے اپنے پدر نامدار و جدّ بزرگوار سے اور انہون نے رسول اللہ سے نقل کیا
کہ اِنَّ التقصیر یجب فی بریدین واذا اجتمع خمسۃ احدھم الامام
فلھم ان یجمعوا کہ قصر دو منزل پر واجب ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی جمع
ہوجائین جن مین ایک امامت کی قابلیت رکھتا ہو تو ان کو جمعہ پڑھنا چاہئے۔
نیز جریر بن عبد اللہ نے کہا مین ابو حنیفہ کے پاس داخل ہوا بہت سی کتابین ان
کے سامنے رکھین تھین مجھسے کہنے لگے۔کہ یہ تمام کتابین مسئلہ طلاق مین ہین
مین نے کہا ہم کو اس مین ایک آیہ قرآنی کفایت کرتی ہے۔ابو حنیفہ نے کہا کونسی
آیہ کہا یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ
ای نبی ہماری جب تم عورتون کو طلاق دو تو عدہ کا لحاظ رکھو اور احصا کرو عدہ کا
ابو حنیفہ نے کہا تم کو علم حدیث مین بہت توغل تھے یہ تو بتاؤ کہ غلام مکاتب جس کا
ہزار درہم پر مکاتبہ ہوا اور نو سو ننانوے درہم اسنے ادا کردئے۔صرف ایک درہم باقی
تھا کہ ارتکاب زنا کیا اسکو کس طرح حد لگائی جائے۔غلام کی یا آزاد کی۔مین نے کہا
ہم کو پہونچا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایک درہ اور نصف و ثلث درہ بر حسب
اسکے رقیت کے حد لگاتے تھے۔پھر کہا ایک اور مسئلہ ہے۔کہ غالباً تمہاری مرویات
مین نہ ہوگا۔تم اس شتر کے مقدمے مین جو دریا سے برآمد ہو کیا کہتے ہو۔حلال جانتے
ہو یا حرام کہا شتر ہو یا فیل یا کوئی اور شے جو دریا سے نکلے اگر فلس رکھتا ہے تو
حلال ورنہ حرام۔راقم الحروف کہتا ہے کہ جریر مذکور بڑے جلیل القدر شخص تھے۔

آخر عمر مین سیستان جاکر آباد ہوئے۔ وہان خارجیون کا زور شور تھا۔ حریز سبّ و شتم امیر المومنینؑ سن نہین سکتے تھے۔ لاجرم کوئی ایکا دوکا ان سے ملتا تو مار ڈالتے آخران کو پتہ لگ گیا۔ حریز معہ اپنے اصحاب کے ایک مسجد مین تھے خارجی چڑھ آئے اور محصور کر کے تمام کو قتل کر ڈالا۔ فرحمہم اللہ ۔

ابو حنیفہ حدیث غدیر کا اقرار نہین کرنا چاہتے

محمد بن نوفل راوی ہے۔ کہ ہم چند اشخاص بیٹھے تھے۔ کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت وہان تشریف لائے۔ باتین ہونے لگین۔ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ذکر درمیان آیا۔ ابو حنیفہ نے کہا حدیث غدیر کا اقرار نہین کرنا چاہئے مین نے اپنے اصحاب کو اس سے منع کر دیا ہے۔ ہیثم بن حبیب صیرفی یہ سن کر برہم ہوئے کہ کیون اقرار نہ کرین کیا تم کو یہ حدیث نہین پہونچی۔ کہ حبیب ابن ابی ثابت نے ابو الطفیل سے اور اسنے زید بن ارقم سے روایت کی کہ علیؑ نے رحبۂ کوفہ مین قسم دیکر صحابہ سے اس حدیث کی تصدیق کرائی۔ امام صاحب نے کہا حدیث کی صحت مین کلام نہین مگر یہ لوگ (شیعہ) اس مین زیادہ خوض کرتے ہین اور لوگون کو تنگ کرتے ہین۔ ہیثم نے کہا۔ پھر قول علیؑ کی تکذیب کرین یا اسکو ردّ کرین۔ ابو حنیفہ نے کہا نہ تکذیب کرو نہ ردّ اتنا خیال رہے کہ اسکے تذکرے سے غلو کرنیوالے غلو کرتے ہین کہا رسول اللہ نے سر منبر خطبہ کہا اور اسکا بیان فرمایا اور کسی غلو کرنیوالے کے غلو کا اندیشہ نہ فرمایا۔ ہم غالیون کے غلو کا اندیشہ کرین سلسلۂ کلام یہان تک پہونچا تھا کہ کسی سائل نے مسئلہ پیش کیا اور گفتگو بند ہو گئی۔ یہان

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس کس طرح بندشین باندھی جاتی تھین۔ اور فضائل امیر المومنین
کی ہٹانیکی فکرین کی جاتی تھین۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ایک عرصہ کے بعد جناب صادق ؑ
کے حضور مین جو اس جلسہ کا تذکرہ ہوا تو آپنے اظہار کراہت فرمایا کہ ایسی باتون
سے یہ لوگ ہمارے اور تمہارے دشمن ہو جاتے ہین۔ یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ
عباسیون کی سلطنت جانے مستحکم ہوکر کثرت جور وستم سے بنی امیہ کو بھی بھلا دیا
تھا۔ عقائد شیعہ کا اظہار علانیہ کرنے نہین پاتے تھے۔

نیز شریک بن عبد اللہ قاضی نے کہا مین سلیمان اعمش[1] کے پاس اس کے
مرض الموت مین حاضر تھا۔ کہ ابن شبرمہ۔ ابو لیلی۔ ابو حنیفہ وہان داخل ہوئے
اور حال پوچھنے لگے۔ اعمش نے کہا ضعف ونقاہت کی زیادتی ہے۔ اور
بعد الموت جس امر کا اندیشہ ہے وہ گناہون کی کثرت ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا
ای ابو محمد خدا سے ڈرو۔ یہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہے۔ تم علی ؑ ابن ابیطالب

---

[1] یہ سلیمان اعمش بڑے خوش طبع ظریف شخص تھے۔ ابن خلکان نے انکو لطیف الخلق ومزاح کہا ہے اور بہت حکایتین ان کی ظرافت کی درج کی ہین۔ از انجملہ لکھا ہے کہ داؤد بن عمر حائک (جولاہا) نے انسے پوچھا تم حائک کے پیچھے نماز پڑھنے مین کیا کہتے ہو کہا اگر وضو کرین تو مضائقہ نہین کہا تمہاری نزدیک اسکی گواہی کیسی قبول ہے کہا ہان جبکہ دو عادل اسکی ہمراہ ہون۔ ابو حنیفہ ایک مرتبہ ان کی عیادت کو گئے تھے۔ دیر تک بیٹھے اٹھتے وقت کہا شاید میرا دیر تک بیٹھنا تمپر ثقیل وگران گزرا ہوگا۔ اعمش نے کہا اِنَّكَ لَثَقِيلٌ عَلَيَّ وَأَنْتَ فِي بَيْتِكَ تم تو مجھپر اسوقت ثقیل وگران ہو جبکہ اپنی گھر ہوتے ہو یہان تو یون ہی ہو گئے۔ کہتے ہین کہ عبد الملک بن مروان نے انکو لکھا کہ مساوی وعیوب علی ؑ ومناقب عثمان لکھکر بھیجو۔ اعمش نے وہ خط لیکر بکری کے مونہہ مین دیدیا اور قاصد سے کہا یہی جواب اسکا ہے۔ مگر جب اسنے بہت الحاح کی کہ جواب لکھو خواہ کچھ لکھو کیونکہ مجھپر عتاب کریگا تو لکھا یا امیر المومنین اگر عثمان مین جہان کے مناقب ہون تو تمکو ان سے کچھ فائدہ نہین اور علی ؑ مین دنیا بھر کے معائب ہون تو تمہارا کوئی ضرر نہین تم کو اپنے نفس کی بھلائی برائی دیکھنی چاہئے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

حدیث علی قسیم النار

کے مقدمے مین کچھ احادیث بیان کرتے رہیے ہو بہتر ہے کہ اسوقت اُس سے
تائب ہو۔ کہا کس قسم کی احادیث امام صاحب نے کہا مثل حدیث انا قسیمُ النار
راوی کہتا ہے کہ اعمش نے یہ سنا تو قہر و غضب نے اُن پر غلبہ کیا اور کہا اے
یہودی تو مجھ کو یہ کہتا ہے۔ مجھ کو سہارا دیکر بٹھاؤ۔ قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی
جسکی طرف مین رجوع کرنیوالا ہون۔ کہ مجھسے موسیٰ بن طریف نے کہ اس سے بہتر
بنی اسد کا میری نظر سے نہین گزرا۔ روایت کی کہ اسنے جاریہ ربعی امام قبیلہ سے
سنا کہ علیؑ ابن ابیطالب فرماتے تھے۔ انا قسیمُ النارِ اقولُ ھٰذا ولیّ دعیہ
وھٰذا عدوّی خُذیہ کہ مین ہون قسمت کنندہ جہنم اسکو کہونگا کہ یہ میرا دوست
ہے اسکو رہا کر اور یہ دشمن ہے اُسکو لے۔ نیز روایت کی ہے۔ مجھسے ابی متوکل
ناجی نے امارت حجاج یوسف مین جو اعدای عدوّ آنحضرت تھا۔ ابو سعید خدری سے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت حق تعالےٰ مجھے اور
علیؑ کو امر کریگا کہ پل صراط پر بیٹھ کر مجھ پر ایمان لانیوالون اور اپنے دوستون کو داخل
جنّت کرو۔ اور اپنے دشمنون اور مجھ پر نہ ایمان لانیوالون کو جہنّم مین ڈالو۔ پھر
ابو سعید نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا پر ایمان نہین لایا جو مجھپر نہین لایا اور
میرے اوپر ایمان نہین لایا جس نے علیؑ سے محبّت نہین کی۔ بعد ازان حضرت
نے اس آیہ شریفہ کی تلاوت کی والقیا فی جہنّم کلّ کفّار عنید ڈال دو جہنم مین
ہر ایک کافر عناد رکھنے والے کو۔ ابو حنیفہ نے یہ سنا تو اپنی چادر سنبھالی اور

کہا اُٹھو یہان سے۔ کہین ابو محمد اس سے بڑھ کر کوئی اور بات نہ کہین شریک راوی حدیث نے کہا ہنوز شام نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اعمش نے اسی روز دنیا سے مفارقت کی۔

مناظرہ فضال با ابو حنیفہ

فضال بن حسن فضال امام ابوحنیفہ کے پاس جبکہ وہ مجلس درس مین بیٹھے شاگردون کو کچھ لکھوا رہے تھے گزرے ایک شخص سے کہ اُن کی ہمراہ تھا کہا قسم خدا کی یہان سے آگے نجاؤنگا۔ جب تک کہ اسکو خجل و شرمندہ نہ کرلون۔ اُسنے کہا کیا کہتے ہو یہ ابوحنیفہ ہے۔ جسکا رتبہ عالی اور حجت قوی ہے۔ کہا اینہہ۔ مومن پر بھی کسی کی حجت قوی ہوئی ہے۔ یہ کہکر داخل مجلس ابوحنیفہ ہوئے۔ اور سلام علیک کہا حاضرین نے جواب دیا فضال نے کہا۔ اے ابوحنیفہ میرا ایک بھائی ہے جو کہتا ہے کہ افضل خلائق بعد رسول اللہؐ علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ مین کہتا ہون کہ ابوبکر افضل ہے۔ رحمت خدا ہو تم پر تمہارا اس مین کیا مسلک ہے۔ امام صاحب نے کہا شیخین کی فضیلت مین ایک یہی بات کافی ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے ساتھ ایک مکان مین مدفون ہین۔ فضال نے کہا مین نے یہ کہا تھا وہ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ حجرہ حضرت رسول خداؐ کی ملک تھا تو انہون نے بظلم تصرف کیا غاصب ہین۔ اور جو اُنکا اپنا تھا اور رسول خداؐ کو ہبہ کر چکے تھے۔ تو بہت بُرا کیا کہ اُس سے رجوع کیا۔ ابوحنیفہ نے ذرا تامل کے بعد کہا نہ آنحضرتؐ کا نہ اُنکا تھا۔ وہ بنظر حق عائشہ و حفصہ وہان دفن ہوئے فضال نے کہا مین نے یہ کہا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ بوقت وفات آنحضرتؐ کے آپ کے

تو بی بیان تھین۔ تمام کا حصہ ایک آٹھوان تھا۔ جو نو پر تقسیم ہو کر بہتر واں ہوا
اس سے زیادہ اُن کو نہین پہونچ سکتا۔ معہذا عائشہ و حفصہ تو رسول اللہ کے وارث
ہون اور فاطمہؑ بنت رسول اللہ آپ کی وارث نہو۔ ابو حنیفہ نے یہ سنا تو کہا اسکو
نکالو یہ خود رافضی ہے۔ کوئی بھائی اس کا نہین ✤

نیز۔ حارث بن عبد اللہ ربعی نے کہا مین مجلس منصور مین حاضر تھا۔ سوار قاضی بھی
وہان تھا۔ سید حمیری شاعر قصیدہ مدحیہ اس کی مدح مین پڑھ رہے تھے۔ منصور
اُسکو سُنکر مسرور ہو رہا تھا۔ سوار کی آتش حسد مشتعل ہوئی۔ بولا اے امیر المومنین جو کچھ
سید زبان سے کہتا ہے۔ اسکے دل مین نہین۔ وہ دل سے اورون کا معتقد ہے
اور تمہارا دشمن۔ سید حمیری نے کہا یہ جھوٹا ہے۔ براہ حسد ایسا کہتا ہے۔ مجھ کو تم اہلبیت
کی محبت میراث مین پہونچی ہے۔ وہ اور اسکا قبیلہ جاہلیت اور اسلام مین اس
خاندان کے دشمن رہے ہین۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے اسنکے حق مین ارشاد کیا
اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ بے شک
جو لوگ حجرون کے پیچھے سے (اے محمدؐ) تم کو آوازین دیتے ہین۔ اکثر ان مین احمق
ولا یعقل ہین۔ سوار نے کہا اے امیر المومنین یہ رجعت کا قائل ہے۔ اور شیخین کو
سب و شتم کرتا ہے۔ سید نے کہا رجعت قرآن شریف سے ثابت ہے۔ حق تعالےٰ
ایک مقام پر فرماتا ہے وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا جس روز محشور کرینگے ہم
ہر ایک اُمت سے ایک گروہ کو دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ

مِنْهُم اَحَدًا حشر کیا ہمنے اُن کو نہ چھوڑا اُنسے ایک کو بھی پس یہان سے ثابت ہے۔ کہ حشر دو طرح کا ہے۔ ایک خاص ایک عام پھر اُور چند آیات و احادیث اثبات رجعت مین پڑھے۔ آخر مین کہا رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کچھ نبی اسرائیل مین ہوا اس اُمت مین بھی ضرور اُس کی مثل ہوگا۔ حذیفہ نے کہا قسم خدا کی۔ بعید نہین کہ ہم سے بھی بندر اور سور کی شکل مین مسخ کئے جائین۔ جیسا کہ نبی اسرائیل مین مسخ ہوئے تھے۔ سو میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ سوار ضرور مسخ ہوگا۔ کیونکہ متکبر و جبار ہے منصور ہنس پڑا اور سید نے فی البدیہہ اشعار آبدار مذمت سوار مین انشاد کئے حتے کہ منصور نے کہا بس کرو ای سید حمیری نے کہا شروع اُسنے کیا والبادی اظلم۔ حتے کہ منصور کے کہنے سے دونو خاموش ہوئے +

## مناظرات ہشام بن الحکم

ابو عبیدہ معتزلی نے کہا ہم حق پر اور تم باطل پر ہو کیونکہ ہماری کثرت اور تمہاری قلت ہے ہشام نے کہا تمہارا یہ اعتراض ہمارے اوپر نہین نوح علی نبینا و علیہ السلام پر ہے۔ کہ نو سو پچاس ۹۵۰ برس اپنی قوم کو شب و روز ہدایت کرتے رہے فَمَا اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ بہت تھوڑے اُن پر ایمان لائے۔ نیز۔ ہشام نے ایک جماعت متکلمین مخالفین سے کہا کہ حق تعالے نے جو محمد مصطفےٰ کو مبعوث الی الخلائق کیا تو ساتھ نعمت تامہ کاملہ کے مبعوث کیا یا ناتمام و ناقص کے کیا۔ کہا نعمت تمام و کامل کے ساتھ کیا۔ ہشام نے کہا نعمت تام و کامل یہ

ہے۔ کہ نبوّت و خلافت ایک گھر مین جمع ہون یا یہ کہ وہ حضرتؐ تو نبیؐ ہون۔ مگر
خلافت آپ کی اولاد کو ناجائز ہو۔ تم لوگ ہر کس و ناکس کے لئے خلافت تجویز کرتے
ہو۔ نہین کرتے تو اہلبیت رسالت کے لئے۔ کوئی دعویدار خلافت ان مین کھڑا ہوتا
ہے۔ تو تلوارین اُسکے موُنہہ پر مارتے ہو۔ کچھ جواب اسکا نہ دے سکے۔ ایک مرتبہ
اصحاب کا مجمع تھا۔ حمران بن اعین۔ مومن الطاق۔ ہشام بن سالم وغیرہ وغیرہ بزرگوار
تشریف رکھتے تھے۔ ہشام بھی کہ جوان نو رسیدہ تھے حاضر تھے۔ حضرت ابوعبدُاللہ نے
فرمایا ای ہشام کیا کیا جواب و سوال تمہارے اور عمرو بن عبید معتزلی کے درمیان
ہوئے بیان تو کرو۔ ہشام نے کہا یا ابن رسول اللہ حیا مجھکو مانع ہے۔ کہ حضور کے
سامنے لب کشائی کرون۔ فرمایا جب ہم کسی امر کا حکم کرین تو اسکو بجا لاؤ۔ پس ہشام
نے کیفیت مناظرہ اس طرح بیان کرنی شروع کی۔ کہ فدا ہون آپ پر مین نے عمرو بن عبید کی
شہرت سنی کہ مسجد بصرہ مین بیٹھکر مجلس افادہ گرم کرتا ہے۔ اسکا بڑا اثر مجھ پر ہوا۔ اس
طرف کا ارادہ کیا جمعہ کا روز تھا۔ کہ داخل بصرہ ہوا مسجد مین گیا تو دیکھا کہ واقعی ایک عظیم
مجمع اسکے گرد حلقہ زن ہے۔ وہ ایک چادر سیاہ اوپر لئے اور ایک کالنگ باندھے
درمیان بیٹھا ہے۔ لوگ سوال کر رہے ہین مین بھی صف آخر مین دوزانو بیٹھ گیا اور
کہا۔ ایہا العالم مین ایک مرد غریب و مسافر ہون۔ اجازت دیتے ہو کہ کوئی مسئلہ تم سے
دریافت کرون کہا پوچھ جو کچھ کہ چاہے۔ مین نے کہا تمہاری آنکھین ہین۔ کہا اے پسر
یہ بھی کوئی سوال ہے جو تم کرتے ہو۔ کہا میرا یہی سوال ہے۔ کہا اچھا پوچھ ہر چند کہ تیرا

احتجاج ہشام با عمرو بن عبید

سوال

سوال احمقانہ ہے۔ مین نے کہا۔ آنکھین رکھتے ہو کہا ہان رکھتا ہون۔ مین نے کہا
وہ کس کام آتی ہین۔ کہا الوان واشخاص کو اُن سے دیکھتا ہون۔ کہا ناک ہے کہا
ہان ہے۔ مین نے کہا وہ کس کام آتی ہے۔ کہا اُس سے بدبو اور خوشبو کو سونگھتا
ہون۔ کہا کان ہین۔ کہا ہین۔ مین نے کہا وہ کس کام آتی ہین۔ کہا اُنسے آوازین
سنائی دیتی ہین۔ کہا ہاتھ ہین کہا ہان ہین کہا وہ کس کام آتے ہین عمرو نے کہا اُن
سے چیزون کو اٹھاتا ہون اور سخت و نرم اشیا کی تمیز کرتا ہون۔ کہا دل ہے۔ عمرو نے
کہا ہان وہ بھی ہے۔ مین نے کہا وہ کیا کام کرتا ہے۔ کہا اسکا یہ کام ہے۔ کہ جو امور
اعضا پر وارد ہون۔ وہ ان کی تمیز کرے۔ مین نے کہا تو یہ اعضا باوجود صحیح و سالم
ہونیکے دل کی محتاج ہین۔ کہا اے پسر جبکہ اُنکو دیکھنے سونگھنے سُننے اور چھوئی
ہوئی اشیا مین شک ہوتا ہے تو دل کی طرف رجوع کرتے ہین۔ وہ فیصلہ کرتا ہے مین نے
کہا تو دل کا ہونا ضروریات سے ہے اور اعضا کا بدون اسکے کام نہین چلتا۔ کہا
اور کیا۔ اُس وقت مین نے کہا اے ابو مروان انصاف کرو کہ حق تعالے نے اعضا کے
بدن کو بحال خود نہ چھوڑا تا اینکہ اُن کے لئے ایک امام قرار دیا کہ ہر شک و شبہ کے
وقت اُسکی طرف رجوع کرین۔ اور تمام نبی آدم کو رہنے دیا۔ اور کوئی امام اُن کے
واسطے مقرر نہ کیا کہ ہنگام حیرت و پریشانی اُسکی طرف رجوع کرین۔ اُس پر قدرے تامل
کیا۔ پھر سر اٹھا کر کہا۔ اَلَسْتَ ھِشَامًا کیا تو ہشام نہین۔ کہا نہین۔ کہا اُسکا جلیس
و مصاحب ہے۔ کہا نہین کہا تو پھر کہان کا رہنے والا ہے۔ کہا کوفہ کا کہا تو مقرر ہشام

ہی ہے۔ پس اُٹھکر میری ساتھ بغلگیر ہوا۔ اور اپنی جگہ پر مجھکو بٹھایا اور جب تک مین بیٹھا رہا کچھ کلام نہ کیا۔ جناب صادقؑ یہ سنکر متبسم ہوئے۔ اور فرمایا اے ہشام یہ باتین تم نے کہان سے سیکھین۔ عرض کی یا ابن رسول اللہ میری زبان پر اسی طرح جاری ہوا۔ بروایتے کہا مختلف موقعون پر جو کچھ حضرت سے سنا تھا اُسکو جمع و تالیف کیا مجموعہ اُسکا یہ ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا بخدا سوگند کہ جو کچھ تو نے کہا صحف ابراہیم و موسٰے مین لکھا ہوا ہے۔ بیشک تیرے تئین الہام ہوا ہو۔

مناظرہ ہشام کا اور شامی

یونس بن یعقوب کہتے ہین کہ مین حاضر خدمت تھا۔ ایک مرد اہل شام سے حاضر ہوا۔ اور عرض کی مین صاحب فقہ و فرائض و کلام ہون۔ آیا ہون کہ آپ کے اصحاب کے ساتھ مناظرہ کرون۔ فرمایا کلام جس مین تو مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ تیرا اپنا کلام ہے۔ یا رسولؐ خدا کا کہا کچھ اپنا کچھ رسولؐ اللہ کا فرمایا تو تو رسولؐ اللہ کا شریک رسالت ہے۔ کہا نہین کہا وحی تجھپر نازل ہوتی ہے۔ کہا نہین کہا انحضرتؐ کی طرح تیری اطاعت بھی اُمت پر واجب ہے۔ کہا نہین پس مجھسے فرمایا اے یونس یہ شخص قبل اسکے کہ بحث شروع کرے آپ اپنی زبان سے ملزم ہوا۔ پھر فرمایا اگر تو اچھی طرح سے کلام کر سکتا ہے۔ تو تو ہی اسکے ساتھ بحث کر مین نے کہا حضور تو بحث و مناظرے سے منع کیا کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ ویل و عذاب ہے ارباب کلام کے لئے۔ فرمایا مین اُن کو کہتا ہون جو ہوائے نفسانی کی پیروی کرتے اور حدود قرآن و سنت سے باہر نکل جاتے ہین۔ باہر جا کر دیکھو اگر کوئی متکلمین

سے حاضر ہوا اُسے بُلالاؤ میں دروازہ پر آیا تو حمران بن اعین و محمد بن نعمان احول و ہشام بن سالم و قیس ماصر وہاں موجود تھے ہر چند ایک سے ایک ان میں فاضل و متکلم تھا۔ الا میری نظر میں اسوقت قیس ہی اچھی۔ انہوں نے علم کلام حضرت زین العابدین کیخدمت میں رہ کر حاصل کیا تھا پس سب لوگ بیٹھ گئے۔ اُس روز خیمہ آنحضرت کا دامن کوہ میں حرم کے راستے پر لگا تھا اور حج میں چند روز باقی تھے۔ حضرتؑ نے سر مبارک اپنا خیمہ سے نکال کر دیکھا تو ایک شتر سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ فرمایا ہشام ہے۔ قسم بخدائے کعبہ ہمنے جانا یہ ہشام اولاد عقیل سے ہوگا کہ حضرتؑ کو بہت دوست رکھتا تھا۔ مگر وہ ہشام ابن حکم نکلے ہنوز جوان ریش آغاز تھے۔ حتے کہ کوئی ہم سے نہ تھا کہ اس سے بڑا نہو۔ حضرت نے معزز جگہ پر اسکو بٹھایا اور ناصرنا بقلبه ولسانه ويده کے معزز لقب سے سرفراز فرمایا۔ پس حمران کو حکم دیا کہ شامی سے کلام کرے۔ اُنہوں نے مناظرہ کیا تا اینکہ غالب آئے پھر ابو جعفر مومن الطاق پھر ہشام بن سالم و قیس ماصر کے ساتھ گفتگوئیں ہوئیں تمام میں غلبہ اصحاب انجاب کو تھا۔ بروایت دیگر آپنے حمران سے مناظرہ کو کہا تو شامی نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مناظرہ کو آیا ہوں تم اوروں پر ٹالتے ہو۔ فرمایا حمران پر غالب آیا تو ایسا ہے گویا مجھپر غلبہ پایا۔ پس علوم قرآن میں گفتگو ہوئی اور شامی مغلوب ہوا۔ پس ازاں ابان بن تغلب (اس روایت میں بجائے ہشام سالم و قیس ماصر ابان تغلب و زرارہ مذکور ہیں) کے ساتھ عربیت و زبان دانی میں گفتگو ہوئی اس میں بھی شامی نے نیچا

دیکھا۔ پھر فقہ مین زرارہ کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ وہان بھی شامی ہارا۔ بعد از ان
ابوجعفر مومن الطاق وغیرہ کے ساتھ اور اور علوم مین گفتگوئین ہوتی رہین سب
کے بعد ہشام بن حکم کا نمبر آیا۔ اُنسے خاص مقدمۂ امامت مین بحث تھی۔ یہان
پہونچکر بیچارے شامی کے تاب وتوان اِس سے رخصت ہو گئے اور زبان مین
طاقت گویائی نہ رہی۔ حضرت ابوعبداللہ کہ تمام کیفیت کو ملاحظہ فرمارہے تھے
متبسّم ہوئے۔ شامی نے کہا گویا آپ کا مقصود اِس امر کا اظہار تھا کہ ہمارے اصحاب
مین ایسے ایسے اشخاص موجود ہین فرمایا لاریب ہمارا یہی مدعا تھا۔ بروایت
اوّل ہشام نے شامی سے کہا۔ آیا تیرے نزدیک حق تعالےٰ نے اپنے بندون
کی رہنمائی اور ضلالت وتباہی سے اُنکے نجات کی کوئی سبیل نکالی یا نہین۔ کہا
کیون نہین نکالی جن امور کی اُنکو تکلیف دی۔ اسپر حُجّت ودلیل قائم کی۔ ہشام
نے کہا وہ حُجّت کیا ہے۔ کہا ذات مُقدّس محمّدؐ مُصطفےٰ رسولؐ خدا۔ ہشام نے کہا
اور بعد وفات آنحضرتؐ کے۔ کہا قرآن وسُنّتِ آنحضرتؐ سے باقی رہے۔ ہشام
نے کہا کیا کتاب وسُنّت آج ہمارے اُن اختلافات کو دفع کرکے ہم مین ایتلاف
واتفاق پیدا کرسکتی ہے۔ ایسا ہے تو تُو کس لئے مناظرہ کر۔ ہمکو شام سے یہان
تک آیا۔ شامی سوچنے لگا۔ کہ اگر کہتا ہون۔ کہ ہمارے درمیان کوئی نزاع واختلاف
نہین تو صریح مکابرہ ہے۔ اور جو کتاب وسُنّت کو رفع اختلاف مین کافی بتلاؤن
تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ وہ خود محتمل معانی ووجوہ کے ہین آخر کہا تمہارے نزدیک

ابسی دلیل کہ مادہ نزاع کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکے۔ کیا ہے۔ ہشام نے کہا اُسوقت
یا پہلے کہا اسوقت ہشام نے جناب صادقؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا ھو ھذا
الیس وہ حجت خدا جسکی طرف ہمکو اُس زمانے مین ہر امر مختلف فیہ مین
رجوع کرنی چاہیئے وہ یہ بزرگوار بیٹھے ہین کہ لوگ دیار و امصار سے اُنکی خدمت
مین اُمڈے چلے آرہے ہین۔ تاکہ اپنی مشکلات کو اُنسے حل کرین۔ یہ ہم کو نہ تنہا
معانی قرآن و حدیث ہی سے آگاہ کرتے ہین۔ بلکہ اخبار آسمانی سے اطلاع بخشتے
ہین۔ سوال کر ای شامی جو کچھ کہ تیرا دل چاہے۔ انحضرتؐ سے شامی نے کہا۔ تو
مجھکو آپ سے سوال کرنیکا حق حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا ای شامی مین تیری
لئے ضرورت سوال باقی نہین چھوڑتا۔ یہ کہکر گھر سے نکلنے سے وہان پہونچنے تک کی
تمام کیفیت راستے مین جہان جہان ٹھہرا جس جس سے ملا جو باتین درمیان آئین
ایک ایک کر کے سب کہدین۔ شامی ہر ہر فقرہ پر کہتا تھا۔ صَدَقْتَ وَاللہِ راست
کہتے ہین آپ قسم خدا کی۔ پھر کہا وَاللہِ مین اب مسلمان ہوا فرمایا مسلمان نہین مومن
اب ہوا مسلمان تو پہلے سے تھا۔ ونیز ہی تناکح و توارث ہو وے اسلام اجرا
پاتے ہین۔ مگر ثواب آخرت صرف ایمان پر موقوف ہے۔ کہا راست فرمایا آپ
نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَ اَنَّكَ وَصِیُّ نَبِیِّهٖ
بعد ازان حضرتؑ نے اپنے اصحاب انجاب سے جنہون نے تقریرین کین
تھین ہر ایک کے انداز بیان و حسن و قبح تقریر کے بیان فرمائے۔ آخر مین ہشام

کی خوبی کلام کی مدح فرمائی۔ شامی نے کہا فلاح پائی اُسنے اور رستگار ہوا وہ جو
کہ حضرت کا جلیس و ہمنشین ہوا اب مجھکو ادنیٰ خادم و شیعہ فدائی جانکر زمرۂ
مستفیدین مین شامل فرمائیے تاکہ اس فیض جاری سے محروم نہ ہون۔ آپنے
اُسکو ہشام کے سپرد فرمایا کہ اسکی تعلیم و تربیت تمہارے ذمے ہے۔ علی بن
منصور و ابو مالک حضرمی کہتے ہین کہ ہمنے ابو عبد اللہ کی وفات کے بعد دیکھا کہ
وہ شامی ہشام کے پاس آیا کرتا۔ اور اکثر تحائف شام اُنکے لیئے لاتا۔ اور
ہشام بھی اُسکو تحفہ ہائے عراق سوقات مین دیتے اور وہ زکی الطبع و
ذہین تھا۔

## اصحاب ابو عبد اللہ

دو قسم کے تھے۔ ایک وہ کہ اول حضرت محمد باقر کی خدمت سے بہرہ یاب ہوئے
انحضرت کے وفات کے بعد حضرت کے صحبت مین داخل ہوئے۔ دوسرے
جو ابتداءً حضرت صادق کی فیض صحبت سے مستفید ہوئے۔ ہم اس مقام پہ
دونو قسم کی بزرگون کے حالات جستہ جستہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔
واضح رہے کہ آپکو اپنے پدر بزرگوار کی اصحاب کیطرف بہت التفات تھی
اکثر فرماتے تھے۔ کہ سزاوار ہے کہ آدمی اپنے باپ کے اصحاب کی رعایت
کرے۔ کیونکہ انکے ساتھ سلوک کرنا والدین کے ساتھ حسن سلوک کے برابر
ہے مروی ہے۔ کہ حضرت محمد باقر نے ہنگام رحلت وصیت کی تھی کہ اے

جعفرؑ میرے اصحاب سے غافل نہ ہونا اور انکی تعلیم و تربیت مین دریغ نفرمانا حضرتؑ نے اسکے جواب مین فرمایا تھا۔ فدا ہون آپ پر مین کبھی اپنی فیضان علم سے انہین محروم نہ رکھونگا۔ اگر کوئی اُنسے بالفرض مصر مین ہوکر بھی تحقیق مسائل کا خواستگار ہوگا تو مین وہین اسکو جواب پہونچاؤنگا اور حیران نرہنے دونگا بنا برین وہ حضرت ہمیشہ اپنی توجہ اُنکی تعلیم و تربیت مین مبذول رکھتے اور دائم الاوقات اُنکے اور اپنے خاص اصحاب کی تعلیم مین مشغول رہتے تھے۔ سب سے زیادہ جو امر مدنظر تھا وہ تقوےٰ و پرہیزگاری خدا کی تلقین تھی۔ فرماتے تھے بندگانِ خدا پرہیزگاری جناب باری کو اپنا شعار بناو تحقیق کہ میرے اصحاب وہی ہین جو اربابِ تقےٰ و اولو النہےٰ ہین جو ان اوصاف سے خالی ہین وہ ہم سے نہین۔ ابو الصباح کنانی نے ایک مرتبہ عرض کی کہ ہم کو کوفہ مین لوگ تعریض کرتے اور طنز کی راہ سے جعفریہ کہکر پکارتے ہین۔ انکا یہ کلام ناپسند خاطر اقدس ہوا۔ ارشاد کیا میرے اصحاب تمہارے درمیان بہت قلیل ہین۔ کیونکہ اصحاب جعفرؑ وہی اشخاص ہوسکتے ہین کہ متورع و متقی ہون جو کوئی بغیر ورع و تقوےٰ اُسکا دعوےٰ کرے دروغ گو ہے اور مفضل بن عمر سے فرمایا۔ خبردار سفلون کمینون مین نہ بیٹھو۔ تحقیق شیعیان جعفرؑ وہ لوگ ہین۔ جو شکم و فرج دونو سے عفیف ہون۔ اور حیا اُنکی شدید اور عمل خالص خدا کے لئے ہون۔ اسکے ثواب کے امیدوار اور عذاب سے خائف و ترسان ہون غرض ہر ایک کو مکارم اخلاق و محاسن عادات صدق و راستی و ادائے امانت

وحسن عہد و طہارت ذیل وغیرہ وغیرہ کی تاکید فرماتے اور کذب ونمیمہ۔ بہتان
غیبت وغیرہ خصائل نکوہیدہ سے مانع آتے۔ مجلس اقدس کہ اہل فضل و کمال
کا مجمع تھا نہایت سکون و وقار کی مجلس ہوتی تھی۔ امام مالک کہتے تھے۔ کہ وہ
حضرت کثیر الحدیث تھے یعنی اپنی اصحاب سے احادیث بکثرت بیان فرماتے
اور ہر وقت کشادہ پیشانی ہونا اور طالبان فیض کو فیضیاب کرنا آپ کا طریقۂ انیقہ و
شیوۂ مرضیہ تھا۔ بعض اوقات جبکہ استفسار مسائل کی عام اجازت ہوتی تھی۔
اُسوقت کی کیفیت حضار مجلس سے ایک شخص نے اسطور سے بیان کی ہے کہ
رائیتہ کانّہٗ مُعلِم الصّبیان ھذا یسئلہ و ھذا یسئلہ کہ دیکھا
مین نے آنحضرت کے تئیں کہ گویا آپ مُعلم الصّبیان ہیں۔ اطفال دبستان کے
درمیان بیٹھے ہیں۔ کبھی یہ اُنسے پوچھتا ہے۔ اور کبھی وہ سوال کرتا ہے۔ اور حضرت
ہیں کہ بطیب خاطر و روئے کشادہ ہر ایک کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں۔ صلوٰتُ
اللہِ علیہ و علےٰ آبائہ المعصومین و ابنائہ المطہرین۔ اب ہم علٰحدہ علٰحدہ اس مقدس مجلس کے
بعض اجزا کا مختصر طور سے حال بیان کرتے ہیں۔

## ابو حمزہ ثمالی

آپ کا نام ثابت دینار ہے۔ قدماء سے ہیں حضرت امام زین العابدینؑ و محمد باقرؑ کی
خدمت سے شرفیاب ہوئے۔ اور حضرت صادقؑ کے بعد کچھ عرصہ امامت موسیٰ کاظمؑ
تک زندہ رہے۔ ثقہ۔ فاضل۔ نیکوکار و ابرار تھے۔ وہ اور اُنکے دو بیٹے۔ علی و حسن

اور ایک بھائی محمد سب کے سب ثقہ و معتبر ہیں۔ حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں
کہ ابو حمزہ چار اماموں کی خدمت میں پہونچے۔ وہ اپنے عہد کے سلمانؓ تھے۔ یعنی جیسے
سلمانؓ حضرت رسولؐ خدا و امیر المومنینؑ و امام حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام سے مشرف
ہوئے وہ بھی ائمہ اربعہ مذکورہ سے مشرف ہوئے۔ رجال نجاشی میں ہے۔ کہ وہ
صاحب تصانیف ہیں۔ علم تفسیر و حدیث وغیرہ میں اُنکی کتابیں موجود ہیں۔ محمد بن
عمر کشی نے نقل کیا ہے۔ کہ ابو حمزہ کی لڑکی کی کہنی گر کر ہاتھ میں ضرب آئی۔ اُس کو
ایک شخص کے پاس علاج کے لئے لے گئے۔ اُسنے ہاتھ کو دیکھکر کہا کہ ہڈی ٹوٹ
گئی۔ ابو حمزہ کو یہ سُنکر تاب نہ رہی زار زار رونے اور اُسکی صحت کی دعا کرنے لگے
مرد جبیرہ بند جبیرہ کی لکڑی لینے اندر گیا تا کہ اُسکے ہاتھ کو باندھے۔ مگر یہاں ابو حمزہ
کی دعا کام کر گئی تھی۔ آکر دیکھا تو ہاتھ درست تھا۔ دوسرا ہاتھ دیکھنے لگا۔ کہیں دیکھو
تو نہیں ہوا۔ مگر وہاں کیا تھا حضرت صادقؑ نے یہ سُنا تو فرمایا۔ وافق الدعاء الرضاؑ
فاستجیب فی اسرع طرفۃ کہ رضائے الٰہی کی دعا مطابق تھی۔ ایک چشم زدن میں شفا
ہوگئی۔ نیز رجال کشی میں ہے۔ ابو بصیرؓ کہتے ہیں میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا ما فعل
ابو حمزۃ ابو حمزہ کا کیا حال ہے۔ عرض کی میں نے انکو بیمار چھوڑا ہے۔ فرمایا واپس
جاؤ تو ہمارا سلام اُسکو پہونچاؤ اور کہنا اجل تمہاری نزدیک آگئی ہے۔ عرض کی وہ
حضرت کا شیعہ اور دوستدار ہے۔ فرمایا درست ہے۔ ہماری طرف سے اُسے خیر ملیگی
ابو بصیر کہتے ہیں۔ ہم کوفہ واپس آئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ ابو حمزہ نے رحلت

خدا کی طرف انتقال کیا۔ فرحمۃ اللہ علیہ +

## فضیل بن یسار نہدی

جناب صادقؑ فرماتے تھے۔ کہ میرے باپ کے اصحاب سے ہیں۔ اور میں دوست
رکھتا ہون کہ آدمی اپنے باپ کے دوستون سے محبت کرے نیز فضیل مبشر بہ
نعیم جنت ہیں۔ وہ حضرت جب انکو دیکھتے تو فرماتے کہ جو کوئی چاہے کہ نظر کرے
طرف اہل جنت کے چاہیے کہ اس شخص کو دیکھے۔ اور یکے از مخبتین[1] مطمئین
ہین۔ حضرت فرماتے تھے۔ ان الارض لتسکن یا انس الی الفضیل بن یسار۔ زمین
کو سکونت پذیر ہے۔ یا انس گیر ہے فضیل یسار سے۔ خوشا حال اس بزرگ کا ایسے
ہے۔ کلمات انکے حق میں حضرت باقرؑ سے نقل ہوئے ہیں۔ ابو غیلان نے کہا کہ
محمد اور ابراہیم پسران عبد اللہ بن الحسن نے خروج کیا۔ تو مین نے یہ خبر فضیل کو
پہونچائی۔ کہا کچھ فائدہ انکو نہ ہوگا۔ تھوڑے عرصہ بعد پھر اسکا ذکر آیا۔ پھر بھی انہون
نے جواب دیا۔ آخر مین نے کہا۔ رحمک اللہ میں نے چند بار یہ حال تم سے بیان
کیا۔ تم یہی کہا کیئے ہو کیا مرہما اشئی تمہاری رائی اس مقدمے میں بہت
واثق ہے۔ کہا مین اپنی رائی سے نہیں کہتا۔ مجھ سے ابو عبد اللہ جعفر صادق

---

[1] یہ لفظ حدیث میں چند جگہ آیا ہے۔ ظاہراً مخبتین بجائے مجہولہ و بائے موحدہ و تائے مثناۃ فوقانیہ بمعنی اخبات
سے جسکے معنے لغت میں اطمینان قلبی ہے۔ جیسے قولہ تعالے اخبتوا الی ربہم ای اطمئنوا یعنی ساکن
ہوئے انکے قلوب و نفوس طرف رب اپنے۔ کیونکہ اخبات کے معنے تواضع و فروتنی کے بھی ہیں اسوقت مخبتین سے
معنے متواضعین کے ہونگے اور بعض نسخ میں لفظ مخبتین ہے۔ اسوقت امر سہل ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

نے فرمایا ہے۔ اِنْ خَرَجَا قُتِلَا اگر انہون نے خروج کیا تو قتل ہو جائینگے

غاسل فضیل جسنے انکو غسل میت دیا کہتا ہے۔ کہ مین انکو غسل دینے لگا۔ تو دیکھا

مین نے انکے ہاتھ عورتین کیطرف سبقت کرتے ہین یہ حال حضرت ابو عبد اللہ کے

سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ الْفُضَیْلَ ھُوَ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ خدا رحم کرے

فضیل کو وہ ہم اہل بیت سے تھا۔

## سلیمان بن خالد عجلی

راویان امامین ہمامین باقر و صادق علیہما السلام سے ہین۔ زیدؓ بن علیؑ بن الحسینؑ

زین العابدینؑ کے ہمراہ خروج کیا۔ چنانچہ ایک انگشت ان کی یوسف بن عمر سر

لشکر مخالف کی تلوار سے قلم ہوئے۔ عمار ساباطی کہتے ہین۔ کہ عین موقعہ جنگ مین

مین اُن کے قریب تھا۔ کسینے پوچھا کہ تمہارے نزدیک زیدؓ افضل ہین یا جعفر صادقؑ

کہا ایک روز جعفر کا زیدؓ کی تمام زندگی سے بہتر ہے۔ اس مرد سائل نے گھوڑا بڑھایا

کہ یہ قول انکا زید کو پہونچاوے مین پیچھے پیچھے گیا۔ وہان پہونچا تو سنا مین نے کہ

زید کہتے ہین۔ کہ ہمارے حلال و حرام کی امام جعفر صادقؑ ہین یعنی حاکم شرعی جائز

ناجائز کا حکم دینے والے وہ ہین۔ مین صرف امر بالمعروف کی نیت سے جہاد کرتا

ہون۔ کشی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے۔ کہ جناب صادقؑ نے سلیمان سے کہا خدا

رحم کرے۔ ہمارے عمو زید کو۔ اُنسے ایک ساعت کتاب اللہ کی موافق عمل نہ ہوسکا

پھر فرمایا تم اپنے غنیم کو کیسا جانتے تھے۔ کہا کافر تھے فرمایا تو پہلے کسنے انکو

اُن کو امان دی۔ کہ دوسری سمت سے آکر اُنہون نے تمہارا مقابلہ کیا۔ تمہارا یہ
فعل کلام خدا کے برخلاف تھا کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا اثخنتموھم
جب تک کہ تم ان کو اچھی طرح قتل و قمع کرلو۔ فشدّ والوثاق امّا منّاً بعدُ و
امّا فداءً پس اُسوقت عہد استوار باندھو۔ خواہ فدیہ لیکر خواہ منّت واحسان رکھکر
اس مین حق تعالےٰ نے اوّل اثخان کا حکم دیا ہے۔ پھر امتنان کا۔ تمنے اثخان
سے پہلے امتنان کیا خطا پائی۔ ایک مرتبہ حسن بن الحسن المثنےٰ نے سلیمان سے کہا
کیا ہمارا کوئی حق و حرمت تم پر نہین کہ ایک کو ہمسے اختیار کرکے اس پر اکتفا کر بیٹھے
ہو۔ سلیمان نے یہ گفتگواُن کی حضرت صادق سے نقل کی۔ آپنے فرمایا تو اُن سے
کہنا ہمارا اس مین کچھ قصور نہین۔ تمسے پوچھا کہ تمہارے آباء طاہرین کے علوم سے
جنسے سائر خلق بے بہرہ ہے۔ کچھ تمہارے پاس ہے۔ تمنے انکار کیا کہ نہین پھر
یہی سوال تمہارے بنی عم سے کیا۔ انہون نے اُسکا اقرار کیا۔ اب اگر تم کو اُس کا
دعوےٰ ہے تو پھر تحقیق کرکے تسلی کر لیتے ہین حسن یہ سُنکر خاموش ہو گئے پھر
کہا در حقیقت علم کی کمی نے ہم کو اس رُتبہ سے محروم رکھا اور وہ بباعث علوم
ہم پر سبقت لے گئے۔ راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ یہ گفتگو بھی ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ
زید شہید رضی نے مومن الطاق سے بیعت لینے کی شوق مین کی تھی۔ اُن کو بھی منصور
کے تشدّد کے وقت مددگارون کی ضرورت تھی نہین تو حقیقت مین اعتقاد
امامت سے یہ بھی خالی نہ تھے۔ چنانچہ اسی روایت کی آخر مین انحضرات کی فضیلت

علمی کو تسلیم کیا ہے۔ پہلے اُنکے حُسن اعتقاد کا بیان مُفصل گزرا +

## محمد بن مسلم طائفی ثقفی

آپ اکابر علماء و بزرگان محدثین سے ہین۔ سالہا سال مدینہ مین رہکر حضرت محمد باقرؑ وجعفر صادقؑ سے کسب علوم کرتے رہے۔ عبدالرحمن بن حجاج وحماد بن عثمان کہا کرتے تھے۔ کہ شیعون مین محمد بن مسلم سے زیادہ کوئی فقیہ نہ تھا۔ خود محمد کہتے تھے۔ کہ مین نے تیس ۳۰ ہزار حدیثین حضرت باقرؑ سے اور سولہ ۱۶ ہزار جعفر صادقؑ سے سُنی یا صحیح کین۔ اُنکی ایک کتاب حلال وحرام مین ہے۔ جسکو چار صد مسئلہ کہتے ہین۔ امام ابو حنیفہ[۱] جب کسی مسئلہ مین رہ جاتے تو سائل کو اُنکے پاس بھیجکر دریافت کراتے اور ابولیلی قاضی کوفہ خود حاضر ہوکر مسائل مشکلہ اُنسے حل کیا کرتا تھا۔ کشی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اجماع شیعہ منعقد ہے اوپر تصدیق وتفقہ محمد بن مسلم کے اور یہ کہ وہ عابد شب زندہ دار تھے۔ لکھا ہے کہ یہ بزرگ اشراف کوفہ سے صاحب جاہ ومال تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقرؑ نے اُنکو کہا اے محمد تواضع وفروتنی

---

[۱] ایک عورت آئی کہ میری لڑکی نے دردزہ کے صدمے سے قضا کی۔ اس کے شکم مین بچہ زندہ حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اسکی نسبت حکم شرعی کیا ہے۔ محمد بن مسلم نے کہا ایسا ہی سوال محمد بن علی الباقرؑ سے کیا گیا تھا۔ تو انہون نے فرمایا۔ کہ شکم متوفیہ کا چاک کرکے بچہ کو نکال لین اسے نیک بخت تو بھی ایسا ہی کر پھر کہا مین اس شہر مین کوئی مفتی مشہور نہین ہون۔ تجھکو میرا پتہ ونشان کسنے تبلایا کہا مین ابو حنیفہ صاحب الرای کے پاس گئی تھی۔ انہون نے کہا تجھکو اس مقدمے مین کچھ معلوم نہین تو محمد بن مسلم کے پاس جا اور جو کچھ وہ کہین مجھے بھی اس سے آگاہ کیجیو۔ راوی کہتا ہے کہ اگلے روز جو محمد بن مسلم مسجد مین گئے تو اتفاق سے امام صاحب اسی مسئلہ اور فتوی کا ذکر بجامع اپنی شاگردون سے کر رہے تھے انہون نے کھنکارا تو فرمایا اللّٰہم غفراً ہو نگا مغفرت کر دیکھا الخاسق ہمیں زندہ نہ چھوڑو ۱۲

اختیار کرو۔ کوفہ واپس آئے تو۔ ایک ٹوکرا کھجورون کا بھر کر اُور ترازو لیکر مسجد جامع کے دروازے پر جا بیٹھے اُور خرمے بیچنے لگے اُنکے خاندان کے لوگون کو یہ حال معلوم ہوُا تو دوڑے آئے کہ یہ کیا کرتے ہو۔ ہم کو کیون رسوا و بدنام کرتے ہو۔ یہ کام تمہاری لائق ہے جو تمنے اختیار کیا ہے۔ کہا مجھکو میری امام نے ایسا کرنیکو کہا ہے۔ جب تک یہ ٹوکرا فروخت نہ کرلونگا۔ یہان سے نہ اٹھونگا بعدازان ایک شترا اُور ایک چکی لیکر آٹا پیسنے لگے۔ دیکھو یہ بزرگ ذرا سا اشارہ پاکر کیسا تبذل اُور اپنی رتبہ سے پست کام لے بیٹھے جس سے ترفع و تشخص سے پشتون تک کو چھٹی ہوگئی۔ اُور اس کام کے لئے جگہ بھی وہ اختیار کی یعنی مسجد کا دروازہ کہ یہان بیٹھ کر منادی کرنیکی ضرورت نہ رہے خود بخود مشتہر ہو جائے۔ امتثال امر اسکو کہتے ہین۔ اُور اطاعت امام اسکا نام ہے۔ الحق یہی خصال نیک ہین۔ جنسے یہ حضرات اساطین دین و اکابر ملت کہلانیکے مستحق ہوئے۔ ؎ چو خواہی کہ در قدر والا رسی ✤ ز شیب تواضع ببالا رسی فاضل کشی کہتے ہین۔ کہ ایک مرتبہ محمد مذکور مدینہ مین درد پہلو مین مبتلا تھے کہ حضرت باقرؑ کا خادم ایک جام شربت رومال سے ڈھکے ہوئے لایا۔ اُور کہا حکم یہ ہے کہ اسکو نوش کرکے میرے ساتھ چلو اُور حاضر خدمت ہو۔ محمد حیران تھے۔ کہ مین شدت ضعف سے کھڑا تو ہو نہین سکتا۔ اُور یہ حکم ہوتا ہے کہ چلا آ اسکی تعمیل کیونکر ہوگی۔ مگر شربت کا معدہ مین پہونچنا تھا کہ گویا بند صا ہوُا بند کھل

گیا۔ اپنے پانو چلکر در دولت پر حاضر ہوا۔ اطلاع کرائی اندر سے آواز آ ئی

صلیح الجسم اُدخل اُدخل تندرست ہے چلا آ۔

زرارہ کہتے ہین ایک روز محمد بن مسلم مذکور اور ابو کریبہ ازدی شریک کے پاس

کہ قاضی اہل سنت تھا۔ ادائے شہادت کو حاضر ہوئے۔ قاضی پہلے تو ٹکٹکی

لگائے انکی طرف دیکھتا رہا۔ پھر کہا فاطمیان جعفریان یعنی یہ دونو دوستداران

فاطمہؑ وشیعیان جعفر صادق سے ہین انہون نے یہ سنا تو زار زار رونے لگے

شریک نے کہا روتے کیون ہو کہا تو نے ہم کو اُن لوگون سے منسوب کیا جو

راضی نہین کہ ہم کو اپنے اتباع میں شمار کرین بباعث قلت ورع ہمارے کے ہرآئنہ اگر

جعفر صادق ہمکو اپنے شیعون مین قبول کرین تو زہے قسمت ہماری اور اُن

کی کمال لطف وعنایت ہے۔ شریک ہنسا اور کہا اذا کانت الرجال فلتکن

امثالکما اگر شیعہ ودوستدار ہون تو تم جیسے ہون پھر کہا مین اس مرتبہ تو انکی

گواہی قبول کرتا ہون آئندہ نہ مانونگا۔ حضرت صادقؑ نے یہ حال سُنا تو فرمایا

ما للشریک شرکہ اللہ یوم القیامۃ الذین نار کیا ہوا ہے شریک کے تئین خدا

اسکو بروز قیامت دو آتشین جوتون سے بستہ کرے۔

## ابو بصیر لیث بن البختری الاسدی المرادی

مشہور کنیت ابو بصیر و لقب ابو محمد بھی ہے۔ مگر ابو بصیر ایک اور صاحب یعنی

عبد اللہ بن محمد کی بھی کنیت ہے۔ اور لطف یہ کہ وہ بھی اسدی اور اصحاب ابو عبد اللہ

سے ہین اسلیئے اکثر اشتباہ ہوتا ہے۔ مگر نام دونو کے جُدا جُدا ہین نیز ابوبصیر لیث
زیادہ مشہور ہے۔ معہذا گو چشم بصیرت اُنکی بغایت روشن الا ظاہری آنکھون سے
نابینا تھے۔ غرض وہ بزرگان اصحاب جعفری سے ہین۔ اور آپنے انکی بہشتی
ہونیکی شہادت دی۔ اور فرمایا یزید بن معاویہ عجلی و محمد بن مسلم و زرارہ و ابوبصیر نجباء
و امناء خدا ہین۔ اوپر حلال و حرام اسکے کے۔ لولا ھولاء لا نقطعت آثار النبوۃ
و اندرست اگر یہ چارون نہ ہوتے تو آثار نبوت منقطع ہو جاتے یہ انتہا درجہ کی
مدح ہے۔ نیز حضرت کو ابوبصیر پر کمال اعتماد تھا۔ شعیب عقرقوفی نے عرض کی
بعض اوقات ہم کو فقہ مین ضرورت ہوتی مسائل دریافت کرنیکی ہوتی ہے اُس
وقت کیا کرین۔ فرمایا علیک بالاسدی جب ایسی ضرورت ہو تو ابوبصیر سے
پوچھو۔ نیز وہ ہین صاحب حکایت مشہور کے کہ عمداً بنظر تحقیق امر امامت بحالت
جنابت حاضر حضرت ہوئے تو آپنے فرمایا ہین۔ ای ابوبصیر خانۂ اولاد رسول اللہ
اور بلا غسل چلے آنا عرض کی قدا ہون آپ پر مین نے بالقصد ایسا کیا ہے۔ فرمایا
اَوَلَم تُومِن کیا تو ایمان نہین لایا کہا بَلٰی وَلٰکِن لِیَطمَئِنَّ قَلبِی کیون نہین ایمان
لایا ہین یہ تو مزید اطمینان کے لیئے تھا۔ فرمایا تو اٹھو اور غسل کرو۔ ابوبصیر نے اٹھکر
غسل کیا۔ اور صدق ایمان کا خلعت زیب تن فرمایا نیز۔ ایک مرتبہ اپنے امامت کی
دلیل حضرت نے یون ارشاد کی کہ ای ابو محمد تم جواب کے وطن کو جاؤ گے۔ تو ایک
لڑکا عیسیٰ نام تمہارے متولد ہوگا۔ بعد ازان دوسرا بیٹا محمد نام اُنکے بعد دو لڑکیان

پیدا ہونگی۔ چنانچہ تمہارے اِن دونو لڑکون کے نام ہمارے پاس صحیفہ جامعہ مین اور شیعون کے نام کے ساتھ مندرج ہین۔ حتّے کہ انکی مان باپ اجداد و اولاد کے نام تا روز قیامت سب تحریر ہین۔ پھر وہ صحیفہ بطور مکتوب پیچیدہ تھا۔ اُنکو دکھایا ؛ منقول ہے کہ ایکبار ابو بصیر جسم اقدس کو ٹٹولتے اور شانہائے مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ فرمایا اے ابو محمد کیا مجھکو دیکھنا چاہتے ہو عرض کی ہان فدا ہون آپ پر پس دست مبارک اپنا اُنکی آنکھون پر پھیرا فوراً آنکھین کھل گئین۔ حتّے کہ جسم اطہر کو جی بھر کر دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ یہ امر مشہور ہو کر باعث فتنہ ہوگا۔ تو اُسکو ایسی ہی رہنے دیتا۔ یہ کہکر پھر ہاتھ پھیرا آنکھین بحال خود ہوگئین۔ اور رجال کشی مین ہے۔ کہ اُنھون نے حضرت محمد باقرؑ سے کہا جُعِلتُ فداک تم مردہ کو زندہ کرتے اور اندھے اور جذامی کو شفا بخشتے ہو۔ فرمایا ہان باذنِ خدا پھر فرمایا میرے نزدیک آؤ اور اپنا دستِ مبارک اُنکے چہرہ پر پھیرا ایکایک آنکھین اُن کی روشن ہوگئین اور زمین و آسمان درخت مکان آدمی سب نظر آنے لگے فرمایا اے ابو محمد چاہتے ہو کہ دنیا مین اسی طرح بینا رہو اور بروز قیامت تمہارا حال سائر ناس کا سا ہو۔ یا بحال اوّل عود کرو اور خالص جنّت تمہارے لئے ہو۔ اُنھون نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا۔ اور پھر نابینا ہو گئے۔ نیز۔ ایک روز حضرت صادقؑ نے انسے پوچھا اے ابو بصیر تم علباابن زراع اسدی کے پاس بوقت جان کنی حاضر تھے۔ عرض کی ہان اور اُسنے مجھسے کہا تھا کہ آپ اُسکے واسطے ضامن بہشت

ہوئے ہین۔ یہ بات حضرت کو یاد کرا دون فرمایا درست کہا اُسنے۔ ابوبصیر نے یہ سُنا
تو رونے لگے۔ اور عرض کی قربان ہون میرے اوپر یہ عنایت کیون نہین ہوتی
کیا مین پیر دیرینہ سال ضریر بصیر و امانده و منقطع تمہاری درگاہ دین پناہ کا نہین
ہون۔ فرمایا تمہارے لیئے بھی ضامن بہشت ہوتا ہون۔ عرض کی اپنی آبا طاہرین
و جدّ امجد ختم المرسلین و حضرت رب العالمین کو بھی ضامن دیجیئے بکمال لطف و
عنایت ارشاد ہوا وہ بھی ضامن ہین۔ ابوبصیر شاد ہو گئے +

## برید بن معاویہ عجلی

حواری امامین علیہما السلام سے تھے حضرت صادق کے عہد مین بقولے ۱۵۰ھ
مین وفات پائی۔ علم حدیث مین ایک کتاب اُنکی تصنیف سے ہے۔ رجال کشی مین
ہے کہ وہ اُن لوگون سے تھے جنکی تصدیق پر فرقہ حقہ کا اتفاق ہے۔ اور تمام اعتقاد
انکی تفقہ کا رکھتے ہین وہ چھ اشخاص ہین۔ زرارہ۔ معروف بن خربوذ۔ برید۔ مذکور
ابوبصیر اسدی۔ فضیل بن یسار۔ محمد بن مسلم۔ مگر فقیہ سب سے زیادہ زرارہ تھے
اور بعض روایات مین بجائے ابوبصیر اسدی کے لیث بن البختری مرادی لکھا ہے
مگر بات ایک ہی ہے۔ اور جمیل بن دراج نے کہا کہ جناب صادق فرماتے تھے کہ
اوتاد زمین و اعلام دین چار شخص ہین۔ محمد بن مسلم۔ و برید بن معاویہ و لیث
البختری المرادی۔ و زرارہ ابن اعین نیز۔ انحضرت نے فرمایا کہ میرے باپ
کے اصحاب باعث زیب و زینت تھے دنیا و آخرت مین۔ وہ زرارہ۔ محمد بن مسلم

لیث مرادی و برید عجلی تھے۔ ہر آئینہ یہ لوگ قائم رکھنے والے قسط و عدل کے اور کلام کرنیوالے ہیں ساتھ حق و صدق کے۔ اور یہی ہین۔ السابقون السابقون اولئک المقربون ٭

## عبد اللہ بن ابی یعفور

ابو محمدؒ کنیت کرتے تھے۔ کمال ثقہ و سند ارکان مذہب حقہ سے شمار ہوتے ہین حضرت موسےٰ کاظمؑ انکو حواری امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ فرمایا کرتے تھے۔ نیز قاری قرآن تھے۔ ہمیشہ مسجد کوفہ مین مشغول تلاوت رہتے اور اُسی کا درس فرماتے تھے۔ حضرت صادق کا قول تھا۔ کہ میری وصایا کا ماننے والا اور میرا اطاعت گزار عبد اللہ بن ابی یعفور کی برابر دوسرا نہ ہوگا۔ انکا بھی یہی حال تھا۔ کہ کہا کرتے تھے۔ کہ اگر آپ ایک انار کے دو ٹکڑے کرین اور نصف کو اس سے حلال اور نصف کو حرام بتلائین۔ تو مین اُسی طرح اُن ٹکڑون کو حلال و حرام جانون۔ اور اصلاً چون وچرا اُس مین نہ کرون۔ نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ معلّی بن خُنیس مولای حضرت صادقؑ اور عبد اللہ کے درمیان بحث ہوگئی۔ مُعلّی کہتے تھے کہ اوصیاء بمنزلہ انبیاء خدا ہین۔ اِنکے مابین کوئی تفاوت نہین۔ ابن ابی یعفور کہتے تھے کہ وہ علماء اخیار و متقی و پرہیزگار ہین اِلّا منصب نبوت جدا ہے۔ کیا معنے کہ انکے پاس وحی نہین آتی۔ یہ قضیہ حضرت ابو عبد اللہ کے سامنے پیش ہوا تو حضرتؑ نے ابن ابی یعفور کی قول کی تصدیق کی۔ اس سے عبد اللہ کا فہم و ادراک

اور اُنکی ذکاوت و ذہانت ظاہر ہے۔ نیز۔ ایک مرتبہ وہ اور مُعلّی ایک مقام پر
ہمراہ تھے۔ ذبیحہ یہود سے کھانا تیار ہوکر آگے آیا۔ عبداللہ نے اسکے کھانیسے
انکار کیا۔ مُعلّی نے کھالیا۔ یہ کیفیت بھی عبداللہ ہی کے ہاتھ رہا۔ حضرتؑ نے اس
کی تحسین کی اور مُعلّی کا تخطیہ فرمایا۔ ایک مرتبہ مجلس اقدس مین ابن ابی یعفور کا
ذکر تھا۔ حضار سے ایک شخص اُنکی مذمّت کرنے لگا۔ حضرتؑ کو یہ سُنکر غیظ آیا
فرمایا یہ لوگ اپنی تئین اہل ورع و تقوے سے شمار کرتے ہین حال آنکہ ایک برادر
مومن کی غیبت و عیب جوئی مین ملوّث ہین۔ پھر فرمایا مین تمہارے کہنے سے
اپنی دوستون سے بدظن نہوگا۔ نیز عبداللہ بن ابی یعفور وکلاء جناب صادقؑ
سے تھے جب اُنہون نے آپ کے حیات مین رحمت خدا کیطرف انتقال کیا
توحضرتؑ نے اُنکی جگہ مفضل بن عمرو کو اپنا وکیل مقرر فرمایا اور ایک کاغذ
بطور سند کے اُنکو لکھدیا جسکا حاصل مضمون یہ تھا۔ اے مفضل مین تمکو بجائے
عبداللہ اپنا وکیل مقرر کرتا ہون رحمت خدا ہو عبداللہ پر اُسنے وفات پائی درآن
حالیکہ اُسکی سعی مشکور اور اسکا کام محمود اور خدا و رسوؐل و امام اس سے راضی
وخوشنود تھے۔ مجھکو اپنی سی قرابت کی قسم ہے۔ جو رسولؐ اللہ کی ساتھ رکھتا ہون
کہ اُسوقت کوئی ہمارا فرمان بردار و اطاعت گزار عبداللہ کی برابر نہ تھا۔ وہ ہمیشہ
مطیع رہا۔ حتّے کہ ودیعت حیات قابض الارواح کے سپرد کی اور رحمت خدا و
جنت الماوائے کی طرف انتقال کرگیا۔ وہ بہشت مین حضرت رسولؐ خدا و علیؑ

مرتضیٰ کے ساتھ ہے۔ اور چونکہ مین اس سے رضامند ہون۔ تو خدا و رسولؐ خدا محمد مصطفےٰ و علیؑ مرتضےٰ سب اس سے راضی و خوش ہین۔ عبداللہ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ جب مال زکوٰۃ حسب الارشاد امام شیعون سے جمع کر کے فقراء مومنین پر تقسیم کرتے تو گریان ہوتے سبب گریہ دریافت کیا گیا۔ تو کہا مجھ کو خوف ہے کہ لوگ جانیگے کہ یہ مال اپنے پاس سے تقسیم کرتا ہون۔

## زُرارہ بن اُعین شیبانی کوفی

ہرچند وہ اور اُنکے بھائی حمران۔ عبدالملک۔ بُکیر پسران اعین سب فاضل عارف بمذہب حقہ اثنا عشریہ گزرے ہین۔ اِلّا زرارہ ازروئے علم و فضیلت کے سب مین ممتاز تھے۔ امام باقرؑ و جعفر صادقؑ بلکہ موسےٰ کاظمؑ کی فیض صحبت سے مستفیذ ہوئے۔ اور اُنسے اخذ حدیث کرنیکی عزت رکھتے ہین۔ جناب صادقؑ نے اُنکی اعلےٰ درجہ کی مدح فرمائی ہے۔ کہ اپنے باپ کی احادیث کا حافظ و نگہبان فرمایا۔ علّامہ حلّی علیہ الرحمہ خلاصۃ الاقوال مین فرماتے ہین۔ کہ زرارہ ہمارے علماء و مشائخ سے ہین۔ وہ اپنے زمانے کا شیخ۔ بزرگ۔ فقیہ۔ متکلم۔ ادیب اور شاعر گزرا ہے۔ زیور عقل و علم سے آراستہ تھا۔ ابن عمیر کہ فضلاء و بزرگان شیعہ سے ہے کہتا ہے کہ مین نے جمیل بن درّاج سے کہا کیا اچھی ہے مجلس تمہاری۔ کہ لوگ بے انتہا علمی فائدے اس سے حاصل کرتے ہین۔ اُنہون نے کہا قسم خدا کی مین باوجود اس فضل و علم کے زرارہ کے آگے ایسا تھا جیسا کہ ایک طفل مکتب اپنے

معلم کے آگے ہوتا ہے۔ ذہبی کہ تعصب کا تپلا ہے۔ میزان مین رافضی کہکر
انکو ضعفا مین شمار کرتا ہے یہی کافی دلیل ہمارے لئے ہے کہ وہ ثقہ وفاضل
تھے۔ اِذَا اَتَتْكَ نَقِيْصَتِيْ مِنْ نَاقِصٍ فَهِيَ الشَّهَادَةُ لِيْ بِاَنِّيْ كَامِلٌ روایت ہے کہ زرارہ
کہا کرتے تھے۔ کہ ایک ایک حرف پر کہ حضرت صادقؑ سے سُنتا تھا میرا ایمان
زیادہ ہوتا تھا۔ جناب صادقؑ فرماتے تھے۔ کہ تمہارے زندہ و مردون سے جو
سب سے زیادہ مجھے عزیز ہین چار شخص ہین۔ زرارہ۔ محمد بن مسلم۔ ابو بصیر۔ برید بن
معاویہ عجلی۔ تحقیق کہ یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ
السَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ نیز انحضرتؑ نے فرمایا چار شخصون نے
ہمارے ذکر کو احیا کیا اور ہماری احادیث کو عالم مین پھیلایا۔ وہ نہ ہوتے تو استنباط
ہدایت کی راہ مسدود ہوتی پھر اُن چار اشخاص مذکورہ کا نام لیکر فرمایا یہ ہین حافظان
دین و حلال و حرام خدا کی نگہبان اور سبقت کرنیوالے ہین ہماری طرف دنیا مین
اور سبقت کرینگے اسطرف عقبےٰ مین بھی۔ رجال کشی مین ہے۔ کہ زرارہ نے دو مہینے
بعد حضرت صادقؑ علیہ السلام کے وفات پائی۔ بوقت وفات انحضرتؑ وہ بیمار
تھے۔ مگر خلاصۃ الاقوال مین ہے۔ کہ دو سال آپ کے بعد یعنی ۱۵۰ھ مین انتقال
کیا۔ کذا فی مجالس المومنین +

## حمران بن اعین

اپنے بھائی زرارہ کی طرح مستقیم العقیدہ و راسخ الاعتقاد تھے۔ جناب صادقؑ نے

اُنکو جنتی کہا۔ اَور فرمایا خوشا حال حمران کا کہ مین اَور میرے پدر بزرگوار بروز قیامت
دونوا سکے شفاعت خواہ ہونگے اَور وہ ہمارے ساتھ رہیگا۔ جب تک کہ ہم
داخل جنت ہون نیز۔ آپنے فرمایا قسم خدا کی حمران اپنی کمال ایمان وصدق
ایقان سے سرمو لغزش نہین کریگا۔ منقول ہے۔ کہ حمران جوش اخلاص و ایمان
مین کہتے تھے۔ کہ رشتۂ امامت امیر المومنین سے لیکر حضرت صاحب الامرؑ
تک کشیدہ ہے۔ جو اس سے انکار کرے مین اس سے بیزار ہون۔ ہرچند وہ
علوی ہی کیون نہ ہو۔ نیز وہ کہتے تھے کہ مین نہین چاہتا۔ کہ محبت اہلبیتؑ
مین کوئی مجھسے بڑھ جائے +
کہتے ہین کہ حمران کا معمول تھا کہ مجلس مین اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے
تو اہل بیت کے فضائل اَور اُنکی احادیث کا ذکر فرماتے اَور اگر کوئی درمیان
مین اَور ذکر چھیڑ دیتا تو وہ اُسے ذکر خیر کیطرف پلٹتے۔ اَور ایسا ایک دو تین بار
کرتے۔ جب دیکھتے کہ لوگ دیگر اذکار سے باز نہین آتے۔ تو ناخوش ہوکر
مجلس سے اٹھ جاتے۔ سُبحان اللہ کیا دلی تعلق و خلوص اعتقاد و جوش
ارادت تھا۔ کہ آنحضراتؑ کے ذکر کے سوا کوئی ذکر پسند نہ آتا تھا۔ ایک اس
زمانے کے ہم مومن و شیعہ ہین کہ اکثر جلسے ہمارے طولانی اس ذکر خیر سے
خالی ہوتے ہین۔ دنیوی مزخرفات مین شروع ہوکر تمام ہو جاتے ہین اَور
ذرا خیال نہین کہ ایسی مجلسین بروز قیامت ندامت و خسارت کا باعث ہونگی

اے برادران مومن حمران بن اعین کی سچی محبت وولا پر نظر کر کے دل میں ثمرہ
اور آئندہ کے لیئے عہد استوار کرو کہ کوئی جلسہ تمہارا ذکر خدا اور رسول و اہلبیت
رسول سے خالی نہ ہو۔ ایسا کرو گے تو انشاء اللہ ثمرات نیک تمہاری شامل
حال ہونگی اور دنیا و عقبلے کے کام سدھرینگے +

## بکیر بن اعین

ان کی کنیت ابو الجہم تھی۔ وہ اور اُنکے پسران شش گانہ۔ ابو عبد اللہ جہم عبد الحمید
عبد الاعلی۔ عمر۔ زید۔ سب کے سب فاضل و عارف بحق تھے حضرت ابو عبد اللہؑ کو بکیر
کی وفات کی خبر پہونچی۔ تو فرمایا قسم خدا کی کہ حق تعالے نے اسکو جوار رسولؐ خدا
حضرت امیر المومنینؑ میں جگہ دی۔ نیز آپنے فرمایا رحمہ اللہ وہ بے شک مرحوم
ہے۔ انشاء اللہ تعالے +

## عبد الملک بن اعین

کشی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت صادقؑ کو اُن کی وفات خبر پہونچی۔ تو دعائے
خیر کی اسکے لیئے۔ و بروایت شیخ صدوق محمد بن بابویہ حضرت اُسکی قبر کی زیارت
کو تشریف لے گئے۔ اور وہاں اُسکے لیئے دعائے رحمت فرمائی و کفیٰ بہ فضلاً
و شرفاً نیز آپنے فرمایا کہ مثل عبد الملک کے ہنوز پیدا نہیں ہوا۔ آپ کو علم نجوم میں
دستگاہ کامل تھی۔ اپنی کاروبار میں نحس و سعد نجوم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت نے منع
کیا۔ فرمایا کہ جو کام تم بروئے نجوم ساعت سعید دیکھکر کرتے ہو۔ پورا ہوتا ہے۔ عرض

کی ہان۔ فرمایا اَحرق کتبک تو اس علم کی کتابون کو جلادو۔ صاحب مجالس رہ
لکھتے ہین کہ اُنکے بیٹے کا نام ضریس تھا۔ اسلئے ابو ضریس کنیت تھی۔ کشی رہ نے
لکھا ہے کہ ضریس مذکور فاضل ثقہ و نیک سرشت تھا اور حمران اعین اسکی چچا کی
بیٹی اسکے حبالۂ نکاح مین تھی۔ ظاہراً یہ ضریس نہین جسے آپنے فرمایا تھا۔ کہ تیرے
باپ نے تیرا نام ضریس کیون رکھا یہ تو شیطان کا نام ہے۔ جیسا کہ اسماء گرامی
اس جناب مین گزرا۔ نیز وہ ضریس کنانی تھا۔ اور یہ شیبان سے ہے +

## ابان تغلب بن رباح بکری

آپ کا سلسلہ نسب قبیلہ بکر بن وائل تک پہونچتا تھا قاری قرآن تھے۔ اور
علم تفسیر حدیث۔ فقہ۔ لغت۔ نحو وغیرہ مین امام وقت گنے جاتے تھے۔ رجال
داؤد مین ہے کہ تیس۳۰ ہزار حدیث کہ حضرت صادقؑ سے سنی تھی ازبر رکھتے تھے
اُن کی تصانیف بکثرت ہین مثل تفسیر غریب القرآن کتاب فضائل۔ کتاب
احوال صفّین وغیرہ وغیرہ کے۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ہمارے علماء جلیل القدر
سے گزرے ہین و بقول شیخ کشی علیہ الرحمہ حضرت صادقؑ نے انکو فرمایا۔ جالس
اھل المدینہ فانی احبّ ان یرٰی فی شیعتنا مثلک کہ مدینہ والون
مین بیٹھو کیونکہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ ہمارے شیعون کے درمیان
تجھ جیسے اشخاص کو دیکھین۔ نیز آنحضرتؑ نے مسلم ابن ابی حبہ کو فرمایا کہ ابان
کے پاس حاضر ہوکر استماع حدیث کرو۔ کیونکہ اُسنے بہت سی حدیثین ہمسے سنی

ین۔ جو حدیث وہ ہماری طرف سے روایت کرے اُسکو ہماری حدیث جانو۔ ابان
نے ۱۴۱ھ مین جناب صادق سے سات سال پہلے وفات پائی۔ حضرت نے
نکے مرنے سے پیشتر اسکی خبر دی تھی۔ جب اُنکے واقعہ کی خبر پہونچی تو محزون
وئے۔ اور فرمایا۔ رحمه الله اما والله لقد اوجع قلبی موت ابان خدا اُس پر
م کرے۔ بخدا سوگند کہ ہر آئینہ ابان کے مرنے نے میرے دل کو دردمند کیا۔ شیخ
ہاشمی نے نقل کیا ہے۔ کہ ابان مدینہ آتے تو لوگ احادیث سُننے اور مسائل پوچھنے
اُنکے گرد جمع ہوتے حتے کہ قریب ستون مسجد فقط اُنکے بیٹھنے کی جگہ خالی رہتی
قی تمام پُر ہو جاتی۔ قاضی نور اللہ۔ نور اللہ مرقدہ مجالس المومنین مین میزان الاعتدال
ہبی سے نقل فرماتے ہین کہ اُسنے کہا کہ ابان ہرچند شیعہ مذہب تھا۔ مگر راست گو
صدوق تھا پس صدق اسکا ہمارے لئے ہے۔ اور بدعت اُسکی اُسکے لئے
ذہبی کہتا ہے۔ کہ تشیع با غلو و بلا غلو تابعین و تبع تابعین مین بکثرت پایا جاتا
ہے باوجود اسکے وہ سب اسکے سب ورع و تقوے سے آراستہ تھے۔ پس اگر تشیع
ی وجہ سے ہم اُن لوگون کی احادیث کو رد کرین تو بہت سی احادیث پیغمبر ضائع
ہمل رہ جائینگی۔ یہان سے ذہبی جیسے متعصب سُنی کی اقرار سے معلوم ہوا کہ
بعین و تبع تابعین مین شیعیان غالی و غیر غالی بکثرت تھے۔ اور باوجود تشیع
ے سب کے سب متقی و پرہیزگار تھے۔ اہل سنت اُنکی روایت کو رد نہین کر
سکتے ورنہ سلسلۂ نقل حدیث منقطع ہو جائے۔ اور بہت سی احادیث پیغمبر سے ہاتھ

یہ قول ذہبی سنی کی حدیث مین شیعون کے مرجع ہین

(ابان)

دھونا پڑے۔ پس ثابت ہُوا کہ یہ حضرات اصل و بنیاد دین اعنی احادیث ختم المرسلین
مین شیعون کے محتاج ہین اور بغیر اُنکے مذہب و دین کا کام نہین چل سکتا۔
والحمد للہ علیٰ ذالک +

## ابو جعفر محمد بن علی بن نعمان احول

بزرگان اصحاب امام باقرؑ و صادقؑ و متکلمین مذہب شیعہ سے ہین۔ جناب صادقؑ
نے اُن کی مدح فرمائی ہے۔ کوفہ مین ایک محلہ طاق المحامل کے نام سے موسوم تھا
وہین آپ کی جوہری کی دوکان ہوتی تھی۔ اس مین بیٹھے لوگون کی عیار نیک نہاد
لیتے۔ اور اُن کی نقد ایمان کو محک امتحان پر کستے رہتے تھے۔ چنانچہ طاقی و مومن
الطاق اُن کو اسی نسبت سے کہتے ہین۔ ہان فریق ثانی چونکہ اُن کے سنان لسان
سے خستہ و دلریش تھے۔ بجائے مومن الطاق کے شیطان الطاق کہتے تھے
آپ کا حضرت ابو حنیفہ کوفی کے ساتھ یارانہ تھا۔ پرلے سرے کی بے تکلفی درمیان
تھی۔ لطائف ظرائف کی صحبتین گرم رہتین اور بات بات پر نوک جھوک ہو جاتی
تھی۔ مومن الطاق ازبس زکی و حاضر جواب تھے۔ امام صاحب اُنکے مقابلے مین
عہدہ برآنہ ہو سکتے خفت اٹھاتے اور مونہہ دیکھتے رہ جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت
امام صاحب اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے۔ کہ ابو جعفر دور سے آتے
دکھائی دئے۔ ابو حنیفہ نے اُنکو دیکھا۔ تو اپنے شاگردون سے کہا۔ لقد جاءکم
الشیطان البتہ شیطان تمہاری نزدیک آتا ہے۔ ابو جعفر نے بھی یہ کلام اُنکا

سن لیا۔ پاس آئے۔ تو اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ
لی الکافرین تؤزھم ازّا بتحقیق کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں کے پاس بھیجا
تاکہ اُنکو گناہوں پر برانگیختہ کرے۔ علیٰ ہذا اُنکے دیگر لطیف جوابات ہین کہ بعض اُن
سے باب مناظرات مین گزرے۔ اس بزرگ کو بحث کو کلام کا نہایت شوق تھا کمال
بیا کی معاصرین سے مناظرہ فرماتے ابو خالد کابلی کہتے ہین۔ کہ مین نے ابو جعفر مومن
الطاق کو دیکھا۔ کہ مسجد رسول اللہ مین مخالفین کیساتھ مناظرے مین مشغول ہین۔
نزدیک جاکر کہا کہ امام جعفرؑ نے ہم کو ان کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا ہے۔ کہا
حضرت نے تم کو امر کیا ہے کہ مجھ کو منع کرو کہا مجھسے یہ تو نہین کہا۔ مگر مجھ کو تو ممانعت
فرمائی ہے۔ مومن نے کہا تم کو جو کچھ حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل کرو۔ ابو خالد نے یہ ذکر حضرت
سے کیا تو آپنے فرمایا اے ابو خالد مومن الطاق اگر مناظرہ کرین تو اس مرغ کی مانند ہین
جس کے پر پرواز قائم ہون۔ ایک شاخ سے دوسری اور تیسری پر اوڑ سکتے ہین تمسے
ایسا نہین ہوسکتا۔ یہان سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے خاص خاص
اشخاص کو کلام کرنیکی اجازت دی تھی۔ ورنہ عموماً منع فرماتے تھے۔ کشی رہ نے ابو داؤد
مسترق کے حال مین لکھا ہے۔ کہ اصحاب متکلمین ابو عبد اللہ سے ہے۔ کہ انہون نے
عرض کی کہ لوگ (شیعہ) کلام کرنیکو معیوب گنتے ہین۔ حال آنکہ مین کلام کرتا ہون فرمایا

---

انکا نام سفیان بن سلیمان ہے مسترق استرقاق سے ہے سرقہ سے نہین۔ استرقاق کے معنے ہلکا و خفیف جاننا چونکہ وہ
سید حمیری کے اشعار پڑھتے تھے۔ اسیلئے انکو تشبیہاً منشد مسترق کہتے تھے۔ یہ وان جناب صادق سے ثقہ و معتبر ہین۔
وفات ...

امامثلک مثل طائر یقع ثم یطیر فیفم واماّمن یقع ثم لایطیر فلا غرض آخرکار مومن الطاق کیطرف سے بھی حضرت کو اندیشہ ہوا کہ کہین حکام جور کی جھپٹ مین نہ آجائین۔ لاجرم انکو متنبہ فرمایا۔ مفضل بن عمر کو آپکے پاس بھیجا کہ ہمارے طرف سے کہو کہ آئندہ بحث و مناظرے کو ترک کرے۔ مفضل کہتے ہین۔ کہ مین نے دروازہ پر جاکر دستک دی۔ تو بالائے بام سے میرے سامنے ہوئے۔ مین نے پیغام امام انکو پہونچایا کہا۔ اَخَافُ اَنْ لَّا اَصْبِرَ عَلَیْہِ کہین اس حکم کی تعمیل کرونگا مگر اندیشہ ہے۔ کہ اپنی جبلی عادت کی بموجب صبر نہو سکے +

## یونس بن یعقوب بجلی

اصحاب جناب صادق سے ثقہ و سند ہین۔ ہرچند بعد وفات آپ کے کچھ دنون عبداللّٰہ جعفرؑ کی امامت کے قائل ہوئے۔ مگر بہت جلد رجوع بحق کیا ۔ اور حضرت موسےٰ کاظمؑ کیخدمت مین تائب ہوئے۔ شیخ طوسی رہ نے چند مقامات مین انکی توثیق کی ہے۔ اور شیخ نجاشی نے امام جعفر صادق بن محمدؑ و موسیٰ بن جعفرؑ کے مصاحبین مخصوصین سے شمار کیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ وکیل امام موسیٰؑ تھے امام رضاؑ کے زمانے مین مدینہ منورہ مین وفات پائی۔ چنانچہ حنوط و کفن و سائر ضروریات تجہیز و تکفین انکی حضرت نے اپنے دولتخانہ سے بھجوائین اور غلامون کو اپنے اور اپنے پدر بزرگوار و جد عالیمقدار کے امر کیا کہ اُنکے جنازے پر حاضر ہون اور متکفل انکے کفن کے ہون اور فضلاء شیعہ کوفہ سے ایک کو مقرر کیا کہ اسکی نماز پڑھائے اور جنت البقیع

ین لیجا کر دفن کرین۔ اور فرمایا جناب رضاؑ نے کہ اگر اہل مدینہ اسکے دفن سے مانع
ائین اور کہین کہ عراق کا رہنے والا تھا۔ تو کہنا گو عراقی تھا۔ مگر مولے امیرے جدّ
مرحوم جعفر صادقؑ کا تھا۔ اگر تم اسے دفن نہونے دوگے۔ تو آئندہ ہم تمہارے
موالی کو دفن نہونے دینگے۔ محمد بن ولید کہتے ہین کہ بعد دفن یونس مین انکی قبر
کی زیارت کو گیا۔ تو داروغہ بقیع نے مجھسے کہا کہ کون شخص اس قبر مین مدفون ہے ابوالحسن
علی بن موسیٰ الرضا نے مجھے تاکید کی ہے کہ چالیس روز تک ہمیشہ اسکی قبر پہ پانی
چھڑکتا رہون۔ پھر اُس قبرستان کے نگہبان نے کہا کہ سریر رسول اللہؐ جس پر آنحضرتؐ
کا جنازہ تیار ہوا تھا۔ میری تحویل مین ہے۔ جب کوئی بنی ہاشم سے مرتا ہے۔ تو رات کو
اس سریر سے صدائے نالہ نکلتی ہے۔ صبح کو سنتا ہون کہ فلان نے قضا کی۔ اس
مرد کی وفات پر بھی مین نے وہ آواز سُنی۔ حیران تھا کہ اس دودمان عالی سے کسیکو
بیمار نہین سُنا۔ کسکا انتقال ہوا۔ صبح کو لوگ آئے۔ کہ مولائے ابی عبداللہ کہ عراق مین
رہتا تھا مر گیا ہے۔ اور سریر لے گئے۔ صفوان بن یحییٰ کہتے ہین کہ مین نے امام رضاؑ
کیخدمت مین عرض کی۔ کہ میری جان حضرت پر قربان ہو۔ یا ابن رسول اللہؐ جو التفات
وعنایات حضور نے یونس کے کفن و دفن مین فرمائی۔ مین اس سے بہت مسرور
ہوا۔ فرمایا تو اُسکو دیکھتا ہے اور الطاف آلہی کو کہ اسپر مبذول ہوئے نظر نہین کرتا
کہ کیونکر عراق سے لاکر اپنے رسولؐ کے جوار مین اسکو جگہ دی۔ کہتے ہین کہ یونس
کی والدہ معاویہ بن عمّار کی بہن تھی۔ اور اُنکی زوجہ ایک زن مُضریہ یہ دو نو نیکبخت

ف
سریر رسول اللہ یونس کے لیئے گریہ و بکا کیا

بیبیان حضرت صادق کے حرم سرا مین آمد و رفت رکھتی تھین +

## جمیل بن دراج

اصحاب جناب جعفر صادق و موسے کاظم علیہما السلام سے ہین امام رضا کے زمانے
تک زندہ رہے۔ انکے بھائی نوح بن دراج خلفاء جور کیطرف سے کوفہ مین قاضی
تھے۔ اور اپنا مذہب اُنسے پوشیدہ رکھتے تھے۔ کسی نے کہا اے نوح تم نے
ظلمہ کیطرف سے قبول عمل کیا۔ کہا مین نے اپنے بھائی جمیل سے کہا۔ تم مسجد مین
کیون نہین آتے۔ انہون نے کہا کیونکر آؤن کہ زیر جامہ نہین رکھتا۔ جب ہماری
نوبت یہان تک پہونچی تو ناچار قاضی ہونا قبول کیا رجال کشی مین ہے۔ کہ حضرت
صادق نے جمیل سے کہا وہی احادیث لوگون سے بیان کرو جس پر ہماری اصحاب
مجتمع و متفق ہین نہین تو خوف ہے۔ کہ تمہاری تکذیب کیجاوے۔ ایک مرتبہ حاضر
درگاہ ملائک پناہ تھے۔ آپنے اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا۔ فان یکفر بہا ہولاء
فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین یعنی اگر یہ لوگ کفر اختیار کرین اس سے
تو ہم اس پر ان لوگون کو مقرر کرینگے۔ جو اس امر سے کفر کرنیوالے نہین۔ اور
لیسوا بہا بکافرین کہتے ہوئے دست مبارک سے اشارہ کیا طرف جمیل اور
اُسکے اصحاب کی۔ جمیل نے کہا اجل واللہ جعلنا اللہ لا نکفر بہا ابدا
ہان قسم بخدا فدا ہون ہم آپ پر ہم کبھی اس امر سے کافر نہ ہونگے۔ فضل بن شاذان
کہتے ہین کہ مین محمد بن عمیر کے پاس داخل ہوا۔ تو وہ سجدے مین تھے پس طول

طول سجود اصحاب آنحضرت

ہوا۔ اُنکے سجدے کو اَور بہت دیر کے بعد اُنہون نے سر سجدے سے اٹھایا۔ تو
مین نے کہا کسقدر طولانی ہوتے ہین سجود تمہارے۔ کہا تم اسی کو طولانی کہتے ہو
جمیل دراج کے سجدے تم نے نہین دیکھے۔ بتحقیق کہ مین ایک مرتبہ اُنکی خدمت مین
حاضر ہوا۔ تو سر بسجود تھے۔ پس دراز ہوا سجدہ اُنکا تو مین نے اسی طرح تعجب ظاہر
کیا جیسا کہ تم نے کیا۔ تو انہون نے کہا اگر نہین دیکھے تم نے سجدہ ہائے معروف
بن خربوذ کے حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ جمیل و معروف جنکے طول سجود کا ابن عمیر
نے ذکر کیا دونوا صحاب اطیاب جعفری سے تھے۔ خود ابن ابی عمیر کہ فاضل معروف
و عابد مشہور ہین بسلک اصحاب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا منسلک مین اور وہ ہین
صاحب سجدہ ہائے دراز کے کہ بعض اوقات صبح کی نماز کے بعد سجدے مین
جاتے اور ظہر کو سر اٹھاتے تھے۔ جب ایسے بزرگوار کے نزدیک جمیل و معروف
بن خربوذ کے سجدے دراز ہوتے تھے۔ تو اُنکے سجدون کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور
خود منبع سجود و عابد ملک معبود اعنی جناب جعفر علیہ الصّلوٰۃ من الملک الودود کے رکوع
و سجود و قیام و قعود کا تو کیا ہی ذکر ہ

## ہشام بن الحکم

متکلمین مذہب امامیہ و خواص اصحاب جعفریہ سے ہین از بس کہ ذکی ذہین تیز
فہم حاضر جواب تھے دشمنون کو کوفتہ و مالیدہ رکھتے تھے۔ کسی نے پوچھا۔ ھل شھد
معاویۃ بدرًا کیا معاویہ جنگ بدر مین شریک تھا۔ ہشام نے فی البدیہ کہا

نَعَمْ مِنْ جَانِبِ الْکُفَّارِ ہان تھا مگر کافرون کیطرف سے۔ مسلمانون کی جانب نہین
آپ کو ورا صل کوفی ہین۔ مگر ولادت واسط مین ہوئی اور وہین نشو و نما پائی۔ بغداد مین
تجارت کرتے تھے۔ آخرکار وہان سکونت بھی اختیار کی۔ چنانچہ اُنکا مکان محلہ کرخ
مین قصر وضّاح کے اس راستہ پر ہوتا تھا۔ جو بنی ذر کے تالاب کو جاتا تھا۔ مگر اب نہ وہ
مکان ہے۔ نہ قصر نہ محلّہ نہ تالاب کچھ بھی نہین۔ صرف باتین ہی باتین ہین۔ وَالْبَقَاءُ
لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْمَعْبُوْدِ حضرت صادق کی وفات کے بعد ہشام حضرت موسیٰؑ کاظم کیخدمت مین
حاضر ہوکر کسب فیوض کرتے رہے۔ حتّےٰ کہ ۱۹۹ھ مین امام رضاؑ کے عہد امامت
مین وفات پائی۔ منقول ہے۔ کہ امام رضاؑ نے اُنکی وفات کی خبر سُنی تو رحمت بھیجی
اُن پر اور دعائے مغفرت کی اور فرمایا ہشام مخالفین کے شبہات دفع کرنے مین
نہایت سرگرم تھا نیز۔ ہشام ابتدا مین جہم بن صفوان کا مذہب رکھتے تھے۔ اِس سے
تائب ہونے اور طریقۂ حقہ کیطرف رجوع لانیکی دلچسپ حکایت اُنکے چچا محمّد بن
یزید کی زبانی اسطرح پر ہے۔ کہ اُنہون نے کہا میرا برادر زادہ ہشام ابتدا مین جہمی خبیث
تھا۔ ایک روز اُسنے حضرت صادق کیخدمت مین لے چلنے کی خواہش ظاہر کی اور
مقصود اُسکا انحضرت کے ساتھ بحث و مناظرہ تھا۔ مین نے حاضر خدمت ہوکر یہ
درخواست اُسکی عرض کی۔ آپنے اجازت دی۔ مین اٹھکر وہان سے چلا۔ چند قدم
چلکر اُسکی بیباک اور شوخ طبیعت کا خیال آیا۔ وہان سے پلٹا اور یہ حال انحضرتؑ
سے بیان کیا فرمایا کچھ مضائقہ نہین وہ چلا آئے۔ کیا تو اِس سے مجھپر خائف ہے

مجھکو ندامت ہوئی۔ اگلے روز ہشام کو ہمراہ لے گیا۔ آپنے ایک سوال اُس سے کیا
کہ متحیر و پریشان رہ گیا۔ مُہلت چاہی کہ سوچکر جواب دونگا۔ مُہلت عطا ہو گئی چند روز
سراسیمہ و حیران پھرتا رہا۔ کوئی بات بن نہ پڑی۔ آخر حضرتؑ سے اُسکا جواب حاصل
کیا۔ مگر آپنے ایک اَور سوال جس سے اُسکے عقیدۂ فاسدہ کی اچھی طرح قلعی کھلتی
تھی۔ وارد کیا۔ اس مین وہ بالکل مبہوت ہو گیا۔ اَور چند روز حیرت و سراسیمگی مین
گزار کر پھر خواستگار ہُوا۔ کہ اجازت طلب کرون اسکے لئے۔ آپنے فرمایا کل بوقت چاشت
فلان مقام پر حاضر ہو ملاقات ہوگی۔ ہشام کہتے ہین کہ مین اُس جگہ جاکر بیٹھا تھا۔ کہ
آپ اشتر پر سوار تشریف فرما ہوئے۔ نزدیک تر آئے۔ تو ایک رُعب و جلال مجھ پر
طاری ہُوا۔ کہ تمام باتین بھول گیا۔ اَور زبان مین طاقت گویائی نہ رہی۔ حضرت تھوڑی
دیر سر نہوڑائے منتظر میری گفتگو کے رہے۔ مگر ادھر سے صدائے برنخاست تو
سواری کو چھیڑا اَور ایک کوچہ مین کوچہ ہائے شہر سے داخل ہو گئے۔ اُسوقت مجھے
یقین ہو گیا کہ یہ ہیبت امامت تھی۔ کہ مجھپر چھا گئی۔ اسکے بعد ہشام اپنے عقیدے
سے تائب ہوئے اَور طریقہ حقّہ اختیار کرکے اصحاب انحضرتؑ مین منسلک ہوئے
نقل ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ کچھ سوال الہیات مین ہشام سے کر رہے
تھے۔ وہ جواب معقول اُنکے عرض کرتے جاتے تھے۔ پس آپنے فرمایا۔ اے
ہشام تم کو یہ فہم و ادراک حق تعالے نے اسلئے دیا ہے۔ کہ اس سے ہمارے اعدا
کو مقہور کرو۔ ہشام نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پس حضرتؑ نے اُنکو دعا دی

سوال یحیی برمکی از ہشام

کہ نفعک اللہ بہ و ثبتک ہشام کہتے تھے۔ کہ واللہ کہ اُسکے بعد کوئی مبحث توحید مین مُجھ کو زیر نہین کر سکا۔ نیز ہشام نے کہا کہ ایک مرتبہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون الرشید کے حضور مین مجھ سے سوال کیا کہ خبر دو۔ مُجھ کو کہ حق دو جہت مختلف مین ہوتا ہے؟ مین نے کہا نہین۔ کہا اگر دو مرد کسی امر دین مین اختلاف کرین تو ہو سکتا ہے۔ کہ دونو حق پر ہون۔ مین نے کہا مین پہلے ہی کہ چکا کہ دونون طرف حق نہین ہوتا۔ لا محالہ ایک محق ہوگا دوسرا مبطل۔ یحییٰ نے کہا۔ علیؑ و عباس کے درمیان جو میراث رسولؐ اللہ پر نزاع و تکرار ہوئی۔ تو اُن مین کون حق پر تھا۔ اور کون باطل پر۔ ہشام کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ اگر کہتا ہون کہ علیؑ ناحق پر تھے۔ تو اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اور دین میرا برباد ہوتا ہے۔ اور عباس کو مبطل تبلاتا ہون تو ہارون کا خوف ہے۔ کہ قتل کر ڈالیگا۔ عجب حالت تشویش کی مجھپر طاری ہوئی کہ ہوش و حواس اُڑ گئے۔ کبھی پہلے اس مسئلے مین غور کرنیکا اتفاق نہوا تھا کہ یکایک مجھ کو وہ حدیث حضرت صادقؑ کی یاد آئی جس مین اُنہون نے فرمایا تھا کہ اے ہشام تو مویّد بروح القدس ہوگا جب تک کہ اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتا رہیگا۔ اور ساتھ ہی اسکا جواب بھی دل مین میرے آگیا پس مین نے کہا۔ اِن دونو سے کوئی ناحق پر نہ تھا۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسی کہ قرآن مین داؤدؑ کے قصے مین ہے۔ هل اتاك نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب

ں دونو فرشتون مین جو داؤدؑ کے پاس استغاثہ کیلئے گئے۔کوئی برسرِ ناحق
بی نے کہا اُن مین کوئی ناحق پر نہ تھا۔ وہ صرف داؤدؑ کو تنبیہ کرنے آئے
س مین نے کہا کہ علیؑ وعباس مین بھی کوئی مبطل نہ تھا۔ وہ دونو ابوبکر کو اس
لہ پر آگاہ کرنے گئے تھے۔ یحییٰ خاموش ہوگیا۔ اور ہارون نے اس جواب کو
یا۔ اسی طرح یحییٰ ہشام کے درپے تھا۔ اور ہارون کو اُن کی طرف سے بھڑکاتا
یہ تیری امامت کا قائل نہین موسےٰ کاظمؑ کو امام جانتا ہے۔ آخر یہی باتین
کی ہلاکت کا سبب ہوین مرض الموت مین مبتلا تھے۔ تو علاج سے انکار تھا
آشناؤن نے طبیب حاضر کیا اُس سے پوچھا کیا مرض تشخیص کیا تم نے
کوئی مرض بتایا کہا مجھ کو یہ مرض نہین۔ مجھ کو صرف فزع القلب ہوا ہے لی
کہ بباعث خوف ودہشت پیدا ہوئی ہے۔ کہتے ہین کہ قتل کے لئے جلاد
گے کھڑے کیئے گئے تھے۔ اُسکی دہشت کا دل کو صدمہ پہونچا۔ اور وہی
تے بڑھتے وفات کا باعث ہوا +

## ہشام بن سالم جوالیقی جورجانی

ان سے بندی مین آئے۔ اور بشر بن مروان حکم کے غلام کہلائے مگر تقدیر
ا معلوم نہ تھا۔ کہ کس رتبۂ عالی پر پہونچا ہے۔ خلاصۃ الاقوال علامہ مین
۔ کہ وہ اصحاب امامین جعفر صادقؑ وموسےٰ کاظمؑ سے ہین۔ اور کشی رہ نے
کیا ہے۔ خود ہشام کی زبانی قصہ ہے۔ کہ کہا بوقت وفات جعفر صادقؑ مین

اور ابوجعفر مومن الطاق مدینہ مین تھے۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ عبداللہ بن جعفر اکبر اولاد ہین وہی امام ہونگے پس ہم دونو عبداللہ مذکور کے پاس گئے۔ لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ اور جناب صادق کی اِس حدیث کو کہ اَلْاَمْرُ لِلْکَبِیْرِ مَالَمْ یَکُنْ بِہٖ عَاھَۃٌ کہ امر امامت پسر اکبر کے لئے ہے۔ جب تک کہ اُس مین کوئی عیب نہو بطور سند اُنکی امامت کے ذکر کرتے تھے۔ ہم نے امتحاناً اُنسے پوچھا۔ کہ دوسو درہم مین کس قدر زکوٰۃ واجب ہے۔ کہا پانچ درہم پوچھا اور سو درہم مین کہا اڈھائی اس سے ہمکو معلوم ہوگیا کہ وہ علوم شرعیہ سے ناواقف ہین امام نہین ہو سکتے پس مغموم وہان سے نکلے۔ اور ایک مقام پر بیٹھ کر باہم کہنے لگے۔ کہ اب مسائل شرع کس سے پوچھینگے۔ شیطان دل مین وسوسہ کرتا تھا کہ مرجیہ کیطرف رجوع کرو۔ کبھی قدریہ کبھی زیدیہ کبھی معتزلہ حتٰی کہ خوارج مین ملجانیکو کہتا تھا۔ کہ اسی اثنا مین ایک پیرمرد نورانی شکل کو دیکھا۔ کہ دور سے میری طرف اشارہ کرتا ہے اندیشہ ہوا کہ ایسا نہو۔ کہ منصور کے جاسوسون سے ہو۔ کیونکہ اُسنے ان دنون کچھ آدمی چھوڑ رکھے تھے۔ کہ دیکھو شیعیان جعفرؑ اُن کی اولاد سے کس کے پاس جمع ہوتے ہین۔ اسلئے مومن الطاق سے کہا کہ یہ شخص مجھے بلاتا ہے۔ کیا ضرور ہے کہ تم ناحق اس بلا مین پھنسو۔ پس وہ تو علیحدہ ہوگئے۔ اور مین اِس خیال سے کہ اسکے ہاتھ سے رہائی ممکن نہین ساتھ ہولیا۔ چلتے چلتے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے دردولت پر پہونچے وہان ایک خادم نے کہ گویا منتظر ہی کھڑا تھا مجھسے

بك اللہ اندر آؤ۔ گھر مین داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت تشریف رکھتے
ے دیکھ کر فرمایا لا اِلی المرجئیۃ ولا اِلی القدریۃ ولا اِلی الزیدیۃ
لمعتزلۃ ولا اِلی الخوارج اِلیَّ اِلیَّ اِلیَّ یعنی مرجیہ۔ قدریہ
متزلہ۔ خوارج سے کسی کے طرف نجاؤ۔ میری طرف آؤ۔ مین نے عرض
ن کیا آپ کے پدر بزرگوار واقعی فوت ہو گئے۔ کہا ہان۔ عرض کی اُن
کو کون ہدایت کریگا۔ فرمایا انشاء اللہ یھدیٰک اگر خدا چاہیگا۔ تو تجھے
جائیگی۔ عرض کی جعلت فداک عبداللہ کا گمان ہے کہ اپنے باپ
ہ امام ہین۔ فرمایا یرید عبداللہ ان لا یعبد اللہ عبداللہ چاہتا ہے۔ کہ خدا
ل نہو۔ عرض کی قربان ہون امام آپ ہین۔ ارشاد کیا۔ یہ مین نہین کہتا
ول مین کہا۔ تجھے سوال کا ڈھنگ نہ آیا۔ پھر عرض کی جعلت فداک
امام ہے۔ فرمایا نہین اسوقت ایک رُعب انحضرتؑ کا میرے اوپر
لہ اُن کے باپ کے رُعب سے بھی زیادہ تھا۔ عرض کی اجازت ہے
سئلہ حضور سے دریافت کرون جیساکہ آپ کے پدر عالیقدر سے دریافت
فرمایا ہان پوچھو۔ مگر اسکا کہین اظہار نہو۔ کیونکہ خطرہ ہے۔ بس مین نے
یا۔ تو آپ کو بحر بیکران پایا۔ عرض کی جعلت فداک آپ کے شیعہ حیران
ن ہین۔ ارشاد ہو تو اخفا کا قول لیکر یہ امر اُن پر ظاہر کرون۔ فرمایا صاحبان
ست کو ان سے مطلع کرو۔ مگر عہد واثق اخفا وکتمان کا لیکر اگر ظاہر ہوگا

توخوف ذبح ہے۔ اور اشارہ کیا طرف حلق شریف اپنے کے۔ اللہ۔ اللہ۔
کیا خوف وتقیہ کی حالت تھی۔ غرض ہشام نے وہان سے نکلکر پہلے ابوجعفر
احول سے پھر مفضل بن عمر و ابوبصیر وغیرہ سے یہ حال بیان کیا۔ وہ سب
حاضر خدمت ہوئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی تسلی کر کے دوسرے کو خبر کی
پس شیعون کا تانتا لگ گیا۔ اور عبد اللہ کی جمعیت بچھڑنے لگی۔ جب انکو
معلوم ہوا۔ کہ ہشام بن سالم لوگون کو مجھسے توڑتے ہین۔ تو کوچہ ہائے مدینہ
مین کچھ آدمی بٹھاوئے تھے۔ کہ جہان انہین پائین ایذا کرین +

## داؤد بن زربی

باوجود تشیع شدید کے خلفاء عباسیہ کے مقرب خاص تھے۔ داؤد رقی کہتی
ہین۔ کہ مین نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ وضو مین مونہہ اور ہاتھون
کے بار دھونا چاہیئے۔ فرمایا ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ سنت۔ اگر کوئی
تیسری مرتبہ دھوئے تو نماز اسکی باطل ہو جاتی ہے۔ یہی باتین تہین کہ داؤد
زربی وارد ہوئے۔ اور گوشۂ مجلس مین اپنے مقام پر بیٹھ کر یہی مسئلہ انہون
نے بھی استفسار کیا جو مین پہلے پوچھ چکا تھا۔ حضرتؑ نے انکو فرمایا کہ رو و
دست سے ہر ایک کو تین تین بار دھوئے۔ اس سے کمتر مین نماز باطل ہو گی
رقی کہتے ہین۔ کہ یہ تناقض صریح کلام امامؑ مین پاکر میرے بدن کے بال کھڑے
ہو گئے۔ اور جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ شیطان چاہتا تھا۔ کہ وسوسہ کر کے مجھپر تسلط

پاوے۔ کہ حضرت نے میری طرف دیکھا۔ حال آنکہ رنگ میرے چہرے کا اُڑگیا تھا۔ پس ازروئے غضب فرمایا۔ سکون پذیر ہوئے داؤد داؤدُ هٰذا هُوَ الكُفرُ اَوْ ضَرْبُ الاَعناق یہ مقام کافر ہو جانیکا ہے یا سر قلم ہونیکا۔ پس مجلس برخاست ہوئی۔ اور ہم متفرق ہو گئے۔ بعدین معلوم ہوا۔ کہ کسی شیطان سیرت نے منصور دوانیقی کی کان بھرے تھے۔ کہ داؤد زربی کہ تمہارا مُقرّب بنا ہوا ہے۔ جعفر صادق کے ساتھ رشتۂ ارادت محکم رکھتا اور اُن کو اپنا امام جانتا ہے۔ اس پر منصور بہت غضبناک ہوا۔ اور کہا مین طریقۂ وضوئے جعفرؑ سے آگاہ ہون امتحان کرون گا اگر داؤد بھی اُسی طرح وضو کرتا ہے۔ تو اسکی تصدیق ہو جائیگی بنابرین وہ اپنی قصر سے داؤد کے مکان کی طرف کہ خود اسکے مکان کا ایک حصّہ تھا۔ تاک لگائے دیکھ رہا تھا۔ کہ داؤد نے وضو کیا۔ اور بموجب تعلیم امام مونہہ اور ہاتھون کو تین تین بار دھویا۔ منصور نے اسکو دیکھ کر جان لیا کہ یہ داؤد پر تُہمت ہے۔ لاجرم اسکو بلوا کر بہت التفات ظاہر کی۔ اور تمام ماجرے بیان کر کے کہا مجھ کو تمہاری طرف سے بدظنی تھی معاف کرنا۔ پس بہت سا نقد اور جنس داؤد کو بطور انعام و جائزہ کے دیا۔ کچھ عرصے کے بعد داؤد رقی حاضر خدمت تھے۔ کہ داؤد زربی پھر آئے۔ اور اُس قضیئے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔ کہ فدا ہون آپ پر حضرت دنیا مین بھی ہمارے نگہبان ہین عقبیٰ مین انہی قدمون کی برکت سے بہشت مین جانیکی ہم امیدوار ہین۔ فرمایا حق تعالےٰ جمیع مومنین و مومنات کو داخل جنت کرے۔ لیکن اپنا ماجری

داؤد رقی سے بیان کرو کہ اسکے دل کو تسکین ہو۔ بعد ازان فرمایا کہ اب اپنی
وضو کو درست کرو۔ اور دو مرتبہ سے زیادہ کبھی نہ دھوؤ۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ
داؤد رقی بھی بڑے مومن دیندار تھے۔ جناب صادق فرماتے تھے۔ کہ انکا ہمارے
اصحاب مین وہ رتبہ ہے جو مقداد کا صحابہ رسول اللہ مین تھا۔ نیز آپنے ارشاد
کیا کہ جو چاہے کہ نظر کرے طرف ایک کے اصحاب قائم آل محمد سے اُسے چاہئے
کہ داؤد کو دیکھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ کشی علیہ الرحمہ کہتے ہین۔ کہ داؤد زربی کچھ مال
حضرت موسےٰ کاظمؑ کے پاس لے گئے تھے۔ آپنے تھوڑا سا اُس مین سے لے
لیا۔ باقی کو کہا عنقریب امام وقت تم سے طلب کرینگے۔ اُنکو پہونچائیو۔ پس از
وفات حضرت موسےٰ امام رضا نے اُنسے طلب کیا۔ تو آپنے ادا کیا۔ اِس سے
معلوم ہؤا۔ کہ وہ ابتدائی عہد جناب علیؑ بن موسےٰ الرضا تک زندہ تھے ۔

## مفضل بن عمر جعفی

وکلاء حضرت سے تھے۔ پہلے گزرا کہ ابن ابی یعفور کے بعد فرمان وکالت آپ کے
نام لکھا گیا۔ کچھ عرصہ فرقہ ضالہ غالیہ کی خو بولی۔ مگر جلد تائب و راجع ہوئے ہشام
بن احمد کہتے ہین۔ کہ مین حضرت کیخدمت مین داخل ہؤا۔ اور منظور تحقیق حال
مفضل بن عمر تھا۔ آپ اُسوقت اپنے ایک غلہ کے کھیت پر تشریف رکھتے
تھے۔ اور شدت گرما و حرارت آفتاب سے عرق سینۂ مبارک پر روان تھا میری
حاضر ہونیکی غرض معلوم کر کے بلا اِسکے کہ مین ابھی لب کشائی کرون۔ فرمایا قسم

خدا کی وہ مفضل بن عمر جعفی ہے۔ اور چند بار اسکا تکرار فرمایا۔ بحار مین عبد اللہ بن
فضل ہاشمی سے روایت ہے۔ کہ کہا مین حاضر درگاہ تھا۔ کہ مفضل بن عمر آئے
حضرت انہین دیکھ کر مستبشر و خندان ہوئے۔ اور فرمایا آؤ میرے نزدیک آؤ
اے مفضل مین تم کو دوست رکھتا ہون۔ اگر میرے تمام اصحاب کو ایسی معرفت
ہو جو تم کو ہے۔ تو ان مین ذرا اختلاف نہو۔ عرض کی فدا ہون آپ پر لوگ کہتے ہین
کہ حضور جتنا مرتبہ میرا ہے۔ اُس سے زیادہ مجھے جانتے ہین۔ فرمایا غلط ہے میرے
نزدیک تمہارا اتنا ہی مرتبہ ہے جتنا خدا کے نزدیک ہے۔ عرض کی جابر جعفی
کا حضرت کے نزدیک کیا رتبہ ہے۔ فرمایا جو سلمانؓ کا رسول اللہؐ سے تھا۔ کہا
داؤد رقی کا فرمایا اسکا وہ مرتبہ ہے جو مقداد بن اسود کندی کا آنحضرتؐ کے
نزدیک تھا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ پھر حضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے
عبد اللہ الفضل حق تعالے نے ہم کو اپنے نور عظمت سے خلق کیا۔ اور رافت
و رحمت سے خمیر کیا۔ پس تمہاری ارواح کو ہم سے پیدا کیا۔ پس ہم تمہاری ساتھ
محبت رکھتے ہین۔ اور تم کو ہم سے حسن عقیدت ہے۔ قسم خدا کی اگر اہل مشرق
و مغرب چاہین کہ ہمارے شیعون سے ایک کو کم کردین یا ان مین ایک بڑھا دین
تو نہین کر سکتے۔ کیونکہ اُن کے اور اُنکے آبا و اجداد و قوم و قبیلہ کے نام ہمارے
پاس لکھے ہوئے ہین۔ اور اے عبد اللہ ان مین تمہارا نام بھی درج ہے +

## عبداللہ بن سنان

راویان ثقات و محدثان عالی درجات سے ہین۔ صرف جناب صادق سے روایت کرتے ہین اور ایک قول کی موافق حضرت موسےٰ کاظمؑ سے بھی تلمذ ہوا۔ مگر یہ قول اہل تحقیق کے نزدیک ضعیف ہے۔ یہ بزرگ باوجود اسکے کہ منصور۔ مہدی بلکہ ہارون کے عہد تک خلفاء عباسیہ کے یہان خزانچی کے عہدہ پر مامور رہے مگر باوجود اسکے استاد حدیث ہین۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ محفل اقدس مین اُن کا ذکر تھا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا اَنَّہ یَزِیدُ عَلَی السِّنِّ خَیْرًا یعنی جون جون سن عبداللہ کا بڑھتا جائیگا۔ اُسکی صلاح و خوبی ترقی پذیر ہوگی۔ انکی ایک کتاب عمل یوم و لیلہ کے نام سے درباب نماز معروف ہے۔ اور ایک احکام نماز مین ہے اور ایک حلال و حرام مین +

## معاویہ بن عمار الدہنی

دہن بضم دال مہملہ و سکون ہا۔ یا بفتح ہر دو۔ قبیلہ بجیلہ کی ایک شاخ ہے۔ معاویہ مذکور راویان جناب صادق سے ہین۔ خلاصۃ الاقوال مین ہے۔ کہ وہ مذہب امامیہ مین مقدم کبیر عظیم المرتبہ اور ثقہ شمار ہوتے ہین۔ جیسے کہ اُنکے باپ عمار اہل سنت مین یہی مرتبہ رکھتے تھے۔ اور معاویہ کی نسبت ذہبی سنی نے کاشف مین اختلاف قبول روایت اور عدم قبول مین نقل کیا ہے۔ رجال کشی مین ہے کہ ۱۷۵ھ مین پچھتر سال کی عمر مین فوت ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ +

## صفوان بن مہران جمّال

جمّال اسلیئے کہتے ہین۔ کہ اونٹ پالتے اور اُن کو کرایہ پر چلاتے تھے۔ مگر آخرکار حضرت موسیٰ کاظمؑ کے ارشاد پر کہ تم اپنے اونٹون سے حاکمان جور کو نفع پہونچاتے ہو۔ تمام شتر بیچڈالے۔ اور یہ پیشہ ہی چھوڑدیا۔ وہ حضرت کاظمؑ کے اصحاب مین شمار ہونیکے زیادہ سزاوار ہین۔ مگر چونکہ حضرت صادقؑ کیخدمت مین پہونچے اور احادیث اُنسے نقل و روایت کرتے ہین۔ لہٰذا یہان مذکور ہوئے۔ نیز وہ ہین راوی حدیث مشہور کے کہ حضرت صادقؑ کیخدمت مین التماس کیا کہ آپ فرماتے ہین۔ کہ ہمارے شیعہ جنّت مین جائینگے۔ حالانکہ بہت سے اُنسے زنا کرتے اور شراب پیتے ہین۔ وہ کیونکر بخشے جائینگے۔ فرمایا ہان وہ جنّت مین جائینگے تحقیق کہ شیعہ دنیا سے نہین جاتے۔ اِلّا یہ کہ پہلے حق تعالےٰ اُنکو قرض مرض وغیرہ مصائب مین مبتلا کرتا ہے۔ یا بدمزاج عورت و کج خلق ہمسایہ کے عذاب سے اُنکا کفارۂ گناہان فرماتا ہے۔ اگر اِس سے بھی دفتر عصیان اُن کا نہ دھویا گیا۔ تو نزع کی تکلیف کو اُن پر شدید فرماتا ہے۔ تاکہ گناہون سے پاک ہوکر دُنیا سے سفر کرین الخ۔ یہ پوری حدیث معہ اسکی شرح کے مجالس المومنین مین مذکور ہے۔ جو دیکھنا چاہے وہان دیکھے +

## عبد اللہ بن مسکان

پاس ادب امام علیہ السلام اور اجلال و اکرام اِس عالی مقام کا اسدرجہ ملحوظ

ومنظور تھا۔ کہ حاضر خدمت ہونے سے استکراہ کرتے کہ مبادا کوئی دقیقہ ادب و
آداب کا فروگزاشت ہو جائے۔ پس احادیث اس جناب سے اخذ کرتے تھے
یونس بن عبد الرحمان کہتے ہین۔ کہ ابن مسکان ایک مرد مومن دیندار تھے اصحاب
جناب صادق مدینہ سے واپس آتے تو وہ راستے مین اُن سے ملتے اور جو علم
وہ اپنے ہمراہ لاتے یہ اُن سے حاصل کرتے رحمتہ اللہ علیہ +

**حقیر مولف** کہتا ہے۔ کہ یہ ہین چند اصحاب انجاب اس جناب کے جنکا حال
بہت ایجاز و اختصار کے ساتھ یہان درج ہوا۔ مُفصل لکھنے کو ایک دفتر درکار ہے
اور تمام کا حال تفصیل وار لکھنا خود ایک نہایت دشوار کام ہے۔ اسکے لیئے کتب
حدیث و رجال مطبوع وغیر مطبوع موجود ہین جو چاہے وہان مطالعہ کرے۔ ہندی
بھائیون کے لیئے کہ فہم لغت عرب سے قاصر ہین یہ بھی کافی ہے۔ اور بحار مین
ہے۔ کہ مصاحبان مخصوصان اس جناب سے ایک مُعلّی بن خنیس ہے۔ کہ داؤد
بن علی عباسی نے اسی عداوت مین اُن کو قتل کیا۔ پس آپنے بکمال غضب اُس
سے خطاب کیا کہ تو نے میرے شیعہ خالص کو کہ میرے موالی سے تھا۔ اور میرے
مال و عیال پر وکیل و معتمد علیہ تھا۔ بلا گناہ قتل کر دیا قسم خدا کی کہ اسکا مرتبہ خدا
کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے اور بخدا سوگند کہ وہ داخل جنّت ہوا۔ انتہے۔ اور مزید
حال مُعلّی کا باب معجزات مین گزرا +

پھر بحار مین ہے۔ کہ خواص اصحاب حضرت سے ایک نصر بن قابوس لخمی ہین۔ کہ

مرد نیک کردار صاحب فضیلت بے شمار تھے۔ کہتے ہین کہ وہ بیس سال تک آپ کے وکیل رہے۔ مگر کسی کو کانون کان اسکی اطلاع نہوئی۔ نیز۔ عبدالرحمن بن الحجاج بھی وکلاء انحضرت سے شمار ہوتے ہین۔ کہ عہد امامت امام رضا بین بحالت محبت وولا اس جناب کے وفات پائی۔ نیز محمود بن مخلصین سے حمران بن اعین و مفضل بن عمر ہین۔ جنکا حال اوپر گزرا۔ نیز۔ بحار مین ہے۔ کہ شیوخ اصحاب ابی عبداللہ کہ خواص ثقات و فقہاء صلحا مین یہ ہین۔ مفضل بن عمر جعفی۔ معاذ بن کثیر۔ عبدالرحمان بن الحجاج۔ فیض بن المختار۔ یعقوب سراج۔ سلیمان بن خالد۔ صفوان جمال۔ وغیرہ اور مناقب ابن شہر آشوب مین ہے۔ کہ اتفاق کیا ہے۔ فرقہ ناجیہ امامیہ نے اوپر تصدیق چھ شخصون کے اصحاب فقہا وانحضرت سے وہ یہ ہین۔ جمیل بن دراج۔ عبداللہ بن مسکان عبداللہ بن بکیر۔ حماد بن عیسے۔ حماد بن عثمان۔ ابان بن عثمان۔ اور اصحاب آپ کے تابعین سے یہ ہین۔ اسمعیل بن عبدالرحمان۔ کوفی۔ عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی اور خواص اصحاب آپ کے معاویہ بن عمار دہنی۔ زید الشحام عبداللہ بن ابی یعفور۔ ابو جعفر محمد بن علی بن النعمان الاحول۔ ابوالفضل سدیر بن حکیم و عبدالسلم بن عبدالرحمان۔ جابر بن یزید جعفی۔ ابو حمزہ ثمالی۔ ثابت بن دینار۔ مفضل بن عمر جعفی۔ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب میسرہ بن عبدالعزیز عبداللہ بن عجلان۔ جابر مکفوف۔ ابوداؤد مسترق۔ ابراہیم بن مہزم اسدی

فقہاء اصحاب

بسام الصیرفی۔ سلیمان بن مہران۔ ابو محمد الاسدی۔ ابو خالد یزید القماط
ثعلبہ بن میمون۔ ابو بکر الحضرمی۔ الحسن بن زیاد۔ عبد الرحمان بن عبد العزیز
الانصاری۔ سفیان بن عینیہ بن ابی عمران ہلالی۔ عبد العزیز بن ابی حازم
سلمہ بن دینار المدنی۔ **شعراء** اس جناب سے ایک کمیت بن یزید اسدی
ہین۔ کہ آپ کے اور حضرت کے پدر بزرگوار محمد باقرؑ کے ہمعصر ہین۔ اور ہمیشہ
مدائح و مناقب اس دودمان عالیشان مین رطب اللسان رہتے تھے۔
اور حضرت نے بعض اشعار مین اُن کو اصلاح دی ہے۔ اور حضرت محمد باقرؑ
نے فرمایا لا تزال مُؤیَّداً بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا دُمْتَ تَقُولُ فِینَا
تیری روح القدس سے تائید ہوتی رہیگی۔ جب تک کہ ہم اہل بیت کی مدح
و ستائش کرتا رہیگا۔ یہی کلمہ حضرت رسول خدا نے حسان ثابت شاعر کے
حق مین ارشاد کیا تھا۔ نیز آپ کے شاعرون مین سے عبد اللہ بن غالب
ہے جسکو آپنے فرمایا کہ ایک فرشتہ تیرے اوپر القاء شعر کرتا ہے۔ وَاِنِّی
لَاَعْرِفُ ذَالِکَ الْمَلَکَ بتحقیق کہ مین اُس فرشتے کو پہچانتا ہون
**اور بڑے شاعر** حضرتؑ کے سید بن محمد حمیری ہین۔ سید انکا اصلی
نام ہے۔ نہ کہ یہ سید علوی فاطمی ہون۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ درست
کیا اور توفیق پائی تمہاری مان نے جبکہ تمہارا نام سید رکھا۔ ہر آئینہ تم سید و
سردار ہو شاعرون کے۔ چنانچہ سید حمیری نے اس مضمون کو رشتہ نظم مین

شاعران حضرت صادق علیہ السلام

کمیت اسدی

عبد اللہ بن غالب

سید حمیری

کھینچا ہے۔ نقل ہے۔ کہ سید ابتدا مین محمدؐ بن حنفیہؓ کی امامت کے قائل یعنی
کیسانی مذہب رکھتے تھے۔ آخر اس سے رجوع کر کے تائب ہوئے۔ انکی
توبہ کا قصہ اسطرح پر ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہوئے۔ آنکھین اندر اتر
گئین۔ اور چہرہ تمام سیاہ ہوگیا۔ جگر مین سوزش و التہاب تھا۔ اور زبان کلام کرنے
سے بند ہوگئی۔ جناب صادقؑ ان ایام میں حسب طلب منصور کوفہ مین بمقام حیرہ
فروکش تھے۔ کسی نے حضرت کو خبر دی کہ سید حمیری شاعر و مداح اہل بیتؑ بیمار
ہے۔ اور ایسی حالت صعب مین گرفتار۔ حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حکم دیا
کہ دراز گوش کو زین کر کے حاضر کرین۔ اور سوار ہو کر سید کے دروازے پر پہونچے
آدمیون کا ہجوم تھا۔ اندر جا کر بالین سید پر بیٹھے۔ اور انکو آواز دی۔ صدائے دلنواز
امام حجاز کی سُنکر آنکھین کھول دین مگر بولا نہ جاتا تھا۔ آپ کیطرف دیکھتے تھے
اور روتے تھے۔ مگر کچھ کہہ نہین سکتے تھے۔ حضرت نے ایک دعا زیر لب پڑھی
اسکے اثر سے طاقت گفتار آئی۔ عرض کی جعلنی اللّٰہ فداک باولیائک یفعل ھذا
قربان ہون آپ پر کیا حضور کے دوستون کی ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ کہ بیماری
مین ان کا مونہہ سیاہ ہو جائے۔ فرمایا حق کا قائل ہو۔ اور باطل سے توبہ کر۔ کہ حقتعالے
اس عذاب کو دنیا مین تجھسے دور کرے۔ اور عقبیٰ مین جنت الخلد مین داخل فرماوے
پس سید نے مذہب حقہ امامیہ کیطرف رجوع کیا۔ اور فوراً انکو آرام ہوگیا۔ حتّےٰ کہ
حضرت وہان سے اٹھنے نہین پائے تھے۔ کہ وہ اپنے آپ اٹھ بیٹھے پس ان نہون

اشعار حمیری

نے یہ اشعار اُس واقعہ کی یادگار مین کہے۔ ؎ تَجَعْفَرْتُ بِاسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ وَ اَیْقَنْتُ اِنَّ اللّٰہَ یَعْفُو وَ یَغْفِرُ ٭ وَ دِنْتُ بِدِیْنٍ غَیْرِہٖ کُنْتُ دَائِنًا ٭ بِہٖ وَ نَہَانِیْ سَیِّدُ النَّاسِ جَعْفَرُ الخ یعنی مذہب جعفری اختیار کیا مین نے بنام خدا اور خدا بزرگ تر ہے۔ اور متیقن ہوا مجھ کو کہ حق تعالےٰ میری مغفرت فرمائیگا۔ مین جس دین پر پہلے تھا۔ اور جس سے میرے سید و سردار جعفرؑ نے مجھے منع کیا۔ مین نے اُسکو ترک کیا۔ اور برخلاف اس کے دین حق کو اختیار فرمایا۔ لکھا ہے۔ کہ مرض الموت سید مین۔ ایک خال سیاہ اِنکے مونہہ پر نمودار ہوا پھر وہ خال بڑھنے اور پھیلنے لگا۔ حتّٰے کہ اُن کا وہ حسین وجمیل چہرہ کہ ماہ کامل کی طرح روشن تھا۔ تمام تیرہ و تار ہوگیا۔ عثمانی ناصبی کہ ہمسایہ سید تھے۔ شماتت کرنے اور خوش ہونے لگے برعکس اِسکے حضار شیعہ نہایت آزردہ و دلریش تھے۔ کہ یکایک بجائے خال سیاہ ایک نقطۂ سفید پیدا ہوا۔ اور بدستور پھیل کر تمام چہرہ پہلے سے بھی زیادہ شفاف و درخشان نکل آیا۔ سید نے اُسوقت فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے۔ ؎ کَذَبَ الزَّاعِمُوْنَ اِنَّ عَلِیًّا ٭ لَنْ یُّنَجِّیْ مُحِبَّہٗ مِنْ ہَنَاتٍ[1]۔ قَدْ وَرَبِّیْ دَخَلْتُ جَنَّۃَ عَدْنٍ

---

[1] یعنی ایسا ہی گمان کرتے تھے کرنیوالے کہ علیؑ علیہ السلام اپنی دوستون کو بدی سے نجات نہین دینگے قسم بخدا کہ مین جنت عدن مین داخل ہوا۔ اور حق تعالےٰ نے میرے گناہون کو معاف کردیا۔ پس بشارت ہو آج دوستان علیؑ کو کہ وہ دوست رکھین علیؑ کو تادم مرگ پھر بعد آنحضرت کے اُنکی اولاد سے ایک کے بعد ایک سے تولا کرین ساتھ صفات و علامات کے ۱۲

وعفی لی الاله عن السیّئات * فابشروا الیوم اولیاء علیؑ * وتولوا علیاً حتی الممات * ثم من بعده تولّوا بنیه * واحداً بعد واحد بالصفات

بعدازان یہ کلمہ زبان سے جاری کیا۔ اشهد ان لا اله حقاً حقاً واشهد ان محمداً رسول الله حقاً حقاً واشهد ان علیاً امیر المومنین حقاً پھر آنکھیں بند کرلین۔ اور پاؤن دراز کیئے۔ اور جان بحق تسلیم ہوگئے *

## موالے آنحضرت صلوات اللہ علیہ

مشہور ذیل ہین۔ مگر نام زیادہ ترتین کے مذکور ہوئے ہین۔ سلم معتب مصادف

سلم کی نسبت آنحضرتؑ نے فرمایا مجھکو امید ہے کہ وہ اسم بامسمی یعنی سچا مومن اور سچا مسلمان ہو۔ اور بحار مین لکھا ہے۔ کہ آپنے خواب مین اسکو قرآن تعلیم فرمایا صبح ہوئی۔ تو یا تو ایک حرف نجانتا تھا یا بہت اچھا قاری قرآن ہوگیا تھا *

معتب بہت مشہور ہین۔ ان کا ذکر احادیث مین بہت آیا ہے۔ اور انکے حق مین ارشاد ہے۔ کہ میرے تمام غلامون مین بہتر وافضل وہ ہے۔ مصادف کا حال رجال کشی مین صرف اسقدر لکھا ہے۔ کہ حضرت امام موسے کاظمؑ نے اسکے بچون کے لیئے جو اس سے باقی رہے۔ ایک ضیعہ (کھیت مزروعہ) خرید کر دیا تھا *

ربیع الابرار زمخشری سے نقل ہوا ہے۔ کہ شقران موالے رسول اللہؐ نے کہا کہ

سلم

معتب

مصادف

شقران

شقران

ابو جعفر منصور کے یہان عطیات تقسیم ہو رہے تھے۔ مین دروازے پر حیران پریشان کھڑا تھا۔ حضرت صادقؑ وہان تشریف فرما ہوئے۔ مین نے عرض کی جعلت فداک مین تمہارا نمک پروردہ شقران ہون کوئی شفیع نہین رکھتا آپ اندر گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد آستین مبارک مین روپیہ بھر کر لے آئے۔ اور اسکی دامن مین ڈال دیا۔ پھر فرمایا اے شقران حسن ہر ایک سے حسن ہے۔ اور تم سے احسن اور قبیح سب سے برا ہے۔ اور تم سے بہت ہی برا باعث اسکے کہ تم ہم سے منسوب ہو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس کلام سے کنایۃً اسکو نصیحت کرنا تھا۔ کیونکہ شقران مذکور شراب پیتا تھا۔

سعیدہ

**مولات** (کنیز) حضرت امام رضاؑ فرماتے ہین۔ کہ سعیدہ کنیز جعفر صادقؑ اہل فضل و تمیز سے تھی۔ جو احادیث و وصایائے رسولؐ خدا انحضرتؑ سے سنی تھی اسکو یاد تھی۔ حضرت نے اُسے فرمایا تھا۔ کہ حق تعالے نے تجھکو ہماری معرفت کا شرف بخشا ہے۔ دعا کر کہ جنت مین ہماری ازواج مین داخل ہو۔ اُس کا مکان حضرتؑ کے مکان کے پہلو مین تھا۔ مگر وہ اکثر اوقات مسجد مین درود و صلوٰۃ مین مشغول رہتی یا پیشتر مکہ کو چلی جاتی۔ آخری کلمہ جو سعیدہ کے مونہہ سے مرنے کے وقت نکلا یہ تھا۔ قد رضینا الثواب وامنّا العقاب ✦

## معاندان و مخالفان

سب سے بڑا معاند و اعدای عدو آپ کا منصور دوانیقی ہے جو گلے مین انکی ہوئی ہڈی

سے حضرتؑ کو تشبیہ دیتا تھا۔ اُسنے بار بار مدینہ سے عراق مین بارادۂ قتل اُس امام آفاق کو طلب کیا۔ اور بانواع حیل باعث ایذا و اہانت اِس جناب کا ہوا۔ چنانچہ شمّہ اسکا بیشتر مذکور ہوا۔ یہ بات تحقیق ہے۔ کہ منصور ہی وہ شخص ہے۔ جسنے اولاد امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب اور عبّاسیون کے درمیان آتش فتنہ و فساد روشن کی۔ ورنہ پہلے یہ دو قبیلے باہمی ارتباط کیوجہ سے ایک سمجھے جاتے تھے پس جو ستم منصور نے خود سادات پر کیئے۔ یا جو اِسکے قائم مقامون کے ہاتھ سے اِسکے بعد اُن پر ہوئے۔ ان سب کا جوابدہ وہی ظالم ہے اُسنے بار بار بلانے اور ستانے اور ایذا دینے ہی پر قناعت نہین کی۔ بلکہ آخرکار اِس امام ابرار کو شہید ہی کیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

## ابو حنیفہ نعمان و سفیان ثوری۔ سفیان بن عیینہ عبّاد بن کثیر بصری صوفی۔

یہ وہ اشخاص ہین۔ جو اسلامی دنیا مین اپنا جُدا رنگ جمانا اور اپنے اپنے فنون مین مسلمانون کے پیشوا و مقتدا بننا چاہتے تھے۔ لاجرم امام انام سے کہ ہر فن مین کامل اور ہر علم کے ماہر تھے۔ انکا اختلاف کرنا ضروریات سے تھا۔ ابو حنیفہ فقہ کے سفیانین حدیث کے عبّاد بصری زہد درویشی کے دعویدار تھے۔ لاجرم ان امور مین آنحضرتؑ کے ساتھ کھکیڑ رکھتے چنانچہ ناظرین رسالہ ہذا پر یہ امر مخفی نہین اس سے پہلے جابجا اسکا ذکر آیا ہے

حضرت ابو حنیفہ کے سنین ولادت و وفات اس جناب کے ولادت و وفات سے

ملتے جلتے ہین۔ بنابرین وہ انحضرت کے مدۃ العمر کے معاصر ہین اور سب سے زیادہ آپ کے مخالف اُن سے اُتر کر سفیان ثوری۔ اِن کا انتقال ۱۶۱ ھ؁ مین یعنی تیرہ ۱۳ سال آپ کی وفات کے بعد ہوا۔ مگر سفیان بن عینیہ بہت ہی متاخر ہے۔ اسکا سنہ پیدائش ایک سو سات ہے۔ گویا آپ کی پیری کا زمانہ تھا جبکہ اسکا عنفوان شباب تھا۔ معہذا یہ شخص نہایت شوخ چشم وبیباک تھا۔ ایک مرتبہ اُسنے نہایت خیرہ چشمی سے حضرت سے خطاب کیا کہ اے ابو عبد اللہ تمہارا یہ تقیہ کب تک رہیگا۔ اب کہ تمہاری عمر خاتمہ پر آئی۔ اور اجل نزدیک پہونچی۔ اب تو اسکو ترک کرو۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدائے عزوجل اگر کوئی مدت العمر رکن ومقام کے درمیان عبادت ملک منعام مین مصروف رہے۔ اور ہم اہلبیت کی محبت سے اسکا سینہ خالی ہو تو اسلام سے کوئی بہرہ اسکو نہوگا۔ اور جاہلیت کی موت مریگا۔ گویا حضرت نے ارشاد کیا کہ صاف کہتا ہون اور تقیہ نہین کرتا کہ جو ہماری محبت سے بے نصیب ہے مسلمانی سے بے بہرہ ہے۔ کفار کی موت مریگا۔ علےٰ ہذا آپنے سفیان ثوری کو فرمایا اے سفیان یہ اختلاف مذاہب تجھکو راہ راست سے منحرف نکرے۔ ہر آئینہ اقتصاد و اتباع ہدایت لازم ہے۔ سفیان نے از روی جہل یا تجاہل کہا۔ یا ابن رسول اللہ اتباع ہدایت کیونکر حاصل ہو فرمایا اسطرح کہ تو لازم پکڑے کتاب خدا کو اور متابعت کرے علی مرتضی کی کیونکہ جو کچھ حضرت کو عطا ہوا ہے کسی دوسرے کو نہین ملا۔ جسنے اُنکی متابعت کی

فلاح پائی۔ جو پھرا خسارہ مین رہا۔ اے سفیان اگر چاہتا ہے۔ کہ عروۃ الوثقےٰ
وحبل المتین سے متمسک ہو۔ تو آنحضرت کی پیروی اختیار کر۔ اور حرص و ہوا
سے کنارہ کش ہو تا کہ راہ راست پہ چلنا میسّر آوے۔ کافی مین سدیر صیرفی سے روایت
ہے۔ کہ اُسنے کہا مین مسجد الحرام سے نکلتا تھا۔ اور حضرت محمد باقرؑ داخل ہوتے
تھے۔ راہ مین ملاقات ہوئی آپنے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور روی مبارک کعبہ کیطرف
کر کے فرمایا اے سدیر حق تعالےٰ نے امر کیا ہے۔ کہ لوگ اِس بیت مقدس کا
طواف کرین۔ پھر ہمارے پاس حاضر ہون۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی فرمایا عمل صالح طواف ہے۔ اور
اہتدا ہماری طرف رجوع کرنا ہے۔ پھر دست مبارک سینہ اطہر پہ رکھکر فرمایا
اهتدی ہماری محبت و ولایت کا نام ہے۔ پھر نظر کی طرف ابو حنیفہ و سفیان
ثوری کے کہ صحن مین مسجد کے حلقہ باندھے مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اور فرمایا
هٰؤُلَاءِ الصَّادُّوْنَ عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ بِلَا هُدًی مِّنَ اللّٰهِ وَلَا کِتَابٍ مُّبِیْنٍ یعنی
یہ ہین وہ لوگ جو راہ خدا سے خلقت کو روکتے ہین۔ بلا ہدایت خدا اور کتاب
مبین کے تحقیق کہ اگر یہ اپنے گھرون مین بیٹھتے اور خلائق کا راستہ نہ مارتے
تو لوگ ہماری طرف رجوع کرتے اور ہم اُنکو سیدھا راستہ خدا و رسول کا تعلیم
و تلقین کرتے۔

عباد کا

اپنے زہد و تقوےٰ کے زعم مین آنحضرتؑ کے لباس گران بہا پہ معترض ہونا اور

عباد بن کثیر بصری

دندان شکن جواب پا نا بیشتر بروایت کافی لکھا گیا۔ یہان ایک حدیث بحار سے
اسکے بارے مین اور نقل ہوتی ہے۔ یونس کہتے ہین کہ حضرت جعفر صادق نے
فرمایا اے عباد تجھکو یہ عفت فرج و شکم دھوکہ ندے۔ اور مغرور نکرے تحقیق
کہ حق تعالے اپنی کتاب مجید و فرقان حمید مین فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین
آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم۔ اے وہ
لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو خدا سے اور قائل ہو قول سدید و استوار کے۔ تاکہ
اصلاح پذیر ہون۔ تمہارے اعمال۔ پس بموجب اسکے اے عباد تجھے معلوم
رہے۔ کہ کوئی قول تیرا قبول نہوگا جب تک کہ قول سدید کا قائل نہو۔ یعنی بے
ولایت عترۃ طاہرۂ رسول صلعم اللہ تیرے اعمال خیر کچھ نفع نہ بخشین گے۔ ؎
بے مذہب درست نمازش درست نیست + زاہد اگر زچشمۂ کوثر وضو کند
مخالفان علیؑ را نماز نیست درست + اگرچہ سینۂ اشتر کنند پیشانی

## ابوالخطاب و فرقۂ ضالۂ خطابیہ

جس طرح بہت لوگون نے حضرات ائمۃ علیہم السلام کے بارے مین کمی و
کوتاہی کی۔ کہ جو مدارج و مراتب حق تعالے نے انہین کرامت کئے تھے اُنسے
انہین کمتر جانا۔ اور اسوجہ سے ضلالت و گمراہی مین پڑے۔ اسی طرح وہ اشخاص
بھی تباہ و برباد ہوئے۔ جنہون نے انکے حق مین غلو کیا۔ اور درجہ عبودیت
سے انکو گزار دیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے جوان دونو گروہون افراط و تفریط

کرنیوالون کی نسبت فرمایا پہلے گزرا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق حقیق بالاتباع طریق وسط و میانہ ہے۔ جو مختار فرقۂ ناجیہ امامیہ اثنا عشریہ کا ہے پس یہان معلوم کرنا چاہئے کہ حضرت صادق کی نسبت بھی یہ دو گروہ افراط و تفریط کرنیوالون کے پیدا ہوئے۔ تفریط و تقصیر کرنیوالون کا اوپر ذکر گزرا۔ اب افراط و غلو کرنیوالون کا بھی کچھ حال سنا چاہئے۔ یہ لوگ ابو الخطاب اور اسکے پیرو ہین۔ ابو الخطاب کا پورا نام شیخ کشی رہ نے محمد بن ابی زینب مقلاص بن ابی الخطاب لکھا ہے۔ اس حساب سے ابو الخطاب اسکے دادا کا نام ہوا لیکن وہ اسی نام سے کتابون مین مذکور ہے۔ اور اسکے اصحاب کو بھی اسی نسبت سے خطابیہ کہتے ہین۔ ابو الخطاب کی خرابی کا زمانہ حضرت صادق کے زمانۂ امامت کے وسط سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے وہ مستقیم العقیدہ تھا۔ اور حضرت کیطرف سے انکے شیعون کے مسائل لانے اور انکے جوابات لے جانے کی خدمت اسکے سپرد تھی۔ ظہور خیانت پر نہ تنہا اس خدمت سے معزول ہوا۔ ہمیشہ کو مطرود و مردود فرمایا گیا۔ حضرت موسے کاظم فرماتے ہین کہ اس کو ایمان مستعار دیا گیا تھا جو خدا نے اس سے چھین لیا۔ کسی نے حضرت سے عرض کی کہ وہ پہلے آپ کے پدر بزرگوار کے نزدیک ممدوح تھا۔ پھر مردود ہوا۔ فرمایا ہان جب تک درست رہا قابل مدح تھا جب فاسد ہو گیا رد کیا گیا۔ کیا وہ حضرت منسوب کر سکتے تھے۔ اور معزول کرنیکا اختیار آپ کو نہ تھا۔ خود حضرت صادق کے سامنے ان لوگون کا ذکر آیا۔ کہ ایسا اور

ایسا عقیدہ رکھتے ہین۔ فرمایا وہ بدتر ہین یہود و نصاریٰ اور کفار مشرکین سے
آیندہ اُن پر اور میرے اوپر کبھی ایک سقف سایہ افگن نہو گی۔ قسم خدا کی اگرچہ
کچھ کہ وہ میرے حق مین کہتے ہین۔ اُسپر خاموش رہون تو زمین مجھکو نگل جائے
مین صرف ایک بندہ خدا کا ہون۔ کسی نفع و ضرر پر بلا مشیت اِس قادر بیچون کے
قدرت نہین رکھتا۔ نیز۔ غالیون کا ذکر تھا۔ فرمایا ایک شخص اُن سے اِس قدر جھوٹ
بولتا ہے۔ کہ شیطان بھی کذب و دروغ مین اُس کا محتاج ہے۔ مین نے ہرچند اسکو
اس سے منع کیا۔ مگر وہ باز نہ آیا پر آیا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوالخطاب
اور اسکے اصحاب پر وہ حضرت بہت غضبناک تھے۔ ان لوگون نے مسائل شرعی
مین بھی دخل در معقولات دیا تھا۔ روزہ افطار کرنے اور مغرب کی نماز پڑھنے کا وقت
انکے نزدیک اسوقت ہوتا تھا جبکہ ستارے آسمان پر دکھائی دینے لگین اور شفق
غائب ہوجائے۔ حالانکہ حضرت صادق نے حکم شرعی انکو مکرر سمجھا دیا تھا۔ کہ
قرص آفتاب کی غیبوبت پر وقت داخل ہوجاتا ہے۔ حضرت موسے کاظم فرماتے
تھے۔ کہ ابوالخطاب نے اہل کوفہ کو گمراہ کیا۔ کہ نماز مغرب اسوقت پڑھو۔ جبکہ شفق
غائب ہوجائے۔ غرض حضرت اس پر لعنت کرتے اور فرماتے خدا لعنت کرے
بنان کو کہ میرے جد امجد حضرت زین العابدین پر جھوٹ باندھتا۔ اور تہمت لگاتا تھا
اور حق تعالیٰ لعنت کرے۔ مغیرہ بن سعید کو کہ میرے پدر بزرگوار محمد باقر پر جھوٹ
باندھتا اور تہمت لگاتا تھا۔ اور حق تعالیٰ لعنت کرے ابوالخطاب پر کہ میرے اوپر

جھوٹ باندھتا اور تہمت لگاتا ہے۔ اور حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ بنان نے
حضرت علیؑ ابن الحسینؑ پر افترا کیا۔ حق تعالیٰ نے حرارت آہن اسے پہونچائی مغیرہ
نے محمد باقرؑ پر تہمت لگائی اسکو بھی حرارت آہن پہونچی۔ ابو الخطاب نے حضرت
صادقؑ پر تہمت کی وہ اور اسکے اصحاب سب تہ تیغ ہوئے۔ محمد بن بشیر نے موسیٰ
کاظمؑ میرے پدر پر تہمت لگائی اُسے بھی حرارت آہن پہونچی۔ محمد بن فرات مجھ پر
جھوٹھ باندھتا اور تہمت لگاتا ہے۔ وہ بھی ضرور لوہے کی حرارت پاکر قتل ہوگا
ابو یحیی راوی روایت کہتا ہے۔ کہ محمد بن فرات مذکور کو ابراہیم بن شکلہ نے قتل کیا
تھا۔ نقل ہے۔ کہ جب ضلالت وگمراہی فرقۂ ضالّہ خطابیہ کی حد سے گزر گئی۔ کہ
وہ برملا محرّمات شرعی کو مباح بتلانے اور لوگون کو اپنی اباطیل کیطرف دعوت
کرنے لگے۔ تو حق تعالیٰ نے انکا استیصال یون کیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ عبّاسی
عامل منصور نے کچھ آدمی مسجد کوفہ مین جہانکہ یہ لوگ اظہار خشوع وخضوع کے
لئے جمع رہتے تھے بھیجے انہون نے سب کو تہ تیغ کیا۔ صرف ایک شخص لاشون
مین زخمی پڑا رہ گیا تھا۔ کہ علاج کرنے سے اچھا ہوگیا۔ کہتے ہین کہ بعد مین وہ تائب
بھی ہوگیا۔ الحاصل جب حضرت صادقؑ کو ان گمراہون کی قتل کی خبر پہونچی۔ تو سجدۂ
شکر مین جھک گئے۔ اور فرمایا کوئی شئے قتل سے زیادہ انکے لئے اصلح نہ تھے
کیونکہ وہ کبھی توبہ کرنیوالے نہ تھے۔

# کلام بلاغت نظام آنجناب در مواعظ و حکمت

معرفت حق سبحانہ تعالی

حق سبحانہ تعالے اور اسکی دین کی معرفت مین ارشاد ہے۔ وَجَدْتُ عِلْمَ النَّاسِ كُلَّهُمْ فِي اَرْبَعٍ۔ اَوَّلُهَا اَنْ تَعْرِفَ رَبَّكَ وَالثَّانِيْ اَنْ تَعْرِفَ مَا صَنَعَ بِكَ وَالثَّالِثُ اَنْ تَعْرِفَ مَا اَرَادَ مِنْكَ وَالرَّابِعُ اَنْ تَعْرِفَ مَا يُخْرِجُكَ عَنْ دِيْنِكَ یعنی تمام آدمیون کا دین میرے نزدیک چار چیزون مین منحصر ہے۔ اول یہ کہ اپنے پروردگار کو پہچانین۔ دوم اسکے احسانات کو جو اُن پر ہین معلوم کرین۔ سوم اس بات کو جانین کہ حق سبحانہ تعالے ان سے کیا چاہتا ہے۔ چوتھے دریافت کرین کہ کیا کیا چیزین اُن کو دین سے نکالتی ہین۔ واقعی ان اقسام چارگانہ مین تمام علوم دینیہ و معارف یقینیہ داخل ہین کس لئے کہ سب سے پہلے جو انسان پر لازم ہے معرفت حق سبحانہ تعالے ہے۔ اَوَّلُ الدِّيْنِ مَعْرِفَتُهُ جب جانا کہ اسکا کوئی پروردگار ہے۔ تو معلوم کرے کہ اس جل شانہ نے لباس ہستی اسے پہنایا۔ اور زیور عقل و علم سے آراستہ کیا۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ کام کرنے اور دیکھنے پہچاننے کو عطا کئے۔ پس اس وقت لامحالہ اسکے احسانات کا شکر واجب جانیگا جب ادائے شکر کا ارادہ کیا تو اسکو معلوم کرنا ہوگا۔ کہ کیا کیا چیزین ہین جن سے حق تعالے رضامند و خوشنود ہوتا ہے پس تمام واجبات و مستحبات شرعیہ کو تحقیق کریگا۔ علیٰ ہذا جاننا ہوگا۔ کہ کن کن امور سے وہ ناخوش اور غضبناک ہوتا ہے۔ پس جملہ حرام کامون کو کہ دینداری کے خلاف ہین معلوم کریگا۔ تاکہ ان سے پرہیز

کرے۔ اور بخلوص نیت شکر منعم اور اسکی بندگی بجالاوے۔ نیز وحدانیت خدا و نفی تشبیہ مین فرماتے ہین۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یشبہ شیئًا ولا یشبہہ شیٔ وکلما وقع فی الوہم فہو خلافہ یعنی حق تعالے کسی شے کے مشابہ نہین اور نہ کوئی شے اس ذات بے مثل وہمتا کے مثل و مانند ہے۔ جو کچھ کہ آدمی خیال کرتا ہے وہ اسکے خلاف ہے۔ جیساکہ شاعر کہتا ہے۔ ؎ آنکہ پیش تو بیش ازان رہ نیست + غایت فہم تست اللہ نیست +

وحدانیت و نفی تشبیہ

جزاء و سزاء اعمال کے بارہ مین ارشاد فرمایا۔ یا زرارہ اذا کان یوم القیامۃ وجمع اللہ الخلائق سئلھم عما عھد الیھم ولم یسئلھم عما قضی علیھم اے زرارہ حق تعالے جبکہ بروز قیامت خلقت کو جمع کریگا۔ تو اُن سے اس عہد کی بابت سوال کریگا۔ جو انہون نے بروز الست اس سبحانہ سے کیا جبکہ بلفظ اَلَستُ بِرَبِّکُم اُنسے سوال کیا۔ کہ آیا مین تمہارا رب نہین ہون اور انہون نے بلے کہا۔ یعنی اقرار اسکی ربوبیت کا کیا تو میری امر و نہی پر کاربند ہوئے۔ اور میرے بھیجے ہوئے نبیون اور میری نازل ہوئی کتابون پر ایمان لائے یا نہ اور اُنسے ان امور کی بابت سوال نکریگا۔ جو اپنے حکم و اختیار سے انکے اوپر جاری کئے ہین مراد یہ کہ جزا و سزا اعمال اختیاریہ پر ہوگا۔ نہ اضطراریہ پر۔ اور بندہ مجبور نہین +

جزا و سزا اعمال

نیز فرمایا کفارۃ عمل السلطان الاحسان الی الاخوان کہ بادشاہی عہدون پر کام کرنیکا کفارہ یہ ہے کہ آدمی اپنے برادران مومن کے ساتھ نیکی و احسان

کرے۔ یعنی خدمت کرنا سلاطین جور کا اور اُنکی طرف سے قبول عمل و نوکری
کرنا ایک معصیت ہے کہ اسکا کفارہ یہی ہے۔ کہ اپنے مومن بھائیون کے کام
آئے اور انہین نفع پہونچائے۔ بلکہ اخبار و احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض
راویان اخبار و آثار و دوستان ائمۂ اطہار خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے یہان اسی
غرض سے انکی معتزب بنے رہتے تھے۔ کہ مومنین کی کاربراری مین ساعی
ہون۔ بلکہ بعض جو کبھی انکی صحبت سے اکتا کر اظہار بیدلی و کراہت کرتے۔ تو
حضرات اُنکو مانع آتے اور تاکید وہان رہنے کی فرماتے۔ چنانچہ علی ابن یقطین
اسدی کے حال مین لکھا ہے کہ انہون نے حضرت موسےٰ کاظمؑ کی خدمت مین
ہارون رشید کے پاس اپنے گرفتار ہونے پر اظہار ملال کیا تو آپنے فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰہِ
اَوْلِیَاءُ مَعَ اَوْلِیَاءِ الظَّلَمَۃِ لِیَدْفَعَ بِھِمْ عَنْ اَوْلِیَائِہٖ وَاَنْتَ مِنْھُمْ یَا عَلِیُّ یعنی حق تعالیٰ
کے کچھ دوست ہین۔ کہ اولیاء ظلمہ مین ملے جلے رہتے ہین۔ تاکہ حق سبحانہ اُن کے
ذریعہ سے اپنے دوستون کی ضرر اور تکالیف کو دفع کرے۔ اور اے علی بن یقطین
تو انہین دوستان خدا مین سے ایک ہے۔ اس حدیث کو ہمارے برادران مومن
غور سے پڑھین کہ اس مین صاف اجازت بلکہ حث و ترغیب ہے اوپر ملازمت
خلاف شرع سلطنتون کے جبکہ غرض صحیح اس سے قومی ہمدردی ہو پس اگر
بموجب اسکے سرکار انگریزی ہین جس کا دروازہ ہر قوم و مذہب کے لیے یکسان
کھلا ہوا ہے۔ سعی کرکے عہدہائے جلیل حاصل کریں اور اپنی قوم کو ذلت و نکبت

سے بچاتے ہین - اور شدت و مصیبت مین اُن کے کام آئین تو یہ نوکری ان کی بجائے اسکے کہ ممنوع و محظور ہو بحسب شرع شریف راجح و مطلوب ہوگی - اور وہ انشاء اللہ تعالے وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ الخ کی زد مین نہین آنے پائینگے +

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا - اِذَا اَقْبَلَتِ الدُّنْيَا امْرَءً اَعْطَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهٖ وَاِذَا اَعْرَضَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهٖ کہ جب دنیا آدمی کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اورون کی خوبیان اسکو دیدیتی ہے - اور جسوقت اسکی طرف سے روگردان ہوتی ہے - تو اسکے اپنے اوصاف بھی اُس سے چھین لیتی ہے +

نیز فرمایا مَنْ لَمْ يَسْتَحْيِ عِنْدَ الْعَيْبِ وَلَمْ يَرْعَوِ عِنْدَ الشَّيْبِ وَلَمْ يَخْشَ اللهَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ جو شخص کہ عیب کے کام سے شرم نکرے اور بڑھاپے مین بھی بدی سے باز نہ آوے اور تنہائی اور خلوت مین بھی خدا سے نہ ڈرے اس مین کوئی خیر و خوبی نہین +

نیز بیشتر فرماتے تھے - اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ بِمَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ مِنَ الْعَفْوِ اَوْلٰى مِمَّا اَنَا اَهْلٌ مِنَ الْعُقُوْبَةِ پروردگارا تو عفو و بخشش کے لیئے اس سے زیادہ سزاوار ہے - جتنا کہ مین عقوبت و عذاب کا مستحق ہون +

نیز فرمایا مَنْعُ الْجُوْدِ سُوْءُ الظَّنِّ بِالْمَعْبُوْدِ کہ جود و سخا سے باز رہنا حق تعالیٰ کی نسبت بدگمان ہونا ہے - یعنی جو کوئی خیرات کرنے مین بخل کرتا ہے - اسکو یہ خیال ہوتا ہے - کہ یہ مال مجھ کو پھر ہاتھ نہ آئیگا - یہی بدگمانی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے - کسی نے پوچھا

زاہد کون ہے۔ فرمایا مَنْ یَترکُ حلالَ الدُّنیا مخافۃَ حِسابِہ وَیَترکُ
حرامَہا مخافۃَ عذابِہ جو دنیا کی حلال چیزون کو حساب آخرت کے خوف سے ترک
کرے اور اسکی حرام چیزون کو عذاب کے خوف سے ترک کرے +

نیز فرمایا لا یجوز الصلوٰۃ لحاقنٍ وَلا لحاقبٍ وَلا لحازقٍ فالحاقن الذی
بہ البول والحاقب الذی بہ الغائط والحازق الذی قد ضغطہ الخف تین شخصون
کی نماز (کامل) نہین ہوتی۔ ایک وہ جس کو پیشاب زور کیے اور وہ اسی حالت
مین نماز پڑھے۔ دوسرا جس پر پاخانے کا دباؤ ہو۔ تیسرا جس پر موزون نے تنگی ہو
نیز فرمایا روٹی کی تعظیم کرو۔ بتحقیق کہ حق تعالیٰ نے اسکا اکرام کیا ہے۔ عرض کی
حق تعالیٰ نے اسکا کیا اکرام کیا ہے۔ فرمایا منع کیا ہے کہ اسکو چاقو وغیرہ سے کاٹین
یا پاؤن مین کچلین۔ اور حکم ہے کہ دسترخوان پر روٹی حاضر ہو جائے۔ تو اور چیز کا
انتظار نہ کیا جائے +

صدقہ وخیرات پر بہت حث وترغیب فرماتے۔ آپ کا قول تھا کہ ہر چیز کا ایک خازن
مقرر ہے۔ الّا صدقہ کا خزانہ دار خود پروردگار عالم ہے۔ میرے پدر بزرگوار جب
کوئی شے تصدق کرتے تھے۔ تو اسکو سائل کے ہاتھ مین دیکر پھر لیتے اور بوسہ
دیتے اور سونگھتے ایسکے تئین بعد ازان سائل کو واپس فرماتے بتحقیق کہ رات
کی خیرات آتش غضب جناب باری کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ اور گناہان کبیرہ کو محو کرتی
اور باعث آسانی حساب ہے۔ اور دن کا صدقہ مال کو بڑھاتا اور عمر کو زیادہ کرتا ہے

نیز فرمایا جو بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ احسان کے بعد احسان کا سلسلہ جاری رہے۔ قطع نہونے پائے۔ کیونکہ پچھلی بندش پہلی نیکیوں کو بھلا دیتی ہے۔ اور زبان مدح کو گویا نہیں رہنے دیتی +

نیز فرمایا اذا املقت احیانا اتاجر باللہ بالصدقۃ ہرگاہ بعض اوقات میں تنگدست ہوتا ہون تو صدقہ کے ساتھ خدا سے تجارت کرتا ہون یعنی مین صدقہ دیتا ہون اور حق تعالی اسکی عوض مین بہت زیادہ مال مجھے عطا کرتا ہے +

نیز فرمایا یتم المعروف الا بثلثۃ بتعجیلہ وتصغیرہ وسترہ نیکی واحسان بے تین امرون کے کامل نہین ہوتی۔ ایک جلد دینا دوسرے دئے ہوئے کو اندک و حقیر جاننا تیسرے اخفا کرنا +

نیز فرمایا جو اپنی وجہ معاش کو اندازہ سے صرف کرتا ہے حق تعالی اسکی روزی زیادہ کرتا ہے۔ اور جو اسکا فضول اڑاتا ہے۔ محروم رہتا ہے +

نیز فرمایا اوحی اللہ الی الدنیا ان اخدمی من خدمنی واستخدمی من خدمک حق تعالی نے دنیا کو وحی کی کہ خدمت و اطاعت کر انکی جو میری اطاعت کرین اور خدمت لے ان سے جو کہ تیری خدمت کرین +

نیز فرمایا کہ جو ہماری محبت کی ٹھنڈک اپنے دل پر پائے اُسے چاہیئے کہ اپنی مان کے لیئے دعائے خیر بہت کرے کہ اُسنے اُسکے باپ کے ساتھ خیانت نہین کی یعنی اہل بیت کا دوستدار حلال زادہ ہوتا ہے حرام سے پیدا ہوا انکو

دوست نہین رکھتا +

نیز فرمایا کہ حق تعالے نے حمقا کو رزق دیا تاکہ عقلا اُس سے عبرت پکڑین۔ اور جانین کہ توسیع رزق سعی و تدبیر سے نہین +

نیز فرمایا مین دشمن کی حاجت برلانے مین سعی و تعجیل کرتا ہون کہ مبادا سستی کرنے مین وہ مجھسے بے نیاز ہوجاے +

نیز فرمایا جو کوئی برادر مومن کے ساتھ ایسا نہو جیسا کہ اپنے نفس کے ساتھ اُسنے حق اخوت ادا نہین کیا +

نیز فرمایا لا تاکلوا من ید جاعت ثم شبعت ایسے شخص کے پاس سے نہ کھاؤ۔ جو پہلے مفلس تھا پھر مالدار ہوگیا +

نیز فرمایا لڑکیان حسنات ہین۔ اور لڑکے نعمات۔ حسنات پر ثواب ملتا ہے۔ اور نعمات پر حساب ہوتا ہے +

فضیلت دختران

نیز فرمایا دختر مثل ایک پھول کی ہے۔ کہ تو سونگھے اور اسکی روزی خدا پر ہے۔ تحقیق کہ رسول خدا باپ تھے دختر کے۔ پسر اُنکے نہین رہا +

نیز فرمایا من عال ابنتین او اختین او عمتین او خالتین حجبتا من النار جو دو لڑکیون یا دو بہنون یا دو پھوپھیون یا دو خالاؤن کی خورد و نوش کا کفیل ہو۔ وہ دونو آتش جہنم سے اُسے محفوظ رکھینگی +

نیز فرمایا مومن غضبناک ہوتا ہے۔ تو حق سے نہین گزرتا۔ رضامند ہوتا ہے تو باطل

مین نہین پڑتا +

نیز فرمایا بیس روز کی مصاحبت قرابت ہے۔ الحق درست وراست فرمایا مقتضائے مروت یہی ہے۔ کہ تھوڑی دیر کی صحبت کا بھی لحاظ رکھے +

نیز فرمایا چار چیزین ہین کہ اُنسے تھوڑا بھی بہت ہے۔ آگ۔ دشمنی۔ قرض۔ فقیری +

نیز فرمایا مرد کے عیال اسکے اسیر ہین۔ جسکو حق تعالی کوئی نعمت عطا کرے چاہیے کہ اپنی اسیرون کو بھی اس مین شامل کرے۔ ایسا نہین کریگا۔ تو دور نہین کہ وہ نعمت اُس سے چھین جائے +

نیز فرمایا کہ شاعرون سے زیادہ ملاپ نہ رکھو۔ کیونکہ وہ مدح مین بخیل ہوتے ہین اور مذمت کے سخی۔ یعنی مدح تو کبھی کسی بھاری نفع پر شاذ و نادر ہی کرتے ہین مذمت کی ذراسی ناخوشی پر طومار باندھ دیتے ہین +

نیز فرمایا تین شے باعث فضیلت ہین دنیا و عقبیٰ مین نیکی کرنا اسکے ساتھ جسنے بدی کی ہو۔ عطا کرنا اُسے جسنے محروم کیا ہو۔ صلہ رحم کرنا اسکے ساتھ جس نے قطع رحم کیا ہو +

نیز فرمایا اچھے آدمی مین پانچ خصلتین ہوتی ہین۔ ۱ نیکی کرے تو خوشحال ہو۔ بدی ۲ پر پشیمان ہوکر توبہ کرے۔ ۳ اسکو کچھ دین تو شکر گزار ہو۔ ۴ مصیبت مین مبتلا ہو تو صبر فرمائے۔ ۵ کوئی بدی اسکے ساتھ کرے تو بخشدے +

نیز فرمایا چھ گروہ چھ خصلت سے ہلاک ہوئے۔ ۱ امیر و حاکم ظلم و شدت سے۔

غربا[۲] مفلس عیب جوئی و غیبت سے۔ اغنیا[۳] کبر و نخوت سے۔ تجار[۴] فریب و خیانت سے۔ دہقان[۵] جہل و حماقت سے۔ علما[۶] حسد و عداوت سے بروایتے عرب عصبیت سے +

نیز فرمایا مومن کی آٹھ علامتین ہین۔ کرب و اضطراب مین دامن تحمل و وقار ہاتھ سے نہ دے۔ بلا و مصیبت کے وقت صبر و سکون اختیار کرے توانگری پائے تو شکر خدا بجالائے۔ رزق خدا پر قانع ہو۔ دشمنون پر ظلم و جفا روا نرکھے دوستون کو نفع پہونچانے مین ساعی ہو۔ اسکا جسم اس سے تکلیف مین ہو اور لوگ آرام مین ہون۔ بتحقیق کہ علم مومن کا دوست اور حلم اسکا وزیر اور صبر سپہ سالار اور رفق و مدارا اسکا بھائی۔ اور لین نرمی اسکا باپ ہے +

نیز فرمایا توبہ کرنے مین تاخیر کرنا اور امروز فردا مین ٹالنا نادانی ہے۔ اور اس مین حیلے حوالے کرنا باعث حیرت و سرگردانی۔ اور مغفرت خدا پر بھروسہ کرکے گناہ کیئے جانا اپنی تئین ہلاک کرنا اور گناہون پر اصرار کرنا مکر خدا سے ایمن ہونا ہے کلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون کہ مکر خدا سے بیخوف نہین ہوتے مگر زیانکار لوگ +

نیز فرمایا جو شخص اپنی تئین رغبت دہشت اشتہا غضب و رضا مین قبضہ و قابو مین رکھے حق تعالیٰ آتش جہنم کو اس پر حرام فرماتا ہے +

سوال کیا گیا کہ آدمی کے لیئے سب سے اچھی خصلت کونسی ہے۔ فرمایا وقار بلا

بلاہیبت و بخشش بے توقع عوض اور شغل سوائے امور دنیا کے ؛

نیز فرمایا کہ ایسا نہین کہ کوئی کار خیر کی نیت کرے تو اُس پر قدرت بھی پائے قدرت پائی تو ہوسکتا ہے کہ توفیق اسکے کرنیکی نہ ملی۔ توفیق بھی ملی۔ تو ایسا اوقات موقعہ و محل اس نیکی کا یعنی مستحق اسکا نہین پاتا۔ پس اگر ارادہ ہوا اور قدرت پائی۔ توفیق آلہی بھی شامل حال ہوئی اور محل و مقام بھی مل گیا۔ تو اسوقت جانو کہ سعادت کامل ہوئی۔ کسی نے عرض کی مجھے نصیحت فرمایئے ارشاد کیا سامان سفر درست کر اور بقدر درازی راہ توشہ اٹھا اور اپنا وصی آپ ہو۔ اور ون پر بھروسہ نکر کہ وہ تیری ضروریات تیرے پاس نہ بھیجینگے ؎ برگ عیشی بگور خویش فرست ؛ کس نیارد پس تو پیش فرست ؛

نیز فرمایا۔ حق تعالیٰ اپنی بندون پر مہربان ہوتا ہے۔ تو پادشاہ کرم گستر و زیر عدل پرور اُن پر مقرر کرتا ہے۔ شوم و نحوست کا ذکر آیا تو فرمایا نحوست تین شے مین ہے۔ عورت۔ چوپایہ۔ مکان۔ عورت کی نحوست یہ کہ اسکا مہر گران ہو اور شوہر کی نافرمان۔ چارپایہ جو مونہہ زور ہو۔ اور مالک کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور مکان منحوس جو کشادہ نہو۔ اور ہمسائے اسکے بُرے و دیگر عیوب رکھتا ہو ؛

نیز فرمایا موسم سرما بہار ہے مومن کی اسکی درازراتون مین وہ عبادت خدا کرتا ہے اور کوتاہ دنون مین روزہ آسانی سے رکھ سکتا ہے ؛

نیز فرمایا باقیات الصالحات جنسے انسان پس از مرگ منتفع ہو۔ چھ چیزین ہین اولادِ صالح کہ اسکے لئے طلب مغفرت کرے خدا سے قرآن شریف کہ اسکے بعد تلاوت کرین۔ کنوان جس سے انسان وحیوان سیراب ہون۔ شجر میوہ دار وچشمہ جاری۔ وسنتِ حسنہ جس پر عمل کیا جائے +

نیز فرمایا رحمت خدا سے امیدوار ہو نہ اسقدر کہ گناہون پر دلیر ہو جائے۔ اور اسکے قہر سے ڈرو نہ اتنا کہ اسکی رحمت سے مایوس ہو +

نیز فرمایا۔ برادران مومن سے جو شخص تین مرتبہ تجپر غضبناک ہو اور کوئی کلمہ بیجا مونھہ سے نہ کہے تو اُسے اپنا دوست بنا کہ وہ اسکے شایان ہے +

ادائے امانت مین تاکید فرماتے اور کہتے تھے۔ کہ اگر قاتل حسین بھی تمہارے پاس کوئی شے امانت رکھے تو بجنسہٖ اسکو واپس کردو +

نیز فرمایا چار چیزین دُنیا مین طلب نکرو کہ اُنکو نہ پاؤ گے۔ حالانکہ اُنکے بغیر چارہ نہین۔ ایسا عالم مت طلب کرو۔ جو اپنے علم پر پورا پورا عمل کرے۔ کہ نہ ملیگا اور تم بے عالم رہ جاؤ گے۔ اور ایسے عمل خیر کے درپے نہو کہ شائبہ ریا سے خالی ہو۔ کہ نہ ہو سکیگا۔ اور بے عمل رہ جاؤ گے اور ایسا طعام نہ تلاش کرو کہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک وصاف ہو۔ کہ نہایت مشکل ہے بغیر طعام رہ جاؤ گے۔ اور ایسا دوست مت ڈھونڈو کہ تمام عیوب سے مبرا ہو کہ ناممکن ہے۔ پس بے دوست رہ جاؤ گے۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ یہ کلمات عالیہ مضمون آنکہ بکمال ضعف بشری

علائے مراتب بلاغت پر واقع ہوئے ہین۔ واقعی شے کی صفات کی تکمیل مین استقدر منہمک ہونا کہ اصل شے سے ہاتھ دھونا پڑے باعث حرمان کُلّی و مصداق طلب الکل فوت الکُل کا ہے۔ اور ایک نوع کی تکلیف مالا یطاق ہے۔ پس اخلاص عمل خیر مین حتے المقدور سعی و کوشش ملحوظ رہنا فرض ہے۔ مگر نہ یہ کہ شائبہ ریا کے خوف سے اس عمل ہی کو چھوڑ بیٹھے علیٰ ہذا طعام حلال ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک کی تحصیل لازم مگر وہین تک جہان تک کہ قوت بشری اسکی متحمل ہوسکے۔ ورنہ عسر و حرج لازم آئیگا۔ اور دوسرون کے خواہ عالم ہون خواہ دوست ہون عیوب سے چشم پوشی کرنا اور انکی خوبیون کو مدنظر رکھنا بہر حال ممدوح و محمود ہے۔ اور ہر طرح سے موجب سہولت و اجرای کاروبار +

نیز فرمایا کہ پانچ چیزین ہین جس نے نہ پائین متمتع نہوا۔ دین۔ عقل۔ حیا۔ حُسن خلق حُسن ادب نیز اور پانچ چیزین ہین جس کو حاصل نہوین لطف زندگانی نہ اٹھایا صحت۔ امن۔ توانگری۔ قناعت۔ یار موافق۔ نیز فرمایا دوست کے لئے کچھ شروط و حدود ہین۔ جس مین تمام مفقود ہون وہ بالکل دوست کا مصداق نہین ورنہ جس مین جتنی ان شرطون سے کمی ہے۔ اتنا ہی اسکی دوستی مین نقصان ہو (۱) ظاہر و باطن یکسان ہو۔ (۲) تیرے وصف کو اپنا وصف جانے۔ اور تیرے عیب کو اپنا عیب گنے۔ (۳) مال یا ولایت تجھسے تغیر نکرے۔ (۴) ہر قسم کی فائدہ رسانی مین جو اسکی قبضہ قدرت مین ہو دریغ نکرے۔ (۵) مصائب مین

تیرا ساتھ نہ چھوڑے۔ ؎ دوست مشمار آنکہ در راحت زند + لاف یاری و برادر خواندگی + دوست آن باشد کہ گیرد دست + در پریشان حالی و درماندگی +

ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھ کو کوئی نصیحت فرمایئے اسکے جواب مین یہ دُرر غرر پند و نصائح کے رشتہ بیان مین پروئے۔ حق تعالیٰ کفیل رزق ہے۔ تو اسکی طلب مین اتنا اہتمام کسلیئے ہے۔ روزی مقسوم و مقدر ہے تو اس پر حرص کیون ہے۔ حساب آخرت برحق ہے۔ تو مال جمع کرنیکی کیا وجہ ہے ثواب اعمال خدائے تعالیٰ کی طرف سے مُعین ہے۔ تو کام مین سُستی کیون کی جاتی ہے۔ حق تعالےٰ خیرات کا بدلہ دینے والا ہے۔ تو بذل مال مین خِسّت کی کیا وجہ ہے عقوبت خدا آتش جہنم سے ہے تو پھر گناہ کا کیا باعث ہے۔ موت آنیوالی ہے۔ تو خوشی کس بات کی ہے۔ جملہ اعمال خدا کے سامنے پیش ہونگے تو فکر کاہیکا ہے شیطان عدوّ مُبین آدمیون کا ہے۔ تو غفلت کس لِئے ہے پُل صراط سے گزرنا ضرور ہے تو خود لپسندی کیسی ہے۔ جملہ کاروبار قضا و قدر سے ہین۔ تو غمگینی کی کیا وجہ ہے۔ دنیا فانی ہے تو اس پر اطمینان کس لِئے ہے +

نور الابصار شبلنجی مصری مین ہے۔ کہ آپنے اپنے فرزند ارجمند موسےٰ کاظمؑ سے فرمایا اے فرزند جو قسمت خدا پر قناعت کرے غنی ہے۔ جو غیرون کے مال پر نظر رکھے فقیر و محتاج۔ جو تقسیم خدا پر راضی نہو۔ حق تعالےٰ کے تئین تہمت لگاتا ہے جو اپنے گناہون کو حقیر و صغیر جانے اسکو چاہیئے۔ کہ اورون کے گناہون کو بھی

خفیف و حقیر جانے اے فرزند جو دوسرون کی پردہ داری کریگا۔ اسکے اپنے ستر کھل جائینگے۔ جو بغاوت کی تلوار کھینچیگا۔ آپ اس سے مقتول ہوگا۔ جو بھائی کے لئے کنوان کھودیگا۔ خود اس مین گریگا۔ جو احمقون کے پاس بیٹھیگا ذلیل ہوگا۔ جو علماء سے ملیگا۔ عزت پائیگا۔ بُری جگہ جائیگا متہم ہوگا۔ اے فرزند حق کہ فائدہ مند ہو یا ضرر رسان اور سخن چینی سے پرہیز کر کہ تخم عداوت دلون مین بوتی ہے۔ اے فرزند طلب بدل واحسان کرے تو کانہائے جودواحسان سے کر اور ملنا چاہے تو اخیار سے ملاقات کر نہ اشرار سے کیونکہ اشرار بمنزلہ سنگ سخت کے ہین جس سے چشمے جاری نہین ہوتے۔ اور درخت ہین جنھین برگ و بار نہین آتے۔ زمین ہین جہان روئیدگی نہین اُگتی +

سماحت الطلب رزق

نیز فرمایا ایمان بخدا یہ ہے۔ کہ مخلوق کی خوشی کے لئے تو اسکو ناراض نکرے۔ اور رزق و حرمان کو اس جل شانہ کی طرف سے جانے۔ آدمیون کو اس مین دخل ندے تحقیق کہ کسی حریص کی حرص رزق کو نہین بڑھا سکتی نہ کسی کارہ کی کراہت اُسے کم کرسکتی ہے۔ اگر بالفرض کوئی رزق سے اسطرح بھاگے جیسا کہ موت سے بھاگتا ہے تو رزق اسکے پاس اسطرح پہونچ جائیگا جیسی کہ موت ع رزق را روزی رسان پر می دہد +

ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ مین روایت کی کہ ابو حنیفہ نے حضرتؑ سے کہا یا ابا عبد اللہ آپ نماز مین سخت زحمت اٹھاتے ہین۔ فرمایا اے نعمان تم کو معلوم نہین کہ نماز پرہیز گار

کی باعث قرب پروردگار ہے۔ اور حج بمنزلہ جہاد ہے ہر ضعیف کے لئے اور ہر چیز
کی ایک زکوۃ ہے زکوۃ بدن روزہ ہے۔ افضل اعمال انتظار ہے۔ فرج وکشائش
خدا کا۔ دعا کنندہ بلا عمل خیر کے مثل اسکے ہے۔ کہ بے زہ کمان سے تیر پھینکے
اے نعمان ان کلمات کو یاد رکھو خیرات سے روزی زیادہ ہوتی ہے۔ اور زکوۃ
دینے سے مال محفوظ رہتا ہے۔ خرچ مین میانہ روی کرنیوالا کبھی زیر بار نہین ہوتا
اور صرف مین اندازہ نگاہ رکھنا نصف معاش ہے ہر ایک کے ساتھ محبت کرنا
نصف عقل ہے۔ اور غم وحزن نصف پیری۔ اور کمی عیال نصف توانگری۔ جو
والدین کو تکلیف دے عاق ہے۔ اور جو مصیبت مین زانو پر ہاتھ مارے اپنا
ثواب ضائع کرتا ہے۔ نیکی واحسان شریف ودیندار کے ساتھ کرنا چاہیے خرچ
کی موافق روزی اترتی ہے۔ اور بقدر مصیبت صبر عطا ہوتا ہے۔ عطاء خدا پر
بھروسہ کرنیوالا بخشش مین دلیر ہوتا ہے۔ جو مال کو بیہودہ اوڑاتا ہے۔ خدا اُسے
محروم رکھتا ہے۔ بتحقیق کہ اگر وہ سبحانہ چیونٹی سے بھلائی چاہتا تو اسکو پر دیتا
بِرِّ والدین کی تاکید فرماتے۔ ایک نصرانی کو کہ تازہ مسلمان ہوا تھا۔ تقید کی
کہ ماں کی خبرگیری مین بڑا اہتمام رکھے۔ نصرانی نے گھر پہونچکر اس ارشاد کی تعمیل
شروع کی پیر زن نصرانیہ نے جب دیکھا کہ یہ خدمت میری دین حنیف یعنی اسلام
کا اثر ہے آگے اسکی یہ کیفیت نہ تھی تو کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہوگئے
چنانچہ اس کا قصہ پیشتر گذرا +

## علم و علماء

آپ کے سامنے پیغمبر خداؐ کی اس حدیث کا ذکر آیا کہ النَّظرُ الی وجہِ العالِمِ عبادۃٌ
کہ نظر کرنا طرف روئے عالم کے عبادت ہے۔ فرمایا یہ وہ عالم ہے جسکی صورت
کو دیکھنا آخرت کو یاد دلائے۔ جو ایسا نہین اسکو دیکھنا فتنہ ہے ؛

نیز فرمایا کہ بعض عالم ہین کہ چاہتے ہین کہ اُن کا علم اُنکے پاس رہے کوئی دوسرا اس
سے مستفید نہو یہ عالم جہنم کے پہلے درجے مین ہے بعض ہین کہ اُن کو نصیحت کرتے
ہین۔ تو بباعث تکبّر اسکو قبول نہین کرتے اور خود نصیحت کرتے ہین۔ تو شدّت
و درشتی کام مین لاتے ہین یہ دوسرے طبقہ جہنم مین ہین اور بعض ہین کہ اپنا علم
توانگرون اور مالدارون کے سامنے ظاہر کرتے ہین۔ فقرا اور درویشون کے
آگے نہین کرتے۔ یہ تیسرے طبقہ مین ہین۔ اور بعض ایسے ہین۔ کہ بادشاہون
اور جبّارون کی مرضی کی موافق سلوک کرتے ہین اگر اُن پر ردّ کرتے ہین یا کسی امر
مین اُن کے امور سے کمی کرتے ہین۔ تو خفا ہو جاتے ہین یہ چوتھے درجے مین ہین
اور بعض ہین کہ اخبار و احادیث یہود و نصارے سے اخذ کرتے ہین اور اُن سے
اپنی علم کو زینت دیتے اور زیادہ کرتے ہین۔ وہ پانچوین درجے مین ہین جہنم کے
کچھ ایسے ہین کہ اپنے تئین دقیق باتون کے واسطے خاص کر رکھا ہے۔ اور شائد
کدوی بے مغز کیطرح خالی محض ہین۔ اور ایک حرف بھی نہین جانتے۔ بتحقیق کہ
حق تعالٰی پسند نہین کرتا کہ آدمی جتنا ہو اس سے زیادہ اپنے تئین ظاہر کرے

پس ایسے عالم طبقہ ششیں جہنم مین ہین۔ بعض ایسے ہین کہ مروت و عقل ہی کو علم جانتے ہین وہ ساتوین طبقے مین ہونگے۔

نیز فرمایا طلب کرو علم کو اور زینت پکڑو اسکے ساتھ حلم و وقار سے اور تواضع کرو اسکے آگے جس سے کہ علم حاصل کرتے ہو۔ اور نیز اسکی بہی جسکو تعلیم کرتے ہو اور علماء جبارین نہ ہو کہ تمہارا باطل تمہارے حق پر غالب آجاے۔

مومن کے خوش کرنے اور اسکے دل مین مسرت و خوشحالی داخل کرنیکی ترغیب فرماتے تھے اور اس مین ایک حدیث اپنے جدا مجد رسول خدا سے نقل فرماتے۔ کہ جو مومن اپنے برادر مومن کو مسرور کرتا ہے۔ تو حق تعالے اس سرور سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ کہ اس سبحانہ کی عبادت اور توحید و تمجید کرے۔ جب اس مومن کو قبر مین داخل کرین تو وہ فرشتہ بھی اسکے ساتھ داخل قبر ہو۔ مومن پوچھے کہ تو کون ہے۔ تو کہے کہ مین وہ سرور و خوشحالی ہون۔ کہ تو نے فلان مومن پر فلان وقت داخل کیا تھا۔ اب مین تیری ساتھ ہون کہ وحشت تنہائی مین تیرا رفیق ہون۔ اور تیری حجت تجھے تلقین کرون۔ اور تیرے قول پر تجھ کو ثابت رکھون۔ اور مشاہد روز قیامت مین تیرا ساتھ دون۔ اور حق تعالی سے تیری شفاعت کرون۔ اور جنت کیطرف تجھ کو راستہ دکھاؤن۔

نیز فرمایا کہ تقیہ سپر ایمان ہے۔ ایمان نہین رکھتا جو تقیہ نہین کرتا۔ اور فرمایا نو عشر دین کا تقیہ ہے۔ اور ارشاد کیا حفاظت کرو اپنے دین کی مخالفون سے ساتھ تقیہ

کے. تحقیق کہ تم اُنکے درمیان ایسے ہو جیسے کہ شہد کی مکھی طیور کے درمیان اگر
انکو معلوم ہو کہ اُسکے پیٹ مین شہد ہے. تو تمام کو مار ڈالین. ایسا ہی اگر یہ لوگ جانین
کہ تمھارے شکم مین ہم اہل بیت کی محبت ہے. تو ایک کو زندہ نچھوڑین. فائدہ تقیہ
ہے کہ آدمی مخالفون سے اپنی حفاظت کرے یعنی کوئی کلمہ نہ کہے اور کوئی حرکت ایسی
نکرے جس سے وہ برسر پرخاش ہوکر اسکو ستاوین بلکہ اگر ضرورت اپنے خلاف مذہب
امور کے اظہار کی ہو تو انکو عمل مین لاوے. یہ امر جیسا کہ بحسب شرع شریف جائز ہے
کہ آیات قرآنی و احادیث نبوی اس پر دال ہین ویسا ہی عقلاً بھی راجح ہے. قدیم
سے حکماء و عقلا اس پر متفق رہے ہین. کہ دفع الوقتی کرنی اور دشمنون سے اپنے
تئین بچانا چاہیے. دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز. اور مذہب شیعہ کے لیئے
تو چونکہ مخالفون کا ابتدا سے تسلط رہا ہے. تقیہ ایک نہایت ضروری اصول ہو گیا
بنی اُمیہ و بنی عباس کے زمانون ہین اگر سپر تقیہ نہ ہوتی تو اس فرقہ کا وجود دنیا مین
رہنا مشکل تھا. اسلیئے جناب صادقؑ نے کہ مروج مذہب حقہ ہین اسکے استعمال
پر اتنا زور دیا کہ اسکو تسعۂ عشر دین فرمایا. ہان اہلسنت کو بوجہ اپنے تسلط و تغلب کے
کمتر اسکی ضرورت پڑی ہے. تاہم وہ بالمرہ اسکے استعمال سے خالی نہین رہے ہین. شاہ
عبدالعزیز صاحب کو دیکھو کہ تحفہ مین کیا کچھ اسکی تردید مین نہین فرمایا کہ اسکو نفاق اور کیا اور کیا
کہا. مگر قدرت خدا دیکھئے کہ خود بسم اللہ تحفہ کی تقیہ سے کی. کہ اپنا نام غلام حلیم اور
باپ کا نام قطب الدین احمد فرمایا. اور ایک مقام پر باپ کے حق مین ارشاد فرماتے ہین

کہ در شہر دھلی کہنہ سکونت داشت و راقم این رسالہ نیز بارہا بزیارت او مشرف شدہ واز گلہای تقریرات رنگینش کنار و دامن پر کردہ جزاہ اللہ خیرا وانا اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس بزرگ پر کون سی ایسی مصیبت پڑی تھی جس سے آپ آپ نہ رہے اور باپ کو باپ نہ رہنے دیا۔ انکو ایک غیر شخص اپنا ملنے والا فرمایا۔ بالجملہ بڑی شرط تقیہ کی یہ ہے کہ خوف جان یا مال عظیم یا عزت و آبرو کے جانے رہنے کا ہو۔ وہان اسکو عمل مین لاوے۔ نہ یہ کہ ہر جگہ بہ تر شیطے۔ مثلاً ایک اسی زمانے مین ہمارے ان ملکون مین کہ گورنمنٹ انگریزی کو سایہ عاطفت مین ہر شخص اپنی مذہب کی موافق آزادی سے نماز روزہ کر سکتا ہے۔ کسی کو بہت کم ضرورت تقیہ کی واقعہ ہوتی ہے۔ اور یاد رہے کہ خونریزی مین تقیہ کسی صورت جائز نہین مثل اسکے کہ کوئی کہے کہ فلان کو قتل کرو ورنہ تجھ کو مارتا ہون تو خود قتل ہو جائے دوسرے کو نہ مارے۔

## بعضے از ادعیۂ ماثورہ از انحضرت صلوات اللہ علیہ

دعائین بکثرت و افراط اس جناب سے منقول ہین کہ کتب ادعیہ و اعمال انسے مالامال ہین۔ اور وہ ہین صاحب دعا ہائے مشہور کہ روز مرہ پڑھنے سے مشہور ہے کہ اسکے شر سے محفوظ رہے۔ نیز اس دعا کے کہ باعث ہلاکت۔ اور بن علی عباسی ہوئے اور دعائے ام داؤد خلائق نے اس جناب سے سیکھی۔ اگر یہان چند دعائین مختصر و مجرب نقل ہوتی ہین مروی ہے کہ نافذ اپنے غلام کو ارشاد کیا کہ جب چاہے کہ کسی کو اپنی کسی حاجت کے لئے رقعہ لکھے تو اسکے شروع مین بے سیاہی کے قلم

سے اس دعا کو لکھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَ الصَّابِرِیْنَ
المخرج مما یکرھون والرزق من حیث لا یحتسبون جعلنا اللہ
من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پھر اپنا مدعا تحریر کرے۔ ناقل مذکور کہتا ہے
کہ اسوقت سے مین نے مقرر کر لیا ہے۔ کہ ایسا ہی کیا کرتا ہون اور میرے مطالب
ببرکت اس دعا کے برآتے ہین ٭

نیز فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو مرتبہ کہے لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ فقر و درویشی
سے امان مین رہیگا۔ اور وحشت قبر سے محفوظ ہوگا۔ اور اسباب توانگری اسکے
لیئے آمادہ اور دروازہ ہائے جنت اسکی اوپر کھلجائین گے ٭

نیز ارشاد کیا کہ سو مرتبہ رسول خدا اور انکے اہل بیت طاہرین پر درود بھیجنے سے
حق تعالےٰ سو حاجتیں برلاتا ہے ٭

اور حضرت رسول خدا سے نقل ہے فرمایا کہ آگ لگی ہوئی دیکھو تو اللہ اکبر بہت کہو حق تعالیٰ
اپنی فضل و کرم سے اُسے بجھا دیگا۔ نصر بن کثیر کہتا ہے کہ مین اور سفیان ثوری حاضر
خدمت ہوئے۔ مین نے عرض کی حج کا ارادہ رکھتا ہون کوئی دعا تعلیم فرماوین جسکو
وہان جاکر پڑھون۔ فرمایا حرم مین پہونچے تو دیوار حرم پر ہاتھ رکھ اور کہہ یَا سَابِقَ الْفَوْتِ
یَا سَامِعَ الصَّوْتِ یَا کَاسِیَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور پھر جو چاہے دعا مانگ
بعد ازان سفیان نے آہستہ سے کچھ کہا جسکو مین نہ سمجھا۔ تو فرمایا جب کوئی کام
تیرے حسب دلخواہ ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ اور کوئی امر خلاف طبع ہو تو لَا حَوْلَ وَلَا

قوۃ الا باللہ کا تکرار کر اور رزق ملنے مین دیر ہو تو استغفر اللہ کو بہت کہ۔
ابو الطیار نے کہا میرا مال متفرق و رائگان اور مین مفلس و پریشان ہوگیا تو اسکی شکایت
حضرت کی خدمت مین مدینہ جا کر کی۔ آپنے فرمایا تیری دوکان ہے۔ عرض کی ہے مگر
اس مین پیسہ کا مال بھی نہین فرمایا جب واپس کوفہ جائے۔ تو اُسے کھول اور جاروب
کر۔ اور ہر روز بازار جانیسے پہلے چار یا دو رکعت نماز پڑھ بعد ازان اس دعا کو پڑھا کر
توجہت بلا حول منی ولا قوۃ ولکن بحولک یا رب و قوتک وابرأ
من الحول والقوۃ الا بک فانت حولی و بک قوتی فارزقنی
اللھم من فضلک الواسع رزقا کثیرا طیبا وانا خافض
فی عافیتک فانہ لا یملکھا احد غیرک راوی کہتا ہے مین نے یہ
عمل شروع کیا کچھ زیادہ عرصہ نگزرا تھا کہ میرا حال ہوگیا۔ کہ اسپ و شتر میری
سواری کو تھے۔ اور غلام و خدمتگار خدمت کو مین نے بہت سے مکانات اپنے
رہنے کو بنا لئے +

ایک شخص کے ایک کنیز باحسن و جمال تھی اسکے ہمسائے مین ایک اور شخص
رہتا تھا۔ وہ کنیز کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا۔ مگر آقا کنیز کا اسکو بیچنے والا نہ تھا پھر صورت
وصال ہو تو کیونکر ہو لاچار عشق بڑھتا اور عقل و شعور کم ہوتا گیا۔ حتّے کہ اسی
سوز دروں و شورش جنون مین حضرت کے سامنے بھی اسکا تذکرہ کر بیٹھا آپنے
فرمایا جب اس کنیز کو دیکھے کہ اسئل اللہ بفضلہ وعزہ کہتا ہے مین یہ کہا

کرتا جتے کہ ببرکت اُس کلمہ کے یکایک مالک کنیز کو ایک سفر پیش آیا اُسنے میرے
پاس آکر کہا کہ مین سفر کو جاتا ہون۔ اور کنیز کے لئے تجھسے زیادہ امین کسی کو نہین
پاتا۔ مین نے کہا مین گھر مین تن تنہا ہون۔ کنیز میرے پاس کیونکر رہ سکتی ہے
کہا اسکو خرید لے بدین شرط کہ واپس آؤن تو میرے ہاتھ فروخت کر دینا۔ اس
پر معاملہ طے ہو گیا اور کنیز میرے پاس رہی۔ حتے کہ کام دل حاصل کیا۔
نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے۔ کہ جو چار کامون سے مضطر و بیقرار ہو
وہ ان چار دوسرے امرون کیطرف کیون پناہ گیر نہین ہوتا۔ اول جو خائف و ترسان ہو
وہ کیون نہ کہے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بتحقیق کہ حق تعالیٰ اسکے بعد
فرماتا ہے۔ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ یعنی وہ نعمت
خدا کی طرف منقلب ہوئے اور ایسی فضیلت کیطرف کہ کسی بدی نے اُن کو
مس نہ کیا۔ دوم جو غمگین ہو۔ وہ کیون نہ کہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ
إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کیونکہ اسکے بعد حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ یعنی نجات دی ہمنے اسکو
(یونسؑ کو) غم سے اور اسی طرح نجات دیتے ہین ہم مومنون کو تیسرے جسکے ساتھ
کوئی مکر کرے۔ وہ کیون نہ کہے اُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ
کیونکہ اسکے بعد حق سبحانہٗ فرماتا ہے۔ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا بہ
یعنی حفاظت کی اور بچایا حق تعالےٰ نے اسکو بدیون سے اُن کے مکرون کی

چوتھے جو شخص دنیا اور زینت دنیا کا طلبگار ہو وہ کیون نہین اس آیہ شریفہ کی
تلاوت کرتا۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کیونکہ اسکے بعد وہ سبحانہ
فرماتا ہے۔ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا فَعَسٰى رَبِّیْٓ
اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ یعنی اگر دیکھتا ہے تو مجھکو کہ کم ہون
مین تجھسے ازروی مال و اولاد کے۔ پس قریب ہے۔ کہ دیوے مجھکو میرا رب
جو کہ بہتر ہو تیرے باغ سے۔ پھر فرمایا کہ عسی اس آیہ شریفہ مین موجبہ ہے یعنی
ضرور بخشیگا حق تعالےٰ +

## تعبیر خواب

تعبیر خواب مین جو ملکہ آنحضرتؐ کو تھا مشہور ہے۔ حتے کہ تعبیر نامہ جعفری عوام
مین متداول ہے۔ ہر چند کتب معتبرہ مین اسکا تذکرہ نہین ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ کہ
کسی نے لکھ کر آپ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ مگر یہان چند روایتین اس مضمون
کی کتب معتبرہ سے نقل ہوتی ہین۔ منقول ہے کہ کسی نے حضرت سے سوال
کیا۔ کہ خواب کی تعبیر زیادہ سے زیادہ کب تک ظاہر ہو سکتی ہے۔ فرمایا حضرت
رسولؐ اللہ نے دیکھا تھا کہ سگ ابلق آنحضرت کے خون کو چاٹتا ہے۔ وہ شمر بن
ذی الجوشن قاتل امام حسین علیہ السلام تھا جسکو برص کا عرض تھا۔ اس سے
معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر مین پچاس سال تک تاخیر ہو سکتی ہے +

نیز ابو عمارہ معروف بہ ظبیان نے کہا۔ کہ مین نے حضرت ابو عبداللہ کی خدمت مین

عرض کی کہ مین نے خواب مین ایک نیزہ دیکھا ہے۔ کہ اُسکی چوب میرے ہاتھ مین
ہے۔ فرمایا اسکے سرے پر آہن تھا یا نہ عرض کی نہین۔ فرمایا اگر لوہا ہوتا۔ تو تیرے
لڑکا پیدا ہوتا۔ اب لڑکی پیدا ہوگی۔ پھر قدرے تامل کے بعد ارشاد کیا کہ اسکی
کے گرہین تھین عرض کی بارہ۱۲۔ فرمایا بارہ لڑکیان پیدا ہونگی۔ راوی روایت
محمد بن یحییٰ کہتا ہے۔ کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد مین نے یہ نقل عباس بن ولید سے
کی تو اسنے کہا درست ہے اسکے بارہ لڑکیان ہوئین چنانچہ مین ان بارہ۱۲ سے
ایک کا بیٹا ہون میری گیارہ۱۱ خالہ ہین۔ اور ابو عمارا میرا نانا تھا۔

ایک شخص نے عرض کی مین نے ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ نہایت پریشان ہون
میرا ایک داماد تھا جو عرصہ ہوا کہ مرگیا ہے۔ اب اسکو خواب مین دیکھا کہ میری گردن
مین ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔ فرمایا موت کا ہر صبح و شام انتظار کرنا چاہیے اور
اس سے ڈرنا اور بھاگنا نہین چاہیئے لیکن مُردون سے معانقہ کرنا علامت طول
عمر ہے تیرے داماد کا کیا نام تھا۔ عرض کی حسین فرمایا زیارت حضرت سیّد الشہدا
تجھے نصیب ہوگی۔

محمد بن مسلم کہتے ہین۔ کہ مین حاضر خدمت ہوا۔ تو ابو حنیفہ بھی موجود تھے۔ مین نے
عرض کی یا ابن رسول اللہ مین نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ گویا اپنے گھر
گیا۔ میری زوجہ میری طرف آئی اور بہت سے اخروٹ توڑکر میرے اوپر بکھیر دئے
آپنے ابو حنیفہ کیطرف اشارہ کیا۔ اُنہون نے کہا تو اپنی زوجہ کی میراث پر ہمیشہ لڑتا

رہتا ہے۔ بہت زحمت کے بعد تیرا مدعا انشاء اللہ تعالےٰ حاصل ہوگا۔ ابو حنیفہ
اٹھ گئے تو مین نے کہا قسم خدا کی مجھ کو یہ تعبیر پسند نہین آئی۔ آپ اپنی زبان مبارک
سے تعبیر ارشاد فرمائین۔ فرمایا اے ابو مسلم ہماری تعبیرات لوگون کی تعبیرون سے
موافقت نہین کھاتی۔ ہمارے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے۔ کہ تو عنقریب ایک عورت
کے ساتھ نکاح کریگا۔ تیری زوجہ کو یہ حال معلوم ہوگا۔ تو وہ تیرے نئے کپڑے
پھاڑ ڈالیگی۔ بتحقیق کہ چھلکا مغز کے لیئے بمنزلہ لباس کے ہوتا ہے۔ آدمی کیلئے
محمد کہتے ہین کہ قسم خدا کی اس ماجرے کو ایک روز گزرا تھا۔ کہ مجھ کو ایک عورت
اچھی معلوم ہوئی۔ مین نے اسکو بلاکر عقد متعہ اسکے ساتھ کیا۔ میری زوجہ کو یہ
حال معلوم ہوا۔ تو دوڑی آئی۔ وہ عورت تو دوسری طرف سے نکل گئی۔ مگر میرے
کپڑے نئے جنکو مین روز ہائے عید کو پہنا کرتا تھا۔ شدت غیرت مین آکر
اسنے پھاڑ ڈالے۔

محمد بن کثیر ناقل ہے۔ کہ مین ہر نماز کے بعد اول و ثانی کو ل ع ن کیا کرتا تھا۔
ایک شب خواب مین دیکھا کہ ایک مرغ تیز بال کہ ایک شیشہ خلوق (ایک سرخ
زردی مائل رنگ کی خوشبودار سیال شے) کا اسکے پاس تھا۔ روضۂ رسولخدا
پر اوترا اور ان دونو کو قبرون سے نکالکر وہ خلوق انکے سر و گردن پر ملا اور پھر
داخل قبر کرکے جدھر سے آیا تھا۔ چلا گیا۔ مین نے کہا یہ کیا ماجرے ہے حاضرین
سے ایک نے کہا کہ اسکا یہی شیوہ ہے۔ کہ ہر شب جمعہ آتا ہے۔ اور یہ عمل کرکے

چلا جاتا ہے۔ مجھ کو یہ سنکر کمال حیرت ہوئی۔ خدمت مین حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تو مجھے دیکھکر تبسّم فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ طائر انکی توقیر زیادہ کرنے نہین آتا۔ بلکہ حق تعالےٰ کی طرف سے مامور ہے۔ کہ جسقدر خون ناحق شرق غرب مین واقع ہون اُن کا خون شیشہ مین لیکر اُن کی گردنون پہ ملے۔ اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ تمام خون ناحق اُن کی وجہ سے دنیا مین ہوتے ہین۔ اور انکا وبال صرف اُن کی گردن پہ ہے۔

## اقوال شریف در طب

منصور کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ ایک طبیب ہندی اسکو کچھ مضامین بعض کتب سے سنا رہا تھا۔ فارغ ہوا تو حضرت سے کہا اس علم کی آپ کو بھی ضرورت ہے فرمایا ہم کو اسکی کچھ ضرورت نہین جو کچھ تو جانتا ہے۔ ہم اُس سے بہتر جانتے ہین کہا یہ کیونکر فرمایا سردی کی بیماری کا گرم دوا سے علاج کرتے ہین اور گرم کا سرد سے علےٰ ہذا خشکی کا تر سے اور تری کا خشک سے۔ اور جملہ امور مین ہمارا بھروسہ خدا پہ ہے۔ نیز اُسکے رسُول کے قول پہ ہمارا عمل ہے۔ کہ انھون نے فرمایا معدہ بیماریون کا گھر ہے۔ اور مُضر اشیاء سے پرہیز کرنا اصل ہے دواؤن کی۔ انسان کو چاہئے۔ کہ اپنی بدن کو وہ شے دیوے جس کی اُسے عادت ڈالی ہے۔ طبیب نے کہا۔ یہی تو طب مین بھی ہے۔

عبدالرحمٰن بن کثیر کہتا ہے۔ کہ مین حاضر حضرت تھا کہ مہرم آیا۔ آپنے کنیز کو آواز دی

وہ ایک شیشہ پُر از روغن بنفشہ لائی۔ حضرت نے مہزم کے کف دست پر تھوڑا سا ڈالا۔ مہزم نے عرض کی فدا ہون آپ پر یہ روغن بنفشہ ہے۔ فرمایا ہان عرض کی یہ سرد ہی اور بنفشہ۔ ہمارے کوفہ کے طبیب تو اِسے سرد تبلاتے ہین فرمایا سرد ہے مگر تابستان مین آج کل زمستان مین مائل بگرمی ہوتا ہے +

عائشہ سے ایک مرد کہ کبھی کبھی حاضر مجلس ہمایون ہوتا تھا۔ کہتا ہے۔ قسم خدا کی مین نے کبھی ایسی عالی جاہ مجلس نہین دیکھی۔ ایک مرتبہ عطسہ کا ذکر تھا۔ تو فرمایا جانتا ہے۔ کہ چھینک کہان سے نکلتی ہے۔ عرض کی ناک سے فرمایا ہر چند ناک مین سے نکلتی ہے۔ مگر یہ تمام بدن سے باہر آتی ہے جیساکہ منی تمام جسم کا نچوڑ ہے۔ گو براہ احلیل خارج ہوتی ہے۔ مگر نہین دیکھا تو نے کہ چھینک لینے مین تمام بدن حرکت کرتا ہے۔ تحقیق کہ صاحب عطسہ سات روز تک موت سے امان مین ہے۔ بکیر ابن اعین کہ اصحاب خاص سے تھے۔ اُن کی آنکھین دُکھتی تھین۔ عرض کی کیا دوا کرون کہ پھر نہ دُکھین۔ فرمایا کھانا کھا کر ہاتھ دھو وے تو وہ ہاتھ آنکھون پر پھیر لیا کرو۔ بکیر کہتے ہین کہ مین نے اُسوقت سے یہ معمول کر لیا اُسکے بعد کبھی پھر میری نہ آنکھین نہ دُکھین +

طعام برنج کی مدح فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ امعاء کو فراخ کرتا ہے۔ اور بواسیر کو دفع کرتا ہے۔ تحقیق کہ ہم کو عراقیون کی دو چیزون پر رشک و غبطہ ہے۔ ایک طعام برنج پر دوسرے خورہ خرما پر یہ دونو چیزین امعا کی فراخ کرنیوالی اور مادۂ بواسیر کی

قاطع ہین۔ نیز انگور بغایت مرغوب تھا۔ فرماتے تھے۔ کہ نوح علیہ السلام جو کشتی سے
اُترے تو مُردون کی استخوان دیکھکر غم والم عظیم اُن پر طاری ہُوا۔ حق تعالے نے
انہین وحی کی کہ انگور سیاہ تناول کرو۔ اَور مویز طائفی کی تعریف مین فرمایا کہ بدن
کے پٹھون کو مضبوط کرتی اَور ماندگی اَور سُستی کو دور کرتی اَور آدمی کو خوشحال کرتی
ہے۔ کسی نے کہا مین نے دودھ پیا تھا اُس سے تکلیف ہوئی فرمایا دودھ تکلیف
نہین دیتا۔ کوئی اَور شے اسکی ساتھ کھائی ہوگی۔ نیز فرمایا کہ تین چیزین ہین۔ کہ بدن
کو خراب کرتی بلکہ بسا اوقات آدمی کو ہلاک کرتی ہین۔ گوشت قدید (خشک کردہ)
بدبو کھانا۔ پیٹ بھرے پر حمام مین نہانا۔ اَور زنان پیر کے ساتھ جماع کرنا۔

## لطائف جوابات ونفائس خطابات

کسی نے عرض کی ابوبکر عمر کے عہد مین کاروبار خلافت منتظم رہے۔ اَور بیرونی
فتوحات ہوتی رہین۔ بخلاف عثمان وعلیؑ کے کہ انکے زمانے مین فتنہ وفساد ہوتے
رہے۔ عثمان کو تو مسلمانون نے محصور کر کے مارڈالا۔ علیؑ کو جمل وصفین ونہروان
کی لڑائیان پیش آئین یہ کیا بات ہے۔ فرمایا ملک وبادشاہی دنیا۔ محض حق وصرف
باطل کے ساتھ نہین چلتی۔ عثمان نے اسکو محض باطل طریق سے چلانا چاہا۔ لاجرم
ناکام مارے گئے۔ امیر المومنینؑ خالص حق وصرف شرع کی موافق کام کرتے تھے
انکو یہ فتنہ وفساد پیش آئے۔ ابوبکر وعمر مصلحت ملکی کو دیکھ کر حق وباطل ممزوج
کرتے تھے۔ لہذا اُنکے کام حسب دلخواہ نکلتے رہے۔ بروایتے صرف خلفاء ثلثہ

کا حال دریافت کیا۔ تو فرمایا ابوبکر و عمر تنہا اہل بیت رسالت کے حق مین ظلم و ستم کرتے تھے۔ دیگر خلائق کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آتے تھے۔ اسواسطے مخالفت نہوئی۔ عثمان نے تمام مسلمانون کے ساتھ یکسان وتیرہ ظلم و بیداد کا اختیار کیا۔ لہٰذا مسلمانون نے جمع ہوکر اُن کو مار ڈالا ✦

ایک مجلس مین تشریف رکھتے تھے۔ جہان بہت سے اشخاص اہل بیت سے حاضر تھے۔ ایک مرد نے کہا اے اولاد علیؑ و فاطمہؑ تم کو کون سا فخر و فضیلت ہے جو اورون کو نہین۔ کسی نے اسکا جواب ندیا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہم کو یہ فخر ہے۔ کہ جو مسلمان ہے چاہتا ہے۔ کہ ہم مین شامل اور ہمارے فخر سے مفتخر ہو۔ بخلاف ہمارے کہ ہم کو ہماری ہی بزرگی بس ہے۔ کسی دوسرے کا شرف حاصل کرنا نہین چاہتے

ہ در آرزوے مرتبۂ ما بیند دیگران ✦ مارا بمرتبۂ دگران نیست آرزو

ایضاً کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مین اپنی والدین کی شرائط خدمت بجالاتا اور ہردم اُن کی پاس حاضر رہتا تھا۔ تااینکہ وہ پیر و ناتوان ہو گئے۔ اُسوقت مین اُن کی اس طرح سے خدمت کرتا تھا۔ جیسے کہ ماں باپ اپنی صغیر السن بچون کی پرداخت کرتے ہین۔ آیا مجھسے اُن کا حق پدری و مادری ادا ہوا یا نہ۔ فرمایا نہین۔ انھون نے تجھے پالا پرورش کیا۔ اور خدمت کرتے رہے تو اسکی ساتھ طول عمر و درازی حیات کے خواہان تھے اور ہر گھڑی وہ آن تجھپر فدا و قربان ہوتے تھے۔ بخلاف تیرے کہ تیری یہ حالت نتھی۔ بلکہ عجب نہین کہ اُن کی طول

عمر سے کارہ اور ان کی مرنے کا خواستگار ہو۔

ایضاً۔ منصور نے حضرت کو لکھا کہ کیون اورون کی طرح تم ہمارے پاس نہین آتے۔ فرمایا تیرے پاس امور عقبیٰ سے کوئی ایسی شے نہین جس کی ہم طمع کرین نہ کسی نوع کا عذاب آخرت تیرے اختیار مین ہے کہ اس سے خائف ہون۔ نہ کوئی نعمت نعمات باقیہ سے تو رکھتا ہے۔ کہ اسکی مبارکباد کہنے کو آئین۔ نہ کوئی آفت تجھپر پڑی ہے۔ کہ تعزیت کرین۔ پھر کس لئے تیرے پاس آئین۔ عرض کی آپ تشریف لاتے۔ کوئی نصیحت فرماتے۔ صحبت رکھتے۔ فرمایا جو دنیا چاہیگا وہ کبھی تجھکو نصیحت نکریگا اور جو دین کا طالب ہوگا ہرگز تیری ساتھ صحبت نرکھیگا۔ منصور کو یہ جواب پہونچا تو کہا قسم خدا کی اہل دنیا واہل دین کے مدارج آپنے بیان کر دئے۔ اور بخدا سوگند کہ آپ دینداروں سے ہین۔ اہل دنیا سے نہین۔

ایضاً کچھ لوگ اہل مکہ واہل مدینہ سے منصور کے دروازے پر حاضر تھے اور اذن دخول کے خواستگار تھے۔ ربیع حاجب نے اول مکہ والون کو اجازت دی بعد ازان مدینہ والون کو۔ حضرت نے فرمایا تو نے اہل مکہ کو کیون ترجیح دی عرض کی۔ المکّۃ ھی العشّ مکہ اصل واشیان ہے۔ فرمایا آشیانہ ہے۔ الّا الحار ث خیارھا و بقیت شرارھا لیکن اچھے طائر اس آشیانے کے اوڑ گئے۔ اور برے اسکے باقی رہ گئے۔

ایضاً کسی نے عرض کی حق تعالےٰ اہل بہشت و دوزخ کو ابدالاباد بہشت و دوزخ مین رکھیگا۔ حال آنکہ دنیا مین اُن کی عمرین کوتاہ تہین پس جو اطاعت و نافرمانی خدا اُن سے سرزد ہوئی وہ بھی تھوڑی عرصہ رہی۔ پھر اس پر اسقدر جزاو سزا دینا تو قرین انصاف نہین معلوم ہوتا۔ فرمایا اہل بہشت طاعت خدا پر عازم جازم تھے۔ اگر اُن کو ابدالاباد دنیا مین رہنے دیا جاتا تو وہ بجز طاعت و بندگی خدا دوسرا کام نکرتے۔ علےٰ ہذا دوزخی تمرّد و نافرمانی کا شیوہ چھوڑنے والے نہ تھے۔ پس اُن کی یہ زندگانی چندروزہ مشتے نمونہ خروارے سمجھی گئی اور جزاو سزار خلود اس پر مترتب ہوئے +

ایضاً کسی نے براہ طنز کہا آپ کے شیعہ نماز روزہ اس سرگرمی سے نہین بجالاتے جیسے کہ وہ لوگ (مخالفین) جنکو آپ اچھا نہین جانتے۔ فرمایا شیطان اُنکے اصول بگاڑ چکا ہے۔ لہذا اُن کی فروع سے زیادہ پرخاش نہین رکھتا۔ ہمارے شیعون کے اصول الطاف الٰہی سے درست ہین اُنکے فروع کے خراب کرنے مین بیحد ساعی ہے۔ تاکہ بالکل اُن سے بے بہرہ نہ رہے +

ایضاً۔ جس زمانے مین حسب الطلب سفاح کے حیرہ مین فروکش تھے۔ منصور نے آپ سے عرض کی اے ابوعبداللہ تمہارے شیعون کے پیٹ مین بات نہین کھپتی۔ جو دل مین ہوتا ہے۔ اسکو بے اختیار کہہ ڈالتے ہین۔ حتے کہ ہر ایک کو اُنکا مذہب معلوم ہوجاتا ہے۔ فرمایا اسکا باعث کمال حلاوت ایمان ہے کہ اُنکے

کام جان اس سے شیرین ہوتے ہین پس وہ شیرینی بے اختیار اُن کے لبون پر آجاتی ہے ۰

ایضاً شیعون سے ایک مرد فقر و فاقہ کی شکایت کرتا تھا۔ فرمایا تعجب ہے۔ کہ تو اپنے تئین فقیر تبلاتا ہے۔ حالانکہ ایک بڑا بھاری خزانہ تیرے پاس موجود ہے۔ عرض کی میرے پاس تو کوئی خزانہ نہین کونسا خزانہ آپ فرماتے ہین ؟ فرمایا اگر دنیا بھر کا سونا چاندی تجھے دین اور ہماری محبت سے پھیرنا چاہین۔ تو اس سے پھر جائیگا۔ عرض کی مجھے تو اگر دنیا و مافیہا تمام دیدین تب بھی آپ کی محبت نچھوڑونگا۔ فرمایا بس جبکہ ایسی نعمت تیرے پاس موجود ہے۔ تو تو فقیر کیونکر ہے۔ یہ کہکر بہت سا مال اُسے بخشا۔ حقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ یہ حکایت مشابہ ہے۔ اُس نقل مشہور کے کہ ایک مرد نے ایک حکیم کے پاس شکایت اپنی تنگدستی کی کی۔ اُسنے کہا اگر بالفرض کوئی تیری بینائی کو دس ہزار درہم پر تجھسے خریدنا چاہے۔ تو تو اُسے فروخت کریگا۔ کہا نہین کہا اگر قوت سماعت کو اسی قیمت پر لینا چاہے۔ تو یہ سودا کریگا کہا بہرا ہوکر کیونکر زندگی بسر کرونگا۔ لَا وَ اللہِ یہ بھی نہین ہو سکتا۔ علےٰ ہذا سونگھنے چکھنے چھونے چلنے جملہ قوتون کی قیمت لگائی اور اُس سے پوچھا مگر وہ اُنکے دینے پر رضامند نہوتا تھا تب اُس مرد حکیم دانا نے کہا کہ جب تیرے پاس ایسی قیمتی اشیاء عطیۂ خدا موجود ہین۔ تو پھر کس لیئے اپنے تئین فقیر تبلاتا ہے۔ جا اور انکے تئین کام مین لا اور کام دل حاصل کر

ایک دہقان بیرونجات کا رہنے والا حاضر خدمت رہتا تھا۔ ایک مرتبہ نہ آیا
تو اس کا حال پوچھنے لگے۔ ایک شخص نے تحقیر کی رو سے کہا وہی نبطی نہ!
فرمایا اصل آدمی کی اسکی عقل و دانائی ہے۔ اور حسب اسکی دینداری اور کرم
اسکا پرہیزگاری۔ لہٰذا ازان تمام بنی آدم باہم متساوی ہیں۔ وہ مرد بہت
خجل و شرمسار ہوا۔

عرض کیا گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی ایسی فضیلت ارشاد ہو جس میں
کوئی دوسرا آنحضرتؑ کا شریک و سہیم نہو۔ فرمایا فَضَلَ الاقربِینَ بالسبقِ
وسبقَ الابعدینَ بالقرابۃ قریبوں اور رشتہ داروں پر آپ کو یہ فضیلت ہے
کہ ان سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور دور والوں پر قرب و نزدیکی کا فخر رکھتے
ہیں۔ کسی نے کہا ابوجعفر منصور نے جب سے خلافت پائی ہے۔ جمع مال پر اس
قدر حریص ہے۔ کہ اچھا کھانا اور اچھا پہننا چھوڑ دیا ہے۔ موٹے جھوٹے کپڑے
پہنتا ہے۔ اور کھانا بھی بہت سادہ معمولی کھانے لگا ہے۔ فرمایا الحمد للہ الذی
حرمہ من دنیاہ ما لہ ترک دینہ خدا کا شکر ہے۔ کہ اسنے اسکو دنیا سے بھی محروم
کیا جسکے لیئے دین کو چھوڑا تھا۔

زید شحام نے عرض کی رسول اللہ نے فرمایا نیۃ المومن خیر من عملہٖ
مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے۔ یہ کیونکر۔ فرمایا عمل میں بعض اوقات
ریا داخل ہوتی ہے۔ آدمی دکھاوے کے لیئے کوئی کام کرتا ہے۔ مگر نیت میں

یہ بات نہین ہوتی وہ خالص رب العالمین کے لیئے ہوتی ہے *

توام بچون کے بڑا چھوٹا ہونے مین کلام تھا۔ پہلے پیدا ہونیوالے کو بڑا کہتے تھے۔ آپنے فرمایا نہین بڑا وہ ہے۔ جو بعد مین پیدا ہوا۔ کیونکہ اسکا حمل پہلے رہا

ایضاً۔ منصور کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ ایک مکھی اسکے بدن پر آ بیٹھی۔ اُسے اوڑایا پھر آئی پھر اوڑایا پھر آئی۔ جھنجلا کر کہنے لگا اے ابوعبداللہ مگس کو بھی حق تعالے نے ناحق پیدا کیا بھلا اسکی خلقت سے کیا فائدہ ہے؟ فرمایا لیذل بہ الجبابرۃ یعنی اسکی خلقت سے یہ مقصود ہے تاکہ حق سبحانہٗ تعالے اس سے سرکشون اور جبارون کو ذلیل و خوار کرلے۔ خاکسار راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ یہ سوال و جواب مابین آنحضرتؑ و منصور معروف و مشہور ہے اور کتب سُنّی و شیعہ مین مندرج و مسطور شیعون نے اسکو حاجب منصور ربیع سے اور سُنّیون نے احمد بن عمر بن ابی مقدام رازی سے نقل کیا ہے۔ جیساکہ نور الابصار مین حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم سے نقل ہوا۔ مگر بعض حضرات کو تعصب نے ایسا مجبور کیا کہ وہ اسکو بھی آنحضرتؑ کے لیئے گوارا نہین کرسکے۔ چنانچہ تاریخ الخلفا مین یہ جواب مقاتل بن سلیمان کیطرف منسوب کیا ہے۔ اور روایت کی یون صلاح فرمائی ہے۔ کہ جب منصور کو مکھی نے دق کیا تو اُسنے مقاتل کو بُلوا کر یہ سوال کیا کہ مگس کو حق تعالی نے کیون پیدا کیا۔ اُسنے جواب مذکورہ دیا۔ اس اسلوب روایت سے واضع نے بزعم خود رعب و جلال منصور کا کہ انتثال مقاتل کے لیئے اس بیباکی کے جواب

دینے کا مانع تھا۔ دفع دخل مقدر بھی کر دیا کہ اصل واقعہ سے مقاتل کی ناواقفیت کا شعار کر گیا۔ مگر ساتھ ہی منصور کی پہلے سرے کی حماقت بھی ثابت کی۔ کہ وہ ایسے بیہودہ سوال علماء سے بُلوا بُلوا کر پوچھتا تھا۔

جیسا تاریخ الخلفا مین اس کو مقاتل کیطرف منسوب کیا ویسا ہی صواعق محرقہ مین حضرت کے جھوٹے غماز کو حلف دینے اور اسکے اسی وقت گر کر مرجانیکے قصے کو یحییٰ بن عبداللہ اور اُنکے بھائی موسیٰ بن عبداللہ سے چسپان کیا ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ نیز شکاری باز کے آسمان سے مچھلی شکار کرکے لانیکا قصہ۔ کہ اوّل منصور پھر مامون کے عہد مین واقعہ ہوا۔ اور پہلی مرتبہ جناب صادق نے اسکی توضیح و تشریح فرمائی۔ کہ مابین زمین و آسمان ایک مخلوق بصورت ماہی ہے جس سے توالد و تناسل ہوتا رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور دوبارہ جناب امام محمد تقیؑ نے ایسا ہی ارشاد کیا۔ مگر مستطرف[1] مین اس قصے کو ہارون کے عہد کا لکھا ہے۔ اور اس

[1] مستطرف سے صرف مقاتل کا نام نقل ہوا۔ اس مین یہ نہین تبلایا گیا کہ وہ مقاتل بن سلیمان ہے یا کوئی اور مین نے اسکی تحقیق تاریخ ابن خلکان سے کرنی چاہی تو اس سے معلوم ہوا کہ مقاتل مذکور نے ہارون رشید کے زمانے کو ادراک نہین کیا کیونکہ ہارون ۱۷۰ھ مین خلیفہ ہوا اور مقاتل اس سے بیس سال پہلے ۱۵۰ھ مین فوت ہو چکا تھا۔ کہ اسوقت شاید ہارون دو سال کا بھی نہوا ہو پھر نہ معلوم کہ یہ مقاتل اسکے زمانہ خلافت مین آسمانی مچھلیون کا بیان کرنیوالا کون تھا۔ یا جیسا ہارون کے عہد کی بناوٹ ہے مقاتل بھی کوئی فرضی شخص ہے۔ نیز ابن خلکان سے معلوم ہوا کہ مقاتل بن سلیمان باوجودیکہ اجلۂ علماء اہلسنت سے شمار ہوتا ہے۔ جنکے کہ امام شافعی کا قول تھا کہ تمام آدمی تین شخصون کے عیال ہین۔ علم تفسیر مین مقاتل مذکور کے شعر مین ابو سلمی کے کلام مین ابو حنیفہ کے پسندیدہ جھوٹا کذاب جھوٹی حدیثین بنانیوالا تھا۔ علم القرآن کو یہود و نصاریٰ سے لیتا۔ اور فرقہ مشبہ سے تھا کہ حق تعالےٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتا تھا۔ کما فی ابن خلکان۔ نیز ابن خلکان مین ہے۔ کہ اسکو نقلی کا یہ خبط تھا اور ایسا ختاس اسکے سر مین سمایا تھا کہ اپنے تئین مثل حضرت امیر المومنینؑ

جواب کو بھی مقاتل مذکور کیطرف منسوب کیا ہے۔ اور ہمیشہ انحضرات کا یہی شیوہ رہا ہے۔ کہ غصب خلافت کے ساتھ انتحال فضائل مین بھی کمی نہین کرتے ہی تاریخ الخلفا مین مسئلہ ونیارتیہ کو کہ دلائل فضائل امیر المومنین ؑ سے معروف و مشہور ہے۔ مامون رشید سے منسوب کیا ہے۔ نیز آپ کے اشعار سہ بلوت الناس فی نا بعد ثبات الخ کو ایک شخص افوہ اودی کے نام لگایا ہے +

## نوادر قضایاء و احکام کہ انحضرت ؑ سے نقل ہوئے

ہر چند آپ نے خلافت نہین پائی نہ حکومت عامّہ سے کبھی کوئی سروکار رہا۔ تاہم قاضی و مفتی اُس عہد کے جب کسی پیچیدہ قضیئے کے حکم مین عاجز رہ جاتے۔ تو آپ کیطرف رجوع کرتے اور حضرت اس مین حکم دیتے۔ اور شیعہ بالعموم آپ کی حکومت بغیر راضی نہوتے تھے۔ انہی قضایا سے چند قضیئے اس مقام پر درج کیئے جاتے ہین۔ قضیہ ایک عورت نے قضا کی اور وصیت کر گئی کہ میرے مال سے ثلث خیرات کیا جائے۔ دو ثلث باقی مین ایک حج کرایا جائے۔ اور

---

و دیگر ائمہ طاہرین قائل سلونی قرار دیا چاہتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جو اسنے مجلس مین کہا کہ سوال کرو مجھسے ماتحت عرش سے جس بات کا چاہو۔ تو ایک مرد نے اٹھکر کہا۔ کہ حضرت آدم ؑ نے جو حج کیا۔ اور حلق یعنی سر منڈوایا تو ان کا حلاق (سر کا مونڈنے والا) کون تھا۔ مقاتل کو اس کا جواب نہ آیا۔ اور خجل ہوا۔ دوبارہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا۔ کہ اسنے سر مجمع یہی دعوے کیا۔ اسوقت ایک اور شخص نے کہا اے ابو الحسن تم جانتے ہو کہ چیونٹی کی آنتین اسکے جسم کے اگلے حصّے مین ہوتی ہین یا پچھلے مین مقاتل اسکے جواب مین مبہوت و حیران رہ گیا۔ سفیان بن عیینہ راوی قصہ کہتا ہے۔ کہ مین نے جانا کہ یہ اسکی سزا ہے کہ حق تعالے کیطرف سے بپاداش اسکے تکبر کے اسے دی گئی ہے۔ حقیر مولف کہتا ہے۔ کہ ایسی جھوٹی ڈینگ مارنیوالے سے کیا بعید ہے کہ اسنے حضرت صادق اور منصور کے سوال و جواب کا اس قضیئے کو خود اپنی طرف منسوب کر لیا ہو ۱۲ منہ عفی عنہ

ایک بردہ آزاد ہو۔ مگر اسکا مال ان امور کے لئے مکتفی نہ تھا۔ ابوحنیفہ کوفی و سفیان ثوری سے اسکا حکم دریافت کیا گیا۔ دونو نے کہا ایسا شخص تلاش کیا جائے جو حج کو گیا ہو اور راستہ مین رہزنون نے اُسے لوٹا ہو۔ پس اُس کو تھوڑا سا مال دیکر حج کرائین۔ اور ایسا غلام دیکھین جو اپنی آزادی مین ساعی ہو اور کچھ مال ادا کر چکا ہو۔ جزوی اسکے ذمہ باقی ہو۔ وہ جزوی ترکہ عورت سے دیکر آزاد کرائین اور مابقی کو اسکی جانب سے خیرات کر دین۔ معاویہ بن عمار حضرتؑ کے اصحاب سے تھے اُنہون نے آپ سے اس قضیہ کا حکم دریافت کیا۔ فرمایا حج واجب ہے اوّل وہ کرایا جائے۔ جو کچھ بچے اسے خیرات مین صرف کرین۔ ابوحنیفہ نے یہ سُنا تو کہا درست ہے۔ اسکو نافذ کیا اور اپنا حکم واپس لیا۔ بروایت دیگر حضرت امام صاحب نے بردے آزاد کرنیکو حج سنتی سے مقدم بتایا تھا۔ حضرت نے سنا تو فرمایا کہ ایک حج دس بردے آزاد کرنیسے بھی زیادہ ہے۔ اُسنے یہ خیال نکیا کہ غلام کے آزاد کرنے مین طواف کعبہ و سعی مابین صفا و مروہ و وقوف عرفہ۔ حلق راس و رمی جمرات کہان۔ خانہ کعبہ صرف حج کے لئے وضع ہوا ہے۔ اگر ایسا ہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تو حج بند ہو جائے✦ **قضیہ**۔ منصور دوانیقی طواف کعبہ مین مشغول تھا بربیع حاجب آیا اور کہا اے امیرالمومنین تمہارا فلان غلام مر گیا۔ فلان شخص نے پس از مردن اسکا سر قلم کر لیا۔ منصور کو یہ سُنکر غیظ آیا۔ ابن شبرمہ و ابولیلی وغیرہ چند فقیہ و قاضی حاضر تھے اُسنے پوچھا اُس مرد کی کیا سزا ہے۔ جسنے مُردے کا کاٹا

انہون نے کہا مرنیکے بعد سر کاٹا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اسکی کوئی سزا نہین جناب صادق اسوقت صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے۔ منصور نے ربیع کو اشارہ کیا کہ انحضرتؑ سے دریافت کرے۔ ربیع نے پوچھا تو فرمایا کہ سر کاٹنے والا ایک سو دینار دیت کے ادا کرے۔ عرض کی اسکی علت بھی ارشاد ہو۔ فرمایا نطفہ کی دیت بنیس دینار مقرر ہین علےٰ ہذا علقہ مضغہ استخوان و گوشت کے بنیس بنیس دینار ہین اور یہ سب قبل اسکے ہے کہ نفخ روح ہو پس میت بھی ویسی ہی بیجان ہے۔ جیسا کہ جنین قبل نفخ روح ہوتا ہے۔ ربیع نے یہ حکم محکم مخفوظ منصور سے کہا تو جملہ حضار محفوظ ہوئے۔ اور تمام نے اُسے پسند کیا۔ منصور نے پھر ربیع کو بھیجکر دریافت کرایا۔ کہ یہ مال دیت کس کو دیا جائے۔ وارثان سر بریدہ کو یا کسی اور کو اسکے جواب مین ارشاد کیا کہ ورثہ کو اس مین سے کچھ نہ ملیگا۔ کیونکہ متوفی بعد موت کے اس مال کا مستحق ہوا ہے۔ اس سے اسکے لیئے حج کرایا جائے۔ اور دیگر امور خیر مین صرف کیا جائے

**قضیہ**۔ حجام ایک طفل کی ختنہ کرتا تھا اس مین اُس کا آلہ تناسل قطع ہو گیا۔ یہ قضیہ حضرت کے سامنے پیش ہوا۔ فرمایا کہ اگر لڑکا اس صدمے سے مر جائے۔ تو حجام پر نصف دیت اسکی ہے۔ نصف باقی حق تعالیٰ پر ہے۔ کہ موت مین اُس کا شریک ہے۔ اور جو زندہ رہا تو تمام خون بہا حجام ادا کرے کیونکہ قطع نسل کا باعث ہوا

**قضیہ**۔ ایک عمرو نے ایک عورت کے ساتھ عقد کیا۔ رات کو قبل اسکے کہ شوہر اسکے پاس داخل ہو منکوحہ نے اپنے پہلے آشنا کو بلا کر حجلے مین اپنے ساتھ لٹا لیا

تھا۔ شوہر آیا تو وہ اُٹھا اور دونوں مین لڑائی ہونے لگی۔ اخرش شوہر نے رقیب
کو قتل کیا۔ عورت نے یہ دیکھا تو پیچھے سے آکر ایک ضربت شوہر کے لگائی کہ اس
کا بھی کام تمام ہوگیا۔ یہ مقدمہ آپ کی حضور مین آیا تو فرمایا عورت کو اپنے آشنا کا
خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ کہ اسکے قتل کی وہ باعث ہوئی۔ اور شوہر کے قصاص مین
خود قتل کی جائیگی۔ کہ بلا واسطہ اسکی قاتل ہے۔ **قضیہ**۔ ایک شخص رات
کیوقت ایک عورت کے گھر مین گھسا کہ اسکا مال و متاع چُرا لے۔ اسباب کا گٹھر
باندھ لیا تھا۔ کہ اسکا دل خود اس عورت پر للچایا بارادہ فاسد اُس پر سوار ہوا۔ صدا
سے طفل صغیر عورت کا کہ پہلو مین سوتا تھا۔ چونکا چور نے ایک خنجر سے کہ اسکے پاس
تھا۔ اسکو مار ڈالا اور اپنے کام مین مشغول ہوا۔ فارغ ہوکر اسباب کا گٹھر اٹھایا اور
چلتا ہوا۔ عورت نے وہی خنجر اسکا لیکر پیچھے سے مارا اور قتل کیا۔ صبح کو لواحقان
سارق نے جمع ہوکر اسکے خون کا دعوے کیا۔ مفتی شہر نے یہ قضیہ حضرت کے
پاس برائے حکم بھجوا دیا۔ آپنے فرمایا اہالیان سارق بچے کے خون کے ذمے دار
ہین۔ اور چور کے ترکے سے چار ہزار درہم زنا بالجبر کی غرامت مین عورت کو دلوائے
اور اسکو جرم قتل سارق سے بری کیا کیونکہ وہ چوری کرانے آیا تھا۔ **قضیہ**
ایک شخص منصور دوانیقی کے پاس دعویدار ہوا۔ کہ یہ دو شخص میرے بھائی کو رات
کے وقت گھر سے بلا کر لیگئے۔ وہ پھر واپس نہ آیا نہ معلوم انہون نے اسکے ساتھ
کیا سلوک کیا کہان اسکو کھو دیا۔ مدعا علیہما کہتے تھے۔ کہ ہمنے صرف اِسکے ساتھ

چند باتین کین۔ پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ منصور نے اسکو حضرتؑ کے پاس بھیجدیا۔ آپنے فرمایا کہ رسولؐ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کو کسی کو گھر سے لیجائے وہ اسکا ضامن ہے تاوقتیکہ شہادت نگزرانے کہ مین نے اسکو گھر واپس پہونچا دیا تھا۔ پس ان دو شخصون سے ایک کی نسبت حکم دیا کہ اسکے قصاص مین قتل کیا جائے۔ وہ چلّایا یا ابن رسولؐ اللہ مین نے اسکو نہین مارا راست راست عرض کرتا ہون۔ کہ مین نے اسکو پکڑا تھا اس دوسرے نے مارا ہے۔ دوسرے نے کہا مین نے ایک ضربت لگائی تھی وہ مرگیا۔ آپنے فرمایا قاتل قصاص مقتول مین قتل کیا جائے۔ اور دوسرا اسکی امداد کرنیوالا حبس دوام کی سزا پائے۔

**قضیہ**۔ عباد مکّی نے ایک مرد مریض کا حکم دریافت کیا جسنے زنا کیا تھا۔ کہ اگر اسپر اقامت حدّ کرتے ہین تو اندیشہ اسکے مرجانیکا ہے۔ آپنے فرمایا یہ مسئلہ تو اپنے لئے پوچھتا ہے۔ یا کسی نے تیرے واسطے سے دریافت کرایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ خلفا و حکّام کیطرف سے فصل خصومات کے لئے مقرر تھے اور ان کے ذریعہ سے چھپ چھپ کر انحضرتؑ سے استفسار مسائل کراتے تھے۔ جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے زمانے مین امیر معاویہ کا یہی شیوہ رہا ہے۔ غرض اس شخص نے تبلایا کہ سفیان ثوری نے میری معرفت دریافت کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک مرد جبان کو لائے۔ کہ استسقا کی بیماری مین مبتلا تھا۔ حتے کہ شدت لاغری سے اسکی رانون کی رگین نمودار تھین۔ اسنے ایک

مریض عورت کے ساتھ زنا کیا تھا حضرت نے ایک شاخ خرما کہ سو پتے اُس مین تھے منگائی۔ اور ایک ایک بار ان دونو کے مارکر انکو رہا کیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہے۔ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ ـ لے تو اپنے ہاتھ مین ضغث (دستہ گھاس خشک و تر یا قبضہ شاخ از یک بیخ) کو اور مار اسکے تئین۔ **قضیہ** ابو ولاد حناط کہتا ہے۔ کہ مجھ کو ایک قرضدار کی تلاش مین قصر بن ہبیرہ تک جانا تھا۔ کوفہ سے وہان تک ایک خچر آمد و رفت کو کرایہ کیا۔ قنطرہ (پل) کوفہ پر پہونچا تھا کہ وہ قرضدار نیل کو چلا گیا۔ وہان گیا تو بغداد کا پتہ لگا۔ پس بغداد جاکر اس سے ملا اور اپنا معاملہ طے کر کے کوفہ واپس آیا تو اس دوا و دوش مین پندرہ روز تک گئے تھے۔ مالک اشتر کو پندرہ درہم دینے چاہیئے۔ کہ حلالی دے اور رضامند ہو جائے۔ مگر وہ راضی نہوا اور زیادہ طلبی کرتا تھا۔ آخرش ہم دونو ابو حنیفہ کی حکومت پر رضامند ہوئے۔ انکے پاس جاکر حال بیان کیا۔ آپنے مالک اشتر سے پوچھا کہ تیرا خچر تجھے واپس مل گیا کہا ہان مل گیا۔ مگر پندرہ روز کے بعد اسکا کرایہ چاہیے۔ کہا اُسنے قصر ہبیرہ تک کرایہ کیا تھا۔ جب وہان سے آگے بڑھ گیا۔ تو قیمت خچر کا ضامن ہوا اور کرایہ اس سے ساقط ہوا۔ اب جو خچر صحیح و سالم لاکر تجھے واپس دیدیا تو کچھ اس پر نہین وَاَنَا اَقُول امام صاحب نے اپنا اصول ہی مقرر کر رکھا تھا۔ کہ غاصب سے کرایہ ساقط فرماتے تھے۔ چنانچہ یہ مسئلہ پہلے بھی فتاوای قاضی خان سے حضرت امام صاحب کے شرع مسائل کے

بیان مین گزرا۔ الغرض مالک نے یہ عجیب حکم امام صاحب کا سنا اور معلوم کیا کہ جو پہلے ملتا تھا۔ وہ بھی آپ کے سر صدقے ہُوا تو انا اللہ کہا۔ اور وہان سے روانہ ہُوا۔ راہ مین کہتا تھا کہ ایسے ہی احکام ہین جنکے سبب سے آسمان سے بارش نہین برستی اور زمین سے روئیدگی نہین نکلتی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مجھے اسکے حالزار پر رحم آیا اور وہ پندرہ۱۵ درہم اسکے حوالے کیئے۔ مگر حضرت صادقؑ کیخدمت مین پہونچکر یہ ماجرے بیان کیا اور حکم صحیح کا خواستگار ہُوا۔ آپنے فرمایا کہ کوفہ سے بہل تک اور وہان سے بغداد اور بغداد سے پھر کوفہ تک کا کرایہ خچر کا تجھپر لازم ہے عرض کی مین نے جو اسکا گھاس دانہ کیا فرمایا وہ حساب مین نہین کیون کہ تو اسکا غاصب تھا۔ پھر کہا وہ مجھے بحل کر چکا۔ فرمایا ابوحنیفہ کے ستم نشان فرمان کے بعد بحل کیا اب اگر فیصلہ اس سے بیان کرے اور پھر وہ بحل کرے تو وہ بحل کرنا سند ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مین نے واپس آکر اُس مرد سے قصہ بیان کیا اور کہا اب جو تو کہے تجھے دیا جائے اُسنے کہا تو نے اس جناب کی محبت اور فضیلت کو میرے دل مین مستقر کیا ہین تجھسے کچھ نہین چاہتا۔ بلکہ کہے تو وہ پندرہ۱۵ درہم بھی واپس کردون +

## پارۂ از کلام نظمیۂ آنجنابؑ

ہر چند کلام نظم انحضرات عالیات کے لئے مایۂ فخر و مباہات نہین۔ اسی لئے یہ بزرگوار شعرو شاعری کی طرف کبھی متوجہ نہین ہوئے۔ تاہم آب و ہوائے سرزمین عرب اُن

پر بھی اثر کئے بغیر نہین رہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کا پورا دیوان مشہور ہے۔ کہ بہت سے اشعار اسکے قطعی الصّدور ہین آنحضرتؑ سے علاوہ ہذا دیگر حضرات سے بھی کم وبیش اشعار یادگار رہے۔ جناب صادقؑ کے کلام بلاغت التیام سے کچھ اشعار بیشتر زیر عنوان فضائل آنجناب از زبان دشمن و دوست پہلے گزرے چند اشعار یہان نقل و ترجمہ ہوتے ہیں۔ از انجملہ فرماتے ہین ؎ کُن عَنْ هُمُومِكَ مُعْرِضاً + وَكِلِ الْاُمُوْرَ اِلَى الْقَضَا + وَلَرُبَّمَا اتَّسَعَ الْمَضِيقُ وَرُبَّمَا ضَاقَ الْقَضَا + وَلَرُبَّ اَمْرٍ مُسْخِطٍ + لَكَ فِي عَوَاقِبِهِ الرِّضَا یعنی اپنے اندوہ وغم سے اعراض کر اور تمام کامون کو قضائے الٰہی کے حوالے کردے۔ البتہ بیشتر تنگیان کشادہ ہوگئی ہین اور بسا اوقات وسعت و فراخی مین ضیق و تنگی آئی۔ بہت سے امور ہین کہ ابتدا مین ناخوش کرنیوالے ہوتے ہین انجام مین تیرے لئے رضا و خوشنودی ہے دیگر ؎ اِعْمَلْ بِلَا مُهْلٍ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ + وَاخْتَرْ لِنَفْسِكَ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ + فَكَاَنَّمَا قَدْ كَانَ لَمْ يَكُ اِذْ مَضَى + وَكَاَنَّمَا هُوَ كَائِنٌ قَدْ كَانَا اے انسان اعمال خیر کو بلا مہلت و تاخیر عمل مین لا۔ اور اپنے لئے اسے انتخاب و اختیار کر۔ کیونکہ گزشتہ جبکہ گزر گیا تو گویا کچھ نہ تھا۔ اور جو کچھ گزر رہا ہے گویا گزر چکا ہے۔ دیگر ؎ تَعْصِي الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ + هٰذَا لَعَمْرُكَ فِي الْفِعَالِ بَدِيعٌ + لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقاً لَاَطَعْتَهُ + اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ تو نافرمانی

خدا کرتا ہے۔ اور پھر اُس کے ساتھ محبت رکھنے کا اظہار بھی کرتا ہے۔ قسم ہے
تیری جان کی کہ یہ فعل تیرا عجیب و نادر ہے۔ اگر تو محبت خدا مین صادق ہوتا تو
ضرور اسکی اطاعت کرتا۔ کیونکہ دوست اپنے دوست کی ضرور اطاعت کرتا ہے
دیگر ؎ ولا تجزع فانْ اعسرتَ یومًا ٭ فقد ایسرتَ فی الزمن الطویل
ولا تیئس فانَّ الیاس کفرٌ ٭ لعلَّ اللہ یغنی عن قلیل ٭ ولا
تظنن بربّک ظنّ سوء ٭ فانَّ اللہ اولیٰ بالجمیل ٭ یعنی اگر کسی روز تجھے سختی
پیش آئے۔ تو بیقرار مت ہو کیونکہ زمانہائے دراز تو عیش و رفاہیت مین رہا
ہے۔ رحمت خدا سے مایوس مت ہو کیونکہ مایوس ہونا کفر ہے۔ شائد کہ حق تعالےٰ
عنقریب ہی تجھے غنی کردے۔ اپنے پروردگار کیطرف بدگمانی نکر کیونکہ حق سبحانہ
تعالےٰ نیکی کے زیادہ لائق ہے۔ ایک سائل کو نصیحت فرمائی ؎ اذا ما طلبتَ
خصال الندیٰ ٭ وقد عضّک الدھرُ من جھدہٖ ٭ فلا تطلبنّ الیٰ
کالحٍ ٭ اصاب الیسارۃ من کدّہٖ ۔ ولکن علیک باھل العلیٰ
ومن ورث المجدَ عن جدّہٖ ٭ فذاک اذا جئتہٗ طالبًا ٭ یحبّ الیسارۃ من جدّہٖ
جبکہ تو کسی کی جود و سخاوت کا خواستگار ہو۔ درانحالیکہ زمانہ کی سختی نے تجھے ایذا
دے رکھی ہو۔ تو اس لئیم کے آگے دست حاجت دراز نکر جسنے محنت مشقت
سے توانگری حاصل کی ہو۔ بلکہ شرفا و بزرگان سے طلب کر جنھون نے شرف
و بزرگی آبا و اجداد سے میراث مین پائی ہو پس جب تو انسے سوال کرنیکے لئے جائیگا

تو وہ اپنی طاقت و مقدور سے بڑھکر تیرے ساتھ احسان کرینگے. مروی ہے کہ سفیان ثوری نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپنے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی مجمع کے درمیان نہین بیٹھتے. فرمایا یا سفیان فَسَدَ الزَّمَانُ وَتَغَیَّرَ الاخوان فرأیتُ الانفراد اَسْکَنُ للفواد اے سفیان زمانہ بگڑ گیا اور دوست و احباب کی حالت مین فرق آگیا. پس تنہا رہنے اور گوشہ اختیار کرنیکو دل کے لئے زیادہ تسلی بخش پاتا ہون. پھر فرمایا ؎ ذَهَبَ الوَفَاءُ ذهابَ امسِ الذاهبِ وَالنَّاس بَیْنَ مخاتلٍ وَمُوَارِبِ + یُفْشُوْنَ بَیْنَهُم المَوَدَّةَ وَالصَّفَا + وَقُلُوْبُهُمْ مَحْشُوَّةٌ بِعَقَارِبِ فرماتے ہین کہ وفا و محبت مثل گذشتہ کل کے گزر گئے. اب لوگ ظاہر دار دغا باز رہ گئے. دوستی اور صفائی کا اپنی درمیان اظہار کرتے ہین. اور انکے دلون کے اندر کینہ کے سانپ بچھو بھرے ہوئے ہین +

اسمعیل اپنے فرزند کو دفن کرکے آئے تھے. سر جھکائے خاموش بیٹھے. اصحاب گرداگرد حلقہ زن تھے. پس سر مبارک بلند کیا اور فرمایا دنیا دار فراق و التواع ہے دار استوا نہین. محبوب کی جدائی بیشک ایک درد بیدرمان ہے. مگر انسان کی فضیلت یہ ہے. کہ مصیبت کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرے. اور اپنی خیالات کو پراگندہ نہونے دے. بتحقیق کہ جسنے آج اپنے بھائی کا ماتم نہین کیا. کل بھائی اسکے سوگ و ماتم مین بیٹھیگا. اور جسکا بیٹا اسکے سامنے نہین مرا

وہ بیٹے کے آگے فوت ہوگا۔ پھر ابوحراش کا یہ شعر کہ اپنے بھائی کے مرثیے
مین کہاہے۔ بطور تمثیل کے پڑھا ؎ لَا تَحْسَبِیْ اِنِّیْ تَنَاسَیْتُ عَهْدَهٗ
وَلٰکِنَّ صَبْرِیْ یَا اُمَیْمَ جَمِیْلٌ مت خیال کر کہ مین نے اسکا عہد یاد سے
بھلادیا۔ لیکن اسے اُمیم میرا صبر اس مصیبت مین جمیل و پسندیدہ ہے +

## حلیۂ مبارک

جلاء العیون مین ہے۔ کہ قد موزون و میانہ تھا۔ نہ کوتاہ نہ بلند۔ چہرۂ انور درخشان
رنگ گورا کشیدہ بینی۔ بال نہایت سیاہ اور گھونگر یالے رخسارہ پر ایک خال سیاہ
کہ نہایت خوشنما تھا۔ اور مناقب ابن شہر آشوب مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے
اَشَمُّ اَکْحَلُ کف بینی مبارک دراز و باریک کہ استخوان اُسکا قدرے درمیان
سے اوبھرا ہوا تھا۔ جس سے حُسن و خوبی دوبالا ہوگئی تھی۔ اَنْزَعُ پیش سر
پر بال نہ تھے۔ رَقِیْقُ الْبَشْرَةِ پوست تنک و باریک یا دَقِیْقُ الْمَسْرُبَةِ سینہ
سے ناف تک ایک خط باریک بالون کا۔ عَلٰی جَسَدِہٖ خِیْلَانُ حُمْرَةٍ جسم
اطہر پر دو دو ڑے سرخی کے کھچے ہوئے تھے۔ اور بحار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
ریش مبارک مدوّر یعنی گول رہتی تھی۔ اور لبین زیادہ لیتے تھے۔ اور برگ
حنا کا ریش و بروت پر تیز خضاب ہوتا تھا۔ آخر مین بوجہ ضعف دندان مسواک
کرنی چھوڑ دی تھی +

## نقش نگین

بروایت امام
رضا اَللّٰهُ وَلِیِّیْ وَعِصْمَتِیْ مِنْ خَلْقِهٖ و بروایت دیگر اَللّٰهُ خَالِقُ

کُلّ شیٔ و بروایتے انتَ ثِقیَ فاعصِمنی مِنَ النّاس
و بروایتے انت ثقتی فاعصِمنی مِن خلقِک و بروایتے انتَ ثِقتی
فقنی مِن خلقِک و بروایتے ماشاء اللہ لا قوۃ الّا باللہ استغفراللہ و بروایتے
اللہ عونی و عصمتی مِن النّاس و بروایتے الی عصمتی من خلقہ ظاہراہے
سے نگین تھے اور ہر ایک کا نقش جدا جدا جس راوی نے جو نقش دیکھا وہی
روایت کیا۔

## وفات آن برگزیدۂ کائنات

آپ کی وفات بلا اختلاف ۱۴۸ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ مہینا بنا بر مشہور شوال
کا تھا۔ مگر بعض نے روز دوشنبہ پندرھوین رجب کی لکھی ہے۔ سن شریف
اگر ولادت ۸۳ھ مین جیسا کہ مشہور ہے۔ لیجائے تو پینسٹھ ۶۵ سال کا ورنہ اُنکے
قول کی موافق جو ۸۰ھ مین ولادت باسعادت کہتے ہین۔ اڑسٹھ ۶۸ سال کا ہوتا ہے
پس بارہ ۱۲ یا پندرہ ۱۵ سال اِس سے علے اختلاف الاقوال اپنے جد بزرگوار حضرت
علی بن الحسین زین العابدینؑ کے ساتھ اور ۹۵ھ سے کہ سال وفات اُسجناب
کا ہے۔ کوئی انیس ۱۹ برس پدر عالیقدر جناب محمّد باقرؑ کے ساتھ رہے ۱۱۴ھ ہجری
سال وفات امام باقرؑ سے خالص زمانہ امامت اسجنابؑ کا قریب چونتیس ۳۴ سال
کے ہے۔ اتنی عمر چہاردہ معصوم علیہم السّلام سے کسی نے نہین پائی۔ بنی اُمیّہ
و بنی عبّاس دونو سلسلے کے بادشاہ آپ کی نظر سے گزرے ہین۔ ہشام بن عبدالملک

قاتل امام محمد باقرؑ خلیفہ تھا کہ منصب جلیلۂ امامت پر فائز ہوئے۔ اسکے بعد ولید بن یزید عبد الملک پھر یزید بن ولید پھر ابراہیم بن ولید خلیفہ ہوا۔ بعدازان مروان حمار پر ۱۳۲ھ مین مروانیون کی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ اور سلطنت عباسیون کے گھرانے مین آئی یعنی عبد اللہ سفاح کے ساتھ کوفہ مین بیعت ہوئی۔ اُسنے حضرت سے چھیڑ چھاڑ شروع کی کہ مدینہ سے عراق مین آپ کو طلب کیا مگر جب چار سال کچھ مہینے بادشاہی کر کے وہ بھی اپنی مقر و مقام کو گیا۔ تو منصور نے تخت خلافت پر قدم رکھا یہ مردود حضرت کو بہت ستاتا تھا۔ کئی مرتبہ اپنی پاس بارادہ قتل بُلایا ہر دفعہ علو مقامات و کرامات و معجزات دیکھ کر جرأت نہ ہوئی کہ علانیہ قتل پر اقدام کرے۔ لاجرم خفیہ زہر مدینہ بھیجکر آنحضرت کو شہید کیا۔ محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ علماء امامیہ نے روایت کی ہے۔ کہ انگور زہر آلود باشارۂ منصور اسجناب کو کھلائے گئے وہ باعث شہادت ہوئے۔ منقول ہے کہ منصور جب تمام حیلے و تدبیرات اس برگزیدہ کائنات کی عمل مین لاچکا تو اُسنے چند جاہل اکھڑ عجمی کہ اپنی بیگانے مین تمیز نکرین اور مطلقاً قتل امام مین انہین باک نہ ہو مقرر کئے۔ اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر میرے اس دشمن کو مار کر میرے دل کو درد و غم سے خلاص کرو گے۔ تو انعام و اکرام سے تم کو مالا مال کر دونگا۔ مگر نتیجہ برعکس نکلا اتفاق سے وہ عجمی سب کے سب مومن و شیعہ تھے۔ آپ کو دیکھا تو ہتھیار ہاتھون سے پھینک کر قدمون مین گر گئے۔ کہ یہ تو ہمارے امام و پیشوا ہین کہ ہمیشہ اپنی زیارت

سے ہم کو شرفیاب کرتے اور پدر مہربان کی طرح ہمارے کاروبار کی اصلاح فرماتے
ہیں۔ منصور یہ دیکھ کر ڈر گیا اور اسی رات جہان سے بلایا تھا۔ اُن کو وہین بھیجدیا
بعد ازان زہر ہلاہل بھجوا کر حضرتؑ کو قتل کرایا۔
نقل ہے کہ ہنگام وفات اس مجمع حسنات کا نزدیک پہونچا تو اپنے اعزہ واقربا
کو اپنی پاس جمع کر کے باب پند ونصایح اُن پر کھولا۔ ازانجملہ نماز کی بہت تاکید
کی تھی کہ فرمایا ہماری شفاعت اس شخص کو نہین پہونچیگی۔ جو نماز کو ہلکا وخفیف
جانیگا۔ نیز صلۂ رحم ودیگر خصائل حسنہ کی تاکید اکید کی اور ہر ایک کو اُسنے اپنی
انعام وافضال سے بہرہ ور فرمایا امام موسےٰ کاظم فرماتے ہین کہ مین نے پانچ
پارچون مین اپنے باپ کو کفن کیا۔ دو چادر مصری جن مین وہ حضرت احرام باندھتے
تھے۔ ممکن ہے کہ یہ وہی دو چادرین ہون کہ سبد انگور کے ساتھ کوہ ابوقبیس
پر حضرتؑ کو بہشت سے آئی تھین۔ چنانچہ انکا قصہ باب المعجزات مین بروایت
فریقین سُنّی وشیعہ گزرا۔ اور ایک پیرہن جو کہ آپ کے پہننے کا تھا۔ اور ایک عمامہ
جو حضرت زین العابدینؑ سے آپ کو پہونچا تھا۔ اور ایک بُرد یمنی جو مین نے
چالیس دینار کو خریدی تھی۔ اور اسوقت وہ چارسے کا مال تھا۔ غرض غسل و
کفن کے بعد نماز پڑھ کر جنازہ گورستان بقیع مین لے گئے۔ اور پہلوئے پدر بزرگوار
انکے مین اس امام ابرار کو دفن کیا۔ آجکل ایک حجرۂ کلان وگنبد اُس جگہ پہ ہے
اسکے اندر سوائے عباس بن عبد المطلب عمِ محترم رسول اللہؐ کے چار امام معصوم

مدفون ہین۔ جناب حسنؑ مجتبےٰ و سید سجادؑ و امام باقرؑ و حضرت جعفرؑ بقولے جناب
سیدہ بھی اسی جگہ دفن ہین مُروج الذہب مین ہے۔ کہ وسن سال خلافت منصور
سے گزرے تھے۔ کہ حضرت صادقؑ نے رحمت خدا کیطرف انتقال کیا اور بقیع
مین اپنے جدّ بزرگوار و پدر نامدار کے پہلو مین دفن ہوئے۔ اس مقام پر ایک قطعۂ
رُخام پر یہ عبارت کندہ موجود ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدُ للہِ مبید الامم ومحیی الرمم هذا قبر فاطمةؑ بنت رسول اللہؐ سیدة نساء العالمین
وقبر الحسنؑ بن علیؑ ابن ابیطالب وعلیؑ بن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ وجعفر
بن محمدؑ رضی اللہ عنہم لیکن یہ قول اہل تحقیق کے نزدیک ضعیف ہے
صحیح یہی ہے کہ جناب سیدہ قریب روضۂ منورہ رسولؐ خدا اپنے حجرۂ طاہرہ مین دفن
ہین۔ اور یہان جناب فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ ہین۔ فاطمہ کے نام سے راوی
کو وہم ہوا اور فاطمہ بنت رسولؐ اللہ روایت کیا۔ چنانچہ یہ امر تاریخ امیر المومنینؑ مین مفصّل
گزرا بہرکیف یہ اسی بقیعۂ مبارکہ کا حصہ ہے۔ کہ چار معصوم یہان مدفون ہین اور کسی جگہ
کو یہ فخر حاصل نہین پس جس قدر تعظیم اس مقدس مقام کی کیجائے بجا ہے۔ جناب
صادقؑ فرماتے ہین کہ جو میری قبر کی زیارت کرے۔ حق تعالیٰ اسکے گزشتہ و آئندہ
گناہ بخشیگا۔ اور وہ فقیر و محتاج پریشان حال نہ ہوگا +

روایت ہے کہ جناب موسےٰ کاظمؑ نے حکم کیا تھا۔ کہ جس حجرہ مین اُس جنابؑ نے
رحلت فرمائی چالیس روز تک شب کو چراغ روشن رکھین۔ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ

نے ابو ایوب جوزی سے نقل کیا ہے۔ کہ اُسنے کہا۔ منصور نے ایکبار آدمی بھیجکر مجھکو رات کیوقت طلب کیا گیا تو دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ اور وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ایک خط پڑھ رہا ہے۔ مین نے سلام کیا تو خط کو میری طرف پھینکا۔ اور رو کر کہنے لگا کہ یہ نامہ محمد بن سلیمان والی مدینہ کا ہے۔ جعفر بن محمدؑ کی وفات کی خبر لکھی ہے پھر تین مرتبہ استرجاع ( اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ) کیا اور کہا جعفرؑ کی مثل کہان کوئی پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہکر اس خط کا جواب ابن سلیمان کو لکھوایا کہ اگر کسی کو انہون نے اپنا وصی کیا ہے۔ تو اسے قتل کرے۔ مگر حضرتؑ نے تین شخصون کو وصیت ظاہری مین موسے کاظمؑ کے ساتھ شریک کیا تھا۔ کہ ازانجملہ ایک خود منصور تھا۔ اسلئے وہ حضرتؑ اسکے شر سے محفوظ رہے +

## ازواج

بعض کتابون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو بیبیان تھین سوائے کنیزون کے۔ مگر اسوقت جو کتب و تراجم ہمارے سامنے موجود ہین اُنسے صرف ایک بی بی کا اسقدر حال معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ فاطمہ نام بیٹی[1] حسین اصغرؓ پسر امام ہمام زین العابدینؑ

---

[1] کشف الغمہ مین ہے۔ کہ وہ دختر حسین اثرم ( جسکے آگے کے دانت گر گئی ہون ) بن حسنؑ بن علی ابن ابیطالب کی تھین۔ لیکن حسین اثرم کی دختر ہون یا حسین اصغر کی حسینی سیدانی ہون یا حسنی۔ اس مین شبہ نہین۔ کہ وہ بہت غیور اور تندمزاج بی بی تھین۔ بحار مین ایک روایت نقل ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو مطلقاً گوارا نہ تھا کہ انکے عالی رتبہ شوہر کسی دوسری عورت سے علاقہ رکھین سوائے حمیدہ خاتون والدۂ امام موسے کاظمؑ کہ حضرت امام محمد باقرؑ کی عطا کردہ اور شرف خاص سے اختصاص رکھتی تھین۔ کسی اور کنیز کو سن پاتین کہ شرف مقاربت اسجناب سے مشرف ہوئی ہے۔ تو بُری طرح پیش آتی تھین۔ اور عموماً عورات کا یہی حال

علیہ السلام کی تھین اور اسمعیل بن جعفرؑ اور اُنکے بھائی بہن اُنسے وجود مین
آئے۔ دوسری خاتون کا کچھ پتہ نہین چلتا کہ وہ کون اور کس خاندان کی تھین ظاہرا
اگر کوئی تھین تو لا ولد ہین کیونکہ ابن شہر آشوب وغیرہ باقی اولاد انحضرت کو کنیزون
سے تبلاتے ہین اور کنیزون سے بھی کسی کا سوائے حمیدہ بربریہ کے کہ معروف
بہ حمیدۂ مُصفّاۃ والدۂ ماجدہ امام موسیٰ کاظم تھین کسی کا حال نہین کُھلتا کہ کسقدر
تھین۔ اور کیا کیا انکے نام تھے۔ حمیدہ خاتون کو جناب امام محمدؑ باقر نے ستر دینار
کو بالکرہ خرید کر اپنی لخت جگر امام جعفرؑ کو عنایت کیا تھا چنانچہ انحضرتؑ نے فرمایا۔ کہ
حمیدہ پاک و پاکیزہ تھی ہر چرک وعیب سے مانند زر خالص کو ہمیشہ ملائکہ امر حق تعالےٰ
اسکی حفاظت کرتے تھے کہ بیگانے کا ہاتھ اُس تک نہ پہونچے یہانتک کہ ہمارے
پاس پہونچی بسبب ہماری کرامت کے اور کرامت اس مولود مسعود کی کہ اُسکے
شکم سے پیدا ہوا۔

## اولاد

موافق مشہور وہ ہین سات بیٹے اور تین بیٹیان۔ بدین تفصیل اوّل اسمٰعیل امین
دوم عبداللہ سوم اُمّ فروہ ہم نام اپنے جدّۂ ماجدہ کے یہ تینون ایک مان یعنی
فاطمہ بنت حسین اصغر کے شکم سے چہارم موسےٰ کاظمؑ پنجم اسحاق ششم محمدؑ دیبہ

---

ہوتا ہے۔ کہ اپنی سوا دوسری عورت کو شوہر کے پاس دیکھ نہین سکتی الا ما شاء اللہ ۱۲ منہ عفی عنہ

لہ بعض علما نے حمیدہ بروزن فعیلہ کو بضم اوّل وفتح ثانی حمیدہ ضبط کیا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

ایک ماں حمیدہ خاتون کے بطن سے ساتوین عبّاس اٹھوین علیؔ نوین اسماء دسوین فاطمہ صغرےٰ۔ یہ مختلف ماؤن کے بقول ابن شہر آشوب تمام اُمّ ولد کنیز تھین۔

## اسمٰعیل

سب سے بڑے صاحبزادے نہایت ذہین ذکی ہوشیار مشہور دیار وامصار تھے۔ لاجرم آپ کو بھی انکے ساتھ کمال الفت تھی اور نہایت شفقت فرماتے تھے۔ اسی لئے لوگون کا یہ خیال تھا کہ آپ کے بعد وہی امام ہونگے۔ مگر حضرت نے اس شبہ کو یہ کہکر دفع فرمایا۔ کہ امامت مخصوص امام موسےٰ کاظمؑ سے ہے۔ جناب اسمٰعیل کے حال مین ایک عجیب حکایت یہ لکھی ہے۔ کہ انکو ایک روز بخار چڑھا۔ حضرت ابو عبد اللہ کو خبر ہوئی تو معتب غلام کو فرمایا دریافت کرو کہ آج کوئی عمل نکو ہیدہ تو اُنسے سرزد نہین ہوا۔ معتب کو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ صبح کو ایک کنیز کو انھون نے کسی کام پر غصہ ہوکر مارا تھا۔ وہ زمین پر اوندھے موہنہ گرے اور چوٹ کھائی حضرتؑ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ہماری اولاد سے دنیا مین اُسی وقت بدلا لے لیا جاتا ہے۔ انکا عذاب آخرت پر نہین چھوڑتا۔ پس اس کنیز کو کچھ دیکر راضی کیا۔ اور معافی چاہی اُسنے معاف کردیا فرمایا اب دیکھو میرے فرزند کا کیا حال ہے دیکھا تو تپ مفارقت کر گئی تھی۔ اسمٰعیل نے اپنے باپ کی حیات مین کوئی بیس سال آپ سے پہلے قضا کی۔ انکا انتقال مدینہ سے باہر چار میل کے فاصلے پر مقام عُریض مین کہ مشہور چراگاہ ہے واقع ہوا۔ چنانچہ وہان سے جنازہ آدمیون کے

شانون پر شہر مین آیا۔ حضرت کو اس جوانا مرگ بیٹے کے مرنے سے عظیم صدمہ
ہوا کہ جنت البقیع تک برہنہ پا بلا ردا انکے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے
اور راہ مین باربار تابوت کو کندھا دیتے تھے اور کبھی کبھی نیچے اتروا کر مونہہ کھولتے
خود بھی دیکھتے اور اورون کو بھی دکھاتے اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ کسی کو
اُنکے مرنے مین شک و شبہہ باقی نہ رہے لاجرم امامت کا خیال بھی رفع ہوجائے
تاہم ایک فرقہ اُنکی زندگی کا قائل اور اُنکی امامت کا معتقد رہا۔ اور بعض اُنسے
جو وفات کے قائل ہوئے۔ اُنکے بیٹے محمد بن اسمٰعیل اور اُنکی اولاد مین سلسلۂ
امامت کو جاری جانتے ہین اوّل فرقہ اُنھی دنون مین منقرض ہو گیا تھا۔ مگر دوسرا
باقی ہے اور بنام اسمعیلیہ موسوم اور ہندوستان مین اطراف بمبئی وغیرہ مین موجود ہے
بالجملہ حضرت نے کفن اسمٰعیل پر لکھا اسمعیل یشھد ان لا اِلٰہ الا اللّٰہ تا آخر
کلمہ شہادتین۔ اور قبر مین اُتارنے لگے تو اوّل خود اُس مین اترے اور روبقبلہ اندر
لیٹ گئے پھر اُنکو اُتارا اور فرمایا ھکذا صنع رسول اللّٰہ یا بنہٖ ابراہیم یہی عمل
کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اپنے فرزند ابراہیم کے دفن کے وقت۔ روایت ہے کہ
آپ ہمیشہ دو رکعت نماز اسمٰعیل کے لئے پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت مین بعد الحمد
انّا انزلناہ دوسری مین انا اعطیناک اور ایک شخص کو اپنی شیعون سے کچھ درہم
عطا کئے کہ بعوض اُنکے اسمعیل کیطرف سے حج کرے۔ نیز فرمایا کہ دسوان حصہ
ثواب حج کا بوجہ اِن درہم کے اسمعیل کو ملیگا اور نو حصے اسکی مشقت و تکلیف مین

تجھے ملینگے۔ عبد اللہ جناب اسماعیل

کے بعد جملہ اولاد سے بزرگتر تھے۔ الّا باپ کے نزدیک زیادہ عزت نہ رکھتے تھے
بلکہ عقائد دینیہ مین آنحضرت کے خلاف تھے۔ بیشتر اختلاط اُنکا فرقہ حشویہ سے تھا
اور طائفہ مرجیہ کیطرف میلان خاطر رکھتے تھے۔ نیز اُنہون نے حضرت صادقؑ کے
بعد ناواجب دعوے امامت کا بدین حجت اُٹھایا کہ مین اکبر اولاد آنجناب ہون
اور نجانا کہ یہ دولت چھوٹے بڑے پر موقوف نہین جسکے نام پر ازل سے لکھی گئی وہ
ہی امام ہوسکتا ہے۔ مگر زمانے کے بھی عجب ٹھیرا چال ہے۔ کچھ لوگ اُن کے
بھی پیرو ہوگئے لیکن بہت جلد امامت حقہ کیطرف رجوع لائے۔ جو قدرے قلیل
اس جہالت پر باقی رہے۔ وہ فطحیہ کہلائے۔ کیونکہ عبد اللہ مذکور افطح یعنی فراخ
مابین الرجلین چھدرے پاؤن والے یا بزرگ سر تھے۔ یا عبد اللہ بن افطح نام ایک
شخص اُن کی طرف سے دعوت خلائق پر مامور تھا۔ کما افادہٗ المفیدُ فی الارشاد
مگر جلاء العیون مین افطح کے معنے فیل پا کے لکھے ہین۔ عبد اللہ کی امامت کا شاید
اس لئے بھی لوگون کو شبہہ ہوا ہو کہ حضرت صادقؑ نے منصور کے ڈر سے وصیت
مین امام موسےٰؑ کے ساتھ چار شخصون کو شریک گردانا تھا۔ ایک خود منصور دوم
محمد بن سلیمان والی مدینہ سوم عبد اللہ مذکور چہارم حمیدہ خاتون۔ اُسکا یہ فائدہ ہوا
کہ منصور جو قتل وصی پر تلا ہوا تھا۔ جب اُسنے یہ سُنا تو اپنے ارادۂ فاسدہ سے باز رہا
مگر سمجھنے والے اسی وصیت سے پا گئے تھے۔ کہ حق امام موسےٰؑ کیطرف ہے

کیونکہ جب ایک نامرضی الاخلاق فاسد العقیدہ شخص کو ایسے بزرگوار کے ساتھ شریک وصیت فرمایا تو اس سے صاف مفہوم ہُوا کہ وہ صرف توطیہ وتمہید ہے شر اعدا سے محفوظ رہنے کے لئے۔ روایت ہے کہ ابوحمزہ ثمالی کہ اکابر موالی و بزرگان اصحاب ائمہ عالی جناب سے تھے۔ اور مدینہ سے فاصلہ پر کسی قریہ مین مسکن گزین تھے۔ انکو خبر وفات امام زبانی ایک عرب کی پہونچی۔ تو اپنا سر پیٹ لیا اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا پوچھا اے عرب ہمارا پیشوا وامام اُس جناب کے بعد کون ہوا۔ اُسنے کہا یہ تو معلوم نہین۔ اِلّا اسجناب نے منصور دوانیقی اور عبداللہ افطح اپنے بڑے بیٹے اور چھوٹے صاحبزادے موسےٰ کاظمؑ کو وصیت کی ہے۔ ابوحمزہ کچھ سوچکر بولے خدا کا شکر ہے۔ کہ حق ہم پر آشکار ہو گیا۔ کہا کیونکر اُنھون نے کہا کہ ظاہر ہے۔ کہ منصور کا ذکر براہ تقیہ ہے۔ تاکہ وہ مردود کچھ ایذا نہ دے۔ اور عبداللہ فیل پا عیب دار ہے۔ یہ عیب نہوتا تب بھی وہ دین مین ناقص اور احکام شرع سے ناواقف ہے۔ وہ امام نہین ہو سکتا تھا پس اس کا اور منصور کا ذکر مصلحتہً ہے۔ اور مقصود امام موسےٰ کاظمؑ ہین جو بہر کیف اِس منصب کے مستحق اور شایان ہین۔ بالجملہ فضلاے شیعہ نے بہت جلد عبداللہ مذکور کا امتحان کر کے اُنکو سر مجمع بند اور لاجواب کر دیا اور اُنکے دعوے کا ذبہ کا بطلان سب پر ظاہر فرمایا۔ ابوجعفر احول معروف بمومن الطاق نے اُنکے معتقدون کی ایک جماعت کے سامنے عبداللہ سے پوچھا کہ وجوب زکوٰۃ کی کیا شرح ہے۔ انھون نے

کہا۔ دو سو درہم مین پانچ درہم۔ مومن نے کہا اور سو درہم مین کتنی کہا اڑھائی درہم
یہ جواب بالکل غلط تھا کیونکہ اقل نصاب وجوب زکوٰۃ دو سو درہم ہین۔ سو درہم
پر کچھ بھی نہین ہوتا۔ مومن الطاق نے کہا مرجیون کا تو یہ قول نہین عبد اللہ نے
گھبرا کر رفع تہمت کے ارادے سے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھلئے۔ اور کہا خدا کی
قسم مجھے معلوم نہین۔ کہ مرجیہ اس مقدمے مین کیا کہتے ہین۔ علے ہذا اورون نے
طلاق وغیرہ کے مسائل پوچھے ایسے ہی نامربوط جواب پائے۔ اس سے بجز
بہت قلیل جماعت کے تمام اُنسے پھر گئے تہو مروی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ نے
امام موسٰے سے کہا تھا۔ اے فرزند عبد اللہ تمہارا بھائی ہے۔ یہ میرے بعد بدروغ
دعوائے امامت کریگا۔ تم اسکے ساتھ نزاع و تکرار نکرنا۔ کیونکہ وہ دنیا مین بہت
مدت نہین رہیگا۔ سب سے پہلے میری اہل بیت سے جو مجھسے ملحق ہوگا وہ ہوگا
لاجرم عبد اللہ حضرت کے بعد کُل ستر روز زندہ رہے۔ امام موسٰے کاظمؑ نے
اُنسے تعرض نکیا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج عالم مین کروڑون انحضرتؑ کی امامت کے
قائل ہین۔ عبد اللہ کی امامت اُنکے ساتھ ہی رخصت ہو گئی۔ اب کوئی سیدھی
طرح ان کا نام بھی نہین جانتا۔

## اسحاق بن جعفرؑ

معروف با سحاق مؤتمن متقی پرہیزگار صاحب فضل وصلاح وعلم واجتہاد تھے
امام موسٰے کاظمؑ کے برادر اعیانی (ایک ماں باپ سے) شکل وصورت مین

حضرت رسولخدا سے ملتے تھے۔ ابن کاسب (وبقول صاحب روضۃ الشہدا سفیان
بن عیینہ) جب اُنسے کوئی حدیث نقل کرتا تو یون کہتا حدثنی الثقۃ الرضی اسحاق
بن جعفر کہ روایت کیا ہے مجھسے اسکو ثقہ وسند پسندیدہ سید اسحاق بن جعفرؑ نے
ارشاد مین ہے کہ اسحاق مجمع محاسن اخلاق اپنے برادر مکرم حضرت موسےٰ کاظمؑ کے
امامت کے قائل اور اپنے پدر بزرگوار سے اس امام ابرار کی امامت پر نص صریح
روایت کرتے تھے شبلنجی مصری نورالابصار مین لکھتے ہین کہ بی بی نفیسہ بنت حسن انور
بن زید ابلج[1] بن حسنؑ مجتبےٰ اسحاق مذکور کے عقد نکاح مین تھی یہ بی بی کہ صاحب مقامات
وکرامات عالیہ مشہور گزری ہین مصر مین مدفون ہین اور اہل مصر اب تک انکا اعتقاد رکھتے
اور اُنکے روضۂ منورہ سے برکت حاصل کرتے ہین۔ پھر مقریزی سے نقل کیا ہے
کہ قبر سیدہ نفیسہ اُن مقامات سے ہے جو اجابت دعا کے لئے مخصوص ہین مصریون
پر جب کوئی آفت نازل ہوئی یا افلاس وتنگدستی نے اُنہین ستایا۔ اسجگہ جاکر دعا کی
مستجاب ہوئی۔ نیز لکھا ہے کہ اسحاق کی بی بی نفیسہ کے سوا اور ازواج سے مصر مین
اولاد موجود ہے +

## محمد بن جعفرؑ مامون[2]

نہایت حُسن وجمال سے انکو محمد دیباج کہتے تھے۔ از بس عابد سخی وشجاع تھے۔ ایکروز

[1] ابلج روشن ونورانی چہرہ والا کیونکہ بلج کے معنے اشراق نور وضیا کے ہین یا وہ شخص جسکی ابرو باہم پیوستہ نہون کذا فی مجمع البحرین
[2] فرزندان جناب صادقؑ اعنی اسمعیل۔ اسحاق محمد کے القاب علے الترتیب امین۔ موتمن۔ مامون تھے انکو دیکھکر ہارون رشید نے بھی اپنی تین بیٹون محمد۔ عبداللہ۔ قاسم کے یہی لقب مقرر کئے یعنی محمد کا امین عبداللہ کا مامون قاسم کا لقب موتمن مقرر فرمایا ۱۲ منہ عفی عنہ +

روزہ رکھتے ایکدن افطار فرماتے۔ اُنکی زوجہ خدیجہ بنت عبداللہ بن الحسن المثنیٰ کہتی
ہین کہ کبھی نیا کپڑا پہن کر باہر نہین گئے۔ الّا اسکو خیرات فرمایا ہر روز ایک بکرا اپنے مہمانون
کیواسطے ذبح کرتے اور اُسکا گوشت اُنپر بذل فرماتے تھے۔ چونکہ خروج بالسیف مین
زید شہید کی رای پر تھے ۱۹۱ھ مین بعہد مامون مکہ مین زیدیہ جارودیہ کی امداد سے خروج
کیا۔ عیسیٰ جلودی نے بحکم مامون اُن پر چڑھائی کی۔ اور مکہ پہونچکر اُنکی جمعیت کو متفرق
کیا اور محمد کو دستگیر کرکے مامون کے پاس بھیجدیا مامون کمال تعظیم و تکریم سے پیش آیا
اور اپنے پاس بیٹھنے کو جگہ دی اور بہت سا مال بطور جائزہ مرحمت کیا۔ اُسوقت سے
مامون کے پاس خراسان مین رہتے رہے۔ جب نکلتے تو اپنی بنی اعمام کے ساتھ
بڑے کرّوفرّ سے نکلتے مامون اُن سے وہ باتین برداشت کرتا جو کوئی بادشاہ اپنی رعایا
سے برداشت نہین کرسکتا۔ کہتے ہین۔ کہ ایکبار اسکو ان طالبین کا جنھون نے ۲۰۰ھ
مین اِس پر خروج کیا اور پھر گرفتار ہوکر اسکی امان مین داخل ہوئے۔ محمد مذکور کے ساتھ
رہنا ناگوار ہوا پس حکم شاہی برآمد ہوا۔ کہ آئندہ یہ لوگ محمد کے ساتھ نہ نکلا کرین چاہین
تو عبداللہ بن الحسین نواسۂ امام زین العابدینؑ کے ساتھ رہین۔ مگر انھون نے سوائے
محمد کے کسی دوسرے کے ساتھ سوار ہونیسے انکار کیا۔ اور اپنے گھرون مین بیٹھ
رہے۔ مامون نے اپنا حکم واپس لیا۔ اور وہ بدستور محمد کے ساتھ دربار مامون مین
آتے اور اُنکے ساتھ ہی لوٹ جاتے۔ ایکبار فضل[له] بن سہل ذی الریاستین کے غلامون

[له] ابو العباس فضل بن سہل معروف بذی الریاستین مامون رشید کا وزیر باتدبیر و معتمد علیہ و مشیر تھا۔ ذی الریاستین

نے محمد کے غلامون پر زیادتی کی۔ دونو فریق بازار مین ہیزم خرید رہے تھے۔ کہ تکرار ہوکر لاٹھی چل گئی۔ محمد کو یہ حال معلوم ہوا تو ایک چادر اوپر تھی اور دوسری بجائے لنگ کے کمر سے بندھی ہوئی تھی علیٰ ہذا ایک چھڑی ہاتھ مین تھی۔ اِسی صورت سے باہر نکل آئے۔ اور کہتے تھے۔ اَلموتُ خیرٌ مِن عیشٍ بذلٍ ذلت کی زندگی سے تو مرجانا بہتر ہے۔ اور بہت لوگ اُنکی ہمراہ ہوگئے۔ بازار مین پہونچکر اول ذی الریاستین[1] کے غلامون کو پٹوایا پھر لکڑیان جو انہون نے چھینی تھین واپس لین۔ مامون نے یہ سنا تو ذی الریاستین کو حکم دیا کہ محمد کے پاس جاکر عذر خواہ ہو اور اپنے غلامون کو اُسجناب کے حوالے کرے کہ وہ جو کچھ چاہین اُنکے مقدمے مین حکم کرین۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مین اُسوقت محمد کیخدمت مین حاضر تھا۔ فضل آیا تو آپنے اسکا آنا سُنکر پہلے سے فرش اُٹھوا دیا۔ صرف ایک مختصر سی مسند جس پر خود بیٹھے تھے رہنی دی۔ اندر آیا تو اُسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اور عذر خواہی کے ساتھ اپنے غلامون کو اُنکے حوالے کرگیا۔ آخر محمد نے خراسان مین رحلت کی تو مامون پاپیادہ اُنکے جنازے کے ساتھ گیا۔ اور قبر کے نزدیک پہونچکر نماز پڑھائی۔ پھر خود قبر مین اُترا اور لاش کو اپنے ہاتھ سے اندر اُتارا اور کھڑا رہا جب تک کہ دفن سے فراغت ہوئی

---

۱ سلیئے اسکو کہتے ہین۔ کہ سرداری فوج کے سوا وزارت و مدار المہامی کے عہدے کا بھی متکفل تھا۔ اس قصے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مامون محمد دیباج سے خائف تھا کہ اپنے ایسے بڑے جلیل القدر عہدہ دار کو اُنسے معافی چاہنے پر مجبور کیا۔ تاریخ ابن خلکان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فضل مذکور شیعہ مذہب تھا۔ دوسو دو یا دوسو تین ۲۰۲ ۲۰۳ ہجری مین اڑتالیس سال کی عمر مین حمام کے اندر قتل کیا گیا ۱۲ منہ عفی عنہ

عبداللہ بن الحسینؑ نے کہا آج امیرالمومنین نے بہت زحمت اٹھائی۔ کہا مین نے وہ رحم وصل کیا جو دو سو برس سے قطع ہوا پڑا تھا۔ اور پچیس ۲۵ ہزار دینار زر سرخ کا قرضہ جو محمدؐ کے ذمے تھا۔ مامون نے اپنے پاس سے چکا دیا +

## علیؑ بن جعفرؑ

معروف بعلی عُریضی[۵] مکنّی بابی الحسن راویان اخبار و ناقلان آثار ائمہ اطہارؑ سے بڑے پائے کے شخص تھے۔ مذہب کے پکے بات کے سچے۔ متقی پرہیزگار صاحب فضائل و محاسن خصائل۔ چونکہ کم سنی مین والد والاقدر کی فیض صحبت سے محروم ہو گئے تھے۔ لہذا ہمیشہ اپنے برادر مکرم جناب موسےٰ کاظمؑ کی خدمت مین رہکر اخذ علوم و کسب فیوض کرتے رہے۔ زان بعد جناب امام رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ کی خدمت سے ادراک سعادت کیا۔ علماء شیعہ نے بہت سے اخبار و احادیث اُنسے نقل کیے ہین اور جو چار سے کتابین اصول مذہب شیعہ کی اُس عہد مین لکھی گئین۔ اُنسے ایک آپ کی بھی تصنیف ہے۔ منقول ہے کہ علیؑ عُریضی امام محمد تقی علیہ السلام کی عہد امامت مین اُنکی ویسی ہی تعظیم کرتے تھے جیسی کہ ہر ایک کو امامؑ کی لازم ہو حال آنکہ وہ جنابؑ بمنزلۂ اُنکے پوتے کے تھے۔ ایکبار مسجد رسول اللہ مین تھے۔ کہ محمد تقیؑ تشریف لائے۔ علیؑ نے ننگے پاؤن ننگے سر دوڑ کر اُنکا استقبال کیا۔ اور

---

[۵] علی عُریضی منسوب بعُریض کہ ایک قریہ ہے چار میل پر مدینہ سے وہان انہون نے سکونت اختیار کی تھی اور ان کی اولاد کو بھی عُریضیون کہتے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ +

دست بوسی کو جھکے۔ امام تقیؑ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اے عمو۔ عرض کی ہین کسطرح بیٹھون
جبکہ آپ کھڑے ہین۔ حضرتؑ وہان سے تشریف لیگئے۔ تو لوگ اُنکو ملامت کرنے
لگے کہ تم اس جوان کے باپ کے چچا ہوتے ہو۔ پھر اسطرح پر اُسکی تعظیم بجالاتے ہو
کہا خاموش رہو اور اپنی ریش مبارک ہاتھ مین لیکر کہا کہ اگر حق تعالی اس ڈاڑھی کو
لائق امامت نجانے اور اس لڑکے کو اُسکی قابل سمجھے تو مین کیونکر اسکا ادب نکرون
پناہ بخدا تم کیا کہتے ہو مین تو انکا غلام ہون علی ہذا ایک اور موقعہ پر اُنکو ٹوکا کہ تمہارا
یہ سن اور یہ شخصیت کہ بیٹے ہو جناب جعفر صادق کے۔ اور اس لڑکے کا اسقدر
ادب کرتے ہو۔ کہا تم کیا شیطانون کی سی باتین کرتے ہو حق تعالے نے اُسے امام
کیا۔ مجھکو اُس رتبہ کی لائق نہین جانا۔ پھر اُس مین کیا کسی کا دعوے ہے۔ ایضاً
ایک مرتبہ انحضرتؑ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ ایک اعرابی نے پوچھا یہ کون ہین
کہا وصی رسولخدا۔ اعرابی نے کہا سبحان اللہ رسولؐ اللہ کی وفات کو دو سو برس
ہوئے یہ لڑکا انکا کیونکر وصی ہوسکتا ہے۔ کہا یہ اپنے باپ علی بن موسے الرضاؑ
کے وصی ہین اور وہ اپنے باپ موسے کاظمؑ کے اور وہ جعفر صادق کے اور امام
جعفرؑ وصی محمد باقرؑ اور وہ وصی زین العابدینؑ کے اور زین العابدینؑ وصی اپنے
باپ حُسینؑ الشہید کے اور حُسینؑ وصی حسنؑ مجتبےٰ اور وہ وصی علیؑ مرتضیٰ اور وہ
وصی و نائب رسولخدا کے ہین۔ پس حجام آیا کہ فصد کرے۔ انحضرتؑ کی علیؑ نے
کہا اے سید و آقا میرے اُسکو امر کرو کہ پہلے میری رگ قطع کرے۔ تاکہ حدت آہن

کی پہلے مجھے پہونچے - پھر حضرتؑ نے قصد اُٹھنے کا کیا تو علی نے نعلین مبارک اٹھا کر آگے رکھین - رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ **عباس بن جعفرؑ** انکی نسبت شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد مین صرف اسقدر ارشاد کرتے ہین کہ عالم جلیل وفاضن بتیل تھے + **موسیٰ کاظمؑ** + خلاصۂ خاندان جعفری وسلالۂ دودمان نبی ووصی - آپ کی مدح گری وثنا گستری کب کسی سے ہوسکتی ہے - ائمۂ دوازدہ گانہ سے آپ ساتوین امام ہین - اور باقی پانچ امام آپ کی اولاد امجاد سے ہین جمہور شیعہ نے اعلیٰ فضائل وکمالات وشرائف معجزات اس سرچشمۂ کرامات سے مشاہدہ کر کے اُنکی امامت ووصایت پر اتفاق کیا ہے - آپ کی مناقب ومفاخر بسیط زمین مین مشرق سے مغرب تک پھیلے اور محاسن آثر کے دوست ودشمن کے دلون پر سکّے بیٹھے ہوئے ہین - علم - حلم - خلق مروت سخاوت عبادت - ورع - تقوے - ترک دنیا مجملاً جملہ صفات حمیدہ وخصائل پسندیدہ مین وحید عصر ویکتائے دہر تھے - جناب صادقؑ کی وفات کے دلون مین از بسکہ منصور مقہور نے بہت تجسّر وتشدد کر رکھا تھا مخبر وجاسوس مدینہ مین چھوٹے ہوئے تھے کہ دیکھو شیعہ کس پر مجتمع ہوتے ہین تاکہ اُسے پکڑ کر قتل کرے - لہذا وہ حضرت زیادہ تر بحالت تقیہ بسر کرتے تھے - اور اصحاب وراویان انحضرتؑ بھی شدت خوف سے نام مبارک انکا زبان سے نہین نکالتے تھے - صرف کُنیت پر اکتفا ہوتا یا کبھی لفظ فقیہ کبھی عبد صالح کبھی رجل سے آپ کو تعبیر کرتے تھے - یہ ہین پسران

ہفتگانہ[۱] جناب صادقؑ کے اور بعض نے جو چھ بیان کیئے ہین اُنسے کسی ایک کو کم کرتے ہونگے۔ **لیکن دختران**۔ اُمّ فروہ۔ اسماء۔ فاطمہ کا زیادہ حال دریافت نہین ہوا۔ اُمّ فروہ کی نسبت ابن شہر آشوب نے صرف اسقدر لکھا ہے۔ کہ حضرت نے اپنے چچا زاد بھائی سے جنھون نے زیدؓ شہید کے ساتھ خروج کیا عقد کر دیا تھا۔ مگر یہ کچھ نہین لکھا کہ وہ چچا زاد بھائی کون تھے۔ اور کیا اُن کا نام تھا۔ اور کشف الغمہ مین فاطمہ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ محمدؐ بن ابراہیم بن محمدؐ بن علی بن عبداللہ عباس کے ساتھ بیاہی گئی تھین۔ اور انھی کے یہان فوت ہوین۔ اور نورالابصار شبلنجی مین ایک دختر آپ کی عائشہ نام نہایت عابدہ عارفہ اور بتلائی ہے۔ ممکن ہے کہ بنات مذکورہ سے کسی ایک کا نام یا لقب عائشہ ہو۔ مگر آگے چلکر جو صاحب کتاب نے لکھا ہے۔ کہ یہ عائشہ ۱۴۵ھ مین فوت ہوئی اور مصر مین مدفون ہوین راقم حروف کے نزدیک بعید ہے کہ کوئی دختر آپ کی آپ کی حیات مین مصر مین جا کر مری اور وہین دفن ہوئی ہو واللہ اعلم۔ اور بحار مین ایک اور صاحبزادی کا مذکور ہے۔ کہ کم سنی مین وفات پائی۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اُس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ من بعد

---

[۱] عمدۃ الطالب مین ہے۔ کہ نسل آپ کی پانچ بیٹون موسےٰ کاظمؑ۔ اسمٰعیل۔ علی عریضی محمد المامون اسحاق سے جاری ہوئے اور کوئی بیٹیا ناصر نام انحضرت کا نہین تھا بیس اسفرائن ہراۃ خراسان مین جو لوگ سیادت کا دعویٰ کرتے ہین اور اپنے تئین ناصر بن جعفر صادق کی اولاد سے تبلاتے ہین وہ دروغ زن جھوٹے دعویٰ کرنیوالے ہین لوگ انکو پارسا سمجھتے ہین مگر اس دعوے مین یقیناً جھوٹے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ +

فرمایا کہ مین نے اہل مدینہ کے طعن کے خیال سے کہ کہینگے۔ کہ یہ اپنے مُردون
کو بے نماز دفن کردیتے ہین اُس پر نماز پڑھی ورنہ امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب
اتنی عمر کے بچون پر نماز نہین پڑھتے تھے۔ ھٰذا آخر ما اردنا ایرادہٗ فی
ھٰذہ الرسالۃ الشریفیہ والجامعۃ المنیفہ ۔کتب بیمناہ الداثرۃ
الوازرۃ مظہر حسن بن السید صادق الحسن الموسوی الاثنا عشری السہا
نفوری اُوتی کتابھا بیھا فی الاخرۃ وقد وقع الفراغ عنھا ضحوۃ یوم الثلثاء
خمسۃ بقین من الجمادی الثانیہ سنہ عشرین بعد الف وثلثمائۃ من الھجرۃ النبویۃ
علیہ وآلہ الاف التسلیم والتحیۃ والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ علی نبیہ باطناً وظاہراً

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از نکتہ سنج خرد پرور جناب منشی غلام علیخان صاحب سیر
ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع سیتاپور سلمہ اللہ تعالے +

اوستادی وسیدی سندی + میر مظہر حسن بحق ناطق + عالم و فاضل و فقیہ نبیہ
بفنون سیر زبس لائق + رقم بیش ازین صحیفہ خوب + در تواریخ مصحف ناطق
این کتابیست بے عدیل و نظیر + جامع بہمہ کتب فائق + فکر کردم برای تاریخش
گفت ہاتف کہ بشنو ای شائق + سال تالیف باشمار عدد + سیرت پاک جعفر صادق
۱۳۱۹ = ۱۲۴۱ + ۷۸

تمام شد

# صحت نامہ کتاب کشف الحقایق فی احوال جعفر الصادق

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تمہید | ۴ | لاقزالت | لاتزالت | ۱۵ | ۸ | ونزول الابرار | ونزل الابرار |
| " | " | افاضتة | افاضتہ | ۱۷ | ۹ | اور ناکرنیوالے | اور زناکرنیوالے |
| " | " | والاقمار | واقمار | ۲۱ | ۴ | والاظللن | وما اظللن |
| " | " | افادہتہ | افادتہ | ۲۲ | ۱۴ | اس امر کی | اس امت کی |
| " | ۱۴ | بترکیب | بترتیب | ۲۳ | ۱۱ | سیوخی | سیوطی |
| فہرست | ۳ | منبسط | مستنبط | " | ۱۲ | بخارس | بخاری |
| " | ۶ | مابویہ | بابویہ | ۲۵ | ۱۸ | اوررخالد | مادر خالد |
| " | ۱۷ | جلال العیون | جلاء العیون | ۱۰۱ | ۱۸ | اہلسنت کے کہ | اہلسنت کہ |
| " | ۱۹ | بہ المولی | بہ مولی | ۱۹۱ | ۱۲ | نہیں تھیں | نہیں |
| ۲ | ۱ | نورالدین | نوراللہ بن | ۲۰۶ | ۱۳ | وحردق | وحرق |
| " | ۳ | الراشبہ | الراتبہ | حاشیہ صفحہ ۲۶۳ | ۱ | نمبردار | نبرد آرا |
| " | ۱۵ | محمد قلی مجی | محمد قلی | ۳۲۶ | ۱۶ | لایت | ولایت |
| " | ۱۶ | الاظہار | الاطہار | ۳۳۴ | ۱۷ | چہ روز | چہ زور |
| " | ۱۸ | بابن اثیر | بابن اثیر | ۳۳۵ | ۷ | بہنا گئے | کہ بہنا گئے |
| " | ۲۲ | وابناء الزمان | وابناء ابناء الزمان | ۳۴۹ | ۱۴ | حلیل | احلیل (عضو تناسل) |
| ۳ | ۸ | ملاحسن واعظ | ملاحسین واعظ | ۳۶۱ | ۳ | مقامات | مقالات |
| " | ۱۶ | جلد اول | جد اول | ۳۶۷ | ۵ | اہل توحید | اہل توحید کے |
| " | ۲۱ | عنایت بغایت | عنایت بیغایت | " | ۱۵ | لکھالئے | لکھا جائے |
| " | ۲۲ | مظہرالحسن | مظہر حسن | ۵۱۲ | ۳ | ایزادہ | ایرادہ |
| ۴ | ۱۱ | آکراہم حنیف | آکراہم حنیف | حاشیہ صفحہ ۳ تمثیل | ۱۱ | پیدا ہوگیا | ہوگیا پیدا |
| ۵ | ۶ | آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم | آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ | " | ۱۲ | دلواتیگے | دیویتگے |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |

**قطعہ تاریخ طبع کتاب ہذا از نتائج طبع عالیجناب متعالی القاب آسمان سخن وری را درخشاں ہور جناب سید زاہد حسین صاحب متخلص بہ زاہد رئیس سہارنپور صانہ اللہ عن شر الدہور و کدر الشہور**

شدہ مطبوع باطرز دل آویز — کتابے تازہ مطبوع خلایق

بحال صادقِ آلِ محمدؐ — امام انس و جن بالحق ناطق

برائے دیدن این نسخہ نغز — دل ارباب دین بس بود شایق

خوشا مجموعۂ محمودہ کاو را — مضامین باحدیث آمد مطابق

مصنف کو بفضل علم و دانش — بود بر اہل عصر خویش فایق

چو اظہار حقایق داشت مقصود — نمودہ نام آں کشف الحقایق

زبس سعیش بود للہ خالص — برآمد لاجرم خوشتر ز سابق

عجب کارے کرد است لوحش اللہ — دہد او را جزائے خیر خالق

سنینش زاہدا از روی بشارت — بگفتم۔ دفتر حالات صادق

## قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از شاعر شیریں بیان جناب سید الفت علی صاحب سلمہٗ ولد سید صفدر علی صاحب مرحوم رئیس انبالہ متخلص بگویا سلمہ اللہ تعالیٰ

مولوی مظہر حسن صاحب — آپ کا دہر میں نہیں ثانی
عالم و کامل و فقیہ و نبیہ — رہبر دین و خضر ایمانی
طبع روشن سے آپ کے پائی — شمس اسلام نے نئی شانی
لکھیں تاریخ میں کئی جلدیں — حسن تحقیق سے بآسانی
اب لکھا حال حضرت صادق — صدق دل سے بلطف یزدانی
منکشف کر دئیے حقائق سب — چھوڑا کوئی نہ نکتہ پنہانی
رد کیا قول کو مخالف کے — باحادیث و آیۂ فرقانی
آپکے بدل و جد و کوشش سے — شیر سے جدا ہو گیا پانی
داد دلوائیگا پنجتن تم کو — روز محشر بحکم ربانی
سال تصنیف کے لئے گویا — تھی مری طبع کو پریشانی
ہاتف غیب کی صدا آئی — لکھی تاریخ کہا و لاثانی

## ولہ دیگر

جناب مولوی مظہر حسن واہ — تیری تحریر ہے مقبول اب سب
لکھی اب حضرت جعفر کی تاریخ — کرے تاریخ میں اعلیٰ و انسب
سراپا کہتا ہے سکہ پڑھ کے واللہ — جہاں میں ہے کتاب ایسی کوئی کب
محقق جو ہوا احوال لکھا — بالفاظ و عبارات و مہذب
سن تصنیف کی گویا کو تھی فکر — مشوش ہو رہا تھا دل میں بیحد جب
پکارا ہاتف غیبی کہ کہہ دو — کتاب بہت حق چھپ گئی اب

یہ کتاب خاص شیعہ مذہب کے لئے ہے۔ حضرات اہل سنت جماعت نہ خریدیں



المشتہر

غلام عباس